المقاصد السنیہ

WWW.NAQSHISLAM.COM

مصنف
مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل القادری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
مفتی محمد عبدالعلیم القادری عفی عنہ

المقاصد السنیہ

لتردید الوہابیہ

مصنف: مفتی اعظم مفتی شائستہ گل القادری۔ رحمۃ اللہ علیہ

مترجم مفتی محمد عبدالعلیم القادری عفی عنہ۔

امیر: مرکزی جماعت اہلسنت کراچی سٹی

WWW.NAFSEISLAM.COM

ناشر۔ مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی۔

مرکزی آفس۔

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی ۵۔ کراچی ۲۵

0333-8270485 - 0333-2108534

نام کتاب۔ اثبات الاغراض والمقاصد السنیۃ
لتردید الخرافات القبیحۃ الوہابیۃ

مصنف۔ مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل۔ رحمۃ اللہ علیہ

مترجم ۔۔۔۔۔ محمد عبد العلیم القادری

کمپوزنگ ۔۔۔۔ محمد عبد العلیم القادری

امیر: مرکزی جماعت اہلسنت کراچی سٹی

پروف ریڈنگ۔ محمد عبد العلیم القادری، مولانا مختار قادری، مولانا رحیم داد قادری،

مولانا عبد اللہ قادری، مولانا تصور حیات قادری، مولانا دوست محمد القادری

تاریخ طباعت۔ پیر ۲۶ ستمبر ۲۰۰۵

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہدیہ) ------

ناشر۔ مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی۔

دار العلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی ۲۵

0333-2108534 - 4603325

انتساب

میرے شفیق ومربی

قبلہ وکعبہ

ومرشدِ کریم

والدِ محترم

دامت برکاتھم العالیہ

شمس شریعت بدر طریقت

مفتی وشیخ الحدیث باباعبدالسبحان القادری

صاحب دامت برکاتھم العالیہ

گر قبول افتد زہے عز وشرف

الفقیر الی اللہ محمد عبدالعلیم القادری عفی عنہ

قبلہ وکعبہ حضرت علامہ مفتی پیر طریقت شمس شریعت زبدۃ العارفین استاذالانس و الجان والدِ محترم مفتی عبدالسبحان القادری دامت برکاتہم العالیہ ودام فیوضہ علینا وعلی کل المسلمین کی تحریر کردہ کتاب تیس سوالات اور انکے جوابات مطبوعہ سن 20 فروری 2000ء سے کچھ اقتباسات شامل کررہاہوں تحدیث نعمت کے طور پر۔ واما بنعمت ربک فحدث

کتاب۔۔تیس سوالات کے جوابات ۔سے چند اقتباسات۔

سائل ۔محمد اسحاق قادری مصطفوی۔ سیکٹر ۱۱۔جی نیو کراچی۔

سوال۔آپکے نامور خلفاء کتنے اور کون کون سے ہیں۔

جواب۔میرے نامور خلفاء کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں

(۳)برخوردارم علامہ عبدالعلیم قادری مفتی وشیخ الحدیث وناظم اعلی دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی کراچی۔

سوال۔خاندانی حالات بتائیں۔

جواب ۔چوتھا لڑکا میرالحاج محمد عبدالعلیم قادری ہے۔جسکا تذکرہ پہلے بھی ہوچکا ہے جواس وقت دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کا ناظم اعلی اور صدر مدرس وشیخ الحدیث بھی ہے۔

اورتذکرہ تحریک پاکستان نامی کتاب (تاریخ اشاعت ۔اپریل 2000ء بمطابق محرم الحرام 1421ھ) میں حضرت قبلہ باباجان دامت برکاتہم العالیہ صفحہ نمبر 21 پر تحریر فرماتے ہیں میاں محمد نواز شریف نے اسلام آباد میں پورے پاکستان سے علماء کرام ومشائخ عظام کو کنونشن میں شرکت کی دعوت دی۔مجھے اور میرے بیٹے مفتی عبدالعلیم قادری ناظم اعلی دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کو بھی کنونشن میں شرکت کی دعوت دی گئی۔فقیر عبدالسبحان القادری بقلم خود

مہتمم دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿جدِ اعلیٰ مفتی عمر دراز خاں القادری رحمت اللہ علیہ﴾

از نتیجہ فکر محمد عبدالعلیم القادری۔ منگل ۳۱ اگست ۲۰۰۴

بابائے اہلسنت حضرت عُمَرؒ دراز
معین حق معین دیں حضرت عُمَرُ دراز

محمد علیؒ مفتی مُرشدُ بھی طریقت کے
یہ علم کا منبع ہے تو خُلقِ عُمَرُ دراز

مفتیءِ سرحد ہیں مفتی شائستہ گلؒ
مفتی اِبنِ مفتی ہیں اِبنِ عُمَرُ دراز

مفتی عبدالسبحان ہیں ابنِ شائستہ گلؒ
مرشدِ اعلیٰ ہیں، ہیں دستگیرِ کل

بابا میرے والد ہیں لاریب ہیں مرشد
آفتابِ ولایت ہیں جد اعلی عُمَرُ دراز

مفتیوں کے باغ میں بہارِ سنت ہے شہا
اہلسنت ہو مبارک بہارِ سنت بے بہا

WWW.NAFSEISLAM.COM

یہ فیض ہے اس بیت کا اے سینوں تم پر عیاں
مفتیوں کا ہے گھرانہ اہلسنت بے گماں
مصطفیٰؐ کے نور سے روشن ہیں یہ چہرے تمام
مقتدا ہر جا ہیں یہ اہلسنت کے امام
عبدالعلیم عَبۡدٌ سَاجِدٌ اِلیٰ کَرِیۡم
مذنب ہوں معترف ہوں رَاجِعٌ اِلیٰ رَحِیۡم
حجراسود چوم کر ہاتھوں میں کعبے کا غلاف
چھایا رہے سایہ تیرا یا جدما عُمرِ دراز

الفقیر الی اللہ الغنی رخادم العلماء والمشائخ وخادم دین وملت

محمد عبدالعلیم القادری ابن الشیخ مفتی عبدالسبحان القادری ابن الشیخ مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل القادری ابن

الشیخ مفتی محمد علی القادری ابن صدرالعلماء

الشیخ مفتی بابا عمردراز خاں القادری رحمت اللہ علیہم اجمعین۔

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿ صدائے عبدِ علیم ﴾

منقبت مفتی اعظم سرحد حضرت مفتی شائستہ گل القادری رحمت اللہ علیہ ۔ بزبان فارسی

از نتیجہ فکر فقیر محمد عبدالعلیم القادری ۔ بروز ۳ / مارچ ۲۰۰۲

بوحنیفہ امام امت است ہم پیشواء کل
نور او ظاہر شدہ در صورت شائستہ گلؒ

غوث زماں عبدالغفور القادریؒ سراج کل
فیض او باھر شدہ در چہرۂ شائستہ گلؒ

جد ما اعلیٰ وارفع ہم وارث ختم الرسل
نام شما شائستہ گلؒ در وقوع شائستہ گل

الغرض از چشمۂ فیضان شاں سیراب شدم
کتب شما بحر درر در دست ما کامیاب شدم

صرف کردہ عمر در علم و عمل
قربان شوم از نام تو یا جد ما شائستہ گلؒ

مقصود مصطفیٰ ﷺ توئی مطلوب عبداللہؒ توئی
ظاہر توئی شائستہ گل باطن توئی شائستہ گلؒ

WWW.NAFSEISLAM.COM

سیف ربانی توئی محبوب جیلانیؒ توئی
در سیرت زہد و عمل کامل توئی کامل توئی

صورت شما انوار کل
یا جد ماشائستہ گلؒ یا جد ماشائستہ گلؒ

من فقیر عبدالعلیم شکرِ خدائے بے نیاز
کہ از نسل ایں پاکاں ہمہ پیدا شدم پیدا شدم

دعا بکُن اے مردِ کامل درحضورِ کردگار
نسل شما پائندہ باد یا جد ماشائستہ گلؒ

رحمت اللہ علیہ وعلی ذریتہ وعلی احبابہ وتلامذتہ الی یوم الدین وفی یوم الدین. آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

الفقیر الی اللہ محمد عبدالعلیم القادری
خلیفہ مجاز قبلہ والدِ محترم

و

ناظم اعلیٰ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی
کراچی

WWW.NAFSEISLAM.COM

منقبت مفتی اعظم سرحدؒ، بزبان پشتو۔ از نتیجہ فکر فقیر محمد عبدالعلیم القادری

قربان د شم دنومه اے جد ما اعلیٰ ته یے
نوره د اسلام ته یے شمع د اسلام ته یے
تبار د کره خامن هم عالمان واره شاهان دے کره
به نظام د مصطفیٰ د اسلام به لارروان دے کره
شائسته گل القادری ښکلے نوم د لطافت لرے
جوندون د شجاعت لرے څه اعلیٰ طاقت لرے
وائی عبدالعلیم فقیر، بحر، بی، رنړا، ته یے
قربان د شم دنومه اے جد ما اعلیٰ ته یے

څه بمه قادری فقیر خادم د علم دین همیش
عقیده د سنت لرم پیر جلال الدین همیش
دنیادار غواړکه ده کلونه پکښی هم شته دے
سردار دے کلونو اے جد ما اعلیٰ ته یے
اے خماد کلے خاورے نن هم بیره خوش نصیبه یے
راغوند دے علماء کړلو د شهداؤ ته حبیبه یے
روضه د بابا جی هم کاکاجی صاحب مدفون دلته
شهید عبدالهادی مرحوم صاحب هغه مغفور دلته
عبدالعلیم شاکر د رب، زائر دے د کعبے شریف
علماء د دین بسیار دے نن، خو جد ما اعلیٰ ته یے

الفقیر الی اللہ محمد عبدالعلیم القادری (چیرمین)

مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی کراچی

مرکزی آفس۔ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی ۲۵ پاکستان فون 0333-2108534

پیش لفظ

ازقلم۔ محمد عبدالعلیم القادری

مذہب حنفی دارم ملت حضرت خلیل دوست دارم چار یار تابع اولاد علی

حضرت علامہ حجۃ الاسلام والمسلمین امام المتکلمین مفسر کلام رب العلمین ومبین احادیث رحمۃ للعلمین زبدۃ العارفین صدر علماء الشرق والغرب حافظ الملت والدین استاد الکل (فی عصرہ) مفتی شائستہ گل القادری (الشہیر مفتی اعظم سرحد) رحمۃ اللہ علیہ بن علامہ شمس شریعت بدر طریقت عالم خفی وجلی (باذن اللہ) مفتی محمد علی القادری رحمۃ اللہ علیہ بن صدر الشریعۃ مولانا مفتی عمردراز خاں القادری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ونور اللہ مراقدھم.

بمقام متہ لنڈی شاہ کاٹلنگ ضلع مردان (صوبہ سرحد پاکستان) میں پیدا ہوئے، آپ زہد وتقویٰ میں بلند مقام رکھتے تھے، حدیث وفقہ میں ماہرانہ حیثیت کے مالک تھے، منطق و فلسفہ صرف ونحو، علم فرائض، و توقیت، مناظرہ، رسم الافتاء، اصول فقہ، اصول حدیث تفسیر، اصول تفسیر، عقائد وکلام، تصوف، واخلاق، قرات ومعانی، وتجوید، وبیان، لغت، وسلوک، وسِیَرُ، وشمائل، اسماء الرجال، تاریخ وفن تاریخ، عروض، وقوافی، میں مہارت تامہ رکھتے تھے ہیات، وحساب، طب و اشتقاق وتکسیر، نظم و نثر، عربی و فارسی حکمت، مثلثات، ومربع۔ فراست، قیافہ، طبیعات ودیگر بہت سارے علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ قضا وتدریس، وتقریر و تحریر میں سلطان کامل تھے۔

حصول علوم دینیہ کا سفر نہایت طویل ہے طوالت کے خوف سے یہاں ذکر نہیں کرسکتا انشاء اللہ تعالیٰ میری کتاب (بنام) حیات مفتی اعظم سرحد جلد منظر عام پر آنے والی ہے، اس سفر کا تفصیلا تذکرہ موجود ہے۔

آپ نے دینی علوم کی خدمات سرانجام دینے مسلمانوں کے قلوب کو علم دین سے روشناس کرانے کیلئے دارالعلوم محمدیہ حنفیہ سنیہ کی بنیاد متہ لنڈی شاہ کاٹلنگ ضلع مردان میں رکھی، مدرسہ کے بانی ومہتمم ہونے کیساتھ ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے درس حدیث وفقہ اور دیگر کئی فنون کا درس دیتے رہے ادارہ ہذا میں تدریس کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے کئی مدرسین کا

تقرر کیا گیا۔ اس ادارہ کے مدرسین میں
(۱) حضرت علامہ مفتی عبدالحنان القادری (تایاجان) رحمۃ اللہ علیہ ونوراللہ مرقدہ۔
(۲) حضرت علامہ مفتی عبدالسبحان القادری (والدمحترم دامت برکاتھم العالیہ ناظم اعلیٰ ادارہ ہٰذا)
(۳) حضرت علامہ بحرالعلیم القادری دامت برکاتھم العالیہ، مدرس
(۴) مولانا عبدالمستعان القادری صاحب دامت برکاتھم العالیہ، مدرس۔۔۔

کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں

اور بحمدہ تعالیٰ وہ عظیم ادارہ آج بھی قائم ودائم ہے جسے حضرت علامہ فضل اللہ نقشبندی بن مفتی عبدالحنان القادری احسن طریقے سے چلارہے ہیں بلکہ کافی توسیع وجدید خطوط پر ازسرنو تعمیراتی کام جاری وساری ہے۔اللہ تعالیٰ مزید کامیابی عطافرمائے (مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ اس ادارہ کی تعمیروترقی میں حضرت علامہ برادرم عزیز مولانا فضل اللہ صاحب کے ساتھ بھرپورتعاون فرمائیں تاکہ مسلک اہل سنت کا یہ عظیم ادارہ اورآگے بڑھے اور مسلک کی مزید خدمت وسیع پیمانے پرسرانجام دی جاسکے)

﴿مفتی اعظم سرحد رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس فقہ حنفی﴾

مفتی اعظم سرحد نے مجلس فقہ حنفی بنام جمعیت العلماء الاحناف تپہ بائیزے مردان (متحدہ ہندوستان) قبل ازقیام پاکستان سن ۱۳۶۲ھ بتاریخ 16 اکتوبر 1943ء بروز ہفتہ بمقام جامع مسجد (مفتی باباجی عبدالجلیل القادری) رحمہ اللہ علیہ کاٹلنگ مردان) تشکیل دی

یہ مجلس ابتدائی طورپردس علماء پر مشتمل تھی بعد میں توسیع ہوتی رہی۔

مجلس کے ابتدائی اراکین کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت علامہ مفتی شائستہ گل القادری (رحمت اللہ علیہ)	لنڈی شاہ منہ مردان
حضرت علامہ مفتی عبدالجلیل القادری (رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ مطیع الحق صاحب رحمت اللہ علیہ	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ عبدالحق صاحب رحمت اللہ علیہ	ڈھیری مردان
حضرت علامہ فضل رحیم صاحب رحمت اللہ علیہ	ڈھیری مردان
حضرت علامہ فضل کریم صاحب رحمت اللہ علیہ	ڈھیری مردان
حضرت علامہ مزمل صاحب رحمت اللہ علیہ	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ عبدالحنان القادری صاحب رحمت اللہ علیہ	لنڈی شاہ منہ مردان
حضرت علامہ بحرالعلیم القادری صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ مردان
محترم سعیدخان صاحب رحمت اللہ علیہ	کاٹلنگ مردان

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابتدائی مجلس میں مجلس کا نام تجویز کیا گیا۔متفقہ طور پر اس مجلس کا نام جمعیت العلماء الاحناف تحصیل پائیزے مردان رکھا گیا۔

پھر اراکین کا مختلف عہدوں پر شورائی وجمہوری نظام کے تحت باقاعدہ تقرر عمل میں لایا گیا حضرت علامہ مفتی شائستہ گل رحمت اللہ علیہ کو متفقہ طور پر جمعیت العلماء الاحناف کا سرپرست اعلی وچیرمین مقرر کیا گیا۔

علامہ مطیع الحق صاحب نے جمعیت العلماء الاحناف کی صدارت کے لئے حضرت علامہ باباجی صاحب مفتی عبدالجلیل صاحب القادری گا نام پیش کیا جسے متفقہ طور پر منظور کیا گیا حضرت باباجی مفتی شائستہ گل صاحب رحمت اللہ علیہ نے نظامت (سکیرٹری جنرل) کیلئے علامہ عبدالحق صاحب آف ڈھیری مردان کا نام پیش کیا۔شرکاء مجلس کی تائید سے علامہ عبدالحق صاحب ناظم مقرر ہوئے۔

جمعیت العلماء الاحناف کا باقاعدہ منشور ودستور بنایا گیا،جسکا ریکارڈ بحمدہٖ تعالیٰ فقیر (کاتب الحروف) کے پاس موجود ہے۔

یہ مجلس بنام جمعیت العلماء الاحناف تحصیل پائیزے مردان ۔مسلمانانِ ہند،کودرپیش دینی مسائل کومذہب حنفی کی روشنی میں حل کرنے کیلئے بنائی گئی تھی۔جمعیت کے اجلاس مفتی صاحب کی وفات تک باقاعدہ منعقد ہوتے رہے۔اس مجلس میں مسائل پیش کیے جاتے اور تمام علماء ومفتیان کرام اس پر بحث فرماتے۔ طویل بحث وتمحیص وکتب کی چھان بین کے بعد وہ مسئلہ حضرت علامہ مفتی شائستہ گل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا،حضرت فقہ حنفی کی روشنی میں اپنا فیصلہ صادر فرماتے اسی فیصلہ پر سب متفق ہوجاتے،اورتمام علماء کرام دستخط فرماتے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

فہم وفراست میں شہباز لامکانی ۞ سیادت وقیادت میں تو عالم حقانی

شُورشُولُوغوغاشُوہ پہٗ کُورکِبں دَوابیانُو

فُوحُونہٗ چہٖ راپُورتہٗ شُوھرحائے کِبں دَسُنیانُو

سَالارُ دقَافِلےوُو مُفتیٔ شَایستہٗ گُلْ

یَاجدِ مَا شَائِستہ گُلْ یَاجدِ مَاشَائِستہ گُلْ

قاضی ومفتی

۱۳۶۲ھ بتاریخ 16 اکتوبر 1943ء بروز ہفتہ - تپہ بائیزے مردان کے تمام علماء نے اتفاق رائے سے داداجان رحمۃ اللہ علیہ کو سرحد کے مسلمانوں کے لئے قاضی ومفتی متعین کیا پیر آف مانکی شریف، حضرت امین الحسنات رحمۃ اللہ علیہ نے آپکو مفتی اعظم سرحد کے لقب سے نوازا موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر شمس الامین القادری نے مفتی اعظم ایشیا کا لقب دیا۔

ابتدائی اجلاس۔ ۱۳۶۲ھ بتاریخ 16 اکتوبر 1943ء بروز ہفتہ

اختتامی اجلاس، بمقام لنڈی شاہ متہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ بروز بدھ بوقت ظہر منعقد ہوا

اختصار کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے مجالس معدودہ کی کاروائی پیش خدمت ہے

جمعیت علماء احناف تپہ بائیزے مردان کا گیارھواں اجلاس زیر صدارت حضرت بابا عبدالجلیل القادری (رحمت اللہ علیہ) بمقام مسجد دربند کاٹلنگ مردان میں بتاریخ یکم محرم ۱۳۶۶ھ---- بمطابق 30.12.1946 کو منعقد ہوا، اس اجلاس میں بیس (20) علماء کرام شریک ہوئے جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت علامہ مفتی شائستہ گل القادری	(رحمت اللہ علیہ)	لنڈی شاہ کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ عبدالجلیل القادری	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ عبدالودود صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ چکیسر صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ امام صاحب ولید کورونہ	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ، مردان
حضرت علامہ فضل غنی صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ رانزو مولانا صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ حافظ مدار صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ مطیع الحق صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ صوفی محمد صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
علامہ پشاوری مولانا صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ بحرالعلیم صاحب القادری	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ گل رحمان صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ حکیم خان صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ شاہ صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	گنڈیری رسالپور نوشہرہ
حضرت علامہ حسن گل صاحب	(رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان

حضرت علامہ حافظ محمد اسماعیل صاحب دامت برکاتھم العالیہ	پیپل۔مردان
حضرت علامہ حافظ عبدالحلیم صاحب (رحمت اللہ علیہ)	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ حافظ سلطان صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ مردان
حضرت علامہ امام صاحب فتح خیل دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ مردان

مندرجہ بالا اجلاس میں جو تجاویز (مسائل دینیہ) پر بحث ہوئی اور متفقہ طور پر منظور ہوئیں

(۱)اہل سنت وجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ فرض وواجبات وسنن مؤکدہ کے علاوہ اعمال حسنہ مثلاً۔نفلی روزہ،نفلی نماز،ختم قرآن،وغیرہ کا ثواب انبیاء کرام علیہم السلام،واولیاء کرام وشہداء کو بخشنا جائز ہے

(۲)مندرجہ بالا مسائل کے صحیح ہونے پر قرآن کریم کی آیات بینات اوراحادیث مشہورہ دال ہیں

(۳)معتزلہ،وہابیہ اسکے رد میں تو دلائل لاتے ہیں اسکے جوابات دیئے گئے،اورتحریر کیئے گئے

﴿جمیعت علماء احناف تپہ بائیزی مردان کا بارھواں اجلاس﴾

یہ اجلاس بروز بدھ بعد نماز ظہر۔بتاریخ۔۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۶ھ بمقام دربند کاٹلنگ زیر سرپرستی جناب مفتی شائستہ گل (رحمتہ اللہ علیہ) وزیر صدارت علامہ باباجی حضرت عبدالجلیل القادری صاحب مبارک (رحمتہ اللہ علیہ) منعقد ہوا جس میں36 علماء کرام نے شرکت فرمائی.

علامہ مفتی شائستہ گل صاحب دامت برکاتھم العالیہ	لنڈی شاہ۔مردان
علامہ باباجی عبدالجلیل القادری صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ مردان
علامہ پیش امام ادتی صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ مردان
علامہ فضل رحیم صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ۔مردان
علامہ قاضی صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ۔مردان
علامہ سید حنان صاحب دامت برکاتھم العالیہ	لنڈی شاہ مردان
علامہ عبدالعلیم القادری صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ مردان
علامہ حافظ محمد صدیق صاحب دامت برکاتھم العالیہ	لنڈی شاہ مردان
علامہ مسکین صاحب دامت برکاتھم العالیہ	ڈھیری لکپانی مردان
علامہ پشاور استاد صاحب دامت برکاتھم العالیہ	پشاور۔
علامہ مصلح الدین صاحب دامت برکاتھم العالیہ	جمعہ گل کورونہ
علامہ انیس صاحب دامت برکاتھم العالیہ	پایان
علامہ پیش امام شموزئی صاحب دامت برکاتھم العالیہ	شموزئی۔مردان
علامہ حضرت علی صاحب دامت برکاتھم العالیہ	ڈھیری لکپانی مردان
علامہ پیش امام گنج صاحب دامت برکاتھم العالیہ	اجا خیل گنج مردان

WWW.NAFSEISLAM.COM

علامہ حکیم صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ۔مردان
علامہ مفتی عبدالحنان صاحب دامت برکاتھم العالیہ	چپچاڑ۔کاٹلنگ مردان
علامہ مفتی عبدالسبحان القادری صاحب دامت برکاتھم العالیہ	لنڈی شاہ کاٹلنگ مردان
علامہ پیش امام بانڈہ متہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ	متہ۔مردان
علامہ عبدالجلال صاحب دامت برکاتھم العالیہ	بلندی کاٹلنگ۔مردان
علامہ حافظ سلطان صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کاٹلنگ۔مردان
علامہ پیش امام کنج بانڈہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کنج بانڈہ مردان
علامہ پیش امام صاحب دامت برکاتھم العالیہ	کٹی گڑھی مردان
علامہ پیش امام جمعہ گل کورونہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ	جمعہ کورونہ مردان
علامہ پیش امام دربند صاحب دامت برکاتھم العالیہ	دربند پایان کاٹلنگ مردان
علامہ محمد خان صاحب دامت برکاتھم العالیہ	ڈھیری لکپانی مردان

پورے نام اصل کتاب الاجوبۃ العلیہ۔لتجاویز الجلیہ میں موجود ہیں۔

اس اجلاس میں متفقہ طور پر جو تجاویز شرعیہ منظور ہوئیں۔مندرجہ ذیل ہیں۔

﴿تجاویز شرعیہ منظور شدہ﴾

(۱) اثبات الحیات الجسدانیۃ للانبیاء والأولیاء والعلماء والشھداء بثمانیۃ آیات واحادیث صحیحہ .والاجماع .واقوال اھل السنۃ والجماعۃ.

انبیاء کرام علیھم السلام علماء شہداء اولیاء کرام رحمت اللہ علیھم اجمعین اپنی قبور میں زندہ وحیات ہیں

(2) واجوبہ دلائل المخالفین .وہابیوں کے دلائل کارد۔

﴿اکیسویں سال کا دوسرا اجلاس﴾

یہ اجلاس بتاریخ ۷ صفر ۱۳۸۵ھ بروز بدھ بعد نماز ظہر بمقام مسجد اوڈیگرام کاٹلنگ منعقد ہوا جس میں تین مسائل پر بحث ہوئی اور متفقہ طور پر منظور ہوئے۔ اور شرکاء اجلاس نے دستخط فرمائے۔تجاویز مندرجہ ذیل ہیں کل اکتیس (۳۱) علماء کرام شریک ہوئے۔

﴿تجاویز شرعیہ منظور شدہ﴾

(۱) غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں شریف کرنا جائز ہے۔

(2) غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت و وفات پر جلسوں کا انعقاد۔

(3) میلاد اور گیارھویں شریف کی تاریخ متعین کرنا جائز بھی ہے اور مفید بھی ہے۔

﴿ عبدالعلیم القادری 10 سال کی عمر میں ﴾

کاتب الحروف (محمد عبدالعلیم القادری) جمعیت علماء الاحناف تپہ بائیزے کا بتاریخ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ بروز ہفتہ بعد نماز ظہر باقاعدہ رکن بنا اور مفتی اعظم سرحد نے موصوف کو اجلاس کی کاروائی میں شریک کرکے علماء کے اسماء گرامی کے ساتھ موصوف کا نام ان الفاظ کیساتھ اپنے قلم مبارک سے خود تحریر فرمایا۔

(۱۹) مولانا عبدالعلیم بلنڈی شاہ، اوردورہ اسقاط کے منظورشدہ متفقہ فیصلہ پردستخط کروائے یہ اجلاس ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ بروز ہفتہ بعد نماز ظہر، بمقام لنڈی شاہ متہ منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کل ۲۴ علماء کرام شریک ہوئے، اس اجلاس میں قبلہ وکعبہ والد محترم حضرت علامہ مفتی پیرطریقت ومرشدنا بابا عبدالسبحان القادری دامت برکاتھم العالیہ کا نام مبارک نمبر ۱۸ پر موجود ہے۔

دیکھئے داداجان کی قلمی کتاب الاجوبۃ العلیہ لتجاویز الجلیہ

ایں سعادت بزور بازو نیست۔ بحمدہ تعالیٰ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے فخر نہیں۔

انما فخرنا بالعلم و الادب ٭ ماکنت مفتخرا بالمال و النسب

سگ درگاہ میراں شو چوخواہی قرب ربانی۔ کہ برشیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

مَادَعَصَبِيَّتْ پَهْ دَامْ كِښِنْ ګُوْرَهْ بَنْدِ يُوَانْ نَكْرِيِي.

شَاهِينْ دَحَنَفِيَّتْ يَمْ دَنَجْدِ يَانْ خَبَرِي مَهْ كَوَهْ

﴿ مفتی اعظم سرحد کا سفر مدینہ منورہ وسفر حج ﴾

سترہ شوال بروز ۔ ہفتہ ـ۱۳۸۰ھ عازم حج ہوئے

درس وتدریس، تقریر، تحریر، پندونصیحت، فتویٰ نویسی، مناظرہ ومباحثہ، مہمان نوازی، گھریلو ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے پورا کرنے والا، جرگوں میں فیصلے، حقوق اقارب واجانب کی ادائیگی، جائداد وادارے کی نگرانی، اللہ جل جلالہ کی عبادت ریاضت مجاہدے، شغل ذکر وفکر ومراقبہ مناظروں وعظ ونصیحت کے لئے دور ودراز کا سفر، اکثر پیدل، سفر میں قلم دوات وبستۂ کتب ساتھ، گھر میں نظر آئیں تو درخت کے سائے تلے سادہ سی چارپائی پر بیٹھے ہوئے لکھنے میں مشغول نہایت پُررعب چہرۂ مبارک، دراز قد، کم گو، مصلح قوم وملت، راہ چلتے نیچی نگاہیں، ہاتھ میں عصا، نہایت سادے اور سنت کے مطابق سفید لباس میں ملبوس، سر پر سفید عمامہ۔

مبارک سجائے ہوئے' شانوں پر سفید چادر' پیروں میں بزرگوں والا پائیزاز' شہنشاہ علماء' سلطان فقہاء عصر' سنت رسول ﷺ کا پاسباں مسلک حق، مسلک اہلسنت کے تاجدار' آسمان ولایت کا درخشندہ ستارہ' روشن ضمیر' زعماء سیاست کے امیر' تحریک خلافت کے اہم رکن' نے جب سنا کہ پاکستان کے نام سے قائداعظم محمد علی جناح نے آواز بلند کی تو آپ تحریک پاکستان کے صف اول کے مجاہد نظر آتے ہیں۔ آیئے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات بوقت تحریک پاکستان وحصول پاکستان اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں

﴿تحریک پاکستان ومفتی اعظم "سرحد"﴾

سرزمین ہند پر احسان تیرا سرزمین پاک پرسب کچھ ہی ہے قربان تیرا

آپ نے لوندخوڑ کے مقام پر تحریک خلافت سے استعفیٰ دیا، آپکی ایماء پر ریدی خان آف ہاتھیان (نام علاقہ) اور جناب خان غلام محمد خان آف لوندخوڑ (نام علاقہ) نے بھی استعفیٰ پیش کیا، مانکی شریف تشریف لیجا کر حضرت پیر طریقت شمس شریعت پیر امین الحسنات القادری صاحب (رحمت اللہ علیہ) کو مسلم لیگ میں شمولیت پر آمادہ کیا۔ مانکی شریف کی سرزمین پر سنی کانفرس کے انعقاد پر اتفاق ہوا اور پھر حضرت پیر صاحب کی اجازت سے مفتی اعظم سرحد نے پورے ہندوستان کے علماء ومشائخ کو مانکی شریف میں جمع کرنے کے لئے دعوت نامے چھپوائے۔ اور علماء ومشائخ کو دعوت دیئے خود پورے ہندوستان کا چار مہینے دس دن مکمل دورہ کیا۔

﴿سنی کانفرس مانکی شریف﴾

1945ء

آگئے بابا ہمارے جب سے اس میدان میں
لہراگیا جھنڈا ہلالی ملک پاکستان میں
سرحد کے ہوں پنجاب کے یا بلوچستان کے
سندھی ہو یا کشمیر کے لوگ معترف ہر آن میں

نور سے روشن یہ چہرہ محترم شائستہ گلؒ ❁ رہنما شائستہ گل ہاں رہنما شائستہ گلؒ

پیر آف مانکی شریف شمس العارفین حضرت امین الحسنات القادری رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں حضرت مفتی شائستہ گل القادری رحمۃ اللہ علیہ کی شب وروز محنتوں سے یہ عظیم الشان سنی کانفرس مانکی

شریف نوشہرہ میں نہایت شان وشوکت سے جنوری 1945ء میں منعقد ہوئی آل انڈیا کے جید علماء ومشائخ جنکی تعداد پانچ سو (500) تھی، شریک ہوئے۔

☆ ----چند اشہر علماء کرام ومشائخ اہل سنت کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں

☆ -----مراد آباد -- سے حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی۔رحمت اللہ علیہ

☆ -----حضرت علامہ مولانا عبد الحامد بدایونی۔رحمت اللہ علیہ ازبدایون

☆ --یار حسین شریف۔سے حضرت پیر طریقت بابا عبد الحنان صاحب القادری رحمت اللہ علیہ

☆ --حضرت بابا جلال الدین صاحب مبارک القادری رحمت اللہ علیہ جلال اولیاء نواں کلی شریف

☆ -----سیال شریف -- سے حضرت پیر طریقت بابا قمر الدین سیالوی رحمت اللہ علیہ

☆ ----سیالکوٹ -- سے حضرت پیر طریقت سید جماعت علی شاہ صاحب مبارک ضلع نارووال

☆ --------حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ----حضرت پیر طریقت حاجی گل باباجی صاحب رحمت اللہ علیہ آف لنڈی کوتل

☆ ----حضرت پیر طریقت محمود الرحمٰن صاحب رحمت اللہ علیہ آف چوہر شریف ہزارہ

☆ -----حضرت علامہ مولانا عبد الستار خاں نیازی رحمت اللہ علیہ آف میانوالی

☆ -----جناب پیر صاحب رحمت اللہ علیہ آف کربوغہ شریف

☆ ----حضرت علامہ بادشاہ گل صاحب رحمت اللہ علیہ مہتمم جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک

☆ ----سندھ سے حافظ الملۃ والدین حافظ محمد صدیق صاحب مبارک رحمت اللہ علیہ پیر آف بھرچونڈی شریف سندھ

☆ -----پیر صاحب گولڑہ شریف (رحمت اللہ علیہم اجمعین)

☆ --حضرت علامہ پیر طریقت شمس شریعت مفتی عبد السبحان القادری (قبلہ والد محترم صاحب دامت برکاتھم العالیہ) ودیگر علماء ومشائخ

اسی اجتماع میں۔جمعیت الاصفیاء آل انڈیا کے نام سے تنظیم بنائی گئی۔

شرکاء نے حضرت پیر طریقت حضرت امین الحسنات القادری رحمت اللہ علیہ کو۔صدر۔

اور مفتی شائستہ گل رحمت اللہ علیہ کو جمعیت الاصفیاء آل انڈیا کا سکیرٹری جنرل منتخب کیا۔

شرائط وقواعد تحریر میں لائے گئے۔

کانفرس کے چند روز بعد حضرت مفتی شائستہ گل رحمت اللہ علیہ،مولانا شاکر اللہ،خان مکرم

خان نے جناب محمد علی جناح صاحب سے انکی قیام گاہ (کراچی) میں ملاقات کی، مسلم لیگ میں شمولیت اور تحریک پاکستان کے سلسلہ میں گفت و شنید و نفاذ اسلام اور جمیع شرائط پیش کیے، جب وہ تمام شرائط قائداعظم صاحب نے تسلیم کیے

تو داداجان مفتی اعظم سرحد نے قائداعظم محمد علی جناح صاحب کو سرحد کا دورہ کرنے مانکی شریف وکمپنی باغ پشاور میں خطاب کرنے کی دعوت دی جو محمد علی جناح صاحب نے قبول کی۔

قائداعظم، عبدالرب نشتر جناب لیاقت علی خان مرحوم نے داداجان اور پیر آف مانکی شریف سے مسلسل رابطہ رکھا بمبئی، کراچی، سے کئی خطوط ٹیلی گرام ارسال کیے جو مانکی شریف میں اب بھی موجود ہیں۔

﴿قائد اعظم محمد علی جناح کا دورہ سرحد﴾

آج 24 نومبر 1945ء کا سورج بڑے آب وتاب کے ساتھ اپنی کرنوں سے مانکی شریف کی فضاؤں کو منور کر رہا ہے جگہ جگہ استقبالی گیٹ بنے ہوئے ہیں۔ ہر طرف چھوٹے بڑے رنگ برنگے جھنڈے لہرا رہے ہیں، کہیں مفتی اعظم سرحد ساتھیوں کو ہدایات دیتے ہوئے نظر آرہے ہیں، کہیں ایک نوجوان بالکل سبز لباس زیب تن کیے ہوئے، پاکستان سے محبت کا اظہار کر رہا ہے اتنا پیار۔ اتنی محبت کہ پیزار مبارک کو بھی سبز رنگ دیا ہوا ہے، اور نوجوانوں کو تربیت دیتے ہوئے خود ہاتھ میں بڑا سا جھنڈا لئے مسکراتا چہرہ نہایت ہشاش بشاش خوش وخرم، یہ کون ہیں؟ جی ہاں یہ باباجان مفتی عبدالسبحان القادری (والد محترم دامت برکاتہم العالیہ) ہیں۔ اسی اثناء میں زوردار نعرے بلند ہوتے ہیں ایسے زوردار جس سے مانکی شریف کی فضائیں گونج اٹھیں، نعرہ تکبیر اللہ اکبر. نعرہ رسالت یارسول اللہ ﷺ۔

پاکستان زندہ باد جناح صاحب زندہ باد پیر صاحب زندہ باد، پیر صاحب زندہ باد، مفتی اعظم زندہ باد، مفتی اعظم زندہ باد۔

دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھا کہ مانکی شریف کے پیر صاحب کے مریدین و متعلقین اور مفتی اعظم سرحد کے تلامذہ و محبین اور سنیوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا عظیم سمندر مانکی شریف کی مقدس سرزمین پر اپنے محبوب قائد کے استقبال کے لئے موجود ہے، قائداعظم محمد علی جناح کی سواری مانکی شریف کے حدود میں داخل ہوئی قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ ایک طرف جناب محترم لیاقت علی خان دوسری طرف زعماء ملک وملت ہیں۔

حضرت پیر طریقت امین الحسنات القادری و مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل (رحمۃ اللہ علیہما)
مہمانوں کا استقبال کرتے ہیں دونوں بزرگ قائد اعظم محمد علی جناح صاحب وقائد ملت نمونہ
عجز وانکساری ملنسار جس کے معتمد ساتھی جناب محترم لیاقت علی خان صاحب سے بغل گیر ہوئے
جناب محمد علی جناح اور جناب لیاقت علی خان صاحب کو مانکی شریف کی فضا اور پیر صاحب
کی مہمان نوازی مفتی اعظم سرحد کی ایثار وقربانی بیحد پسند آئی جی ہاں یہ مہمان نوازی ومحبت
وخلوص ایثار وقربانی محمد علی جناح صاحب اور لیاقت علی خان صاحب کو اتنی پسند آئی کہ پھر تین
دن اور تین راتیں مسلسل آستانہ مانکی شریف میں ہی گذارے رات کو کمپنی باغ پشاور میں
تقریر ہوتی اور دن بھر سرحد کے زعماء سے ملاقاتیں۔ محمد علی جناح صاحب اور محبتوں کا پیکر اخوت
وبھائی چارے کا درس دینے والا، پیر صاحب ومفتی اعظم سرحد کا معتمد ساتھی جناب محترم لیاقت علی
خان صاحب رحمت اللہ علیہ مسلسل تین دن ورات نمازیں مانکی شریف کے آستانہ عالیہ
قادریہ کی جامع مسجد میں اداء فرماتے ہیں، بالآخر علماء اہلسنت ومشائخ اہلسنت کی قربانیاں رنگ
لائیں اور پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ پاکستان عطیۃ المنان جل جلا لہ اور اولیاء اللہ رحمت
اللہ علیہم اجمعین کا فیضان ہے۔

5 رمضان المبارک 1401ھ کو بروز بدھ (125) سال کی عمر میں اس عظیم بطل حریت مفتی
اعظم سرحد داداجان رحمۃ اللہ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون آپکا مزار اقدس لنڈی شاہ متہ کاٹلنگ ضلع وتحصیل مردان پشاور میں
واقع و مرجع خلائق ہے۔ اللھم نور قبرہ یارب العلمین بجاہ رحمۃ للعلمین

اس عظیم بزرگ یعنی داداجان مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل القادری رحمت اللہ علیہ کی
کتاب بنام (الشبات والاغراض والمقاصد السنیہ فی تردید الخرافات القبیحۃ الوھابیہ)
کا اردو ترجمہ بحمدہ تعالیٰ آج سے چندماہ قبل شروع کیا جو آج جمعہ ۲۴ رستمبر ۲۰۰۴ء رات بارہ
بجے اختتام پذیر ہوا، ان ایام میں داداجان رحمت اللہ علیہ
کی کتاب رحمت اللہ المنان شرح قصیدۃ النعمان کا ترجمہ بھی لکھ رہا تھا، ساتھ اس کتاب
کا ترجمہ وکمپوزنگ بھی کرتا رہا، بلکہ اکثر ایام تو یوں گذرے کہ درس سے فراغت کے بعد لکھنے
بیٹھا تو مصلی کرسی کیساتھ ہی بچھا کر نمازیں وہیں اداء کرتا رہا پھر لکھنے میں مشغول ہوجاتا حتیٰ
کہ فجر کی آذان ہوجاتی، نماز فجر پڑھکر چائے پی کر پھر پڑھانے کیلئے دارالعلوم چلا جاتا اور بحمدہ

تعالیٰ طلبہ کو پڑھانا شروع کر دیتا اس دوراں طلبہ کرام پر کبھی ظاہر نہ ہونے دیتا کہ میں پوری رات کا جاگا ہوا ہوں، بلکہ بحمدہ تعالیٰ دوسرے ایام سے بڑھ کر مزید محنت اور لگن سے طلبہ کو پڑھانے میں مشغول ہو جاتا، یہ میرے اللہ کا خاص کرم ہے اور پیارے حبیب ﷺ کا صدقہ اور عنایت، والد محترم کا نظرِ کرم کہ اتنے مشاغل کے باوجود اس سال طلبہ کرام کو دیگر فنون کیساتھ ساتھ قرآنِ کریم کا مکمل ترجمہ اور جلالین شریف ختم کرایا، نور الایضاح وقدوری، وکنز الدقائق کے اسباق پڑھادئے، نحو میر، شرح مائۃ عامل ترجمہ بمع ترکیب پڑھادی، ہدایۃ النحو کے کئی فصل پڑھادئے علم صرف کے کچھ کتب ختم کروائے، احادیث میں احادیث المبشرات (جو فقیر کی مرتب کردہ ہے) پڑھادی، اور مشکواۃ شریف کے کئی ابواب مکمل ہوگئے، علم ادب کی بحمدہ تعالیٰ کئی کتب طلبہ کرام کو ختم بھی کروائے زبانی یاد بھی کروائے آج الحمدللہ وہ طلبہ کرام عربی زبان بولنے اور لکھنے پر عبور رکھتے ہیں۔

مجھ فقیر میں اتنی ہمت کہاں۔ کہ صبح 8 تا 12/30 طلبہ کو درس دینا پھر 2 تا 4/30 طالبات کو درس

دینا، اس سال بحمدہ تعالیٰ کئی طالبات نے بھی کراچی بورڈ سے ادیب عربی، عالم عربی، فاضل عربی، عامہ، خاصہ، عالیہ، اور عالمیہ فی علوم العربیہ والاسلامیہ، تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے تحت امتحانات دیکر کامیاب ہوئیں، بحمدہ تعالیٰ ہماری طالبات میں کچھ طالبات نے تنظیم المدارس کے امتحانات میں الحمدللہ ممتاز (اے گریڈ) حاصل کیا، اور ادیب عربی، کراچی بورڈ کے امتحانات میں ہماری کچھ طالبات (اے گریڈ) آئیں، اور کچھ طالبات نے عالم عربی میں (اے گریڈ) حاصل کیا، اور کچھ طالبات نے فاضل عربی میں (اے گریڈ) حاصل کیا، جسکا پورا ریکارڈ بحمدہ تعالیٰ دار العلوم قادریہ سبحانیہ میں موجود ہے تعلیمی مصروفیات، گھریلو مصروفیات، مختلف سوالات کے جوابات، اکثر راتوں کو جلسوں سے خطاب، سنی علماء کونسل گلستان جوہر کی میٹنگز، احباب کے ہاں غم وخوشیوں واعراس میں شمولیت، سکھر میں مفتی محمد رفیق صاحب رحمت اللہ علیہ کے چہلم میں شمولیت سہون شریف، میں یارسول اللہ ﷺ کانفرس کی تیاریاں مختلف مقامات پر میٹنگز میں شمولیت، یارسول اللہ ﷺ کانفرس میں شمولیت کیلئے احباب، علماء، ومشائخ اہلسنت کو دعوت نامے اور پھر یارسول اللہ ﷺ کانفرس میں شمولیت، لاہور، میں صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، مفتی اعظم عبدالقیوم ہزاروی رحمت اللہ علیہ کے جنازہ اور چہلم میں شرکت۔

مولانا عبدالغفور کی رسم دستار بندی میں شمولیت کیلئے جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ کا سفر، صوبہ سرحد، و کراچی میں عزیز و اقارب کے غم و خوشیوں میں شمولیت، و دیگر دور دراز علاقوں کے سفر، و دیگر مصروفیات، جو یقیناً تھکا دینے والی مصروفیات ہیں اور انتہا بار گراں اور یہ ناتواں ہستی۔ مگر ہمت نہ ہاری اور بحمدہ تعالیٰ یہ مرحلہ بھی نہایت اطمینان صبر و تحمل کیساتھ بخیر و خوبی آج بروز جمعہ ۲۲ دسمبر ۲۰۰۳ء رات بارہ بجے اختتام پذیر ہوا

حقیقت یہ ہے کہ حضرت قبلہ والد محترم کے حکم کے مطابق دادا جان رحمت اللہ علیہ کی کی کتابوں (۱) الکشف مسئلہ روزہ ہے (۲) دعا بعد نماز جنازہ (۳) ثبوت بیعت و شرائط مرشد (۴) رحمت المنان شرح قصیدۃ النعمان) کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے سعادت حاصل کی مگر شاید یہ کاوشیں محنتیں کچھ احباب کو نہ بھائیں، احقر کی ناتواں ہستی پر ہر طرف سے پے در پے عجیب و غریب طرح کے مصائب و آلام کے پہاڑ گرائے گئے، جن مصائب و آلام نے میری زندگی کا نظام بالکل درہم برہم کیا، حالات ایسے پیدا ہوئے اور حوادث اس قسم کے پیش آئے، کہ ان حوادث زمانی نے زندگی اجیرن کر دی، پھر ساری قوتیں، وماغی صلاحیتیں صرف مدرسے کو سنبھالنے درس و تدریس، دادا جان کی قلمی کتب کا ترجمہ، اور حالات کا مقابلہ کرنے میں صرف ہوتی رہیں،

یقیناً ان پیدا کردہ حالات سے روحانی اور جسمانی تازگی و توانائی، پریشانیوں الم واضطراب کی نذر ہوگئی، زمانہ یہ تماشا دیکھتا رہا اور فاتحانہ انداز سے مسکراہٹیں لیکر گذرتا رہا، ایسے حالات میں یہ کلمات ورد زبان ہوتے اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ ؕ

لیکن باوجود ان تمام حوادث، وسوانح کے دل کے نہاں خانہ میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا چراغ جل رہا تھا، اور عظیم مقصد دل و دماغ میں تصورات و تفکرات میں موجود تھا، اور وہ یہ کہ قبلہ باباجان نے دادا جان مفتی اعظم سرحد رحمت اللہ علیہ کی کتاب مقاصد سنیہ لتردید الوہابیہ کا اردو ترجمہ کا حکم صادر فرمایا ہے" سو" اسے انشاء اللہ تعالیٰ پورا کرنا ہے۔ ان شدید ترین صعوبتوں کو جھیل لینے اور ہر قسم کی تحقیر و توہین کو برداشت کرنے کڑوے کڑوے گھونٹ پینے کا اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقے حوصلہ دیا سہارا ملا، احقر نے ہمت باندھی، بحمدہ تعالیٰ وحدہ و کرمہ آج یہ مدلل کتاب برائے مطالعہ آپکے ہاتھوں میں ہے۔ "پس" سب اللہ

حضرت علامہ فقیہ بے عدیل محدث اعظم پاکستان بقیۃ السلف فی الصورۃ والسیرۃ حضرت مولانا ومولی الکل مفتی اعظم مفتی شائستہ گل صاحب القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ازقلم :: مولانا حکیم عبدالغفور صاحب ڈھیری لکپانی مردان

آہ ایں دنیائے فانی آہ دورروزگار   شد جدا از ما محدث ہم فقیہ نامدار
مسندتدریس شد محروم از فیضان او   حلقہ ارشاد ہم از ذکر وآثار وخیار
درعلوم جملہ خواہ عقلی وخواہ نقلی کہ بود   گوئے سبقت مرورا حاصل بدہ از روزگار
صرف کردہ عمردردرس روایات فقہی   اتباع سنت خیرالوریٰ لیل ونہار
محوودرحب نبی ﷺ طرزِ اصحابہ درنظر   انہماک تام مقصد در رضائے کردگار
صورت وسیرت ہویدا بود برطرزسلف   برتوکل بود کارش نے بہ دنیا انتظار
توشۂ علمی ہدیتش بود میراث نبی ﷺ   علم ودین مقصود کامل نے بدولت افتخار
ذکرقال اللہ وہم قال الرسول اشغال او   ذکروفکر قلب شغلش ہرزماں تقویٰ شعار
الغرض چوں چشمہ آب حیاتش بود فیض   تشنگاں از ہرطرف بودہ قطار اندر قطار
حش کوہ علم بودہ باوقارش زندگی   در نکات فقہ و سنت بحر ناپیدا کنار
ناگہاں آمد اجل کہ حی الی دارالبقاء   شد مجیب دعوت رب او بعز و افتخار
چشم گریاں سینہ بریاں ہرطرف احباب اند   اضطراب عالماں در فرقتش شدحال زار
چہارفرزنداں کہ از وے ماندہ انداز فضل رب   ہریکے درعلم وتقویٰ کردہ راہش اختیار
برطریق کارایشاں آفریں صد آفریں   گرازیشاں زندہ شد مرحوم ہم خوش کردگار
ربنا فاغفر لہ وارحم علیہ رحمۃ   آتہ من فضلہ روضا من الفردوس دار
چہاردہ صدسال بایک بودہ احباب ما   پنجمیں رمضان المبارک بود روز احتضار
فقرۂ وصلش توجی مغفور ۱۴۰۱ھ میں   یؤتہ اللہ نعیما ثم فی دار القرار
در دعاہا روز و شب گویا حزیں عبدالغفور   ربنا نورلہ مثواہ فی اعلی الدیار

حضرت علامہ مولانا عبدالغفور ڈھیروی مرحوم حضرت قبلہ داداجان رحمۃ اللہ علیہ کیلئے تعریفی کلمات بصورت مرثیہ فارسی زبان میں تحریر کیا جسکا فقیر نے اردو میں ترجمہ کیا جو آپکی خدمت میں حاضر ہے، مولانا عبدالغفور ڈھیروی لکھتے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿مرثیہ کا ترجمہ حاضر خدمت ہے﴾

آپ (مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل رحمت اللہ علیہ) علوم عقلیہ ونقلیہ وجملہ علوم کے ماہر وسبقت لیجانے والے تھے آپ نے درس و تدریس فقہی روایت بیان کرتے اور سنت رسول ﷺ کے عین مطابق پوری زندگی بسر فرمائی آپ ہمیشہ محبت رسول ﷺ میں مستغرق رہتے تھے، بلکہ آپکی زندگی صحابہ کرام واسلاف کا نمونہ تھی متوکلانہ ودرویشانہ زندگی اختیار کئے ہوئے تھے وہ حقیقت میں نبی کریم ﷺ کے وارث تھے آپکی زبان ہمیشہ قال اللہ وقال رسول ﷺ سے تر رہتی۔ تعریف وتوصیف محبوب ﷺ میں ہمیشہ رطب اللسان رہتے، ذکر لسانی وذکر قلبی میں مشغول رہتے۔ خصوصاً تقویٰ انکا شعار تھا آپکے چشمۂ علمی کا جب چار سو چرچہ ہوا تو علم کے پیاسے اپنے سینوں کو مے علم سے سیراب کرنے قطار در قطار آنے لگے علم کے بلند ترین پہاڑ تھے باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ علم کے گہرے سمندر سے سنت اور فقہ حنفی کے موتیوں کو چن چن کر نکالنے کا سلیقہ تھا۔ علم کے گہرے سمندروں کے غواص تھے

☆...اچانک موت نے پکارا، آؤ، آؤ دار بقاء کی طرف لوٹ آؤ (ینقلون من دار الفناء الی دار البقاء) اللہ تعالیٰ کے اولیاء فانی گھر چھوڑ کر باقی رہنے والے گھر کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے زندہ ہیں۔

أخو العلم حي خالد بعد موته
وأوصاله تحت التراب رميم

صاحبان علم وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اگرچہ بظاہر انکے اجسام مٹی سے پیوست ہوجائیں (مترجم) (جب داعی اجل نے پکارا) تو مفتی صاحب نے داعی اجل کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے (۱۲۵ سال کی عمر میں) دار فانی سے ۱۴۰۱ھ پانچ رمضان المبارک بروز بدھ رحلت فرمائی آپکے چار فرزند ہیں۔

(۱) حضرت علامہ شیخ القرآن والحدیث محقق صاحب تصانیف مفتی عبدالحنان القادری رحمت اللہ تعالیٰ علیہ (جو ڈاکٹر مسعود صاحب کراچی کے استاد تھے جنکا مزار شریف مرجع خلائق ہے۔ مترجم)

(۲) حضرت علامہ شمس شریعت بدر طریقت مفتی وشیخ الحدیث مناظر اسلام سیف ربانی شیخ القرآن لاثانی۔ حرین بانوار جیلانی زبدۃ السالکین استاد الانس والجان صاحب تصانیف

الشیخ فی سلاسل اربعہ مفتی عبدالسبحان القادری دامت برکاتھم العالیہ

(۳) حضرت مولانا عبدالدیان القادری حفظہ اللہ لہ

(۴) حضرت علامہ مفتی وشیخ الحدیث مولانا ابوالفضل فضل سبحان القادری صاحب دامت فیوضھم۔ بحمدہ تعالی چاروں علم وفضل تقویٰ وورع کے انواروبرکات سے مزین ہیں۔اللہ تعالی مفتی صاحب مرحوم کو قبر میں اور بروز حشر اپنی نعمتوں سے نوازے۔آمین بندہ ناچیز آپکے فراق کا غم لئے ہوئے غم کا مارا عبدالغفور شب وروز آپکی مغفرت وبلند درجات کی دعائیں کرتا ہے۔

یا اللہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے معمور فرما۔آمین ثم آمین ۔یارب العلمین

مغموم درفراق شما ۔

مولانا حکیم عبدالغفور عفی عنہ ۔

ڈھیری لکپانی ۔مردان ۔۵ رمضان المبارک ۱۴۰۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

تاثرات

حضرت علامہ مفتی پیر طریقت شمس شریعت استاد الانس والجان مفتی عبدالسبحان القادری قبلہ وکعبہ والد محترم ومرشد مادامت برکاتھم العالیہ، مہتمم دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کراچی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صاحب تصنیف کی تعریف پیش کرتے ہوئے فقیر حقیر کوفرزند ہونے کی حیثیت سے کچھ زیب نہیں دیتا،لیکن حقیقت حال کا اظہار کئے بغیر بھی چارہ نہیں،حضرت قبلہ وکعبہ والد ماجد علامہ الحاج مولانا شائستہ گل (مفتی اعظم سرحد) بن علامہ مولانا محمد علی بن حضرت عمردراز خان رحمت اللہ علیہم بمقام مَتہ لنڈی شاہ داکخانہ کاٹلنگ ضلع مردان صوبہ سرحد

پاکستان میں پیدا ہوئے،آپ نے ایکسو پچیس (125) سال کی عمر میں وصال فرمایا،اور آپکا مزار شریف لنڈی شاہ میں ہرخاص وعام کیلئے مرجع خلائق بنا ہوا ہے،آپ کی دینی وملی خدمات بے شمار ہیں،جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں،آپ نے کل چھ سو پچاس کتابیں (650) تصنیف فرمائیں،جن میں سے طبع شدہ کتابوں کی تعداد تقریبا ترانوے (93) ہے،باقی غیر طبع تصانیف کی اشاعت کیلئے مخیر حضرات

اپنا دینی ومذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے اگر اس کار خیر اور صدقہ جاریہ میں تعاون فرمائیں تو بڑا دینی وعلمی خزانہ منظر عام پر آسکتا ہے،ملک میں آپ کے بے شمار شاگرد ہیں،اور آپ نے تحریک پاکستان میں بھی پیر صاحب مانکی شریف حضرت امین الحسنات رحمت اللہ علیہ کے دوش بدوش بڑھ چڑھ کر کام کیا ہے،جس کا ذکر تذکرہ علماء ومشائخ سرحد نامی کتاب میں جلد نمبر (۱) صفحہ نمبر (۲۳۰) پر موجود ہے،نیز علماء اہل سنت پاکستان نامی کتاب میں بھی موجود ہے،

زیر نظر کتاب "المقاصد السنیہ لترد یدالوھابیہ" کے اردو ترجمہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ہرخاص وعام آپ کی تصانیف سے فیض یاب ہوسکے،کیونکہ وھابیہ "پنج پیریہ"

دیوبندیہ۔نجدیہ

باطل فرقے طرح طرح کے بھیس بدل کر نئے نئے روپ دھار کر جعلی وخودساختہ نام نہاد "سواد اعظم" "اہل سنت وجماعت" کا بورڈ لگا کر سیدھے سادھے صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو دھوکہ دے

کرا اپنے جال میں پھانس رہے ہیں،اور ناواقف عوام اہلسنت، وہابیہ کو اپنا کچھ کر ان کے دام فریب میں پھنس رہے ہیں،اور وھابیہ نے کچھ عرصہ سے اپنے آپ کو (نام نہاد) اہلسنت وجماعت کہنا شروع کردیا ہے،اب تو اپنے آپ کو وھابی کہتے ہوئے بھی شرماتے ہیں،کیونکہ پاکستان میں خود کو اہل سنت ظاہر کئے بغیر وھابیہ کی دال بھی نہیں گلتی،اور ووٹ بھی نہیں ملتا،حالیہ انتخابات ۱۹۹۵ء میں ان کے نام نہاد سواد اعظم اہل سنت وجماعت ہونے کی اچھی طرح قلعی کھل گئی ہے،اور عوام نے جان لیا ہے کہ اصل حقیقی سواد اعظم اہل سنت وجماعت کون ہے،اور نقلی وجعلی نام نہاد سواد اعظم اہل سنت جماعت کون ہے

آیئے ذرا ایمانیات وعقائد کی روشنی میں موازنہ کرکے دیکھیں کہ حقیقتاً سواد اعظم اہل سنت وجماعت کون ہے،

- جن کا یہ عقیدہ ہو کہ خداتعالیٰ کذب یعنی جھوٹ بولنے اور تمام عیوب سے پاک ہے وہ سنی؟ یا جن کا عقیدہ یہ ہو کہ "خداتعالیٰ کذب یعنی جھوٹ بولنے پر قادر ہے وہ سنی؟
(بحوالہ براھین قاطعہ صفحہ نمبر 4)(العیاذ باللہ من ھذہ الخرفات)
- جو رسول اللہ ﷺ کے حیات جسمانی برزخی کے قائل ہیں وہ سنی؟ یا جو یہ کہیں کہ "آپ مرکر مٹی میں ملنے والے اب وہ مٹی میں مل گئے اسے آپ کا قول کہا وہ سنی؟ بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ نمبر (36)
- جو رسول اللہ ﷺ کو احمد مختار مانیں وہ سنی؟ یا جو نبی کیلئے یہ کہیں کہ "جس کا نام محمد، یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں،وہ سنی؟(بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ نمبر (36)
- جو صلوٰۃ وسلام میں یا نبی سلام علیک پڑھیں وہ سنی؟ یا جو اس کی مخالفت کریں اور اسے کفر وشرک کہیں وہ سنی؟
- جو" یارسول اللہ ﷺ" "یا علی" "یاغوث الاعظم" "یاداتا" "یاخواجہ غریب نواز" کا نعرہ لگائے وہ سنی؟ یا جو یارسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگانے والے کو قتل کرڈالے وہ سنی؟
- جو بارویں، گیارویں، سترویں، چھٹی شریف، کو فاتحہ شریف، نذر ونیاز کا اہتمام کریں وہ سنی؟ یا سب کی مخالفت کریں اور کفر وشرک کے فتوے لگائیں وہ سنی؟

اس طرح بہت سے عقائد ہیں جن پر موازنہ نہ کیا جاسکتا ہے،اور جو اہل سنت وجماعت کے قدیم حق وصحیح بنیادی عقائد کی مخالفت کرے وہ اہل سنت تو کیا مسلمان بھی نہیں ہوسکتے وہ پکے دھوکے باز بچھڑے باز وھابیہ ہیں بلکہ خوارج ہیں

﴿قارئین کرام﴾

خود غور وفکر کرکے ایمان کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ کہ ایمانیات کے ضمن میں جوحق وصحیح ہے وہ ہی بات ایمان اورعینِ ایمان ہے اورجواس کے مقابل غلط ہے وہ ایمان کے متضاد وبرعکس ہے یعنی ''کفر'' ''اورسراپا کفر'' ''اور برملا کفر ہے''۔جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ مسلک حق اہلسنت وجماعت کے دفاع اوروہابیت کی تردید میں قرآن اوراحادیث شریفہ کی روشنی میں بڑی معلوماتی مستند اورمدلل کتاب لکھی گئی ہے،جس کا مطالعہ اپنے مذہب ومسلک اورعقائداور حفاظت کے لئے اوروہابیت کے پرفریب جال سے بچنے کیلئے انشاء اللہ وتعالٰی بے حد مفید ثابت ہوگا!آخرمیں اپنے سنی مسلمان بھائیوں سے التماس کرتا ہوں کہ وہ علماءِ کرام سے رابطہ قائم رکھا کریں

دیوبندی اوروہابیہ

کی تصانیف کے قریب بھی نہ جائیں،اوراپنے مذہب ومسلکِ حق اہل سنت وجماعت کے عقائد پر پہاڑ کی مانند قائم ودائم رہیں،اللہ تعالٰی حضور پرنور ﷺ کے صدقے میں ہم سب کواپنے مذہب ومسلک پرثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے،آمین ثم آمین،بحق سیدالمرسلین ﷺ۔

فقیرعبدالسبحان القادری

مہتمم دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی

WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله الذی جعلنا علی عقیدۃاهل السنة والجماعة وحفظنا من عقیدۃ الوهابیة الکفرۃ الفجرۃ الضالة.والصلوٰۃ والسلام علی سیدنامحمد، الذی حکم علی الوهابیة بالشقاوۃ وعلی آله واصحابه الذین حکموا علی الوهابیة بشرار الخلق الضالة.امابعد.

ترجمہ خطبہ،تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں اہلسنت وجماعت کا عقیدہ عطافرمایا اوروہابیوں کے عقائد جوکفرِ صریح ہیں اورگمراہی ہے سے بچایا،درودوسلام ہو ہمارے سردار جناب سیدنامحمدﷺ پرجس نے وہابیوں پرشدت وسختی کرنے کافیصلہ سنایا،اورانکی آل پرجنہوں نے وہابیوں پرشرارخلق تمام مخلوق میں بری مخلوق اوروہابیوں کے گمراہ ہونے کاحکم صادر فرمایا،امابعد

(حضرت علامہ حجۃ الاسلام والمسلمین مفتی اعظم سرحد)مفتی شائستہ گل القادری بن صدر الشریعۃ مفتی محمد علی القادری رحمۃ اللہ علیہما (فرماتے ہیں) کہ جب صوبہ سرحدمیں فرقہ وہابیہ ظاہرہوا۔توعلاقہ بائزی ضلع مردان کے علماء کرام نے کاٹلنگ مردان میں 26ذیقعدہ1376ھ ایک جمعیت تشکیل دی جس کا نام (جمعیت العلماء اہلسنت والجماعت) وضع کیاگیا۔ان علماء کرام نے اہل سنت والجماعت کے چند اغراض ومقاصد(بحیثیت استفتاء) تحریرکرکے میرے حوالہ کئے۔ میں نے جوابات کے تحریروترتیب کے وقت ضروری مسائل کامزید اضافہ کیا۔ان جوابات سے باقاعدہ ایک ضخیم کتاب بن گئی ہومیں نے اسے کتابی صورت دیکر اس کا نام۔

اثبات الاغراض والمقاصد السیة لتردید الخرافات القبیحة الوهابیة، رکھا

بتوفیق الله تعالیٰ عزوجل وبمنه وکرمه.

ذلک فضل الله یوتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم.

﴿تقلید کا ثبوت قرآن کریم کی روشنی میں﴾

بحث اول تقلید کے اثبات میں ہے اور اس میں چار انواع ہیں۔نوع اول میں قرآن کریم کی آیتوں سے ثابت کرونگا۔کہ تقلید از روئے قرآن ثابت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝

اور ہم نے نہیں بھیجا کسی نبی کو آپ سے پہلے مگر مرد، ہم انکو وحی کرتے تھے، سو(اے لوگو اگر تمہیں کسی مسئلہ) کا علم نہ ہو تو اہل ذکر(یعنی علماء) سے پوچھو۔سورۃ انبیاء. آیت(7)

وجہ استدلال یہ ہے۔کہ

(۱) الاصل فی ھذا الباب قولہ تعالیٰ ،فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝ فاوجب السوال علی من لم یعلم وذلک تقلید للعالم

آیتِ مذکورہ بالا میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہلِ علم سے مسئلہ دریافت کرو، سو جنہیں علم نہ ہو اللہ تعالیٰ نے ان پر علماء سے مسئلہ معلوم کرنا واجب کردیا ہے، سو عالمِ دین سے معلوم کرنا(ہی) اس کی تقلید ہے۔اتحاف المرید وحاشیہ الامیر ۱۱۵ وفتح القدیر وتفسیر احمدی والجلبی فصل البرد ا

(۲) اَهْلَ الذِّكْرِ ھم المجتھدون .و تقلید ھم عین اطاعۃ اللہ تعالیٰ ورسولہ ﷺ و المنع من تقلید ھم خلاف ھذہ الآیۃ المتلوۃ. الفتح المبین ۲۹. ۲۸۳.واطایب الصیب ۹

اہل ذکر کون ہیں؟ کی توضیح کرتے ہوئے صاحب فتح مبین فرماتے ہیں، اہل ذکر سے مراد مجتہدین مطلق ہیں، اور انکی تقلید بعینہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت ہے، مسلمانوں کو تقلید سے روکنا نیز تقلید کی مخالفت کرنا آیتِ مذکورہ کی مخالفت ہے۔

میں(مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں، کہ آیتِ مذکورہ میں(فَاسْئَلُوْا) کا صیغہ ہے، جو جمع کا صیغہ ہے، سو مامور عام ہوا خاص نہیں۔دوسرا یہ کہ وہ مامور(اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) کا مفسر ہے لہذا المجتہد فی المذہب منتسب الی المذہب مجتہد فی المسئلہ، اصحاب تخریج، اصحاب ترجیح، اصحاب تمیز، حاطب اللیل، سب اس میں داخل ہیں، کیونکہ شریعت کے جن اسرار کو مجتہدِ مطلق جانتا ہے افراد مذکورہ اسے نہیں جانتے

علامہ ابن الھمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ۔فتح القدیر شرح ھدایہ۔میں فرماتے ہیں۔

غیر المجتھد المطلق یلزمہ التقلید وان کان مجتھدا فی بعض مسائل الفقہ او بعض العلوم کالفرائض علی القول بتجزی الاجتھاد وھو الحق. فیقلد غیرہ فیما لا یقدر علیہ. وقیل فی العالم انما یلزمہ التقلید بشرط تبین صحۃ مستند المجتھد. والالم یجز لہ تقلیدہ

جو شخص مجتہد مطلق نہ ہو اس پر لازم ہے، کہ وہ مجتہد کی تقلید کرے، اور اگر وہ شخص اجتہاد کے تجزی کو صحیح مانتا ہو (کیونکہ اجتہاد کی تجزی حق ہے) اور بعض مسائل فقہیہ اور بعض علوم جیسے میراث وغیرہ علوم کو جانتا ہو، تو وہ ان مسائل میں خود مجتہد ہے، مگر جن مسائل و علوم کو وہ نہیں جانتا، ان میں وہ تقلید کریگا۔ اور بعض نے عالم کے بارے میں کہا ہے کہ عالم اس وقت کسی مجتہد کی تقلید کرے گا، جب اس پر مجتہد مطلق، کی دلیل کی صحت ظاہر ہو جائے اگر مجتہد مطلق کی دلیل کی صحت اس پر ظاہر نہ ہو، تو اس عالم کو تقلید کرنا جائز نہیں، ابن ہمام فرماتے ہیں، پہلا قول جمہور علماء کا ہے۔ جبکہ قول ثانی معتزلہ کا ہے۔ فتح القدیر شرح ھدایہ

﴿امام زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ بحرالرائق میں﴾

ان لوگوں کا حال بیان کرتے ہیں، جو مجتہد مطلق کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔
منسوب الی المطلق کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) عوام الناس ہیں، جو محض مقلد ہوتے ہیں۔

(۲) دوسرے وہ علماء ہیں، جو خود بھی مجتہد ہوتے ہیں، اگر ان کا اجتہاد امام کے موافق ہو۔ تو کوئی حرج نہیں، اور اگر ان کا اجتہاد امام کے اجتہاد کے خلاف ہو، تو یہ اپنے اجتہاد پر عمل کرینگے۔ مثلاً، امام محمد۔
امام ابویوسف، امام زفر امام طحاوی، علامہ ابوبکر جصاص، قاضی خان، علامہ ابن ہمام رحمت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۳) تیسری قسم ان علماء کی ہے۔ جو غیر منصوص مسائل کو منصوص مسائل پر قیاس کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں لیکن رتبہ اجتہاد پر فائز نہیں ہوتے، اگر کسی حکم کے بارے میں امام کی نص صریح ہو تو یہ اس حکم کی علت کا استنباط کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ امام کے مذہب کے مطابق یہ حکم اس طرح ہے۔ اور اگر امام کی نص نہ ہو، تو اس کے مشابہ حکم سے تخریج کرتے ہیں

سوال۔ اس آیت سے تقلیدِ مطلق ثابت ہوتی ہے۔ نہ کہ تقلیدِ شخصی؟

جواب، یہ ہے، کہ مطلق کا ماننا مقید شخصی کا ماننا ہے، اس لئے کہ مطلق کا وجود بعینہ مقید کا وجود ہے۔

سوال۔ یہ آیت تو ان علماء کے حق میں نازل ہوئی ہے جو اہلِ کتاب ہیں۔ نہ کہ علماء اسلام تو پھر آیتِ مذکورہ سے علماء اسلام کس طرح مراد لئے جاسکتے ہیں؟

جواب۔ میں (مفتی شائستہ گل) کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں۔ بفضل اللہ تعالیٰ عزوجل.

﴿وجہ اول یہ ہے﴾

کہ اس آیت (فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون) میں **(فَاسْئَلُوْا)** عموم پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم جامع الکلم ہے۔ ان الفاظ کی عمومیت پر بحث کرتے ہوئے علماء اسلام فرماتے ہیں۔

العبرۃ بعموم اللفظ لا لخصوص المورد

اعتبار آیت کے عموم الفاظ۔ کا ہوتا ہے۔ نہ کہ خاص اس صورت کا جس کے لئے آیت نازل ہوتی ہے۔ تو ثابت ہوا۔ کہ مأمور۔ ومسئول۔ کا عموم۔ علماء اسلام کو بھی شامل ہے۔

﴿وجہ دوم یہ ہے﴾

حضرت علامہ ابی البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی علیہ الرحمۃ والرضوان آیت مذکورہ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقیل اراد بالذکر القرآن ای فاسئلوا المؤمنین العالمین من اھل القرآن. خازن جلد ۳. ۲۵۴

کہ (اھل الذکر) سے مراد وہ مسلمان علماء کرام ہیں۔ جو قرآن کریم (کی آیتوں میں سے ناسخ ومنسوخ۔ محکمات۔ ومتشابہات) کا علم رکھتے ہوں۔ سو آیت کا معنیٰ یہ ہوا۔ جب تمہیں کسی مسئلہ کا علم نہ ہو تو مسلمان علماء سے دریافت کرو۔ جو قرآن کریم کا علم رکھتے ہوں۔

﴿وجہ سوم یہ ہے﴾

صاحب تفسیر الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اهل الذ کرای اشرف من علماء الامم الفرق لقصور نظر کم۔ تیسیر الرحمن جلد ۲ ۲۰۸
کہ اہل ذکر سے مراد تمام امم کے علماء ہیں، کیونکہ جو وہ جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے (علماء امم) علماء اسلام کو بھی شامل ہے۔

﴿وجہ چہارم یہ ہے﴾

علامہ آلوسی رحمت اللہ تعالی علیہ تفسیر روح المعانی جلد ۱۴ ص ۱۴۸ سورۃ النحل، میں آیت مذکورہ (اھل الذکر) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ اگر میں مان لوں، کہ یہ آیت علماء اہل کتاب، کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جیسا کہ مدارک، خازن، معالم، بیضاوی میں ہے۔
☆۔ تو میں ( ) کہتا ہوں، کہ بیشک سوال کا وجوب اہل کتاب سے ہے، لیکن ان سے پوچھنے کی علت۔ علم ہی تو ہے اور وہی علت (یعنی علم) علماء اسلام میں بھی موجود ہے تو پھر علماء اسلام کیوں مراد نہیں لئے جاسکتے جب کہ وہی علت علماء اسلام میں موجود ہے، تو سوال کا وجوب علماءِ اسلام سے بھی پایا گیا۔

﴿آیت نمبر دوم یہ ہے﴾

وَاِذَا جَآءَ هُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا۝ سورہ نسا، آیت (83) اور جب انکے پاس، کوئی بات اطمینان یا ڈر کی آتی ہے تو اسکا چرچا کرتے ہیں اور اگر اسمیں رسول (ﷺ) اور ذی اختیار (مجتہدین) لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور معلوم کر لیتے اس امر کو، وہ لوگ جو اجتہاد کر سکتے ہیں، اور اگر تم پر اللہ، کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی، تو ضرور تم شیطان کی اتباع کرتے مگر تھوڑے۔
اس آیتِ مبارکہ سے وجہ استدلال ان حضرات علماء کرام کی تصریحات ہیں

﴿حضرت علامہ ملاجیون رقمطراز ہیں﴾

(۱) قال العلامة الملاجیون رحمة الله علیه امر الجاهلین باطاعة العلماء و امر العلماء باطاعة المجتهدین لقوله تعالی. وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ اه تفسیر احمدی وبمعناه المدارک والخازن۔
علامہ فرماتے ہیں، کہ عام مسلمان پر لازم ہے، کہ وہ علماء اسلام کی اطاعت کریں، اور علماء

کیلئے ضروری ہے کہ وہ مجتہدین کی اطاعت کریں۔اسکی دلیل اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے وَلَوْرَدُّوْهُ اِلَی آخره.

﴿صاحب تفسیر معالم لکھتے ہیں﴾

(۲) وفی آیت دلیل علی جواز القیاس وان من العلم مایدرک بالتلاوة والروایة و هو النص ومنه مایدرک بالاستنباط و هو القیاس علی المعانی المودعة فی النصوص .اه.معالم التنزیل

کہ اس آیت مبارکہ میں،جواز قیاس کی دلیل موجود ہے،اور یہ بات بھی علوم وفنون (کے قواعد سے ہے) کہ جو بات۔تلاوت۔اورروایت کے ذریعے پائی جائے،سووہ نص ہے،اور جوبات استنباط (اجتہاد) کے ذریعہ پائی جائے،وہ قیاس ہے۔

ثابت ہوا کہ اولوالامر سے مراد مجتہدین ہیں۔لہذ اتقلید ثابت ہوگئی۔

﴿تیسری آیت جواجتہاد پردلالت کرتی ہے﴾

(۳) یٰاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًاo پارہ۔۵۔سورۃ نساء آیت (59)

اے ایمان والو،حکم مانو،اللہ کا،اور حکم مانورسول(ﷺ) کا،اورانکا جوتم میں اُولِی الْاَمْرِ ہوں (مجتہدین) پھراگرتم میں کسی بات کا جھگڑااٹھے،تو اسے اللہ اوررسول کی طرف لوٹاؤ،اگراللہ اورقیامت پرایمان رکھتے ہو،یہ بہتر ہے۔اوراسکاانجام اچھاہے۔

﴿وجہ استدلال یہ ہے﴾

(۱) کہ اُولِی الْاَمْرِ سے۔مجتہدین مطلق مراد ہیں۔جیساکہ پہلے بیان ہوچکاہے۔اورآگے بھی انشاء اللہ وتعالیٰ آیگا،ان مجتہدین کی تقلیداس لئے فرض ہے،کہ لفظ(وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ) اور(اُولِی الْاَمْرِ) دونوں کی طرف متوجہ ہے،لہذاجس طرح رسول اکرم ﷺ کی اطاعت واجب ہے،اسی طرح اُولِی الْاَمْرِ کی اطاعت بھی واجب ہے۔دلائل ملاحظہ ہوں۔

حضرت علامہ مفسرقرآن علی بن محمد خازن اُولِی الْاَمْرِ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۲) اولی الامرهم الفقهاء والعلماء الذین یعلمون الناس معالم دینهم قاله من الصحابة

ابن عباس وجابر رضی اللہ عنھم ومن التابعین الحسن والضحاک ومجاھد رضی اللہ عنھم ۔اخرجہ ابن ابی حاتم کذافی الاکلیل والخازن والعینی

اُولِی الْاَمْر سے مراد فقہاء علماء (مجتہدین مطلق ہیں فقہاء علماء وہ لوگ ہیں جو دین کے احکام (میں سے شرعی اجتہادی تعلیم لوگوں کو) سکھاتے ہیں، صحابہ کرام میں سے سیدنا عبداللہ بن عباس وجابر رضی اللہ تعالیٰ عنھم تابعین میں سے حضرت حسن وضحاک ومجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنھم ہیں۔ علامہ ابوبکر بصاص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُولِی الْاَمْر کی تفسیر سے، علماء مجتہدین، مراد لینے کی تائید میں لکھتے ہیں۔

وقوله تعالى. عقيب ذلك. فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ. يدل على ان اولى الامر هم الفقهاء. لانه امر سائر الناس بطاعتهم ثم قال. فان تنازعتم (الخ) فامر اولى الامر برد المتنازع فيه الى كتاب الله وسنة نبيه ﷺ اذ كانت العامة ومن ليس من اهل العلم ليست هذه منزلتهم. لانهم لا يعرفون كيفيت الرد الى كتاب الله و السنة. ووجوه دلائلها على احكام الحوادث فثبت انه خطاب للعلماء.... احكام القرآن. جلد ۲. ص. ۲۵۷.

ترجمہ۔اوراُولِی الْاَمْر کی اطاعت کا حکم دینے کے فوراً بعد اللہ جل جلالہ کا یہ فرمانا، کہ اگر کسی معاملہ میں تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہوجائے، تو اس اختلاف کو اللہ اور اسکے رسول کی طرف لوٹاؤ، یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ اُولِی الْاَمْر سے علماء مجتہدین مراد ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو ان کی اطاعت کا حکم فرمایا، پھر فان تنازعتم، فرما کر، اُولِی الْاَمْر، کو حکم دیا کہ جس معاملے میں ان کے درمیان اختلاف ہو اسکو کتاب اللہ، اور حدیث رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو، یہ حکم فقہاء (علماء مجتہدین) ہی کو ہوسکتا ہے، کیونکہ عوام الناس، اور حاطب اللیل کا یہ مقام نہیں، اس لئے کہ وہ اس بات سے واقف نہیں ہوتے، کہ کتاب اللہ، اور سنت رسول ﷺ کی طرف کسی معاملہ کو لوٹانے کے کیا طرق ہیں اور نہ عوام الناس کو، مسائل کے استنباط واستخراج، کے دلائل کے طریقوں کا علم ہوتا ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ خطاب علماء (مجتہدین) سے ہے۔

﴿(۵) حضرت علامہ فقیہ اعظم شیخ محمد بن علی۔صاحب درمختار فرماتے ہیں﴾

ولهذا قال الفقهاء المراد باولى الامر العلماء في اصح الاقوال والمطاع شرعاً مقدم۔ زیلعی الکنز ج۲ قبل الفرائض ۲۲۹۔ وعینی الکنز ج۳ ۔ ۲۵۵ ودرمختار وردالمحتار ج۵ مسائل شتی ۳۳۱

کہ فقہاء کرام کے نزدیک، اُولِی الْاَمْرِ سے علماء (مجتہدین مطلق) مراد ہیں، اور شریعت کے احکام میں جسکا حکم مانا جائے وہ شرعاً مقدم ہے۔

﴿حضرت علامہ ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ دلائل مذکورہ کی روشنی میں لکھتے ہیں﴾

فثبت بھا وجوب التقلید لعلماء الاسلام۔ الفتح المبین ۵۰۶۔ واحمدی ۲۹۱

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ علماء اسلام کی تقلید واجب ہے۔

سوال۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے مطابق۔ اُولِی الْاَمْرِ سے مراد۔ امراء اور حکام ہیں۔ علماء نہیں۔

جواب۔ اس اعتراض میرے پاس چار جواب ہیں۔

(۱) پہلا جواب یہ ہے

کہ اُولِی الْاَمْرِ۔ کی تفسیر میں جب دو اقوال ثابت ہیں۔

(۱) امراء و حکام (۲) علماءِ اعلام۔ سو جس قول میں اُولِی الْاَمْرِ سے مراد۔ علماء مجتہدین ہیں تو یہ قول اختیار کرنا زیادہ ارجح اور بہتر ہے۔

﴿(۲) دوسرا جواب یہ ہے﴾

لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ

ان الفاظ مبارکہ سے مراد علماء مجتہدین ہیں، یہ نص ہے، اور سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث، خبر واحد ہے، جو نص، اور دلائل بالا، کے پیش نظر غیر مقبول ہو جاتی ہے، کیونکہ علم اصول کا قاعدہ ہے، کہ نص کے مقابلہ میں اگر خبر واحد آجائے، تو دیکھنا ہوگا کہ نص اور خبر واحد میں تطبیق ممکن ہے یا نہیں، اگر تطبیق ممکن ہو فبہا (یعنی دونوں میں اگر تطبیق ممکن ہو تو تطبیق کر کے عمل کرینگے) ورنہ خبر واحد کو ترک (یعنی چھوڑ) کر نص قرآن پر عمل کرینگے۔ کتب اصول۔

﴿تیسرا جواب یہ ہے﴾

کہ اگر بقول سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُولِی الْاَمْرِ سے مراد۔ امراء حکام لئے جائیں، تو اس سے مراد یہ ہوگا، کہ ملکی سماجی سیاسی معاملات میں ان حکام اسلامی کا حکم مانا جائے میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں، کہ یہ بھی حقیقتاً علماء مجتہدین کی اتباع ہوگی، کیونکہ ممالک اسلامیہ میں حکام علماء کے تابع ہوتے ہیں، تو انکی اتباع درحقیقت ان مجتہدین کی اتباع

ہوگی، بشرطیکہ ممالک اسلامیہ کے حکام مسلمان ہوں۔ پابند صوم وصلوٰۃ ہوں، احکام شرعیہ کے تابع ہوں، قرآن وحدیث کے احکام نافذ کرنے والے ہوں، ظاہر ہے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی ایسے امراء وحکام مراد ہیں، نہ کہ فاسق وفاجر حکمراں۔

لہٰذا ان تینوں جوابات سے ثابت ہوا، کہ اُولِی الْاَمْرِ سے مراد علماء مجتہدین ہیں۔

﴿جواب چہارم یہ ہے﴾

جواب چہارم یہ ہے۔ کہ جب اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین رحمت اللہ علیہم اجمعین لفظ (اُولِی الْاَمْرِ) سے مراد علماء مجتہدین لے رہے ہیں تو پھر صرف خبر واحد پر اعتماد کرنا کہاں کی فقاہت ہے پس ثابت ہوا کہ اُولِی الْاَمْرِ سے علماء مجتہدین مراد لینا ہی اصح ہے۔ اور یہی راجح ہے۔ اور اصح ترین قول ہے۔

☆۔۔ میں (مفتی شائستہ گل) نے اثبات تقلید کے لئے ان ہی تین آیات کریمہ پر اکتفاء کیا۔ اگرچہ تقلید کے اثبات میں اور بھی بہت ساری آیات کریمہ موجود ہیں۔

﴿بحث دوم تقلید کا ثبوت احادیث صحیحہ کی روشنی میں﴾

(۱) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خرجنا فی سفر فاصاب رجلامنا حجر فشجه فی رأسه فاحتلم فسأل اصحابه هل تجدون لی رخصة فی التیمم قالوا مانجد لک رخصة وانت تقدرعلی الماء فاغتسل فمات فلماقدمناعلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبر بذلک فقال قتلوه قتلهم الله الاسالوا اذلم یعلموا فانما شفاء العی السوال ۔ رواہ ابوداود. وابن ماجه عن ابن عباس. ومشکوة تیمم. فصل ۲، ۷۷ وتیسیر الطهارة باب ۲، ۲۹۳

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک ساتھی کے سر میں پتھر آکر لگا۔ تو اسکا سر شدید زخمی ہوا۔ سر میں شدید چوٹ لگنے سے وہ جنبی ہو گیا (اسے احتلام ہوا) اس نے ساتھیوں سے پوچھا، کیا میرے لیے شریعت میں تیمم کی اجازت نظر آتی ہے (کیا میں اس حال میں تیمم کر سکتا ہوں آپ احباب کی رائے کیا ہے) انہوں نے کہا۔ کہ ہمارے نزدیک آپ تیمم نہیں کر سکتے۔

☆۔۔ کیونکہ آپ پانی پر قادر ہیں سو اس نے غسل کیا (وہ پانی زخموں میں سرایت کر گیا حتیٰ کہ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وفات پا گئے۔ جب ہم نبی کریم سرور عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ تو آپ ﷺ

نے فرمایا اللہ تمہیں مارے تم نے اسے قتل کیا جب تمہیں معلوم نہ تھا تو مسئلہ کیوں نہ پوچھا کیونکہ لاعلمی (بے خبری) کا علاج پوچھنا ہے۔

(۳) عن مُعاذِبْنِ جَبَلٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ لمابعثه الی الیمن
قال کیف تقضی اِذَاعَرضَ لکَ قضاءٌ
قال اقضی بکتاب اللہ تعالیٰ
قال فان لم تجدفی کتاب اللہ تعالیٰ
قال فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ
قال فان لم تجدْ فِیْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ
قال اَجْتَھِدُ رَاْیِی و "لا" آلو
قال فضرب رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ علی صَدْرِہٖ
وَقَالَ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رسولِ اللّٰہِ ﷺ لمایرضی بہ رسول اللہ ﷺ
رواہ الترمذی ،وابوداود والدارمی ،مشکوۃ قضاء 324

نبی کریم ﷺ نے جب مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو ارشاد فرمایا۔
(مُعاذ) جب تمہارے پاس مقدمہ پیش ہوگا تو کیسے فیصلہ کرو گے؟
(حضرت مُعاذ نے) عرض کا (یارسول اللہ ﷺ سب سے پہلے) کتاب اللہ سے فیصلہ کرونگا
رحمت عالم ﷺ نے فرمایا (مُعاذ) اگر تم (اس مقدمہ کا فیصلہ) اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ تو پھر؟
عرض گذار ہوئے۔کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی سنت کے ساتھ (آپکے فرمودات کے مطابق فیصلہ کرونگا)
پھر حضور ﷺ نے فرمایا (مُعاذ) اگر تم رسول اللہ (ﷺ) کی سنت میں (بھی) نہ پاؤ۔
عرض کی (یارسول اللہ ﷺ) پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔اور حقیقت تک پہنچنے میں کوتاہی نہ کروں گا۔

پس (عالم ماکان وما یکون ﷺ) نے انکے سینے تھپکی دی۔اور فرمایا۔اللہ کا شکر ہے۔جس نے رسول اللہ (ﷺ) کے قاصد (معاذ بن جبل) کو اس بات کی توفیق دی۔جس (بات نے) اللہ جل جلالہ کے رسول (ﷺ) کو خوش کیا (اور یہ کہ رسول اکرم ﷺ بھی یہی چاہتے تھے اگر قرآن وحدیث میں تمام مسائل کا حل نہ ملے تو اپنی رائے سے فیصلہ کرنا۔یہی بات معاذ بن جبل نے

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

عرض کی، دونوں کا منشاء ایک ہوا موافقت پائی گئی تو حضور پر نور ﷺ نے نہایت خوشی کا اظہار فرمایا)

﴿وجہ استدلال یہ ہے﴾

(کیف تقضی) کے الفاظ حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے قاضی یمن بننے پر دلالت کرتے ہیں۔ سو اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن پر۔ تقلید شخصی واجب فرمادی، نیز نبی کریم ﷺ حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی (اجتہاد والی) بات سے خوش ہوئے، اور موافقت پر اللہ جل جلالہ کی حمد وثنا بیان کی نیز رحمت عالم ﷺ نے حضرت مُعاذ بن جبل، کے اجتہاد و رائے، کو حق وصواب (درست) فرمایا۔ سیدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ جلیل القدر فقیہ صحابی تھے، جنکے بارے میں حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ حلال وحرام کو جاننے والا مُعاذ بن جبل ہیں۔ نیز فرمایا انکو قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائیگا کہ یہ علماء سے (مرتبہ میں) اتنے آگے ہوں گے جتنی دور تک ایک تیر جاتا ہے۔ حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یمن پہنچے تو اہل یمن نے انکی صرف گورنری وقاضی ہونا قبول نہ کیا بلکہ ہر مسئلہ میں مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی تقلید کی، اہل یمن نے حضرتؓ کے گورنری کیساتھ ساتھ انکی تقلید شخصی کو بھی قبول کیا۔

﴿دلائل ملاحظہ ہوں﴾

(۱) عن الاسود بن یزید قال اتانا معاذ بن جبل بالیمن معلما و امیرا فسألناه عن رجل توفی وترک ابنته واخته فاعطی الابنة النصف والاخت النصف. رواه البخاری باب المیراث البنات

حضرت اسود بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت مُعاذ بن جبل ہمارے پاس یمن آئے۔ وہ ہمارے امیر بھی تھے۔ اور معلم بھی ہم نے ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا۔ جس نے ورثاء میں ایک بہن اور ایک بیٹی چھوڑی تھی (کہ ان میں ترکہ کیسے تقسیم ہوگا) تو حضرت مُعاذ بن جبل نے بیٹی کو نصف اور بہن کو نصف (میراث دی، جبکہ یہ انکی اپنی رائے تھی) جب حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن آئے تو قبیلہ خولان کی ایک عورت معاذ بن جبل کے پاس آئی سلام کے بعد کہنے لگی، اے (مُعاذ بن جبل) آپکو کس نے بھیجا۔ سیدنا مُعاذ بن جبل نے فرمایا

WWW.NAFSEISLAM.COM

مجھے رسول اکرم ﷺ نے بھیجا ہے۔ وہ عورت کہنے لگی (جب) آپکو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے اور آپ، اللہ جل جلالہ کے رسول ﷺ کے قاصد ہیں۔ تو کیا آپ مجھے (شریعت کے مسائل) نہیں بتائیں گے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا (کیوں نہیں) جو چاہو مجھ سے سوال کرو "پوچھو" میں (بتاؤں گا) مسند امام احمد۔ معجم الطبرانی الهیثمی فی مجمع الزوائد۔ باب حق الزوج علی المراة۔

(۳) حدیث مذکورہ بالا سے

اولاً۔ ادلہ ثلاثہ کی ترتیب معلوم ہوتی ہے۔ کہ سب سے مقدم کلام الٰہی ہے۔ پھر سنت رسول ﷺ اسکے بعد اجماع وقیاس ہے۔

ثانیاً۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام مسائل کا حل ہمیں قرآن کریم سے تفصیلاً نہیں مل سکتا۔

ثالثاً۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سنت رسول ﷺ اگرچہ کلام الٰہی کی شرح ہے، لیکن تمام مسائل کا حل تصریحاً وتفصیلاً یہاں بھی نہ مل سکیں گے۔ بلکہ بعض عنوانات پر احادیث آپس میں ٹکراتی (متضاد) ہوئی بھی ملیں گی۔

ایسے مواقع پر اجماع صحابہ کی روشنی میں دیکھا جائیگا جن مسائل کا حل ہمیں کتاب وسنت میں تصریحاً وتفصیلاً نہ ملے۔ ان میں آئمہ مجتہدین کی تقلید کیجائیگی۔ کیونکہ آیات واحادیث اور اجماع صحابہ کی روشنی میں جو فیصلے مجتہدین عظام نے فرمائے ہیں۔ وہ آج تک کوئی دوسرا نہیں کرسکا اور نہ یہ ممکن ہے کہ میدان اجتہاد میں ان بزرگوں کی کوئی ہمسری کرسکے اس امت میں ان حضرات کا وجود نبی کریم رحمت عالم ﷺ کا علمی معجزہ ہے۔

﴿آئمہ مجتہدین چار ہیں﴾

(۱) سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ 179ھ المتوفی۔ 767ء

(۲) سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ 179۔ھ المتوفی 795ء

(۳) سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ متوفی۔ 204ھ۔ 719ء

(۴) سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ متوفی۔ 241ھ۔ 855ء

اہل حق کے یہی آئمہ مجتہدین ہیں۔ جنکے اجتہادی مذاہب مدون ومنضبط ہیں۔ لہذا اجتہادی مسائل میں ان چاروں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا ضروری ہے۔ جو ان چاروں میں سے

WWW.NAFSEISLAM.COM

کسی کی تقلید نہ کرے بلکہ محقق بن کر اجتہادی مسائل کو قرآن وحدیث سے خود حل کرے۔
وہ گمراہ، بدمذہب، بے دین، اور اجماع امت کا مخالف ہے۔

مقام غور ہے۔ کہ ان بزرگوں کے بعد بھی امت مصطفوی ﷺ میں لاکھوں ایسی عظیم ہستیاں گذری ہیں جن میں سے ہر ایک علم وعرفاں کے بحر بیکراں تھے، اسکے باوجود وہ حضرات بھی آئمہ مجتہدین کی تقلید سے بے نیاز نہ رہ سکے۔ تو آج کل کے محقق بننے والے اور آئمہ مجتہدین کے منہ آنے والے مدعیانِ خام کس گنتی میں شمار ہوتے ہیں۔ بعض گمراہ گر اس پُرفتن دور میں اجتہاد وتحقیق کے بڑے اونچے دعوے کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

﴿امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

عن شريح .ان عمربن الخطاب كتب اليه.ان جاء ك شئ في كتاب الله فاقض به.ولايلتفتك عنه الرجال .فان جاء ك ماليس في كتاب الله. فانظر سنة رسول الله ﷺ فاقض بها.فان جاء ك ماليس في كتاب الله و لم يكن فيه سنة رسول الله ﷺ فانظر مااجتمع عليه الناس.فخذبه.فان جاء ك ما ليس في كتاب الله ولم يكن في سنة رسول الله ﷺ ولم يتكلم فيه احد قبلك.فاختراى الامرين شئت.ان تجتهد الرأيك ثم.فتقدم وان شئت ان تتاخر .فتاخر .ولاأرى التاخر الاخير لك.حجة الله البالغه.

امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت شریح نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے لکھا اگر تمہارے پاس کوئی ایسا مسئلہ آئے جس کا جواب کتاب اللہ میں موجود ہو تو اسکے مطابق فیصلہ کرو، اور ایسا نہ ہو کہ لوگ تجھے کتاب اللہ سے باز رکھیں اور اگر تمہارے پاس کوئی ایسا مسئلہ آئے جسکا جواب نہ کتاب اللہ میں موجود ہو اور نہ رسول اللہ ﷺ کی سنت میں تو ایسی بات تلاش کرو جس پر پچھلے لوگ متفق ہوں سو اس پر عمل کرو اور اگر تمہارے پاس ایسا مسئلہ آئے، جو قرآن وسنت میں نہ ہو اور گذرے ہوئے کسی فقیہ صحابی نے بھی اس میں کلام نہ فرمایا ہو۔ تو دو (۲) باتوں میں سے جسے چاہو، اختیار کر لو، اگر اپنی رائے سے اجتہاد، کر کے فیصلہ کرنا چاہو تو کرلو، اور اگر چاہو، تو اجتہاد میں تاخیر کرو، اور میں تمہارے لئے تاخیر کو بہتر سمجھتا ہوں۔

تیسری حدیث تقلید کے ثبوت میں

عن علی رضی قال بعثنی رسول اللہ ﷺ الی الیمن قاضیافقلت یارسول اللہ ﷺ ترسلنی وانا حدیث السن ولاعلم لی بالقضاء فقال ان اللہ تعالیٰ سیھدی قلبک ویثبت لسانک اذا تقاضی الیک رجلان فلا تقض لاول حتیٰ تسمع کلام الآخر فانه احری ان یتبین لک القضاء قال فما شککت فی قضاء بعد۔ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ۔ مشکوۃ۔ قضاء 324

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قاضی یمن بناکریمن کیطرف بھیجنے لگے، میں عرض گذار ہوایارسول اللہ ﷺ آپ مجھے (یمن کا قاضی بناکریمن) بھیج رہے ہیں حالانکہ میں کم سن ہوں اور (فریقین میں) فیصلہ کرنے کا مجھے علم بھی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو اس کاراستہ دکھادیگا اور تمہاری زبان کو اس پرقائم کردیگا جب فریقین تمہارے سامنے بیٹھ جائیں تو جلدیٰ فیصلہ نہ کرناجب تک دوسرے کی بات نہ سن لو جیسے تم نے پہلے کی باتیں سنیں یہ طریقہ کار تمہارے فیصلہ کوواضح کردیگا (حضرت علی فرماتے ہیں) کہ اسکے بعدفیصلہ کرنے میں مجھ سے لغزش نہیں ہوئی۔ اور مجھے کبھی کسی فیصلہ میں شک واقع نہ ہوا۔

حدیث چہارم ثبوتِ تقلید میں

عن عمربن الخطاب رضی اللہ عنه قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول سئلت ربی عن اختلاف اصحابی بعدی فاوحیٰ الی یامحمد(ﷺ) ان اصحابک عندی. بمنزلة النجوم فی السماء بعضهم اقویٰ من بعض ولکل نورفمن اخذ بشیئ مماهم علیه من اختلافهم فهوعندی علی هدیٰ قال قال رسول اللہ ﷺ اصحابی کالنجوم فبایهم اقتد یتم اهتد یتم

سیدناعمررضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، میں نے رحمت للعلمین ﷺ سے سنا حضور پرنور ﷺ نے فرمایامیں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلافات کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی۔

اے محمد ﷺ میرے نزدیک آپکے صحابہ آسمان کے ستاروں کی مانندہیں ان میں سے بعض بعض سے مضبوط ہیں اور ان میں سے ہرایک کیلئے نورہے اور جس (شخص) نے ان میں سے

جس کی اقتداء کی وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتداء کروگے، ہدایت پاؤ گے۔

﴿اس حدیث سے وجہ استدلال﴾

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ دو صیغے (اَخَذَ) اور دوسرا (اِقْتَدَیْتُمْ ہیں۔ یہ عین تقلید شخصی پر دلالت کرتے ہیں۔ بلکہ بعینہ دَلِیْلِ تَقْلِیْدِ شخصی ہے۔

﴿حدیث پنجم ثبوت تقلید میں﴾

عن عبدالله بن عمرو وابی هريرة رضی الله عنهما قالا قال رسول الله ﷺ اذا حكم الحاكم فاجتهد واصاب فله اجران واذاحكم فاجتهد واخطاء فله اجر واحد متفق علیہ۔ مشکوۃ قضاء فصل اول 324۔

حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب حاکم (یعنی حاکم مجتہد مطلق) اجتہاد سے فیصلہ کرے، اور وہ فیصلہ (عند اللہ) صحیح ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں، اور اگر وہ اجتہاد سے فیصلہ کرے، اور وہ (عند اللہ) غلط ہو، تو اس کو ایک اجر ملتا ہے۔

﴿حضرت علامہ ملاعلی قاری رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں﴾

قال علی القاری هذالحديث دليل ان المجتهد يصيب ويخطى والكل ماجور.

یہ حدیث مبارک اس بات کی دلیل ہے کہ مجتہد مُصِیْبُ (صحیح فیصلہ تک پہنچنے والا)، اور مُخطی (باوجود محنت شاقہ کے فیصلہ کی اصل حق تک نہ پہنچنے والا) بھی ہوتا ہے (اللہ تعالیٰ) دونوں کو اجر عطا فرماتا ہے، اور دونوں قسموں (مُصِیْبُ وَمُخطی) کے مجتہدین کو ان کے اجتہاد پر ثواب ملتا ہے، اگرچہ درجہ اور مرتبہ میں فرق ہے۔ مرقات قضاء ۳۱۶

﴿علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

الاجماع (قال النووی) قال العلماء اجمع المسلمون علی ان هذالحديث فی حاكم عالم اهل للحكم فان اصاب فله اجران اجرباجتهاده واجرباصابته و ان اخطأ فله اجر باجتهاده وفی الحديث محذوف تقديره اذا اراد الحاكم فاجتهد قالوا فامامن ليس باهل للحكم فلايحل له الحكم فان حكم فلااجرله بل آثم ولاينفذحكمه سواء وافق

الحق ام لاوھی مردودة کلھا ولا یعذر فی شئ من ذلک ۔ نووی المسلم. الفصلہ ۷۶
تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے، کہ یہ حدیث اس حاکم کے متعلق ہے، جو عالم ہو اور فیصلہ کرنیکی صلاحیت رکھتا ہو اگر اس کا فیصلہ صحیح ہے تو اس کو دو اجر ملیں گے، ایک اجر اس کے اجتہاد کا ہوگا اور ایک اجر اس کی اصابت رائے (صحیح فیصلہ) کا، اور اگر اس کا فیصلہ (باوجود حق اجتہاد کے پھر بھی) غلط ہو، تب بھی اسکو اجتہاد کا اجر ملے گا (تقدیرہ) کہکر علامہ نووی رحمت اللہ علیہ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ حدیث مذکورہ میں کچھ عبارۃ محذوف ہے (جو یہ ہے) کہ جب حاکم (یعنی مجتہد مطلق) اجتہاد سے فیصلہ کرے اور اسکا فیصلہ صحیح ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے (فقہاء نے کہا ہے) کہ جو شخص اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو اس کے لئے فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر کسی نااہل شخص نے فیصلہ کیا تو اسے اجر نہیں ملے گا، بلکہ وہ گنہگار ہوگا اور اسکا فیصلہ نافذ نہ ہوگا، خواہ اس کا فیصلہ صحیح ہو یا غلط کیونکہ اس کے فیصلہ کا صحیح ہونا اتفاقی ہے، اور اس کا فیصلہ کسی دلیل شرعی پر مبنی نہیں ہے، اسلئے وہ اپنے تمام فیصلوں میں گنہگار ہوگا، خواہ وہ صحیح ہو یا نہ ہو، اور اسکو معذور قرار نہ دیا جائیگا، اثباتِ تقلید میں بہت ساری احادیث وارد ہیں، میں ان ہی پانچ احادیث مبارکہ پر اکتفاء کرتا ہوں۔

تیسری بحث تقلید کا ثبوت باجماع امت

علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ مصنف تفسیر احمدی فرماتے ہیں۔

(۱) قد وقع اجماع علی ان الاتباع انما یجوز للائمة الاربعة. تفسیر احمدی ۵۲۶

اس بات پر اجماع ہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید واتباع جائز ہے۔

علامہ ابن العابدین بن ابراہیم النخعیؒ مصنف اشباہ فرماتے ہیں

ماخالف الائمة الاربعة فھو مخالف للاجماع فقد صرح فی التحریر ان الاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذھب مخالف للائمة الاربعة ۔ اشباہ

جو چیز ائمہ اربعہ کے نزدیک خلاف شریعت ہو۔ وہ شی اجماع امت کے نزدیک بھی خلاف شریعت ہے اور ابن الھمامؒ نے اپنی کتاب میں تصریح فرمائی ہے کہ جو حکم چاروں ائمہ کے مذاہب کے خلاف ہو اس پر عمل نہ کیا جائے۔

﴿شیخ ابن عابدین بن محمد امین بن عمر رحمۃ اللہ علیہ﴾

فتاویٰ شامیہ میں فرماتے ہیں۔

(۳) لایجوز احداث قول خارج عن المذاهب الاربعة۔اھ۔شامی جلد اول رسم المفتی ۳۳

جو حکم مذاہب اربعہ کے مطابق نہ ہو اس پر عمل کرنا جائز نہیں

﴿حضرت علامہ ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۴) اهل کل مذهب یقولون بحقیقة المذاهب الاربعة۔تفسیر احمدی۔۵۳۴

تمام اہل مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مذاہب اربعہ حق ہیں۔

﴿علامہ شیخ عبدالسلام فرماتے ہیں﴾

(۵) قال العلامة الشیخ عبدالسلام قد انعقد الاجماع علی ان من قلد فی الفروع ومسائل الاجتهاد واحدا من هؤلاء الائمة الاربعة بعد (لانه فی الزمان الماضی) تحقق ضبط مذهبه بتوفر الشروط وانتفاء الموانع بریٔ من عهدة التکلیف فیماقلد فیه

اس بات پر اجماع ہوچکا ہے، کہ جس نے مسائل شرعیہ میں ائمہ اربعہ کی تقلید کی، سو وہ تکلیف دیئے جانے سے آزاد ہوا۔ کیونکہ زمانہ ماضی میں ائمہ اربعہ کا اجتہاد محقق ہوچکا ہے، اوران مجتہدین کے اجتہاد کو تسلیم کیا گیا ہے، کیونکہ ان حضرات کا اجتہاد شرائط کے عین

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿اجتہاد کی تعریف﴾

قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی منہاج الوصول میں اجتہاد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

استفراغ الجهد فی درك الاحكام الشرعية۔(منهاج الوصول ج ٣...٢٨٤)

احکام شرعیہ کو حاصل کرنے میں تمام علمی صلاحیت صرف کرنا (اجتہاد) ہے

﴿علامہ جمال الدین اسنوی نہایت السئول میں رقمطراز ہیں﴾

الاجتهاد استفراغ الفقيه الوسع لتحصيل ظن بحكم شرعي۔

کسی حکم شرعی کے ظن کو حاصل کرنے کیلئے (مجتہد) کا اپنی تمام علمی صلاحیتوں کو صرف کرنا اجتہاد ہے۔نہایت السئول جلد٣_٢٨٦

﴿حضرت علامہ کمال الدین ابن ہمام اجتہاد کی تعریف لکھتے ہیں﴾

الاجتهاد لغة بذل الطاقة فی تحصيل ذی كلفة و اصلاحا ذلك من الفقيه فی تحصيل حكم شرعی ظنی. التحریر جلد٣_٢٩١

اجتہاد کا لغوی معنیٰ ہے، کسی مشقت طلب کام کو حاصل کرنے کیلئے طاقت صرف کرنا، اور اصطلاحی معنیٰ ہے، کسی حکم شرعی ظنی کو حاصل کرنے کیلئے فقیہ کا اپنی علمی صلاحیتوں کو صرف کرنا

﴿فقہاء احناف کے نزدیک اہلیتِ اجتہاد کی شرائط﴾

علامہ ابوالحسن مرغینانی ۔صاحب ہدایہ اجتہاد کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان يكون صاحب حديث له معرفة الفقه.اوصاحب فقه له معرفة بالحديث مثلايشتغل بالقياس فی المنصوص عليه وقيل ان يكون مع ذلك صاحب قريحة يعرف بهاعادات الناس لان من الاحكام مايبتنی عليها.

یہ کہ وہ شخص حدیث میں ماہر ہو۔اور اس کو فقہ کی معرفت ہو یا وہ شخص فقہ میں ماہر ہو اور اسکو حدیث کی معرفت ہوتا کہ منصوص مسائل میں قیاس نہ کرے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ذہین اور طباع ہو لوگوں کے عرف اور عادات کو پہچانتا ہو کیونکہ بہت سے احکام عرف پر مبنی ہوتے ہیں۔

علامہ کمال الدین ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

کہ اجتہاد میں حدیث اورفقہ دونوں میں مہارت کی ضرورت ہے،تاکہ اسکا قیاس **نصِ حدیث** کے معارض ہو نہ اقاویل فقہاء کے خلاف ہو،خلاصہ یہ ہے،کہ مجتہد وہ شخص ہے،جوکتاب اورسنت کی،عبارت النص۔اشارت النص۔دلالت النص۔اوراقتضا النص ،کاعالم ہواورکتاب کے ناسخ ومنسوخ کوجاننے والا ہواورشرائطِ قیاس اورمسائلِ اجتماعیہ اوراقوال صحابہ کوجاننے والا ہوتاکہ وہ اقوال صحابہ یااجماع پرقیاس کومقدم نہ کرے اوراسکے ساتھ ساتھ وہ ذہین اورطباع ہواورلوگوں کے عرف وعادات کو جانتا ہوجوشخص ان تمام شرائط کاجامع ہووہ اجتہاد کرنے کااہل ہے اوراس پرلازم ہے،کہ وہ اپنے اجتہاد پرعمل کرے(پھراجتہاد کی تعریف میں لکھتے ہیں)ان مذکورالصدر دلائل سے کسی حکم شرعی کوحاصل کرنے کیلئے کوشش سے غور وفکرکرناحتیٰ کہ اس حکم پرغلبہ ہو جائے۔

﴿علامہ زین الدین بن نجیم حنفیؒ نے اجتہاد کی چودہ شرائط بیان کی ہیں﴾

(۱) اسلام (۲) بلوغ (۳) عقل

(۴)فقیہ النفس ہونا(یعنی طباع اورذہین ہونیزاسے استدلال واستنباط کا ملکہ تامہ حاصل ہو)

(۵)لغت عربیہ کاعلم ہو (۶)علم صرف کاعالم ہو (۷) علم نحوکاعالم ہو

(۸)علم معانی کاعالم ہو (۹)علم بیان کاعالم ہو (۱۰)وجوہِ قیاس کا علم ہو

(۱۱)احکام سے متعلق کتاب اللہ کی آیات کاعلم ہو

(۱۲)احکام سے متعلق احادیث کامتناً اورسنداً علم ہواورکتاب اورسنت کے ناسخ ومنسوخ کوجانتاہو

(۱۳) اجماع کی معرفت تامہ ہو (۱۴)لوگوں کے عرف اورعادت کوجانتاہو۔

﴿حضرت علامہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

قال العلامة ولی الله الدهلوی هذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قداجتمعت الامة على جوازتقليدهاالى يومناهذ۔الحجة البالغة

کہ یہ مذاہب اربعہ جومدون ہیں اورجن کے مسائل ضبط تحریرمیں لائے جاچکے ہیں۔ ان کے احکام کی تقلید پرآج ،ن تک امت کااجماع ہے۔

﴿شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں﴾

وقال ولی الله الدهلوی ان الامة قداجتمعت علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفة الشریعة فالتابعون اعتمدوا علی الصحابة وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین واعتمدالعلماء فی کل طبقة علی من قبلهم. الحجۃ البالغۃ مجموعۃ ۔الفتاویٰ عبدالحی جلدا۔۲۴

تمام امت مصطفوی(ﷺ) نے شریعت مطہرہ کو پہچاننے میں سلف صالحین پراعتماد کیا ہے یعنی ہر زمانے کے مسلمانوں نے اپنے زمانے کے علماء سے شریعت لی اورعلماء نے گذرے ہوئے علماء سے،ان متقدمین علماء نے تبع تابعین سے اورتبع تابعین نے ،تابعین سے،اورتابعین نے صحابہ کرام سے،اور مذکورہ،طبقہ نے اپنے ماقبل طبقہ پراعتماد کیا ہے۔

﴿اطائب الطیب کے مصنف لکھتے ہیں﴾

لان الشریعة عبارة عن هذه المذاهب الاربعة فحسب وهی فیهاقدانحصرت فان هذالمذاهب قددونت وقواعدهاقدضبطت واصولهابالنصوص قدانطبقت وبفضله تعالیٰ احکامهاوفروعهافی جمیع الجهات انتشرت فبحارهدایتهافی قلوب المؤمنین انفجرت ودررهاالمکنونة فی صدورالمؤمنین قداستقرت....

فنفوس المقلدین بضوء هاتجلت فرئیت بهامارأیت وحصلت بهاماحصلت وعرفت بهاماعرفت فلذلک تری ان الفرقة الناجیة المسماة باهل السنة والجماعة فیهاقداجتمعت لان الشریعة من غیرالمذاهب الاربعة فی الدنیاماوجدت

واطاعة احکام الشریعة للناس قد فرضت فان لم یحتسب هذالمذاهب الاربعة للشریعة معتبرة فالشریعت عن الدنیاعدمت لان ماسواهامن المذاهب لیست مثلهافیضبط القواعد

والاصول وفی ربطة العلة والمعلول بل کلهاقداندرست فکیف تکون هی الشریعة التی من الشارع شرعت فما اعتبرت احکامهاالمنتشرة وماحسبت فلامحالة ان هذه المذاهب الاربعة لاجراء احکام الشریعة قد بقیت لانهامن التغیرات قد حفظت لما من الدلائل التی قد ذکرت

واما اختلافات التی بین المذاهب الاربعة فمن رحمة الله للعلمین من خالق الثقلین

خلقت فامامن خارجا من هذاالزمان فهومن البدعة والنارومتبع الشيطان فالحذر الحذر فان الدين اعزما یوثر .وان المبتدع (الوهابی) لایوقروان الضلال اهم مایحذر .اه .اطائب الطیب علی ارض الطیب .۱۰..۱۱

ترجمہ۔کیونکہ شریعت مطہرہ ان مذاہب اربعہ سے عبارت ہے۔اور یہ کافی ہے اوربیشک شریعت کاانحصار ان مذاہب اربعہ پرہے۔کیونکہ یہ چاروں مذاہب مدون ہیں اوراسکے قواعدوضوابط ضبط میں لائے جاچکے ہیں نیز اسکے اصول نصوص کے ساتھ مطابق ہیں اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اس کے احکام دُنیا کے تمام اطراف میں پھیل گئے ہیں اسکی ہدایت کے سمندر مؤمنوں کے دلوں میں موجزن ہیں۔

نیز اسکی چمکتی ہوئی موتیاں مسلمانوں کے سینوں میں قرار پاچکیں ہیں اور مقلدین کے نفوس ہدایت کے ان چمکتے ہوئے موتیوں سے روشن ہیں،میں نے ان چمکتے ہوئے موتیوں کے ذریعہ اسلام کی جو(بہاریں دیکھنی تھی)دیکھ چکاجوکچھ میں نے حاصل کرنا تھا(بحمدہ تعالی) حاصل کرچکا،

آپ نے دیکھاکہ فرقہ ناجیہ(جنتی گروہ)اہل السنۃ والجماعت ان ہی چارمذاہب پرجمع (متفق) ہیں اور بحمدہ تعالی دنیامیں ان چارمذاہب کے علاوہ اورکوئی مذہب اس شان سے موجودنہیں، احکامِ شریعت کی اطاعت لوگوں پرفرض کی گئی ہے،سواگرمذاہب اربعہ شریعت مطہرہ کے لئے معتبر نہ ہوں توپھرشریعت دنیاسے معدوم ہوگئی ہوتی،جبکہ(بحمدہ تعالی)شریعت مطہرہ اپنی آب وتاب کیساتھ موجودہے،اوررہے گی(ایک وجہ یہ بھی ہے)کہ مذاہب اربعہ کے اصول وقواعد وضوابط،رابطہ علت ومعلول ایسے قوی ہیں کہ اسکے مثل کسی اورمذہب میں اتنے ٹھوس قواعد ضوابط رابطہ علت ومعلول نہیں پائے جاتے،بلکہ(بحمدہ تعالی)انکے علاوہ (تمام باطل مذہب)مٹ گئے،سوکیسے ہوسکتاہے،کہ وہ شریعت مطہرہ جسے شارع علیہ السلام ﷺ نے قائم فرمایااورپھربھی معتبر نہ ہو،اور(ائمہ مجتہدین نے)اسکے احکام کی اشاعت کی ہو، پھربھی کسی شمارمیں نہ ہو۔

سولازم ٹھہراکہ مذاہب اربعہ احکام شریعت کے اجراء کے لئے باقی ہیں،نیز چاروں مذاہب بربناء دلائل مذکورہ (بحمدہ تعالی)تغیروتبدل سے محفوظ ہیں(اگرکسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ پھرمذاہب اربعہ میں)(فروعی)اختلافات کیوں۔

(سواسکا جواب یہ ہے) کہ یہ (فروعی اختلاف) خالق الثقلین (دونوں جہانوں کو پیدا کرنے والا اللہ جل جلالہ) کی طرف سے رحمت ہے، نیز یہ اختلاف فروعی ہے، اصولی نہیں (کیونکہ اصول میں سب متفق ہیں) سو جو شخص موجودہ زمانے میں ان چار مذاہب سے خارج (باہر) ہو، وہ بدعتی اور ناری ہے، نیز وہ شخص شیطان کا پیروکار ہے، لہذا ان (بدعتیوں ناریوں) سے بچو (یاد رکھو کہ) جو بدعتی (وہابی، ائمہ اربعہ کی تقلید نہ کرنے والا) ہے، اسکی عزت واحترام نہ کی جائے۔ (وھابیوں بد عتیوں) کی گمراہی سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

بحث چہارم

غیر مجتہد کو اجتہاد کرنے سے منع کرنے کا ثبوت

(۱) عن عروة قال سمعت عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله عنه یقول ان الله تعالیٰ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعه من الناس و لکن یقبض بقبض العلماء حتی اذالم یترک عالما اتخذالناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا .واضلوا.رواه المسلم جلد ۲. ۳۷۰

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سناوہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (یوں ہی) علم نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں میں (بالکل) علم نہ رہے (اور صدور سے نکال دے) بلکہ علماء کو اٹھالیا جائیگا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہیگا تو لوگ اپنے مسائل (ومعاملات) جاہل سرداروں سے طے کرائیں گے، لوگ (ان جاہل سرداروں) سے مسائل دریافت کرینگے، اوروہ بغیر علم کے فتویٰ دینگے، سووہ خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے

اس حدیث سے وجہ استدلال اس حدیث کا آخری جملہ (فافتوا بغیر علم) ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

(۲) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من افتی بغیر علم کان اثمه علی من افتاه رواہ ابوداود۔ او مشکوۃ فصل ۲۔ ۳۷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی کو بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ غلط فتویٰ دینے والے پر ہے۔

اس حدیث سے وجہ استدلال بالکل واضح ہے، کہ جو فتویٰ دینے کا اہل نہ ہو اور فتویٰ دیا، گنہگار ہے

﴿حضرت جابر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ﴾

(۳) عن جابر رضی و ابن عباس رضی اللہ عنہما (الی قولہما) قال رسول اللہ ﷺ قتلوہ قتلہم اللہ .الیٰ اخرہ الحدیث

(ایک شخص جسے غلط فتویٰ دیا گیا تھا) انتقال کر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کو (غلط فتوی دینے والوں) نے قتل کیا، اللہ تعالیٰ انہیں قتل کرے۔

﴿استدلال کی وجہ اس حدیث شریف سے قَتَلُوْہُ کا جملہ ہے﴾

(۱) عن عمرو بن العاص و ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قالا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ

خلاصہ :یہ حدیث مبارک احادیث کے باب میں مفصل گزر چکی ہے علامہ نووی نے اس حدیث شریف کی تشریح میں، نااہل حاکم کے بارے میں فرمایا کہ (لَایَحِلُّ لَہُ الْحُکْمُ) یعنی نااہل حاکم کے لئے کسی کو حکم دینا جائز نہیں، اور یہ بھی فرمایا، کہ (لَایَنْفُذُ حُکْمُہٗ) نااہل حاکم کا حکم نافذ نہیں ہوتا۔

نیز۔نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

فھو عاص فی جمیع احکامہ وھی مردودۃ ولا یعذر فی شیء من ذالک .

وہ نااہل حاکم اپنے تمام صادر کردہ احکام میں گنہگار ہے، اور اسکے تمام کے تمام نافذ کردہ احکام مردود ہیں، اور اس نااہل حاکم کو ان احکام میں ذرہ بھر بھی معذور نہ سمجھا جائے گا۔

حدیث پنجم

حضرت شعبی۔عدی بن حاتم سے روایت کرتے ہیں (جب یہ آیت نازل ہوئی)

(کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر)

سورۃ بقرۃ آیت (۱۸۷)

ترجمہ، کھاؤ اور پیو، یہاں تک کہ تمہارے واسطے ظاہر ہوجائے، سفیدی کا ڈورا، سیاہی کے ڈورے سے، پو پھٹ کر، پھر رات آنے تک روزے پورے کرو،

(۵) عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اخذ عقالا ابیض و عقالا اسود حتیٰ کان بعض اللیل نظر فلم یستبینا لہ فلما اصبح قال لرسول اللہ ﷺ جعلت تحت وسادتی خیطا ابیض و خیطا اسود قال رسول اللہ ﷺ ان وسادتک لعریض انکان الخیط الابیض والخیط الاسود تحت وسادتک۔ اخرجہ البخاری جلد ۲ کتاب التفسیر ص ۶۴۳ تفسیر بقرہ ۲۲

توحضرت عدی نے دو ڈورے لئے، ایک سفید اور ایک کالا، دونوں ڈوروں کو لیکر اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لئے، (رات کا کچھ حصہ گذرا) تو حضرت عدیؓ نے دونوں ڈوروں کو دیکھا (مگر رات کے اندھیرے میں ڈورے نظر نہ آئے) جناب عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اور رات کا واقعہ بیان کیا تو رحمۃ للعلمین ﷺ نے (بطور خوش طبعی) فرمایا (اے عدی) اگر کالا اور سفید ڈورا، تیرے تکئے کے نیچے ہوں پھر تو تیرا تکیہ "بہت لمبا چوڑا" ہوگا (پھر فرمایا بات اس طرح نہیں) بلکہ کالے ڈورے سے مراد رات کی تاریکی اور سفید ڈورے سے مراد وہ روشنی ہے (جو فجر صادق کے طلوع ہوتے وقت آسمان کے کناروں پر نظر آتی ہے) اس سے سیاہ و سفید ڈورے مراد نہیں۔

اس حدیث شریف سے وجہ استدلال یہ ہے۔ کہ عدی بن حاتم اگرچہ عربی ہیں نیز مادری زبان بھی عربی ہے، نیز آپ کو صاحبِ قرآن جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل تھا، پھر بھی آپ مجتہد نہ تھے، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے انہیں نہایت لطیف اشارے کے ذریعے مسائل دینیہ کے استخراج سے منع فرمایا، اور انکے اجتہاد کو روکا، تاکہ وہ سمجھ جائیں (کہ میں صحابی رسول ﷺ ضرور ہوں مگر مجتہد نہیں ہوں) دیکھئے مجتہد و غیر مجتہد میں کتنا فرق ہے علماء کرام نے فرمایا ہے۔

کہ غیر مجتہد کا اجتہاد کرنا ممنوع ہے، اور وہ (شخص جو مجتہد نہ ہو اور اجتہاد کرے) واجب التعزیر ہے

﴿دلائل ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱) قال الامام العلامۃ الغذی التمرتاشی و عزر کل مرتکب منکر ا۔ اھ۔ درمختار

امام تمرتاشی فرماتے ہیں، کہ ہر گنہگار واجب التعزیر ہے (تعزیراً۔ سزا دینا)

﴿حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۲) قال العلامة ابن العابدین وذکر فی البحران الحاصل وجوبه باجماع الامة لکل مرتکب معصیة .شامی ج۳ التعزیر ۱۸۲

نیز بحرالرائق میں بھی مذکور ہے کہ ہر مرتکب گناہ بالاجماع واجب التعزیر ہے۔

سومعلوم ہوا کہ غیر مجتہد کا اجتہاد کرنا گناہ ہے اور گنہگار واجب التعزیر ہوتا ہے۔ سو وہ (شخص جو اجتہاد کا اہل نہ ہو اور اجتہاد کر بیٹھے تو وہ) واجب التعزیر ہے۔

﴿قابل اجتہاد کو اجتہاد کا حکم و نااہل کو اجتہاد سے منع کرنے کی دلیل﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ۝ سورۃ الحشر آیت 2 اے مجتہدین اجتہاد کرو

آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے (جو اجتہاد کے لائق و اہل ہوں) کو اجتہاد کرنے کا حکم فرمایا (نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لائق و اہل اجتہاد نہ ہو، کو اجتہاد کرنے سے منع فرمایا گیا) اسی آیت مبارکہ کی بناء پر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگردوں (امام ابو یوسف و امام محمد رحمت اللہ علیہما) کو اجتہاد کرنے کا اختیار دیا (کہ وہ اس قابل تھے)

﴿شیخ علاؤالدین حصکفی "درمختار" میں لکھتے ہیں﴾

(۳) وقیل الحکمة فی مخالفة تلامذته له انه رای صبیا یلعب فی الطین فحذره الامام من السقوط فاجابه بان احذرانت من السقوط فان فی سقوط العالم سقوط العالم فحینئذ قال لاصحابه ان توجه لکم دلیل فقولوا به فکان کل یاخذ بروایة عنه و یرجحها

درمختار جلد اول رسم المفتی ۵۴

بعض مسائل میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کا اختلاف حکمت سے خالی نہیں، ایک مرتبہ امام اعظم نے ایک بچے کو کیچڑ میں کھیلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے فرزند ہوشیار رہنا کہیں پھسل کر گر نہ جاؤ، بچے نے عرض کیا حضور آپ گرنے سے بچیں کیونکہ عالِم کا گرنا پورے عالَم کا گرنا ہے۔ اس وقت سیدنا امام اعظم نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی دلیل آجائے تب اس (دلیل کے مطابق) حکم دینا، اس کے بعد امام اعظم کے تلامذہ آپکے اقوال لیتے اور انکو ترجیح دیتے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿علامہ شامی لکھتے ہیں﴾

کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اذا صح الحدیث فھو مذھبی (ترجمہ۔حدیث صحیح ہی میرا مذہب ہے)

علامہ شامی فرماتے ہیں،امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول مخصوص ہے مجتہد کیساتھ، آگے لکھتے ہیں۔

ولایخفی ان ذلک لمن کان اھلا للنظر فی النصوص ومحکمھا من منسوخھا

(شامی جلد ا قبیل رسم المفتی ۳۶)

اوریہ بات اظہرمن الشمس ہے،کہ امام اعظم کامذکورہ قول ان لوگوں کے ساتھ خاص ہے جوصاحب بصیرت ہوں نیزوہ محکم نصوص کوجانتے ہوں(نص قرآن ونص حدیث)

(۱) عبارت النص(۲)اشارت النص(۳) دلالت النص(۴)اوراقتضاء النص. کوجانتے ہوں)

نیزوہ محکم نصوص کومنسوخ نصوص سے ممتاز کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

علامہ شامی لکھتے ہیں اسی وجہ سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایاہے کہ(لایحل لاحد ان یفتی بقولنا حتی یعلم من این قلنا) کسی کے لئے یہ بات جائزنہیں کہ وہ ہمارے قول سے فتویٰ دے جب تک اسے یہ معلوم نہ ہوکہ میں نے یہ مسئلہ (قرآن کریم کی کس آیت یاکس حدیث سے لیاہے،یعنی جب تک کسی کوہمارے قول کے ماخذکاعلم نہ ہواس وقت تک ہمارے قول پرفتویٰ نہ دے)

علامہ شامی آگے لکھتے ہیں،

کہ امام صاحب کایہ قول صرف مفتی مجتہد کیساتھ خاص ہے،نہ کہ مقلد محض کیساتھ۔

شامی کی عبارت یہ ہے۔

ولاشک انه خاص بالمفتی المجتهد دون المقلد المحض.

اس میں شک نہیں کہ (امام صاحب کایہ قول) مفتی مجتہد کے ساتھ خاص ہے۔نہ مقلد محض کے ساتھ(کیونکہ مقلد محض،تواپنے امام کی تقلید ہی کریگا)رسائل الشامی رسالہ شرح عقودرسم المفتی جلدا۔۲۹

﴾امام غزالی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴿

فامامن لیس له رتبة الاجتهاد(وهو الحكم كل اهل العصر)يفتیٰ بمذهبه فلوظهرله ضعف مذهبه لم يجزله ان يتركه ومايشكل من الاية اوالحديث يلزمه ان يقول لعل عند صاحب مذهبی جوابا عن هذافانی لست مستقلابالاجتهادفی اصل الشرع۔

احیاء العلوم کتاب العلم مناظرہ ۲۸۔بمعناہ حامدیہ ۔۳۳۸۔وجواہرالفتاویٰ ۵۰۔ومجموعہ رسائل الشامی وقف ۲۲۔وقاضی خان رسم المفتی ۲۔

یہ حکم ہرزمانے والوں کے لئے ہے،کہ جس شخص کودرجہ اجتہادحاصل نہ ہو،وہ اپنے مذہب کے مطابق فتویٰ دے،اوراگراپنے مسلک ومذہب کاکسی مسئلہ میں ضعف ظاہرہوجائے،تب بھی اسے اپنا مذہب چھوڑناجائز نہیں،نیزاگرکسی آیت یاحدیث کے سمجھنے میں مشکلات پیش آئیں تواس کے لئے یہ کہنالازم ہے کہ میں جس امام کامقلدہوں(وہ اسے خوب جانتے اور سمجھتے ہیں،لہذامیرے لئے اتناہی کافی ہے کہ اسے میرے امام نے اپنے مذہب کے دلائل میں اختیار کیاہے)اورمیرے امام کے پاس اسکاجواب موجود ہے۔کیونکہ میں اصولِ شریعت میں اجتہاد کے قابل نہیں ہوں۔

میں(مفتی شائستہ گل)نے قرآن کریم ،احادیث اورتصریحات علماء کرام سے ثابت کیاکہ تقلیدِ شخصی صرف جائزہی نہیں بلکہ ضروری ہے،خصوصااس پُرفتن دورمیں توواجب ہے۔

سوجوشخص تقلید کامنکرہے وہ قرآن وحدیث کامنکراورگمراہ ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿پانچویں بحث اہل سنت وجماعت کی اتباع کرنے کا ثبوت﴾

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

واما الفرقة الناجية فهى اهل السنة والجماعة۔ (غنیۃ الطالبین ۵۵)

کہ فرقہ ناجیہ صرف اہلسنت وجماعت ہے۔

(۲) وتسمى هذه الفرقة الناجية۔ الخ۔ غنیۃ الطالبین جلد اول ۵۵

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس فرقہ (اہل سنت وجماعت) کو فرقہ ناجیہ کہتے ہیں۔

﴿غوث الثقلین سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ تیسرے مقام پر فرماتے ہیں﴾

(۳) فعلى المؤمن اتباع السنة والجماعة والسنة ما سنه رسول الله ﷺ والجماعة ما اتفق عليه اصحاب رسول الله ﷺ فى خلافة الائمة الاربعة الخلفاء الراشدين المهديين۔ غنیۃ الطالبین جلد اول عقائد اهل السنة والجماعة۔ ص۔ ۵۵

مسلمانوں پر اہلسنت وجماعت کی پیروی اتباع کرنا لازمی ہے (سیدنا غوث اعظم اہل سنت کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ اہلسنت کو اہل سنت وجماعت اس لئے کہتے ہیں، کہ یہ اللہ جل جلالہ کے رسول ﷺ کی سنتوں اور صحابہ کرام کے تعامل پر عمل کرتے ہیں) سنت وہ ہے جو کام حضور ﷺ نے کیا ہو (ما واظب عليه النبى ﷺ وتركه مرة او مرتين۔ تعلیق مترجم) اور جماعت سے مراد وہ عمل ہے جس پر خلفاء راشدین کے ہدایت یافتہ دور میں صحابہ کرام کا اجماع ہوا ہو۔

﴿عارف باللہ تعالیٰ شیخ احمد الصاوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ﴾

آیت مبارکہ ولا تكونوا كالذين تفرقوا کے تحت لکھتے ہیں۔

(۴) واحدة ناجية والباقون فى النار۔ صاوی جلد ۱ آل عمران پارہ ۴، ۱۷۰

ایک ہی فرقہ ناجیہ (نجات پانے والی) ہے، باقی سب داخل جہنم ہونگے۔

حضرت شیخ احمد الصاوی ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة۔ کے تحت لکھتے ہیں۔

(۵) اثنان وسبعون فى النار وواحدة فى الجنة والمراد بالفرقة الواحدة اهل السنة والجماعة (الی آخرہ) صاوی جلد ۲ ہود رکوع ۱۰/۱۰ پارہ ۱۲ ص ۲۳۲

حضور پُر نور ﷺ نے فرمایا ہے، بہتر ۷۲ فرقے جہنم میں ہونگے، اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔
علامہ فرماتے ہیں، اس جنتی فرقہ سے مراد اہل سنت والجماعت ہے۔

حضرت شیخ احمد الصاوی ؒ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ ۔ کے تحت لکھتے ہیں۔

(۶) اثنان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة وهی الجماعة۔

حضور پُر نور ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ بہتر ۷۲ فرقے جہنم میں ہونگے، اور ایک فرقہ جنتی ہوگا، اور وہ اہل سنت وجماعت ہیں (یعنی مذاہب اربعہ کے پیروکار نہ کہ وہابی) ۔صاوی۔ ج ۲ پارہ ۸ انعام 20/7۔ ص ۹۵۔

﴿طریقہ محمدیہ کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۷) الفصل الاول فی تصحیح الاعتقاد وتطبیقه لمذاهب اهل السنة والجماعة۔

کہ یہ پہلی فصل صحیح اعتقادات اور انکا منطبق ہونا، اور اہل سنت وجماعت کے مذاہب (اربعہ) کی تحقیق میں۔ الطریقة المحمدیة۔ جلد ۱، ۲۱۔

سیدنا غوث الثقلین محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرقہ ناجیہ کی توضیح فرماتے ہیں۔

(۸) اماالفرقة الناجية فهی اهل السنة والجماعة وتسمیٰ هذه الفرقة ناجية.

فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہے، اور اسی فرقہ (اہل سنت وجماعت) کو فرقہ ناجیہ کہتے ہیں
غنیۃ الطالبین ۔جلد ۱۔ بیان عقائد اہل السنۃ والجماعۃ ۹۰ ۔

﴿حضرت علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۹) قال العلامة الطحطاوی علی الدرالمختار فعليكم يامعشر المؤمنين اتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالیٰ وحفظه وتوفيقه فی موافقهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم فی المذاهب الاربعة وهم المالكيون والحنفيون والشافعيون والحنبليون ومن كان خارجامن هذه المذاهب الاربعة فی ذلک الزمان فهومن اهل البدعة والنار ۔حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار کتاب الذبائح [illegible]

اے مسلمانوں تم پر اہل سنت وجماعت کی اتباع واجب ہے (کیونکہ) یہی فرقہ ناجیہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور مصیبتوں سے نجات تب ہی حاصل ہوگی، جب مسلمان

ان چار اماموں کی اتباع کرے گا، اور جو شخص انکی مخالفت کریگا، سواللہ تعالیٰ جل جلالہ اس پرسخت ناراض ہوگا، نیز اس پر اپنا قہر وغضب نازل فرماتا ہے، اور (مخالفت کرنے والے کیلئے) ذلت اور رسوائی ہے، اور فرقہ ناجیہ بلاشبہ تمام کے تمام مذاہب اربعہ (چاروں مذاہب) پر جمع ہوچکے ہیں، وہ چار مذاہب یہ ہیں

(۱) مالکی (۲) حنفی (۳) شافعی (۴) حنبلی۔

علامہ طحطاوی لکھتے ہیں، جو مذاہب اَربَعَۃ سے خارج ہو وہ بدعتی (وہابی) اور جہنمی ہے

﴿ نیز صاحب فتح المبین رقم طراز ہیں ﴾

(۱۰) فلذلک تری ان الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فى المذاهب الاربعة قد اجتمعت لان الشريعة من غير هذه المذاهب فى الدنيا ما وُجدت و اطاعة احكام الشريعة للناس قد فرضت فان لم يحتسب هذه المذاهب الاربعة للشريعة معتبرة فالشريعة فى الدنيا عدمت ۔ الفتح المبين .فى كشف مكائد غير المقلدين. ۵۰۵

علامہ لکھتے ہیں، اسی وجہ سے تمام مسلمان انہی مذاہب (اربعہ) کو اختیار کئے ہوئے ہیں (کیونکہ اہل سنت وجماعت ہی نجات والی جماعت ہے) شریعت مطہرہ ان مذاہب اربعہ کے علاوہ پائی ہی نہیں جاتی۔ (مسلمان یا تو حنفی ہیں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی) چونکہ شریعت اسلامیہ کی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے (اطاعت کے لئے ضروری تھا کہ ایسے مجتہدین کو تلاش کیا جائے جنہوں نے اجتہاد کرکے شریعت کی راہیں متعین کی ہوں جن مجتہدین نے اجتہاد کرکے شریعت کی راہیں متعین کیں ہیں وہ مجتہدین چار ہی ہیں، امام ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل. رضوان الله عليهم اجمعين) اگر مذاہب اربعہ (حنفی شافعی مالکی حنبلی) کو اخذِ شریعت میں معتبر نہ مانا جائے، تو دنیا سے شریعت مطہرہ معدوم ہوجائے گی۔

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں، کہ قرآن کریم کی آیتوں اور احادیث کے دلائل، اور امت مصطفوی ﷺ) کے اجماع، سے یہ بات ثابت ہوگئی۔ کہ مذاہب اربعہ حق ہیں، یہ تصور، کہ مذاہب اربعہ حق پر نہیں (العیاذ باللہ) قرآن وحدیث واجماع امت کے دلائل سے یہ تصور باطل ہے، لہذا یہ کہ دنیا سے شریعت معدوم ہو، باطل ہے (یعنی ہو ہی نہیں سکتا کہ شریعت معدوم ہوجائے)

(دادا جان مفتی اعظم سرحد رحمۃ اللہ علیہ ایک قاعدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ مترجم)

کہ نمبرایک شریعت اور(۲) شریعت کا موجود ہونا۔آپس میں لَازِم وَمَلزُوم ھیں۔ لہذا مذاھب اربعة کے باطل ہونے کا تصور،ایک (لازم) ہے،اور یہ لازم باطل ہے، تو اسکا ملزوم (شریعت کا معدوم ہونا) بھی باطل ہے،لازم(شریعت) ثابت، تو اسکا(ملزوم) شریعت کا موجود ہونا بھی ثابت۔

(داداجان مفتی اعظم سرحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔مترجم)

نتیجہ یہ نکلا،کہ شریعت محمدیہ ،علی صاحبها عليه الصلوة والسلام،یہی چاروں مذاہب ہی ہیں (ان چار مذاہب کے علاوہ تمام مذاہب باطل ہیں) خصوصا وہابیوں کا مذہب باطل ہے۔

﴿اہل سنت وجماعت کی اتباع واجب ہے﴾

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما فرماتے ہیں

(۱۱) عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنها قال قال رسول الله ﷺ ستفرق امتی علی ثلاث وسبعین فرقة كلهم فی النار الا وحدة قالوا من هی یارسول الله ﷺ قال ماانا عليه واصحابی ۔رواہ الترمذی ثم مشکوٰۃ ۔الاعتصام فصل دوم ص۔۳۰۔وشرح عقائد الجلالی جلدا۔۱۹

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔سب کے سب فرقے جہنم میں داخل ہونگے سوائے ایک کے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ ایک فرقہ (ناجیہ) کونسا ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ (لوگ) جو میرے اور میرے صحابہ کے عقیدہ وعمل پر ہیں۔

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں۔کہ حدیث مذکورہ بالا سے یہ بات ثابت ہوگئی۔کہ فرقہ ناجیہ کی نجات کا سبب۔انکا عقیدہ وعمل ہے۔الحمدللہ۔فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہی ہے۔جو رسول اکرم ﷺ اور آپکے صحابہ کرام کے عقیدہ کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں اور عمل کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

سیدنا وسندنا قطب ربانی محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کی تصریح فرمائی جو گذشتہ اوراق میں آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے۔

سیدنا امام احمد اور ابوداود، حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

(۱۲)وفی احمد وابی داؤد.وعن معاوية ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة وهی الجماعة ۔او مشکوٰۃ۔الاعتصام فصل دوم ص۔۳۰

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا) بہتر فرقے جہنمی ہیں اورایک جنتی وہ ایک فرقہ (ناجیہ جو جنتی ہے) (اہلسنت) وجماعت ہے۔

سوال۔یہاں توصرف لفظ جماعت کاذکر ہے پھراس سے اہل سنت وجماعت کیسے مراد لیا گیا۔

جواب۔چونکہ جماعت کالفظ متعدداحادیث میں اہل سنت وجماعت کیلئے آیاہے،اورکسی فرقے کے لئے جماعت کالفظ استعمال نہیں ہوا،اس لئے جماعت کے لفظ سے اہل سنت وجماعت کو متعین کرنا،بالکل درست ہے۔دیکھئے علماء کرام اس لفظ کی مزید تصریح فرماتے ہیں۔

○

﴿مفسرقرآن علامہ شیخ احمد الصاوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۱۳)وستفرقون ثلاثاوسبعون فرقة ثنتان وسبعون فی النارو واحدة فی الجنة والمراد بالفرقة الواحدة اهل السنة والجماعة اه. صاوی جلد2 پارہ 12 ہود رکوع 11/10 ص 231

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) عنقریب تم تہتر فرقوں میں بٹ جاؤگے،بہتر داخل جہنم ہونگے مگرایک فرقہ جنتی ہوگا،اس (ایک فرقہ جو جنتی ہوگا) سے اہل سنت وجماعت مراد ہے

○

☆۔۔۔۔۔۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتاہوں۔کہ حدیث وعبارت مذکورہ بالا سے یہ امر متعین ہوگیاکہ فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہی ہے۔اوروہ مذاہب اربعہ پر مشتمل ہے

○

یہی شیخ احمد الصاوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر صاوی جلد۳۔پارہ ۱۷۔سورۃ انبیاء رکوع 6/6 ص 79 آیت ۔وتقطعوا امرهم بينهم ۔کے تحت لکھتے ہیں

(۱۴) وهذه الامة افترقت ثلاثا وسبعين فرقة اثنان وسبعون فی النارو واحدة ناجية كمافی الحديث۔صاوی۔

(حضور پرنور ﷺ نے فرمایا) یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی بہتر فرقے جہنمی ہیں اورایک فرقہ نجات والا ہے۔اسی تفسیر صاوی جلد۱۔پارہ ۴۔سورۃ آل عمران رکوع 11/2۔171 آیت۔واعتصموابحبل الله جميعا ۔کے تحت لکھتے ہیں۔

(۱۵)واخبرالنبی ﷺ ان هذه الامة ستفرق ثلاثاوسبعين فرقة واحدة ناجية والباقون فی النار۔صاوی

غیب کے جاننے والے ﷺ نے خبردی ہے کہ عنقریب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی

WWW.NAFSEISLAM.COM

ایک فرقہ ان میں سے نجات والا (جنتی) ہے باقی تمام کے تمام جہنمی ہیں۔

علامہ صاوی اسی صفحہ پر فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کی بقاء پر قرآن کریم کی آیت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(١٦) لاتنقطع الفرقة الناجية مادام القرآن موجوداً قال الله تعالى. اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ پارہ23 سورہ زمر آیت23

فلولا ان اهل القرآن الذين يتدبرونه موجودون مابقى القرآن۔ صاوی جلد

جب تک اللہ کا قرآن باقی ہے، فرقہ ناجیہ (اہل سنت وجماعت بھی) باقی رہے گی (وجود بقاء کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے) اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب، کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے، دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں انکے بدن پر جواپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر انکی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یاد خدا کی طرف رغبت میں یہ اللہ کی ہدایت ہے (اللہ) راہ دکھائے اسے جسے چاہے اور اللہ جسے چاہے گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ الآیۃ۔

علامہ فرماتے ہیں فرقہ ناجیہ (اہلسنت وجماعت) جو قرآن کریم (کے معانی واسرار سے واقف ہیں اور قرآن کریم کی آیات محکمات، متشابہات، ناسخ ومنسوخ میں) غور وفکر کرتے ہیں اگر یہ فرقہ ناجیہ نہ ہوتی تو قرآن کریم بھی (اس دنیا) میں باقی نہ رہتا۔

برادران اسلام اس عالم دنیا میں قرآن کریم کا موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ بحمدہ تعالیٰ فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت موجود ہے اور اہلسنت ہی اہل قرآن ہیں کیونکہ یہی وہ جماعت ہے جو قرآن میں تدبر کرتے ہیں۔

﴿سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے﴾

(١٧) عن ثوبان رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ لايزال طائفة من امتى ظاهرين على الحق لايضرهم من خذلهم الله تعالىٰ حتى ياتى امر الله وهم كذالک

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہیگا اور جنہیں اللہ نے ذلیل وگمراہ کیا ہے وہ اس گروہ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا امر (قیامت) آجائے اور وہ گروہ اسی طرح باقی رہیگا۔ مسلم جلد ۲ ص ۱۴۳

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿چھٹی بحث وہابیوں کے اقوال کا کوئی اعتبار نہیں﴾

اخوند شیخ ص ۹۲ پر لکھتے ہیں۔

(۱)ابن تیمیه من المجسمة ومن قال بانه تعالیٰ جسم فهو فی غایة الجهالة و السفاهة فلم یعتد بقول امثاله فکیف یکون قوله مقویا بکلام شخص. اخوند شیخ جلد ۱ ص ۹۲

ابن تیمیہ (رئیس وہابیہ) اس فرقہ ضالہ میں سے ہے جو فرقہ اللہ جل جلالہ کے لئے جسم کا قائل ہے، سو یہ عقیدہ رکھنا انتہائی درجہ کی جہالت وگمراہی ہے (ایسا عقیدہ کفر ہے) لہذا ایسے لوگوں کے اقوال کا کوئی اعتبار نہیں پھر جب ان کا قول ہی ضعیف قابل اعتبار نہ ہوگا تو دوسروں کیلئے کس طرح موجب قوت و وجہ استدلال ہوگا۔

﴿دوسری دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

﴿علامہ یحییٰ بن شرف الدین النووی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(۲) ولا اعتداد بقول النظام ومن وافقه من الخوارج واهل البدع لانه یجوز کون الامام من غیر قریش۔ نووی المسلم جلد ۲ امارة ص ۱۱۹

کہ نظام، معتزلی، خوارج، اور اہل بدعت نے یہ کہا ہے کہ غیر قریشی کو بھی خلیفہ بنانا جائز ہے (نظام) کا یہ قول باطل ہے اور اجماع مسلمین کے خلاف ہے۔

جبکہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا ہے

عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه بن سمرة قال قال رسول الله ﷺ یکون من بعدی اثنا عشر امیرا ثم تکلم بشیء لم افهمه فسألت الذی یلینی فقال قال کلهم من قریش هذا حدیث حسن۔ جامع الترمذی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد بارہ امیر ہونگے، پھر آپ ﷺ نے کچھ فرمایا۔ جس کو میں سمجھ نہ سکا، میں نے اپنے قریب والے شخص سے پوچھا، اس نے کہا، آپ ﷺ نے فرمایا، وہ سب قریش سے ہونگے، یہ حدیث حسن وصحیح ہے۔

☆ اس ضمن میں اور بھی بہت ساری احادیث موجود ہیں، میں صرف اسی پر اکتفا کرتا ہوں خلیفہ، یا امام کا قریشی ہونا مشہور احادیث اور اجماع قطعی۔ جو تمام صحابہ کرام (کا منصوص ہے)

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے ثابت ہے، مگر نظام معتزلی بدعتی (وہابی) نے انکار کیا ہے، اس بنا پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ اس بدعتی (وہابی) کے قول کا کوئی اعتبار نہیں، معلوم ہوا، کہ وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں ہیں۔

﴿تیسری دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

(۳) لاعبرة لكلام ابن حزم لكونه من اهل الظاهر لامن اهل السنة والجماعة بدليل انه انكر القياس فى كتابه المحلى وصرح النووى فى فصول مقدمة شرح المسلم انه ظاهرى وفى تعليقات البخارى .ولم يصب ابن الظاهرى [illegible] ۲۲۳

☆ ۔۔ ابن حزم، کا کلام معتبر نہیں، کیونکہ وہ اہل ظاہر (گمراہ) فرقہ سے ہے، اور اہل سنت وجماعت سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔ اس نے اپنی کتاب (محلی) میں قیاس سے انکار کیا ہے علامہ نووی نے مسلم کی شرح (فصول مقدمہ) میں فرمایا ہے، کہ ابن حزم ظاہری ہے اور تعلیقاتِ بخاری میں ہے کہ ابن حزم حق پر نہیں۔

﴿چوتھی دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

(۴) ولايعتبر قول ابن تيمية بقدم العرش .۱۵-حاشیہ الجمر اس-۱۷۹

ابن تیمیہ (وہابی) کا قول معتبر نہیں۔ (اس لئے کہ اسکا عقیدہ تھا) کہ عرش قدیم ہے

﴿پانچویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

حضرت امام اہل سنت سیدنا اشعری وقاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں، کہ ابن تیمیہ (خذله الله تعالىٰ) کا قول (قطعاً) معتبر نہیں، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے جسم کا قائل تھا (العياذبالله تعالىٰ) حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جسم جسمانیت سے پاک ومنزہ ومبرہ ہے

ان دونوں بزرگ علماء اہل سنت علیہما الرحمۃ نے فرمایا۔

(۵) قال الاشعرى والقاضى من اعتقدان الله جسم فليس بعارف وهو كافر۔

نسیم الریاض جلد۲۔۱۳۶۔۵۱۹۔سطر۱۲

جسکا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کیلئے جسم ہے (العیاذباللہ)

سو وہ بڑا جاہل ہے، اور کافر ہے

﴿چھٹی دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

سنیوں پر واجب ہے کہ وہ وہابیوں کی باتیں ہرگز نہ مانیں، کیونکہ یہ گمراہوں کا ٹولہ ہے

(٦) ومن كان من الفريق الثانی (ای الوهابية) وجب القاء اقواله ظهريا. لانه لعصيانه وعدم امتثاله الاوامر. واجتنابه النواهی. ضلوا و اضلوا۔ (نسیم الریاض فی شرح الشفاء لقاضی عیاض)

(١) یہ لوگ اوامر پر عمل نہیں کرتے (٢) اور وہ باتیں، اور اعمال (کام) کرتے ہیں، جن سے شریعتِ مطہرہ نے منع فرمایا ہے۔

(٣) یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

(٤) یہ لوگ (وہابیہ) گمراہ ہیں، اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہیں

قاضی عیاض ؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''شفاء'' میں لکھا ہے کہ ظاہریہ گمراہوں کا ٹولہ ہے یہ داؤد ظاہری گمراہ کے عقیدہ ومذہب پر ہیں

﴿ساتویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

(٧) (واشار بعض الظاهرية) وهم قوم على مذهب داؤد الظاهری الذی يرى الاخذ بظاهر الحديث والنصوص من غير تأويل (وهو محمد على بن احمد الفارسی) المعروف بابن حزم الظاهری (الى الخلاف فی تكفير المستخف به ﷺ) وهو قول مردود عليه (المعروف ماقدمناه) من تكفيره وفيه اشارة الىٰ عدم الاعتداد باقوال الظاهرية النافين. وفيه خلاف هل يجوز العمل بقولهم ام لا. والصحيح عدم الجواز۔ شفاء لقاضی عیاض، نسیم الریاض، جلد ٤، ص ٣٧٣

ان گمراہوں کا کہنا ہے، کہ جو شخص سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو کافر نہیں (نعوذ باللہ) حالانکہ اصح قول یہ ہے، کہ جو شخص رسول کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا مرتکب ہوا، وہ بالاتفاق کافر ہے، ظاہریہ کی اس بدعقیدگی کی وجہ سے اسکے اقوال کا کوئی اعتبار نہیں

﴿حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ﴾

فرقہ ظاہریہ کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ فرقہ ظاہریہ داود ظاہری کے مذہب پر ہیں اور داود ظاہری وہ (گمراہ) شخص ہے جو آیات واحادیث کے ظاہر پر عمل کرتا رہا، اور اس کا عقیدہ تھا کہ قرآن وحدیث کے ظاہر پر عمل کرنا چاہئے، جن الفاظ کے معانی میں تاویل کی ضرورت

ہے(یہ کہتا ہے)وہاں تاویل نہ کی جائے،نیز ان (کے اقوال میں)اس طرف اشارہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر نہیں،سو جو شخص ایسے شخص کے کافر ہونے کی نفی کرے وہ بھی ان ہی میں سے ہے اور فرقہ ظاہریہ میں شامل ہے۔سو وہ شخص جو نبی کریم ﷺ کی گستاخ کی تکفیر کا قائل نہ ہو،ایسے شخص کے اقوال واعمال کا کوئی اعتبار نہیں(یعنی اسکے اقوال عندالناس معتبر نہیں قابل التفات نہیں اور اسکے اعمال عنداللہ قبول نہیں)(جب اسکے اعمال،جیسے نماز وغیرہ عنداللہ قبول نہیں تو ہماری نمازیں انکی اقتداء میں کیسے جائز ہونگی) بعض علماء کرام نے سوال کیا کہ آیا انکے اقوال(تدریس وتقریر وعظ ونصیحت)پرعمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ علامہ ؒ لکھتے ہیں،صحیح (قول) یہ ہے کہ انکے اقوال پرعمل کرنا جائز نہیں۔

﴿آٹھویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

حضرت علامہ شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ(وہابی) کی خطاؤں کا ذکر کرنے کے بعد اسکے حالات بیان کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔لکھتے ہیں۔

(۸)انا لا نعتقد فيه عصمة بل انا نخالفه فى مسائل اصلية وفرعية وقال الذهبى فى التاريخ فهو بشر له ذنوب وخطايا ۔ وقال الیافعی زیادۃ علیہ فی کتابہ عبرۃ الیقظان۔

ہم ابن تیمیہ(وہابی)کو معصوم نہیں سمجھتے،بلکہ ہم اصولی مسائل میں ابن تیمیہ کی مخالفت کرتے ہیں (جیسے ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ رات کے وقت حالت جنابت میں نماز پڑھنا جائز ہے (نعوذباللہ)

فتاوی حدیثیہ ص ۱۰۰۔فوائد جامع ۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ۲۳۸۔

حالانکہ قصداً اراداتاً بغیر طہارت کے نماز پڑھنا کفر ہے)ہم فروعی مسائل میں بھی ابن تیمیہ کی مخالفت کرتے ہیں(فروعی مسائل جیسے وسیلہ بذوات فاضلہ،جبکہ ابن تیمیہ انبیاء واولیاء کیساتھ وسیلہ لینا کفر بتاتا ہے،اور جو مسلمان رسول اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کا ارادہ کرکے مدینۃ منورہ جائے، تو ابن تیمیہ اسے مشرک کہتا ہے ،نعوذ باللہ من شرورھم)

علامہ ذہبی رحمت اللہ علیہ نے تاریخ میں لکھا ہے، کہ ابن تیمیہ ایسا (مشرک) ہے کہ جو سرتاپا (سرسے پیروں تک)مکمل گناہوں میں اور خطاؤں میں غرق تھا(خصوصا علامہ یافعی نے تو کمال کردیا)

علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (عبرۃ الیقظان) میں ابن تیمیہ(وہابی علیہ ماعلیہ

کے بارے میں) اس سے بھی زیادہ (وہ گستاخیاں جو ابن تیمیہ نے اللہ جل جلالہ اور نبی محترم ﷺ کے بارے میں کی ہیں) کو بیان کیا ہے، اور انکے بارے میں شدید الفاظ استعمال فرمائے ہیں

(اللهم احفظنا من شرور الوهابيين الضالين المضلين الدجالين ومن عقائدهم الفاسدة ومن اعمالهم القبيحة الغير المقبولة بل المردودة. مترجم)

۞

﴿تفسیر وجیز کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ (وہابی علیہ ما علیہ) کے بارے میں﴾ اس آیت مبارکہ (ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات،) کے تحت لکھا ہے کہ ابن تیمیہ (وہابی علیہ ما علیہ نے ایسے عظیم گناہ) کئے ہیں، کہ اگر ابن تیمیہ (وہابی) کو (سات) سمندروں میں بھی نہلایا جائے، تو وہ (وہابی) پھر بھی پاک نہیں ہوگا، کیونکہ ابن تیمیہ (وہابی علیہ ما علیہ نے) اللہ جل جلالہ وجدمجدہ کے لئے ہاتھ پاؤں ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے (نعوذباللہ) تفسیر وجیز۔۲۵۰

☆۔علامہ سبکی نے ابن تیمیہ (علیہ ماعلیہ) کے بارے میں لکھا ہے۔کہ ابن تیمیہ علیہ مايستحقه کا علم اسکی عقل سے زیادہ تھا، سو جس شخص نے ابن تیمیہ حرانی کو اسلام کا شیخ کہا، تو وہ شخص کافر ہے۔ مستحسن علی المجر اس۔۱۱۹۔۔۔

☆۔۔ابن تیمیہ حرانی (وہابی) کے کچھ عقائد مشہورہ مندرجہ ذیل ہیں

(۱) وكل صلوة تركت عمدا فقضاء هاليس بلازم جو نماز جان بوجھ کرچھوڑ دی جائے اسکی قضاء نہیں

(۲) ويجوز للجنب ان يصلى النافلة في الليل. رات کو حالتِ جنب (جسے احتلام ہوا ہو یا اپنی زوجہ سے ملاقاتِ وصل کیا ہو) ایسی حالت میں (غسل کئے بغیر بھی نوافل پڑھنا) جائز ہیں۔العیاذ باللہ۔

(۳) ان الطلاق الحائض لايقع ۔اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوتی (لاحول ولاقوة الا بالله العلى العظيم)

(۴) ان الرب تعالىٰ على مقدار العرش لااصغر ولااكبر. اللہ تعالیٰ عرش جتنا ہے۔نہ

اس سے بڑا ہے نہ چھوٹا۔(نعوذ باللہ)

اللهم احفظنا من اقوال الوهابيين الضالين المضلين .آمين يارب العلمين بجاه سيد المرسلين ﷺ

ان تمام عبارات وحوالہ جات سے معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ فرقہ مجسمہ وہابی ہے،ہوا کے اقوال معتبر نہیں۔نیز ابن تیمیہ وہابی کو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نہایت درجے کا بغض وعناد تھا۔بحوالہ.عشرہ مبشرہ..مولانا حبیب اللہ.

محمد بن عبدالوہاب نے بھی اس بات کا اقرار واظہار کیا ہے۔اور اپنی کتاب ،کتاب التوحید کے آخر میں لکھا ہے،کہ(وكفانا في ذالك قدوتنا وامامنا بن التيمية) ابن تیمیہ ہمارے برگزیدہ امام ہیں،سو معلوم ہوا کہ ابن عبدالوہاب بھی پکا خارجی وہابی ہے،کیونکہ ابن تیمیہ جب اسکا امام ٹھہرا تو یہ ماموم ہوا،لہذا جو حکم امام کا،وہی حکم ماموم کا۔

نویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں

(۹) ولاعبرة لمخالفة اهل الهوى اى فى انعقاد الاجماع .اه۔حسامی اجماع ۴۷۰۔ والمنار ونورالانوار۔کتاب اجماع۔۲۲۳۔وغایۃ التحقیق۔

اور خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرنے والوں(وہابیہ) کے اجماع کا کوئی اعتبار نہیں(کیونکہ وہ اہل حق کی مخالفت کرتے ہیں)

دسویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں

(۱۰) فمن كان ذاهوى اى بدعة (الوهابية) فرايه مذموم عندالله تعالىٰ ورسوله ﷺ ولايعتد برأيه وانما العبرة للرأى المحمود اه۔ قمر الاقمار اجماع ۲۲۳

سو جو صاحب ھوی(وہابی) ہو،تو انکی رائے واجتہاد،اللہ جل جلالہ واسکے رسول ﷺ کے نزدیک قابلِ اعتماد نہیں،کیونکہ اعتبار تو نیک اور اچھی رائے کیلئے ہے

گیارویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں

علامہ ابن عابدین محمد امین بن عمر فتاویٰ شامی جلد ۱ صفحہ ۴۷۳ میں لکھتے ہیں۔

(۱۱) لااعتداد بقول الروافض لانهم اهل البدعة يتبعون اهوائهم لايعولون على كتاب ولاسنة وينكرون الاحاديث الصحيحة۔اه۔شامی جلد ۱۔۴۷۱

روافض کے قول کا،کوئی اعتبار نہیں،اس لئے کہ وہ بدعتی(وہابی) ہیں،خواہشات نفسانیہ کے تابع ہیں،اور قرآن وحدیث پر اعتماد نہیں کرتے(نیز) احادیث صحیحہ کے منکر ہیں۔

﴿بارویں دلیل وہابیوں کے اقوال معتبر نہیں﴾

علامہ سعدالدین تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ شرح عقائد میں لکھتے ہیں

(۱)و الخوارج خوارج عما انعقد علیه الاجماع فلا اعتداد بهم۔ شرح العقائد النسفیہ ۸۵

اور خوارج (وہابیہ) خوارج ہیں۔ کیونکہ انکے خارجی ہونے پر تمام علماء کا اجماع ہو چکا ہے سو۔ انکے اقوال معتبر نہیں۔

☆۔۔ میں (مفتی شائستہ گل) نے کئی دلائل سے ثابت کیا۔ کہ وہابیہ خوارج ہیں، اور انکے اقوال و اعمال عنداللہ معتبر نہیں، تو مسلمانوں کیلئے کس طرح معتبر ہونگے۔

وما علینا الا البلاغ.

﴿ساتویں بحث وہابیوں کی کتابوں کا حکم﴾

(۱) وہابیہ کی کتابوں کا پڑھنا اور مطالعہ کرنا منع ہے ان سے بچنا فرض ہے۔

(۲) انکی کتابوں کا مطالعہ کرنا ان لوگوں کے لئے جو انکا صحیح جواب نہیں دے سکتے ہیں۔ حرام ہے

(۳) انکی کتابوں کو فوائدِ دینیہ کیلئے جلادینا بہتر ہے

(۴) وہابیوں کی کتابوں کا رکھنا ان لوگوں کیلئے جو صحیح جواب نہیں دے سکتے حرام ہے یہ احکام شواہد الحق، کشف العقائد، وتصانیف قاضی عیاض، وتذکرۃ الابرار والاشرار سے لئے گئے ہیں۔

﴿علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۱) یجب علیک الحذر التام من کتب ابن تیمیة وجماعة (الوهابیة) المتعلقة بالعقائد (الباطلة) لئلا تهوی فی مهوات الضلال ولاینفعک الندم بعدذلک بحال من الاحوال اه۔ شواہد الحق۔ ۱۰۵

(برادران اسلام) آپ پر لازم ہے کہ ابن تیمیہ اور انکے ہم مسلک (وہابیوں) کی کتابوں سے مکمل طور پر بچو، تاکہ گمراہیوں کے گہرے گڑوں میں گرنے سے بچ سکو کیونکہ انکے عقائد غلط باطل (و مردود) ہیں

﴿صاحب کشف العقائد وہابیوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے لکھتے ہیں﴾

(۲) وفی کشف العقائد لابدان یعرف طالب العلم عقائد المصنفین فیعتمد باهل السنة والجماعة ویحترز عن اهل البدعة (الوهابیة) فکم للفلاسفة من تصانیف موسومة

باسم التوحيد مملوة من الشرك والنفاق (كماهوعادة الوهابية) وكم للمبتدعة من المعتزلةوالحشوية (ونحوهم كالوهابية) من تصانيف موسومة باسم السنة اونحو ذلک وکلهامحرمة الامساک لایحل النظرفیهالئلا یحدث منهاالشکوک و یوهن لاعتقادات ولئلا ینسب ممسکهاالی البدعة فالمحکم فی هذه الکتب کلها اذهاب اعیانهامتیٰ وجدت بالحریق بالنار اوالغسل بالماء حتیٰ یمحو اثرالکتابة لمافی ذلک من المصلحة فی الدین بمحو العقائد المضلة الی آخره وجزم القاضی عیاض بانهم غسلوهاثم حرقوها مبالغة فی ذهاب اثرها. الخ. تذکرة الابرارو الاشرار. ص. ۴۰.

طلبہ پرلازم ہے کہ کتابوں کے مصنفین کے عقائد کوپہچانیں اور(دیکھناچاہیے کہ کتاب کا مصنف کون ہے، اہل سنت والجماعت سے ہے، یعنی سنی ہے یاوہابی) اگرکتاب کا مصنف سنی ہے پھر(تواس کتاب کو پڑھیں) اور اس (کے مسائل اورتحقیق) پراعتماد کریں اوراگر مصنف وہابی ہے تواس (کتاب کے پڑھنے) اوراس (کے مسائل) سے بچیں (نہ پڑھیں نہ اس پراعتماد کریں) کیونکہ بہت سارے فلاسفہ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی کتابوں کانام کتاب التوحید رکھا (جیسے ابن عبدالوہاب نجدی نے اپنی کتاب کانام کتاب التوحید رکھاہے) لیکن وہ شرک اور منافقت سے پُر ہے (جیسے عام وہابیہ کی عادت ہے) اسی طرح بہت سارے معتزلہ اورفرقہ حشویہ (اورانکے مثل وہابیہ) کی بہت ساری تصانیف موجود ہیں۔ جنکے نام انہوں نے کتاب السنۃ رکھا (مگرحقیقت میں سنت رسول ﷺ کے خلاف ہیں) لہذاایسی کتابوں کااپنے پاس رکھنا اورانہیں دیکھنا حرام ہے (انکوپاس رکھنے، دیکھنے، پڑھنے سے بچو) تاکہ انکی وجہ سے تیرے دل میں (اللہ جل جلالہ کی وحدانیت اوررسول اللہ ﷺ کی رسالت ومعجزات وکرامات اولیاء) کے بارے میں شکوک وشبہات پیدانہ ہوں نیز کہیں تیراعقیدہ برباد نہ ہواورکہیں (ان وہابیوں کی کتابیں تمہیں) بدعات کی طرف نہ لے جائیں (جیسے ابن تیمیہ نے نئی بدعت ایجاد کی اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کیا۔ (العیاذباللہ)

دوسری بدعت یہ ایجادکی کہ بغیرطہارت کے حالتِ جب میں رات کونوافل پڑھناجائز کہا

۳۔ اللہ تعالیٰ عرش سے نہ بڑاہے نہ چھوٹا۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ اوراولیاء کرام کاوسیلہ شرک۔

یہ تمام بدعتیں ابن تیمیہ نے ایجاد کیں سوائے طالب علم تو اکی کتابوں سے بچ جا۔ تاکہ تیرا شماران بدعتیوں میں نہ ہوجائے) اور اگر کسی شخص کو علم ہوا (کہ یہ کتاب وہابیوں کی ہے اور اسکا صحیح جواب دینے پر قادر نہ ہو اور پھر بھی اسے پڑھتا ہو) تو وہ شخص (بھی) بدعتی ہے (خلاصہ کلام یہ ہے) وہابیوں کی کتابوں کا حکم یہ ہے، کہ انہیں ضائع کر دیا جائے خواہ جلا کر یا پانی میں غرق کر دیں۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے یوں اضافہ کیا کہ ان کتب کے حروف کو پانی سے مٹا کر پھر جلا دو۔ تا کہ دین میں (کسی طرح فساد) اور گمراہی نہ رہے

﴿وہابیوں کو استاذ بنانا حرام ہے﴾

آٹھویں بحث وہابیہ کو استاذ بنانا اور انکا حکم ماننا جائز نہیں ہے۔

(۱) عن ابن سیرین رضی اللہ تعالی عنہ قال ان هذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم ۔رواہ مسلم جلد ۱ علم ص ۱۱ کہ مشکوۃ علم فصل ۳ ص ۲۹

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ بیشک یہ علم دین ہے پس خوب دیکھ لو کہ تم کس سے دین لیتے ہو مراد یہ ہے کہ شاگرد کو اپنے استاذ کے عقائد اور اعمال کی تحقیق کر کے علوم دینیہ حاصل کرنے چاہئیں اگر استاد بدعتی ہو یا عقائد اہلسنت وجماعت سے منحرف ہو تو اسے استاذ نہ بنایا جائے

﴿سیدنا ابن سیرین رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے۔﴾

(۲) عن ابن سیرین رضی اللہ تعالی عنہ قال لم یکونوا یسئلون عن الاسناد (اساتذہ) فلما وقعت الفتنة قالوا سموا لنا رجالکم فینظر الی اهل السنة فیوخذ حدیثهم وینظر الی اهل البدع فلایوخذ حدیثهم ۔رواہ مسلم جلد ۱ علم ص ۱۱

کہ پہلے زمانے کے لوگ (اساتذہ) میں تحقیق نہیں کرتے تھے (کیونکہ اس زمانے میں فتنے ظاہر نہیں ہوئے تھے) مگر جب فتنے ظاہر ہوئے ہو تو (طلبہ نے) اپنے اساتذہ سے کہا، کہ ہمیں اپنے اساتذہ کے نام بتادو (تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ آپ عقیدتا کون ہیں) حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایسے اساتذہ کو تلاش کیا جائے، جو اہل سنت ہوں، سوانکی بیان کردہ حدیث قبول کی جائے (انہیں استاذ بناؤ اور ان سے پڑھو، انکی بیان کردہ حدیث قبول کر کے اس پر عمل کرو) اور دیکھا جائے کہ اگر استاذ اہل بدعت (وہابیہ) میں سے ہو تو اسکی

حدیث قبول نہ کی جائے (نہ اسے استاد بنایا جائے اور نہ اسکی بیان کردہ حدیث قبول کی جائے نیز اسکی بیان کردہ کسی بات پر عمل نہ کیا جائے)

• سیدنا ابن سرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول مبارک سے خوب واضح ہوا، کہ اہل بدعت وہابیہ وروافض کو استاد نہ بناؤ اور انکی بات ہرگز نہ مانو)

﴿سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں﴾

(۳) عن بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال ذکر النبی ﷺ اللھم بارک لنا فی شامنا. اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ ﷺ وفی نجدنا فقال رسول اللہ ﷺ اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ ﷺ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثانیۃ او فی الثالثۃ ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطن۔

رواہ البخاری والعینی جلد ۱۱۔۳۵۳۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں،
(ایک روز حضور پرنور ﷺ دعا فرمارہے تھے تو یوں دعا فرمائی) یااللہ شام اور یمن میں برکت فرما لوگ عرض گذار ہوئے، یارسول اللہ ﷺ ہمارے نجد کیلئے بھی (برکت کی دعا کیجئے) رسول اللہ ﷺ نے (دوبارہ دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں یوں عرض گذار ہوئے) یااللہ ہمارے شام یمن میں برکت فرما لوگ (پھر) عرض گذار ہوئے، یارسول اللہ ﷺ اور ہمارے نجد میں راوی کہتا ہے (دوسری یا تیسری) مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہونگے اور (نجد) سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

سرزمین نجد کی قباحتوں کا ذکر کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی ایک اور حدیث مبارک جو سیدنا سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

(۴) عن سالم عن ابیہ عن النبی ﷺ انہ قام الی جنب المنبر فقال الفتنۃ من ھھنا من حیث یطلع قرن الشیطن رواہ البخاری والعینی جلد ... حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ منبر کے قریب کھڑے ہوئے پھر (نجد کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا فتنہ اس جگہ سے اٹھے گا جہاں سے شیطن کا سینگ نکلے گا۔

(مسلمانوں نجد کی قباحت اور بدقسمتی کا اندازہ لگائیں، کہ اللہ جل جلالہ کے نبی جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہاں زلزلے اور شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا، یہاں زلزلوں اور شیطان کے سینگ سے نجدیوں، وہابیوں کی کفریات مراد ہیں، جیسے کہ نجدیوں، وہابیوں نے

مکۃ المکرمۃ۔اورمدینۃ المنورہ میں سنی مسلمانوں کوشہید کیا،اور انہی نجدیوں نے مکہ شریف میں جنۃ المعلی قبرستان میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اورسیدہ اسماء بنت ابی بکررضی اللہ عنہا و دیگراجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزاراتِ مقدسہ پر بلڈوزر چلائے۔اورمزارات مقدسہ کی بےحرمتی کی نیزاولاد رسول ﷺ،سیدناطیب وطاہررضی اللہ عنہماسیدناعثمان۔سیداامام مالک۔حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ،و دیگر لاکھوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات مقدسہ کی بےحرمتی اس انداز سے کی گئی،کہ ایک کلمہ گومسلمان اس حالت کودیکھ کرزاروقطارروتا ہے،تمام وہابی ٹولہ اس فعلِ شنیع(برے کام) پر نادم نہیں بلکہ بہت خوش ہیں،کہ یہودیوں کی ایماء پرہم نے جوکام کیابہت اچھا کیا(نعوذ باللہ) آج بھی وہابی ان نجدیوں کے اقوال وکردار کے گُن گاتے ہیں،ابن عبدالوہاب نجدی جوبدعتی ہے،جیسے آپ نے اوراقِ گذشتہ میں پڑھا،کہ یہ بھی وہی عقیدۂ خبیثہ رکھتاتھا،جوابن تیمیہ کے عقائدِ خبیثہ تھے،نیز وہابیوں کے عقائدِ خبیثہ میں سے یہ بھی ہیں،

(۱) کہ اللہ جھوٹ بولنے پرقادر ہے(نعوذباللہ)

(۲) نبی (ﷺ) کودیوار کے پیچھے (کیاہے) کاعلم نہیں۔(نعوذباللہ)

(۳) نبی (ﷺ) پل صراط سے گرے میں نے بچایا۔(نعوذباللہ) بلغۃ الحیران ص ۸

(وہابیہ کے ایسے بہت سارے عقائدِ کفریہ موجود ہیں۔کہ نقل کرتے ہوئے بھی دل کانپتا ہے لہذاان گستاخوں کواپنااستادنہ بناؤ۔ورنہ کل بروزحشرمعلمِ انسانیت ﷺکوکیامنہ دکھاؤ گے

مترجم۔فقیرعبدالعلیم)

﴿نویں بحث بحکم قرآن وحدیث۔ وہابیوں سے اجتناب واجب ہے﴾

علامہ شیخ احمدالصاوی رحمۃ اللہ علیہ (سامری) کے واقعہ سے دلیل اخذکرتے ہوئے لکھتے ہیں

(۱)(قال)موسیٰ للسامری (فاذھب) من بیننا(فان لک فی الحیوٰۃ ان تقول) لمن رأیتہ (لامساس)ای لاتقربنی فکان یھیم فی البریۃ واذامس احدا اومسہ احد حُمّاجَمِیْعًا .اہ جلالین.

والمعنیٰ ان ھذاالقول ثابت لک مادمت حیا۔لاینفک فکان یصیح فی البریۃ لا مساس.

WWW.NAFSEISLAM.COM

وحرم موسیٰ علیه السلام علیهم مکالمته ومواجهته ومبایعته ویقال ان قومه باقیة فیهم تلک الحالة الی الآن وهذه الآیة اصل فی نفی اهل البدع والمعاصی وهجرانهم وعدم مخالطتهم ۔اہ۔صاوی۔جلد۳۔طہ۔رکوع۔۵/۱۴۔۹۳

علامہ جلال الدین سیوطی نے۔آیت قال فاذهب فان لک۔الیٰ آخرہ۔کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے،کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے کہا تھا۔کہ ہمارے درمیان سے نکل جا۔زندگی میں تیرے لئے یہ عذاب ہے) کہ جو شخص تمہیں دیکھے گا۔تُو اسے کہے گا کہ میرے قریب نہ آ،
(سیدنا جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں اسکے بعد سامری کی یہ حالت تھی) کہ سامری صحراؤں میں مارامارا پھرتا تھا جب بھی سامری کسی کو مس کرتا (چھوتا) سوا سے بخار ہو جاتا۔اور کبھی دونوں کو بخار ہو جایا کرتا۔

(علامہ صاوی فرماتے ہیں) کہ اسکا معنیٰ یہ ہوا کہ (اے سامری) تو جب تک زندہ رہیگا تیرے ساتھ یہ بات (کہ زندگی میں تیرے لئے یہ عذاب ہے،کہ تو جسے بھی دیکھے گا اس سے کہے گا میرے قریب نہ آ) تو جب تک زندہ رہیگا تیری حالت ایسی ہی رہے گی" سو" سامری جنگل وبیابانوں میں چیختا چلاتا ہوا پھرتا تھا اور پکار پکار کر کہتا تھا،میرے قریب نہ آؤ (ادھر) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو منع کر دیا تھا کہ سامری سے نہ ملنا،نہ ان سے (مصافحہ) کرنا نہ اس سے خرید وفروخت کرنا۔

روایات میں آتا ہے۔کہ سامری کی قوم آج تک اسی حالت میں موجود ہے۔

(علامہ احمد المالکی الصاوی لکھتے ہیں) اس آیت اور (اس واقعہ) سے معلوم ہوا۔کہ (اہل سنت وجماعت) اہل بدع (وہابیوں) کو اپنی محافل سے نکال باہر کریں۔اور ان سے تعلق نہ رکھیں۔ نہ انہیں اپنے قریب آنے دیں۔

مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالسعود محمد بن محمد عماری سکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۲) وحرم علیهم ملاقاته ومواجهته و مکالمته ومبایعته وغیرهاما یعتاد جریانه فیما بینهم من المعاملات وصار بین الناس اوحش من القاتل الاجی الیٰ الحرم ومن الوحش النافر فی البر ویقال ان قومه باق فیهم تلک الحالة الی الیوم تفسیر ابی السعود جلد ۶ پارہ ۲۵۳

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر (سامری) سے ملاقات کرنا حرام کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ سامری کے سامنے آنے اور گفتگو کرنے اور اسکے ساتھ خرید و فروخت۔ میل جول رکھنا سب کچھ منع فرمایا (سو) سامری لوگوں کے سامنے آنے سے ایسا ڈرتا تھا۔ جس طرح کوئی وحشی قاتل لوگوں کے سامنے آنے سے کتراتا ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ (قاتل اپنے آپکو قتل سے بچانے کیلئے حرم شریف میں پناہ لے اور قتل ہونے سے بچ جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ من دخله كان امنا ترجمہ۔ جو حرم میں داخل ہوا تو امن میں آگیا۔ جب تک وہ قاتل حرم شریف میں ہو حرم شریف کے احترام کی وجہ سے اسے کچھ نہیں کہا جائیگا) یا لوگ (سامری سے اس طرح خوفزدہ رہنے لگے) جس طرح بپھرے ہوئے جنگلی جانور سے (خائف رہتے ہیں اور اس جانور سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں)

وہابیہ فرقہ ظاہریہ میں سے ہیں۔ لہذا ان سے اجتناب لازمی ہے۔

﴿علامہ شیخ احمد تفسیر صاوی میں آیت (هو الذی انزل علیک الکتاب) کے تحت لکھتے ہیں﴾

(۳) هو الذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات هن ام الکتاب واُخر متشابهات. فاما الذین فی قلوبهم زیغ (میل عن الحق) فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء (طلب) الفتنة (لجهالهم بوقوعهم فی الشبهات واللبس ای کنصاریٰ النجران ومن حذا حذوهم من اخذوا بظاهر القرآن فان العلماء ذکروا ان من اصول الکفر الاخذ بظاهر القرآن والسنة) (۱۔ جلالین جلد۱۔ سورۃ آل عمران۔ ۳۳۹۔ ۱۳۰۔ و تفسیر صاوی جلد۱۔ سورۃ آل عمران

وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اسکی کچھ آیتیں صاف معنیٰ رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جنکے معنیٰ میں اشتباہ ہے، وہ جنکے دلوں میں کجی ہے، وہ اشتباہ والی آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں تا کہ نادانوں کو فتنہ میں ڈالیں اور انکے دلوں میں شبہات پیدا کریں، جیسا کہ نجران کے نصاریٰ اور ان کے ہم عقیدہ ہیں، کیونکہ یہ قرآن کے ظاہر پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ علماء نے کہا کہ قرآن وحدیث کے ظاہر پر (جہاں تاویل کرنا واجب ہو بغیر تاویل) کے عمل کرنا کفر ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو آیات متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔ تو ان سے بچو۔

(۴)وعن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت تلا رسول الله ﷺ هو الذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات وقرأ الیٰ ومایذکر الا اولوا الالباب. قالت قال رسول الله ﷺ فاذا رأیت وان عند مسلم رأیتم الذین یتبعون ماتشابه منه فاولئک الذین سماهم الله فاحذرهم۔ متفق علیہ ثم مشکوٰۃ الاعتصام فصل ۲ ص ۲۰ - فاحذروهم -

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ هو الذی انزل سے لیکر اولو الالباب تک پڑھی پھر فرمایا جب تم دیکھو ان لوگوں کو جو آیات متشابھات کی پیروی کرتے ہیں تو ان سے بچو کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے (اہل زیغ۔ ٹیڑے دل والے) فرمایا ہے۔

(۵)عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الاحادیث بمالم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاهم لایضلونکم ولایفتنونکم رواہ مسلم ثم مشکوٰۃ الاعتصام فصل ۱ ص ۲۰

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی محترم ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں (ایسے) فریب دینے والے اور جھوٹے لوگ ہونگے، جو تمہارے سامنے ایسی احادیث پیش کرینگے جنکو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا اور نہ تمہارے اباؤ اجداد نے (خبردار) ایسے لوگوں سے بچو (انہیں اپنے قریب نہ آنے دینا) تاکہ وہ نہ تمہیں گمراہ کرسکیں۔ اور نہ تمہیں (عقیدہ کے) فتنے میں ڈالیں۔

دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ ان بدعتیوں وہابیوں سے بچو کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو آیات متشابھات کی پیروی کرنے والے ہیں اور ان لوگوں نے اسلام میں نئی بدعتیں قائم کیں۔ صفحات گذشتہ میں انکی کچھ بدعات کا تذکرہ کیا جاچکا۔

﴿علامہ ملا علی قاری مفتی مکہ شریف اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں﴾

(۶) قوله بمالم تسمعوا انتم ولا آباؤکم ای یتحدثون بالاحادیث الکاذبة ویبتدعون احکاماً باطلة واعتقاداة فاسدة۔ اھ۔ مرقات

کہ (بمالم تسمعوا) سے مراد یہ ہے، کہ وہ لوگ جھوٹی اور بے سروپا، باتیں بیان کرینگے اور نئے نئے احکام باطلہ اور عقائد فاسدہ کی تبلیغ کریں گے۔

چونکہ وہابی بدعتی ہیں اور عقائد فاسدہ واحکام باطلہ کی تبلیغ کرتے ہیں سو ان سے بچنا لازم ہے

﴿ دسویں بحث۔ وہابیوں کا جنازہ پڑھنا ممنوع ہے ﴾

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ سورۃ توبہ آیت (84)

اے محبوب ﷺ اگر کافروں میں سے کوئی مرجائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں ان کی قبر پر کھڑے نہ ہو، بیشک انہوں نے اللہ ورسول کیساتھ کفر کیا، اور مرے وہ اس (حال میں) کہ وہ فاسق ہیں (میت پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے اسکا مسلمان ہونا شرط ہے)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

(۲) ولا یصلی علیهم اذا ماتوا ۔ غنیۃ الطالبین ۔ جلد ۲۔ ص۔ ۵۵

جب وہابی مرجائے تو انکی نماز جنازہ نہ پڑھو۔

(۳) شرط صحت الجنازۃ اسلام المیت ۔

(میت پر) نماز جنازہ صحیح ہونے کیلئے میت کا مسلمان ہونا ضروری ہے (یعنی میت پر نماز جنازہ تب جائز ہے کہ مرنے والا مسلمان ہو)

اور تنویر الابصار۔ جنازہ ۵۸۳۔ وکنز و الزیلعی جلد ا ص۔ ۳۹۔ وفتح القدیر جنازہ ۵۸۹ نور الایضاح جنازہ ص ۳۵۱

(۴) صاحب مراقی الفلاح فرماتے ہیں کہ (مردے پر نماز جنازہ پڑھنے کیلئے اسلام اس لئے شرط ہے کہ)

لانها شفاعة ولیست للکافر مراقی الفلاح ۳۵۱

کیونکہ نماز جنازہ (اللہ کریم غفور الرحیم کی بارگاہ اقدس میں مرحوم کی) مغفرت کی سفارش (کیلئے) ہے، اور کافر کیلئے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں) سفارش جائز نہیں۔

(لہذا کافر پر جنازہ نہیں پڑھیں گے)

○

چونکہ وہابیہ کا کفر کئی وجوہ کی بنا پر ثابت ہے

لہذا ان پر جنازہ نہ پڑھا جائے۔

﴿گیارویں بحث وہابیوں کی امامت جائز نہیں﴾

(۱) و کرہ امامت المبتدع.

بدعتی (وہابی) کی امامت مکروہ ہے

المتون حواشی وشروح وفتاوی.

فالمراد مبتدع لایعتقد شیئا. یوجب الکفر..........

(۱) جامع الرموز جلد۱۔۷۷ (۲) درمختار جلد۱۔۳۷۶ (۳) مجمع الانھر جلد۱۔۱۰۵ (۴) رمضی الفکر جلد۱۔۱۳۳ (۵) شلبی جلد۱۔۱۳۳ (۶) برجندی جلد۱۔۱۱۷ (۷) کبیری ۴۶۲ (۸) فتح القدیر جلد۱۔۱۳۶۔

مبتدع سے مراد وہ شخص جو اسلام میں نئی چیز ایجاد کرے ایسی شی کا مرتکب ہو جو کفر کو تو لازم نہ کرے مگر بدعت (ضرور ہو) جب تک وہ مبتدع کفر والا کام نہ کرے بدعتی ہی کہلائے گا اس بنا پر اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ لکھا (دادا جان ثابت فرمارہے ہیں کہ وہابیوں کی اقتداء میں نماز بہرصورت منع ہے۔ انکی کفریات کی بنا تو کسی صورت میں انکی اقتداء میں نماز جائز نہیں اور بدعتی ہونے کی بنا پر مکروہ تو بہرحال ہے ہی مکروہ ہو تب بھی وہ نماز واجب الاعادہ ہے تو پھر کسی وہابی کی اقتداء میں نماز پڑھی ہی کیوں جائے (مترجم)

فان علی فی ھواہ بحیث حکم علی کفرہ لایجوز امامتہ

اگر وہ بدعتی بدعات میں اتنا آگے بڑھا کہ انکی بدعات (حالت کفر تک پہنچ گئیں) اور اس پر کفر کا فتوی لگا تو پھر تو انکی اقتداء میں نماز پڑھنا (صرف مکروہ ہی نہیں) بلکہ جائز ہی نہیں ہے

(۱) برجندی امامت۔۔جلد۱۔۱۱۷ (۲) شلبی جلد۱۔۱۳۴ (۳) بمعناہ۔مولوی حسامی ۳۸۲ (۴) خلاصۃ جلد۱۔۱۲۱ (۵) ہندیۃ جلد۱۔۱۱۶ (۶) ہدایۃ جلد۱۔۸۹ (۷) خانیۃ جلد۱۔۴۴ (۸) مجمع الانھر جلد۱۔۱۰۵ (۹) جامع الرموز جلد۱۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿بارویں بحث وہابیوں سے قطع تعلق واجب ہے﴾

(۱) **ولایترحم علی الوھابیۃ اذا ذکروا**

جب وہابیوں کا نام لیا جائے تو ان پر (رحمت اللہ علیہ) نہ کہا جائے

(۲) **قال سھیل بن عبداللہ من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ لایأنس الی مبتدع ولایجالسہ** ۔ادخائق قم جلی ۱۲

(۲) سہیل بن عبداللہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔صاحب ایمان خالص توحیدوالا نہ تو وہابی سے محبت کرے اور نہ اپنے پاس بٹھائے۔

(۳) ولایکاثر اھل البدعۃ. حقائق التفسیر لم یعقوب چرخی ۲۲

(نیز مسلمان) وہابیوں سے خوش طبعی نہ کرے ....

(۴) ولایدانیھم ۔ا۔حقائق۔لم چرخی ۲۲

(نیز) کسی وہابی کے نہ (تو خود) قریب جائے اور نہ (انکو اپنے قریب چھوڑے)

(۵)من تحبب الی مبتدع نزع نورالایمان من قلبہ ۔ا۔چرخی

(نیز) جو مسلمان وہابی سے محبت کرے گا۔اسکے دل سے ایمان کا نور نکال دیا جاتا ہے۔

(۶) ولایواکلہ ولایشاربہ ۔ا۔حقائق۔لم چرخی ۲۲

(نیز) مسلمان کسی وہابی کو نہ کھانا کھلائے اور نہ اسے پانی پلائے۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی وہابی کو سلام تک نہ کیا جائے۔

(۷) ولایسلم علیھم لان امامنا احمدبن حنبل قال من سلم علی صاحب البدعۃ فقد احبہ لقول رسول اللہ ﷺ افشوا السلام بینکم تحابوا (الی قولہ ﷺ) وقال فضیل بن عباس رضی اللہ عنہما من احب صاحب البدعۃ احبط اللہ عملہ واخرج نورالایمان من قلبہ ا۔غنیۃ الطالبین ۵۵

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی وہابی کو سلام تک نہ کیا جائے۔

کیونکہ ہمارے امام سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سلام کرنا (وہابی کو اس لئے منع ہے) کہ سلام سبب محبت ہے (تو گویا تو نے وہابی کو سلام کر کے اس سے محبت کا اظہار کیا جبکہ وہابی سے اجتناب ضروری ہے چہ جائیکہ کہ محبت ہو،وہابی کو سلام کرنا اس لئے منع ہے کہ سلام ذریعہ محبت ہے دیکھئے) حضور پرنور ﷺ نے فرمایا (مسلمانوں آپس میں) سلام خوب پھیلاؤ (ایک دوسرے کو سلام کرو) کیونکہ اس سے محبتیں بڑھتی ہیں سیدنا فضیل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے بدعتی (وہابی) سے محبت کی اسکے نیک اعمال ضائع کردیے جاتے ہیں نیز اسکے دل سے ایمان کا نور نکال دیا جاتا ہے۔

سیدناغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

(۸) **وَلَایُجَالِسُهٗ** ۔۔سیدناغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وہابی کو اپنے پاس نہ بٹھاؤ۔غنیۃ الطالبین ۔۵۵۔ثم یعقوب چرخی ۲۲

(۹) **ومن واهن مبتدعا سلبه الله حلاوة السنن**

جس (مسلمان) نے بدعتی (وہابی) سے (کسی کام میں یا گفتگو میں) نرمی کی تو اللہ جل جلالہ اسکے دل سے سنن مصطفیٰ ﷺ کی مٹھاس نکال دیتا ہے (کیونکہ وہابی) رسول اللہ ﷺ کا بدترین گستاخ ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کل قیامت کے دن میں ان گستاخوں سے کلام نہیں کروں گا نہ لطف وکرم کی نگاہ سے دیکھوں گا بلکہ ان کو جہنم میں داخل کروں گا لایکلمھم اللہ. ولایزکیھم ،مترجم)

﴿سیدناغوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۱۰) **ولایهنهم فی الاعیاد واوقات السرور۔**

ان گمراہوں (وہابیوں) کو عیدین اور دیگر خوشی کے مواقع پر مبارکباد نہ دی جائے۔ غنیۃ الطالبین ۔۵۵

(۱۱) **بل یبانیهم ویعادیهم فی الله معتقد بطلان مذهب اهل البدعة محتسبا بذلک الثواب الجزیل والاجر الکثیر** ۔او۔غنیۃ الطالبین جلد۱۔۵۵۔دحقائق التفسیر چرخی۔۲۲۔

(نیز غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ان دشمنوں سے) قطع تعلق کرو، نیز ان سے اللہ جل جلالہ (کی رضا و خوشنودی کے حصول کیلئے) دشمنی رکھو۔ نیز انکے مذہب کے باطل ہونے کا (پختہ) یقین رکھو اللہ جل جلالہ تمہیں پورا پورا اجر عطاء فرمائے گا۔

(۱۲) **وروی عن النبی ﷺ انه قال من نظر الی صاحب البدعة بغضا له فی الله ملأ الله تعالیٰ قلبه امنا۔**

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جس نے بدعتی (وہابی) کو (اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے) بغض (نفرت) کی نگاہ سے دیکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے دل کو امن سے بھر دیگا۔۔۔

(١٣) وايما المؤمن انتهر صاحب بدعة له فی الله امنه الله تعالیٰ یوم القیمۃ.......

جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے وہابی کوذلیل کیا۔اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے دل کو(ہرطرح کا)امن عطافرمائے گا۔غنیۃ الطالبین۔

(١٤) ومن اسحقر صاحب بدعۃ رفعہ اللہ تعالیٰ فی الجنۃ مائۃ درجۃ

جس نے بدعتی (وہابی) کوحقیر (ذلیل) کیا۔اللہ تعالیٰ (اس گستاخ کی تذلیل کی وجہ سے) قیامت کے دن جنت میں اسکو(دوسرے جنتیوں سے)سودرجے بلندعطافرمائے گا۔غنیۃ الطالبین جلد۲۔۵۵

(١٥) واذا رأیت مبتدعا فی الطریق فخذ طریقا آخر.

(جس راستے سے وہابی) کوآتے دیکھواپناراستہ تبدیل کرلو(کیونکہ یہ مغضوب ہے یعنی وہ انسان ہے جس پراللہ تعالیٰ نے غضب نازل فرمایاہے۔راستہ اس لئے تبدیل کرلوکہ کہیں اسکی قربت سے تو بھی اللہ تعالیٰ کے غضب میں نہ آئے جس طرح وادی محسر سے جلدی گذرنے کاحکم ہے یوں ہی بطن عرنہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے بیٹھنے سے منع فرمایا صالح مدین میں تبوک جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے جلدی گذرجانے کاحکم فرمایاکیونکہ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کے گستاخوں پر عذاب نازل ہواتھا،تعلیق،مترجم)۔

سو"وہابی" جس راہ چل رہاہے تواس راہ کوتبدیل کر۔تاکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائے)غنیۃ الطالبین جلد۲۔۵۵

﴿سیدناغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(١٦) وقد لعن النبی ﷺ المبتدع فقال من احدث حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین ولایقبل اللہ منہ الصرف والعدل یعنی بالصرف الفریضۃ والعدل النافلۃ۔غنیۃ الطالبین جلد۱۔عقائد اہل سنت والجماعۃ ۵۵

نبی کریم ﷺ نے بدعتی(وہابی) پرلعنت فرمائی ہے۔

اور فرمایا۔ جس شخص نے (دین میں) نئی چیز ایجاد کی۔ یا (کسی نے نئی چیز ایجاد کی جسکا ہمارے دین سے کوئی تعلق نہ ہو) اور اس نے اس پر عمل کیا سو اس پر اللہ تعالیٰ تمام ملائکہ اور جمیع انسانوں کی لعنت ہو اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس (بدعتی) کے فرض و نوافل قبول نہیں کرتا

○

(۱۷) وعن ایوب السجستانی انه قال اذاحدث الرجل بالسنة فقال دعنامن هذاوحدثنا بمافی القرآن فاعلم انه ضال

﴿حضرت ایوب سجستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں﴾

کہ جب کوئی (عالم) نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہو اور سننے والا کہے کہ حدیث رسول اللہ ﷺ چھوڑ دو (اس مسئلہ کا حل) قرآن سے بیان کر (تو اے سننے اور پڑھنے والے) سمجھ جا، کہ ایسا شخص گمراہ ہے۔ غنیۃ الطالبین جلد ۱۔ عقائد اہل سنت والجماعۃ ۵۵

﴿سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۱۸) قال النبی ﷺ اذالقیت الفاجر فالقه بوجه مکفهر.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم کسی فاسق وفاجر و گمراہ (وہابی) کو دیکھو تو اسے ترش روئی سے دیکھو۔

○

(۱۹) واذا علم اللہ تعالیٰ من رجل انه مبغض لصاحب بدعة رجوت اللہ تعالیٰ ان یغفر ذنوبه وان قل عمله۔ اھ۔ غنیۃ الطالبین جلد ۱۔ عقائد اہل سنت والجماعۃ ۵۵

○

جب کوئی کسی بدعتی گمراہ (وہابی) سے (محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر) نفرت کرے تو مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص (جو وہابی سے نفرت کرتا ہے) کے تمام گناہوں کو بخش دے اگرچہ اسکے اعمالِ خیر کم ہی کیوں نہ ہوں۔

﴿سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۲۰) ومن لقیه بالبشراو بمایسره فقداستخف بماانزل اللہ تعالیٰ علی محمد ﷺ

○

جو کسی گمراہ (وہابی) سے خوشی سے ملاقات کرتا ہے اور یہ ملاقات اسے اچھی لگے (اس ملاقات سے اسے خوشی حاصل ہو) تو اس نے حضور پرنور ﷺ پر نازل شدہ کتاب (قرآن کریم) کی تحقیر کی۔ غنیۃ الطالبین جلد ۱۔ ۵۵

﴿سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۲۱) وعن المغیرۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہ قال قال رسول اللہ ﷺ ابی اللہ تعالیٰ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتیٰ یدع بدعتہ۔ غنیۃ الطالبین جلد ۲۔ ۵۵

حضرت مغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مبتدع (وہابی) کے عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک وہ اپنی (وہابیت) سے توبہ نہ کرے

﴿سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۲۲) وقال فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ سمعت سفیان بن عیینۃ یقول من تبع مبتدعا لم یزل فی سخط اللہ تعالیٰ حتیٰ یرجع۔

غنیۃ الطالبین جلد ۲۔ ۵۵

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا ہے کہ جس نے مبتدع (وہابی) تابعداری کی تو جب تک اسکی تابعداری چھوڑ نہ دے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب میں رہیگا۔

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

چار اہم فتوے۔ وہابیہ خوارج ہیں

تیرویں بحث میں علماء اہلسنت کے وہ فتوے جن میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ وہابیہ خوارج ہیں۔

(۱) پہلا فتویٰ۔ جو بمقام تورڈھیر۔ ضلع مردان پشاورڈویژن میں تحریر کیا گیا۔ مندرجہ ذیل ہے۔

سوال۔ زید کہتا ہے۔ (۱) انبیاء کرام واولیاء اللہ۔ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنا جائز نہیں۔

(۲) انبیاء کرام ہوں یا اولیاء اللہ یا شہداء۔ تمام کے تمام جمادات (مٹی اور پتھر) ہیں۔

(۳) اگر کسی مسلمان نے محض اللہ کی رضا کیلئے ومریض کی صحت یابی کیلئے گھر میں قرآن خوانی کرائی، اور صاحب خانہ کھانا وغیرہ کھلائے۔ تو یہ کھانا حرام ہے، اور خنزیر کا گوشت کھانے کے مترادف ہے، اور اس ختم قرآن، کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی اجر وثواب نہیں۔

(۴) اگر کوئی مسلمان فوت ہوجائے۔ اور اسکا ولی اپنے مال میں سے ایصال ثواب کی نیت سے کچھ پکا کر۔ فقرا کو کھلائے، ہواس خیرات وطعام کا کھانا حرام ہے، نیز میت کے گھر کھانا کھانے والوں کی بیویاں ان پر حرام ہوجاتیں ہیں۔

(۵) اولیاء اللہ سے مدد مانگنا۔ جادوگری ہے۔

(۶) جولوگ اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کیلئے جائیں۔ اور وہاں بیٹھے ہوئے فقراء، ومجاورین کو صدقہ دے، سو یہ صدقہ دینے والا کافر ہے۔

(وضاحت طلب امریہ ہے، کہ آیا زید اپنے ان اقوال کی بناء کافر ہوا۔ یا ہنوز مسلمان ہے، ایسے شخص کے بارے میں مفتیان عظام کا کیا فتویٰ ہے)

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم. حامدا ومصلیا ومسلما. امابعد

مذکورہ بالا عقائد رکھنے والا، خود اس طرح کہنے والا زید اہل سنت والجماعت یعنی مذاہب اربعہ سے خارج اور وہابی ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ایسے آدمی سے اجتناب کرے اور اس سے علیحدگی وکنارہ کشی اختیار کرے۔

وہ علماء کرام ومفتیان دین جنھوں نے یہ فتویٰ صادر فرمایا ہے ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مولانا اسماعیل سکنہ مانکے بقلم خود (۲) مولانا عبدالعلی سکنہ یعقوب

(۳) مولانا میر عبداللہ سکنہ طورو۔ (۴) مولانا صاحب حق گولڑوی اسماعیل زئے
(۵) مفتی شائستہ گل ساکن حتہ بقلم خود (۶) مولانا زین اللہ ساکن گوجر گڑھی
اس فتویٰ کا اصل جس پر اکسواڑتالیس علماء کرام ومفتیان عظام کے دستخط موجود ہیں۔ طوروڈھیر شریف نوشہرہ۔میں سجادہ نشینوں کے پاس محفوظ ہے۔

دوسرا فتویٰ

جو حضرت علامہ مفتی قطب الدین غورغشتوی (شاہ منصور مردان) نے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم. امابعد.

واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم. تعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ قدیر. ورفعنا لک ذکرک. فان مع العسر یسرا. فاذا فرغت فانصب والیٰ ربک فارغب والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا. وان اللہ مع المحسنین.

فقیر قطب الدین غورغشتوی ۔اہل اسلام سے عموماً واہل سنت وجماعت سے خصوصاً عرض پرداز ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی وابن تیمیہ اور ابن قیم خارجی وہابی ہیں۔اس سلسلہ میں سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی مساعی جلیلہ موجود ہیں جوکافی وشافی ہیں لیکن جب (ہمارے یہاں علماء و) عوام میں انکا تذکرہ چلنے لگا تو میں نے مسلمانوں کو جنگ وجدل سے بچانے کی خاطر جید علماء کرام ومفتیان عظام کی معیت میں ذیل میں دیا ہوا فتویٰ مرتب کیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

عزیزان اخوان اسلام

ابن عبدالوہاب،ابن تیمیہ،ابن قیم،کے متبعین (ان کے ماننے والے چیلے عقائد یہ ہیں)

(۱) رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کو صنم اکبر (بڑابت) کہتے ہیں (نعوذ باللہ)

(۲) اپنے آپ کو موحدین کہتے ہیں۔

(۳) اور اپنے مخالفین کو مشرک اور یارسول اللہ ﷺ پکارنے کو شرک کہتے ہیں۔

(۴) انبیاء کرام واولیاء کرام کی ارواح کے ایصال ثواب کو حرام کہتے ہیں۔

(۵) (انبیاء کرام واولیاء کرام) کے مزارات اگر دور ہوں تو وہاں حاضری کو ناجائز کہتے ہیں

(۶) نیز، یاعلی، یاغوث اعظم (رضی اللہ تعالی عنھما) پکارنے کو شرک کہتے ہیں۔

(۷) نیز، کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کے اولیاء کرام کی کرامات رحلت کے بعد ثابت نہیں

(۸) انبیاء کرام واولیاء کرام کے ساتھ وسیلہ لینے کو حرام گردانتے ہیں۔

یہ عقیدہ رکھنے والا یا ایسا کہنے والا۔ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔ اگر کسی صاحب کو مزید تحقیق کا شوق ہو تو فقیر کے ساتھ کر سکتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین کی وجہ سے مجھے کسی سے کوئی تعرض نہیں۔ (میں کسی کو مجبور نہیں کر سکتا) ہاں جہاں تک تعلق ہے۔ ترک موالات کا (وہابیوں سے قطع تعلق کا) اس میں ہمیں اختیار ہے۔

واللہ یدعوا الی دار السلام ویھدی من یشاء الی صراط مستقیم

(۱) مولوی قطب الدین غور غشتوی بقلم خود

(۲) قاضی محمد زاہد صاحب حال مفتی جمعیت العلماء ضلع کیمبل پور مکان وڈاکخانہ شمشاد

(۳) قاضی عبدالشکور سابق مفتی جمعیت مذکور بقلم خود

(۴) مولانا میر عبداللہ بقلم خود

(۵) صاحب حق عبدالخالق ازھی کہرہ بقلم خود

(۶) مفتی شائستہ گل القادری حد لنڈی شاہ مردان

(۷) مولانا غلام ربانی۔ لوند خوڑ بقلم خود

(۸) مولانا زین اللہ ساکن تورڈھیری بقلم خود

ہم خادمان اہل علم جناب حضرت مولانا سرتاج علماء، قطب الدین غورغشتوی دامت برکاتہم العالیہ کے لکھے ہوئے فتویٰ کے ساتھ ظاہراً و باطناً اتفاق کرتے ہیں۔ یہاں علاقہ بلاک وغیرہ ضلع مردان میں نجدیوں وہابیوں کے ہم مشرب وہم عقیدہ لوگ پائے جاتے ہیں جو ان عقائد فاسدہ کی بنا اہل سنت والجماعت کے زمرہ سے

تیسرا فتویٰ

مفتیان مصر نے مدرسۃ المصر۔ میں جو فتویٰ تحریر فرمایا کا مضمون مندرجہ ذیل ہے۔

سات سو پچپن ہجری ۷۵۵ھ۔ میں ابن تیمیہ ظاہری پیدا ہوا۔

(۱) جو اللہ تعالی کو "مجسم" کہتا تھا۔

(۲) رحمۃ للعلمین ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کے سفر کو حرام کہتا تھا۔

(۳) بعض خلفاء راشدین کی توہین وتحقیر کرتا تھا۔

(۴) ائمہ مجتہدین کی توہین اسکا طریقہ تھا۔

ان عقائد فاسدہ کی دلیل کیلئے اسکی کتاب ''صراط مستقیم'' موجود ہے۔

علماء عصر، شیخ ابوداود سمان اور شیخ کمال الدین، شیخ تقی الدین سبکی علیہم الرحمات، نے اسکے عقائد باطلہ کورد کیا، اور اسے گرفتار کر کے مدرسہ کاملہ مصر میں لے آئے، مفتیان اسلام وتمام قاضی جمع ہوئے، اور (ان تمام مسائل ضروریہ پر بحث کی، یہاں تک کہ جب وہ ان عقائد فاسدہ پر قائم رہا) تو بادشاہ وقت نے تمام شہروں میں حکم نامہ جاری کیا، کہ ابن تیمیہ کا عقیدہ اجماع امت کے خلاف ہے، جو اسکی پیروی کریگا، اجماع امت کے خلاف ہوگا۔

﴿چوتھا فتویٰ﴾

جو دمشق شام ۔ میں تحریر ہوا۔

ابن تیمیہ جب شام (ملک کا نام ہے) آیا تو پھر ان عقائد فاسدہ کی وجہ سے قید کردیا گیا سلطان وقت کا حکم نامہ جاری ہوا۔ کہ جو بھی ابن تیمیہ کے عقیدہ فاسدہ پر ہے ۔ اسکا خون ومال ۔حلال ہے، کیونکہ ابن تیمیہ ظاہری ہونے کیساتھ ساتھ خارجی ہے۔ کیونکہ ابن تیمیہ ۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی اور بے ادبی کرتا تھا۔ الغرض (کہ یہ ایسا وقت تھا کہ جب بھی) حکومت اسلامیہ میں کوئی شخص دین کے خلاف بات کرتا تو حاکمان وقت اسی وقت اسے سزا دیتے تھے چاہے ابن تیمیہ ہو یا کوئی اور

جواہر الایقان فی حفظ الایمان ۸۔ وصحصحہ۔ علامہ عبدالحق محدث دہلوی۔ تفسیر حقانی۔ ۱۴۱۔ حاشیہ نمبر ۱۱۔ ۱۲۹

﴿فتووں کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے﴾

(۱) فتویٰ اولی وفتویٰ دوم کی رو سے وہابیہ اہل سنت وجماعت یعنی مذاہب اربعہ سے خارج ہیں۔

(۲) فتویٰ اولی ۔ یہ لوگ وہابیہ ہیں۔

(۳) فتویٰ سوم کی رو سے۔ ابن تیمیہ کا عقیدہ اجماع کے خلاف ہے۔ جواہر الایقان فی حفظ الایمان

۸۔ حاشیہ نمبر ۱۱۔ ۱۲۹

(۴) اولیاء اللہ ومشائخ وعلماء کی اہانت وتحقیر وتذلیل کفر ہے۔

(۵) فتویٰ چہارم کی رو سے جو ابن تیمیہ کے عقیدہ کا پیروکار ہوا سکا مال وخون حلال ہے۔

جواہر الایقان فی حفظ الایمان ۸۔ حاشیہ نمبر ۱۱۔ ۱۲۹

(۶) فتوی چہارم کی رو سے ابن تیمیہ ظاہری وخارجی ہے جواہر الایقان فی حفظ الایمان ۸۔حاشیہ نمبر ا ص۱۱۶

(۷) فتوی چہارم کی رو سے ابن تیمیہ سیدنا علی وسیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنھما کا گستاخ و بے ادب تھا جواہر الایقان فی حفظ الایمان ۸۔حاشیہ نمبر ا ص۱۱۶

٥

﴿ابن تیمیہ اور وہابیہ بدعتی نیز ضال مُضل وخارجی وظاہری ہیں﴾

فتاوی حدیثیہ کے مصنف الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الھیتمی المکی ۹۰۹-۹۷۴ھ ابن تیمیہ کے بارے میں اپنے تاثرات لکھتے ہیں۔

(۱) ویعتقد فی ابن تیمیۃ انہ مبتدع ضال ومضل جاھل غال عاملہ اللہ تعالیٰ بعدلہ واجارنا من مثل طریقتہ وعقیدتہ وفعلہ ۔آمین۔فتاوی حدیثیہ۔۸۳

ابن تیمیہ گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا جاہل حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔اللہ تعالی اس سے اپنے عدل سے معاملہ کرے اور ہمیں (ایسے گمراہ کے) عقائد (فاسدہ) وافعال قبیحہ اور (اسکے غلط) راستوں سے محفوظ فرمائے۔آمین۔

﴿فتاوی حدیثیہ کے مصنف الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الھیتمی المکی ۹۰۹-۹۷۴ھ ۔صفحہ نمبر ۸۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔

(۲) ابن تیمیۃ خذلہ اللہ تعالیٰ و اضلہ و اعماہ واصمہ واذلہ وبذالک صرح الائمۃ الفتاوی الحدیثیہ۔۸۳

ابن تیمیہ وہ ہے جسے اللہ تعالی نے (اپنے عذاب میں) گرفتار کیا۔اور اسے گمراہ ۔اندھا۔ گونگا۔اور ذلیل کیا ہے۔آئمہ کرام نے اسی طرح تصریح فرمائی ہے۔

(۳) حضرت علامہ فاضل محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر حقانی کے صفحہ ۱۴۱۔ پر لکھا ہے۔کہ ابن تیمیہ خارجی (وہابی) اور ظاہری تھا۔اسی طرح انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۳۷ پر بھی تحریر ہے۔

﴿شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی رحمۃ اللہ علیہ﴾

شواہد الحق صفحہ ۱۳ پر ابن تیمیہ وہابی کی بدعتوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔

(۴) اعلم ان کل باب من ابواب ھذا الکتاب الثمانیۃ کاف واف لرد بدعۃ ابن تیمیۃ وفرقۃ الوھابیۃ الیٰ آخرہ۔شواہد الحق۔

میری اس کتاب (شاہد الحق) کے آٹھ بابوں میں سے ہر باب ابن تیمیہ کی بدعقیدگیوں
اور وہابیوں کے رد کے لئے کافی ہے۔

﴿علامہ ابو الشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۵) من قال بانه تعالی سبحانه جسم وله مكان او يمر عليه زمان ونحو ذالک كافر لم يثبت له حقيت الايمان۔ [illegible]

جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے اور اسکے لئے مکان ہے۔ یا یوں کہا کہ اس پر زمانہ گذرتا ہے۔ اور اس قسم کی دوسری باتیں کیں تو وہ کافر ہے۔ اور اسکے لئے ایمان ثابت نہیں

﴿حضرت علامہ شیخ احمد الصاوی رحمت اللہ علیہ نے﴾

وہابیوں کے بارے میں فرمایا۔ کہ وہابیہ خوارج ہیں۔ نیز یہ لوگ حزب الشیطن ہیں۔

(۷) نزلت هذه الآيت (ای افمن زين له سوء عمله فرأه حسنا) فی الخوارج الذين يحرفون تاويل الكتاب والسنة ويستحلون بذلک دماء المسلمين واموالهم كماهو مشاهد الآن فی نظائرهم وهم فرقة بارض الحجاز يقال لهم الوهابية يحسبون انهم على شی الا انهم هم الكاذبون استحوذ عليهم الشيطن فانسهم ذكر الله اولئک حزب الشيطن الا ان حزب الشيطن هم الخاسرون۔ نسال الكريم ان يقطع دابرهم۔ صاوی ۳،۲۲۔۳۰۷۔

یہ آیت (افمن زین له) خوارج کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ یہ لوگ قرآن وحدیث کے معنی کو بدلتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے قتل کو روا رکھتے ہیں۔ انکے مالوں کو ضائع کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ آج کل انکی مثالیں اور نظائر موجود ہیں۔ یہ فرقہ جو حجاز (سعودیہ) میں پایا جاتا ہے اور ... ہیں کہ ہم حق پر ہیں حقیقت یہ ہے کہ لوگ (وہابیہ) جھوٹے ہیں۔ یہ شیطن کی جماعت ہے شیطن نے ان پر غلبہ کیا۔ یہاں تک کہ ان سے ذکر الٰہی بھلا دیا۔ یقیناً یہی لوگ حزب الشیطن ہیں۔ خبردار۔ شیطن کی جماعت ہی نقصان اٹھانے والی ہے۔ ہم اللہ کریم جل جلالہ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انکی جڑوں کو ختم کردے۔ (آمین)

﴿حضرت علامہ شیخ احمد الصاوی رحمت اللہ علیہ وہابیہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ولا تدع مع الله الها۔۔

(٨)(ولاتدع) تعبد (مع الله الها آخر)(قوله)اشاربذلک الیٰ ان المراد بالدعاء العبادة وحینئذفلیس فی الآیة دلیل علی مازعم الخوارج من ان الطلب من الغیر حیا ومیتا شرک فانه جهل مرکب لان سوال الغیرمن اجراء الله النفع او الضر علی یده قدیکون واجبالانه من التمسک بالاسباب الاجحود اوجهول (صاوی جلد۳ قصص رکوع ۹/۱۲ ۲۲۹)

علامہ صاوی لکھتے ہیں۔اس آیت (ولاتدع مع الله آخر) ولاتدع کا معنی ہے(ولاتعبد) اے لوگواللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو،جب ولاتدع کا معنی (ولاتعبد) ہوا، تو وہابیہ کے قول کارد بلیغ ہوگیا (کیونکہ) وہابیہ خوارج اس آیت کایوں ترجمہ کرتے ہیں،کہ غیراللہ (انبیاء، واولیاء) زندہ ہوں یاوفات شدہ۔ ان سے مدد مانگنا(پکارنا) شرک ہے

(مفسر قرآن علامہ صاوی وہابیوں کے اس معنی کارد کرتے ہوئے لکھتے ہیں) کہ وہابیوں کااس انداز سے ترجمہ کرنااور یہ مراد لینا انکی سخت جہالت ہے(اس لئے کہ جومسلمان یہ سمجھ کرانبیاء کرام اوراولیاء اللہ سے مدد مانگتاہوکہ نفع ونقصان،اللہ تعالیٰ،نے ان (انبیاء واولیاء اللہ) کے ہاتھوں جاری کیاہے،سویہ تمسک بالاسباب ہے اورجوشخص تمسک بالاسباب کامنکرہو،وہ بلاشبہ جاہل ہے،اوراسلام کا منکرہے۔

﴿حضرت علامہ شیخ احمدالصاوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

کہ وہابیہ خارجی گمراہ۔اورگمراہ کرنے والے ہیں۔علامہ۔اس آیت مبارک۔والذین اتخذوا من دونه کی تفسیرکرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(٩)(والذین اتخذوا من دونه)ای الاصنام (اولیاء)الآیة جلالین. واماالاولیاء بمعنی المتولین لخدمة ربهم وتولاهم بمحبة ومعرفة فمحبتهم والتعلق بهم من جملة طاعة الله لانهم الوسیلة لنالی الله ورسوله ولیست محبتالهم وتوسلنابهم شرکا خلا فاللخوارج الضالین المضلین حیث زعموا ان کل من توسل الی الله باحد سواه فهو مشرک ۔او۔صاوی۔جلد۴۔شوریٰ رکوع۔۲/۱۔۳۲

کہ (من دونه) سے مراد اولیاء اللہ نہیں بلکہ (من دونه) سے (صنم) بت مراد ہیں (کیونکہ) اولیاء اللہ سے محبت وتعلق۔بعینہ اللہ جل جلالہ سے محبت کرناہے۔ اورانکی محبت درحقیقت رب ذوالجلال۔کی اطاعت ہے اس لئے،کہ اولیاء اللہ،تووہ ہیں،جواللہ کریم سے محبت کرتے

ہیں اوراللہ کی رضا چاہتے ہوئے ہمہ وقت دین اسلام۔اور مخلوق خدا کی (سماجی معاشرتی ظاہری وباطنی اصلاح) خدمات سرانجام دیتے ہیں سو۔اولیاء اللہ سے محبت کرنا۔ اوراولیاء اللہ کوبارگاہِ صمدیت میں۔وسیلہ بنانا شرک نہیں۔بلکہ یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جوہمیں اللہ سے ملادیتے ہیں۔یہ نفوس قدسیہ تقرب الی اللہ کے لئے اعظم وسیلہ ہیں۔

(اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہ ملے۔یہ اللہ والے ہیں جواللہ سے ملادیتے ہیں۔مترجم)

(خلافا للخوارج) البتہ وہابیہ کہتے ہیں کہ اگرکسی مسلمان نے بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگا۔اوراولیاء اللہ کووسیلہ بناکراللہ تعالیٰ سے مانگا۔تووہ مسلمان مشرک ہے(نعوذ باللہ) ان (برے عقائد و اقوال کی وجہ سے) وہابیہ خوارج گمراہ اورگمراہ کرنے والے ہیں۔

(اللھم احفظنامن شرورھم.ومن عقائھم الفاسدۃ الضالۃ. آمین. مترجم)

حضرت علامہ شیخ احمدالصاوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

چونکہ وہابیہ قرآن و حدیث کے معنیٰ کو تبدیل کرتے ہیں۔اسی وجہ سے یہ لوگ خوارج ہیں ضال اور مضل ہیں۔علامہ اس آیت مبارکہ ومن یکفربہ۔کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

(۱۰) (وَمَن يَّكْفُرْبِهِ)ای بالکتاب الموتیٰ بان یحرفه. جلالین. قوله (بان یحرفه) ای متعمدا بان یتلاعب بمعانیه والفاظه ویأخذ بظاهره وذلک کالخوارج الذین یأخذون بظاهره ولا یعرفون معانیه فضلوا. واضلوا. فان من جملة ابواب الکفرالاخذ بظاهرالکتاب والسنة.......... صاوی. جلد ۱. بقرة. رکوع. ۱۴۱/۱۴۱. ۵۷.

جولوگ کلام اللہ کے الفاظ ومعانی میں تحریف کرتے ہیں۔درحقیقت وہ لوگ کلام اللہ سے جان بوجھ کرکھیلتے ہیں۔اورخوارج وہابیہ کی طرح قرآن کریم کی آیات متشابہات کے ظاہر پرعمل کرتے ہیں۔حالانکہ قرآن کریم اوراحادیث کے متشابہات کے۔ظاہری لفظی ترجمہ پرعمل کرنا کفر ہے۔چونکہ یہ خارجی (وہابی ٹولہ) قرآن وحدیث کے معنیٰ کونہیں جانتے۔ لہذاخودبھی گمراہ ہیں اوردوسرے مسلمانوں کوبھی گمراہ کرنے والے ہیں۔کیونکہ کفر کے ابواب میں ایک یہ بھی ہے۔کہ اگرکوئی قرآن وحدیث کے ظاہر پر عمل کرے۔ سو وہ کافر ہے۔

نجد کے خوارج

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں

(۱۱) فیکفی فی الخوارج اعتقادھم کفر من خرجوا علیہ کما وقع فی اتباع عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکن اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم ھم المشرکون واستبحوا بذلک قتل اھل السنۃ والجماعۃ وقتل علمائھم حتی کسر اللہ تعالیٰ شوکتھم وخرب بلادھم وظفربھم عساکر المسلمون عام ثلاث وثلثین ومأتین والف۔۔۔۔۔شامی جلد۳۔باب البغات ۳۰۹

کہ ابن عبدالوہاب نجدی اور اسکا ٹولہ نجد سے ظاہر ہوا۔اورانہوں نے حرمین شریفین پر چڑھائی کی۔انہوں نے حرمین شریفین کے سنی مسلمانوں اور علماء اہل سنت کو قتل کیا۔ (انکے خون سے مکۃ المکرمۃ اور مدینۃ المنورہ کی گلیوں کو رنگین کیا یہ ظلم عظیم ان ظالموں نے اس لئے کیا) کہ جس طرح خوارج کا عقیدہ ہے کہ جو بھی ہمارا مخالف ہے،سووہ کافر ہے (نعوذباللہ) ان نجدیوں وہابیوں نے دعویٰ کیا کہ ہم حنبلی ہیں (انکا یہ دعویٰ غلط ہے) اس لئے کہ انہوں نے دعویٰ کیا کہ بس ہم ہی مسلمان ہیں اور جو ہم نجدیوں کے مخالف ہو سووہ مشرک ہیں (نعوذباللہ) اور (ان نجدیوں نے) حکم جاری کیا کہ مسلمانوں (اہل سنت وجماعت کے عوام) اور علماء اہلسنت وجماعت کا قتل رواہے،یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکے دبدبے شان وشوکت کو ختم فرمایا۔

ابن تیمیہ اور وہابیوں کے کفر کی وجوہات

چودھویں بحث ابن تیمیہ اور وہابیوں کے کفر کے بیان میں ہے۔

فتاوی حدیثیہ کے مصنف الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الھیتمی المکی ۹۰۹۔۹۷۴ھ فتاوی حدیثیہ کے صفحہ نمبر۸۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) تملأ علیہ ای علیٰ ابن تیمیۃ اھل عصرہ ففسقوہ وبدعوہ بل کفرہ کثیر منھم .فتاوی حدیثیہ۸۴

(جب مسلمانوں نے اس زمانے کے علماء سے ابن تیمیہ کے بارے میں پوچھا تو اسکے ہم عصر علماء نے) متفقہ فیصلہ وفتویٰ صادر فرمایا۔ کہ ابن تیمیہ فاسق وبدعتی ہے۔ اور انہی میں سے اکثر علماء نے ابن تیمیہ پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔

﴿علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(۲) اعلم ان هؤلاء الكفرة والبغاة الفجرة اجمعوا بين اصناف الكفر والبغي والعناد وانواع الفسق والزندقة والالحاد ومن شك في كفرهم والحادهم ووجوب قتالهم فهو كافر مثلهم ۔ تنقیح الحامدیہ روۃ ۱۰۳

کہ ان کافروں، باغیوں، فاجروں نے کئی اقسام کے کفر، بغاوت، بدنیتی، اور فسق وفجور زندیقیت کو اختیار کیا، لہذا جو شخص انکے کفر اور دین سے نکلنے اور انکے قتل کے وجوب میں شک کرے "سو" وہ بھی ان جیسا "کافر" ہے۔

﴿علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ۔ تنقیح الحامدیہ میں لکھتے ہیں﴾

(۳) ومن وجوه الكفر انهم يستخفون الدين ويستهزؤن بالشرع المبين ۔۔
تنقیح الحامدیہ روۃ۔ جلد ا۔ ۱۰۳

اورانکے کفر کی وجوہات میں بعض یہ بھی ہیں کہ یہ لوگ دین کی توہین کرتے ہیں۔ اور شرع مبین کے ساتھ استہزا یعنی مسخرے کرتے ہیں

﴿علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ۔ تنقیح الحامدیہ میں لکھتے ہیں﴾

(۴) ومنها انهم يهينون العلم والعلماء مع ان العلماء ورثة الانبياء وقد قال الله تعالىٰ انما يخشى الله من عباده العلماء۔ تنقیح الحامدیہ روۃ۔ جلد ا۔ ۱۰۳

اورانکے کفر کی وجوہات میں ایک یہ بھی ہیں کہ یہ لوگ علم دین اور علماء کی توہین کرتے ہیں (حالانکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا) کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

اوررب ذوالجلال نے فرمایا۔ کہ بندوں میں اللہ سے زیادہ ڈرنے والے علماء ہیں۔

﴿وہابیوں کے کفر کی پانچویں وجہ یہ ہے﴾

(۵) وابن تيمية من المجسمة ومن قال انه تعالىٰ جسم فهو في غاية السفاهة والجهالة فلم يعتد بقول امثاله ۔ اخون شیخ جلد ا۔ ۹۲۔ وحاشیہ نمبر اس ۱۸۹

اخون شیخ، نے فرمایا کہ ابن تیمیہ جواللہ عزوجل کے جسم کا قائل تھا سوایسا شخص جو یہ عقیدہ رکھتا ہو نہایت جاہل بلکہ جہالت کی انتہاء کو پہنچا سوایسے جاہل وسفیہ کا (دین واسلام میں) کیا شمار

﴿حضرت ملاعلی قاری مفتی مکہ شرح القاری للفقہ الاکبر میں لکھتے ہیں﴾

(۶) من قال بانہ سبحانہ جسم ولہ مکان اویمر علیہ زمان ونحو ذلک کافرلم یثبت لہ حقیقت الایمان۔ ۔شرح القاری للفقہ الاکبر ۲۰۱۔وشرح العقائد الجلالی جلد ۲۔۱۱۶ نقلا عن شرح المواقف ۔وعن الرفعی ۔وتفسیر وجیز ۔۲۵۰ وتمہید ابی الشکور السالمی ۲۰۱

ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے جسم ہے اوراللہ کیلئے مکان ہے، یااللہ پرزمانہ گذرتا ہے یا اسی قسم کی دیگرواہیات کہے سووہ شخص کافر ہے ایسے شخص کیلئے حقیقتِ ایمان ثابت نہیں۔

﴿فتاوی حدیثیہ کے مصنف الشیخ احمد شہاب الدین بن حجرؒ

الھیتمی المکی ۹۰۹۔۹۷۴ھ

وہابیوں کے کفر کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۷) وقول ابن تیمیۃ بالجسمیۃ والجھۃ والانتقال وانہ بقدر العرش لااصغرولا اکبر تعالیٰ اللہ عن ھذا الافتراء الشنیع القبیح والکفر البواح الصریح۔فتاوی صفحہ۔۸۵

ابن تیمیہ اللہ تعالیٰ کیلئے جسم کا قائل تھا اوراللہ تعالیٰ کیلئے جہت وانتقال کا قائل تھا اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ عرش جتنا ہے نہ عرش سے بڑا ہے نہ چھوٹا (نعوذباللہ) جبکہ اللہ تعالیٰ مذکورہ اشیاء سے مبرہ ومنزہ ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنا کفرصریح ہے۔

﴿علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تنقیح الحامدیہ میں لکھتے ہیں﴾

(۸) ومنھاانھم یستحلون المحرمات ویھتکون المتحرمات

تنقیح الحامدیۃ ۱۰۳ جلد ۱ ردۃ

یہ (وہابیہ) حرام کوحلال کہتے ہیں (جیسے ابن تیمیہ نے لکھاہے کہ حالت جب میں رات کو نوافل پڑھنا جائز ہے) اورمحترمات (شعائر اللہ) کی توہین کرتے ہیں۔

﴿علامہ ابن عابدین شامی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا﴾

(۹) وقد ثبت بالتواتر قطعاعندالخواص والعوام من المسلمین ان ھذہ القبائح

مجتمعة فی ھٰؤلاء الضالین المضلین فمن اتصف بواحد من الامور فھو کافر یجب قتله باتفاق الامة.......... تنقیح الحامدیہ ۔جلد ا ۔ ورق ۔۱۰۳

چونکہ یہ تمام قبائح ان (وہابیوں) گمراہوں میں موجود ہیں۔تمام مسلمان خواص ہوں یا عوام انکی ان گمراہیوں کی (گواہی) دیتے ہیں،لہذا باتفاق امت مسلمہ (وہابیہ) کافر اور واجب القتل ہیں۔

﴿حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴾

(۱۰) لایجاوز ایمانھم حناجرھم۔ [illegible]

(خوارج وہابیہ وہ ہیں) کہ انکا ایمان ،انکے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔

(۱۱) یقرؤن لا یجاوز تراقیھم:

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ یہ لوگ (خوارج وہابیہ) قرآن کریم کی تلاوت کریں گے۔ مگر (آیات قرآن) انکے گلے سے نہ اتریں گی۔ [illegible]

﴿علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی﴾

وہابیوں کے کفر کے وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بتاتے ہیں۔

(۱۲)نحن نعلم بالقطع ان ھؤلاء الطوائف الثلاثة الشافعية والمالكية . والحنفية وموافقيهم من الحنابلة مسلمون وليسوا بكافرين فقول الوهابية بان جميعهم كفار وحمل الناس على ذلك كيف لايكون كفرا

وقدقال ﷺ اذاقال المسلم لاخيه يا كافر فقد باء بها احدهما والضرورة اوجبت بان من كفرهم مسلم والحديث قضى انه يبوء بها احدهما فيكون القائل هو الذى باء بها۔ تکملہ شواھد الحق ۔۱۰۵.......

ان لوگوں (وہابیوں) نے احناف، مالکی، شوافع، مالکی، حنبلی، سب کو کافر کہا ہے حالانکہ یہ سب کے سب مسلمان ہیں، سو یہ وہابیہ اپنے اس قول کے بناء خود کافر ہو گئے کیونکہ محبوب دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو کہے اے کافر تو یہ کہنا اسی کی طرف لوٹ آتا ہے کیونکہ سامنے والا (مخاطب) مسلمان ہے سو یہ حکم اسی کی طرف لوٹ آئیگا۔

﴿نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴾

(۱۳) یمرقون من الدین کمایمرق السھم من الرمیة.

خوارج (وہابی) دین سے ایسے نکلتے ہیں۔ جیسے تیر کمان سے۔

نسائی (جلد ۲۔۱۵۳) ابوداود۔ (جلد ۲۔۶۵۷) بخاری جلد ۲۔۱۰۲۴۔ ابن ماجہ جلد ۱۔۱۵۔ ابوداود ۶۵۶۔ ترمذی جلد ۲۔۳۲۔ بخاری جلد ۲۔ باب القتل الخوارج والملحدین۔۱۰۲۴

رسول اللہ ﷺ نے وہابیوں کے کفر کی علامت یہ بتائی کہ یہ لوگ دین سے اتنی سرعت کے ساتھ نکل جاتے ہیں جسطرح تیر کمان سے۔

﴿نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴾

(۱۴) یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیة ثم لایرجعون.

سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ یہ خوارج (وہابیہ) دین سے اس تیزی کیساتھ نکل جاتے ہیں کہ جسطرح تیر کمان سے تیزی سے نکل جاتا ہے نیز یہ لوگ (وہابیہ) دوبارہ دین کی طرف لوٹ کر نہیں آتے۔ ابوداود۔ (جلد ۲۔۶۵۶) غنیۃ الطالبین جلد ۲۔ بیان الفرق ۵۹۔

﴿نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴾

(۱۵) یقتلون اھل الاسلام. ابوداود۔ (جلد ۲۔۶۵۶) نسائی جلد ۲۔۱۵۳۔

سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ یہ خوارج (وہابیہ) مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے ثابت ہوا کہ جو شخص مسلمانوں کے قتل کو روا (جائز) قرار دے وہ کافر ہے کیونکہ مسلمانوں کا قتل ناحق اسلام میں حرام قطعی ہے اور ان (وہابیوں نے) مسلمانوں کے قتل کو جائز قرار دیا لہذا یہ کافر ہیں (اصول ہے) من استحل الحرام فھو کافر جس نے حرام کو حلال جانا وہ کافر ہے۔

﴿نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴾

(۱۶) یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منہ فی شیٔ. ابوداود۔ (جلد ۲۔۶۵۶)

سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ خوارج (وہابیہ) لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف بلائیں گے جبکہ خود اس پر نہ تو ایمان رکھتے ہونگے اور نہ عمل کریں گے۔

خوارج (وہابیہ) کے کفر کا سبب جو حدیث سے ثابت ہوا یہ ہے۔ کہ یہ لوگ قرآن کریم پر ایمان نہ رکھتے ہونگے۔

﴿نبی اکرم ﷺ نے فرمایا﴾

(۱۷) عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال قال رسول اللہ ﷺ (فی حدیث طویل) ستفرق امتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ قالوا من ھی یارسول اللہ ﷺ قال ما انا علیہ واصحابی .(وفی حدیث آخر) عن معاویۃ ثنتان و سبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ .

ترمذی .ابو داود .واحمد .مشکوٰۃ، باب اعتصام .فصل ۲ .۲۲ .

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔تمام کے تمام فرقے جہنم میں جائیں گے۔سوائے ایک فرقہ کے (صحابہ نے) عرض کیا وہ کونسا فرقہ ہے جو جنتی ہے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا۔وہ طریقہ (ایمان وعمل) جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔دوسری حدیث جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔بہتر فرقے جہنمی ہیں۔اور ایک فرقہ جنتی ہے اور وہ (اہل سنت و) جماعت ہے۔ترمذی .ابو داود .واحمد .مشکوٰۃ، باب اعتصام .فصل ۲ .۲۲ .

معلوم ہوا کہ خوارج (وہابیہ) جہنمی ہیں کیونکہ یہ بھی دوسرے فرقوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہونگے ،انکا جہنمی ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں اور اپنے کفر کے سبب داخل جہنم ہوئے

﴿ان فرقوں کا جہنم میں جانا انکے باطل عقائد کی بنا پر ہے﴾

(۱) صاحبِ فتاوٰی عزیزیہ ان فرقوں کے داخلِ جہنم ہونے کا سبب بیان فرماتے ہیں

پس فرقہائے ضالہ رادخولِ نار بنابر اعتقادیاتِ ایشاں است کہ علامتِ بطلان است۔

ان فرقوں کا جہنم میں جانا انکے باطل عقائد کی بنا پر ہے اور انکا جہنم میں دخول ہی انکے عقائد کے باطل ہونے کی دلیل ہے۔فتاوٰی عزیزیہ جلد ۲-۹۲--

صاحبِ شرح عقائد الجلالی لکھتے ہیں

ان تمام گمراہ فرقوں کا داخل جہنم ہونا انکے باطل عقائد کے بنا پر ہے۔

(۲) کلھا فی النار من حیث الاعتقاد فلا یرد انہ لو ارید الخلود فیھا فھو خلاف الاجماع فان المؤمنین لا یخلدون فیھا وان ارید مجرد الدخول فیھا فھو مشترک بین الفرق---------شرح العقائد الجلالی۔جلد ۱-۱۹

تمام باطل فرقوں کا جہنم میں جانا انکے باطل عقائد کی وجہ سے ہے۔

سو یہاں پر وہ اعتراض رفع ہوگیا کہ دخول جہنم سے مراد اگر دخول دائمی لیا جائے سو یہ تو اجماع کے خلاف ہے اس لئے کہ مؤمنین جہنم میں ہمیشہ کے لئے نہیں جاسکتے۔ اور اگر صرف دخول مراد لیا جائے سو اس میں تمام فرقے مشترک ہیں۔

﴿فرقہ وہابیہ کے کفر کی وجہ ثانی یہ ہے﴾

کہ یہ لوگ قرآن وحدیث کی معانی میں تحریف کرتے ہیں۔علامہ شیخ احمد الصاوی لکھتے ہیں

(۱)نزلت هذه الآيت(افمن زين له سوء عمله) فى الخوارج (الوهابية) الذين يحرفون تأويل الكتاب والسنة۔۔۔۔۔۔۔ صاوی جلد۳ سورۃ الفاطر ۳۸

کہ یہ آیت (افمن زين له) خوارج وہابیہ کے بارے میں نازل ہوئی۔کہ یہ لوگ قرآن کریم وحدیث کے معانی میں تحریف کرتے ہیں۔

﴿صاحب تہذیب الاثار وصاحب عینی لکھتے ہیں﴾

(۲) قال انهم انطلقوا الى ايات نزلت فى الكفار فجعلوها على المسلمين

.بخاری مع الشرح السندی جلد۴ ۱۲۱ تهذیب الاثار للطبری لم عینی البخاری جلد ۱ ۲۳۰

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں یہ خوارج (وہابیہ) ان آیتوں کی تلاش میں رہتے ہیں جو آیتیں کافروں کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں ان آیتوں کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

﴿جلال الدین سیوطی ومن یکفر بہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں﴾

(۳) (ومن يكفربه)اى بكتاب بان يحرفه اى معتمدا بان يلاعب بمعانيه والفاظه

.جلالین وصاوی البقرۃ رکوع ۱۴،۱۳ ۵۷

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم کی آیات کے الفاظ و معانی میں تحریف کرکے کفر کرتے ہیں

﴿حضرتِ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں﴾

(۱۸) ولو قال رجل حرمة الخمر لا تثبت بالقرآن كفراى لانه عارض القرآن وانكر تفسير اهل الفرقان۔ شرح فقہ اکبر لعلی القاری۔ ۲۲۹

(ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ جس شی کی حرمت قرآن کریم سے ثابت ہو اور کوئی شخص اس کی حرمت سے انکار کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے مثلا) اگر کوئی شخص کہے کہ شراب کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ ایک تو وہ قرآن کا معارض (مقابلہ کرنے والا) ہوا نمبر دو یہ کہ اس نے مفسرین کی آراء سے انکار کیا۔

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ مذکورہ بالا تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ خوارج (وہابیہ) تحریف قرآن کی وجہ سے کافر ہوئے۔

﴿علامہ نووی رحمتہ اللہ علیہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث﴾

سے استدلال کرتے ہوئے خوارج (وہابیہ) پر کفر کا فتوی صادر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

(۱۹) عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه (فى الجواب عن السؤال عن حال الحرورية) يخرج فى هذه الامة (ولم يقل منها) قوم (الخ) قال النووى فيه اشارة من ابى سعيد الخدرى الى تكفير الخوارج او انهم من غير هذه الامة عینی البخاری جلد ۱۱ـ۲۲۳

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے يخرج فى هذه الامة قوم، کہہ کر خوارج (وہابیہ) کی تکفیر کی طرف اشارہ فرمایا ہے یا اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ خوارج (وہابیہ) کا شمار امتِ اجابت میں نہیں۔

﴿علامہ ابن عابدین شامی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا﴾

(۲۰) (وعزر) الشاتم، وهل يكفر ان اعتقد المسلم كافرا نعم "الا" "لا" به يفتى

الشرح الوہابیہ۔ تکملۃ الابصار در مختار۔ جلد ۳۔ باب التعزیر ۱۸۳۔ فصولین جلد ۳۔ ۲۱۱

کہ (مسلمان کو) گالی دینے والا قابل تعزیر ہے (سوال) اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے بارے میں کفر کا عقیدہ رکھے (یعنی یہ سمجھے کہ یہ کافر ہے جبکہ وہ کافر نہ ہو) ایسا کہنے والا کافر ہے یا نہیں)

WWW.NAFSEISLAM.COM

(جواب) جی ہاں اگر وہ شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو تو کافر ہو جائے گا۔ اور اگر یہ اعتقاد نہ ہو (بلکہ کافر کی نسبت صرف گالی سمجھ کر کہا ہو) تو کافر نہیں ہو گا (اگرچہ گنہگار ہے)

﴿ذخیرہ۔ نہر۔ ان کتابوں میں مذکور ہے کہ﴾

(۲۱) قوله ان اعتقد المسلم كافرا. نعم. اى يكفر ان اعتقده كافرا لا بسبب مكفر قال فى النهر وفى الذخيرة المختار للفتوى انه ان اراد الشتم ولا يعتقده كفرا لا يكفر وان اعتقده كفرا مخاطبه بهذا بناء على اعتقاده انه كافرا يكفر. لانه لما اعتقده المسلم كافرا فقد اعتقد دين الاسلام كفرا ردالمختار جلد ۳ باب التعزیر۔ ۱۸۳ والصواعق جلد ۲۔ ۱۱

کہ اگر کسی شخص نے دوسرے مسلمان کو بالیقین کافر جانا۔ کہ وہ مسلمان ہو۔ تو مسلمان کو کافر کہنے والا یقیناً کافر ہے اسی طرح نہر اور ذخیرہ نامی کتابوں میں مذکور ہے اگر کسی شخص نے دوسرے مسلمان کو کافر کہا۔ آیا ان الفاظ سے اسکی طرف کفر کی نسبت کی سو اگر اس نے محض گالی سمجھ کر مسلمان کو کافر کہا پھر تو ہم اسے کافر نہ کہیں گے اور اگر اس نے واقعتاً اس

مسلمان کو کافر جان کر کافر کہا تو پھر مختار فتوی یہی ہے کہ وہ شخص کافر ہے۔ کیونکہ ایک مسلمان کو کافر سمجھنا یقیناً اسلام سے انکار ہے۔

امام الوہابیہ عبداللہ معروف جھاؤ۔ ساکن مومین لکھتا ہے

(۲۱) ائمہ اربعہ کے مقلدین اور مذاہب اربعہ کے اتباع کرنے والے مشرک و کافر ہیں اعتصام السنۃ۔ ۷۔ ۸۔

اس وہابی کبیر نے جب علماء مقلدین وکاملین کو مشرک اور کافر لکھا تو خود اس کے کفر و الحاد میں کیا شک ہے۔ الفتح المبین۔ ۳۳۲۔ ۳۳۵۔

﴿پندرویں بحث خوارج وہابیہ کے قتل کا وجوب﴾

(۱) اذا لقيتموهم فقتلوهم فان قتلهم اجر لمن قتلهم يوم القيامة

جب تم خوارج (وہابیہ) کو پاؤ سوانہیں قتل کر دو۔ جس نے انہیں قتل کیا بروز حشر اجر وثواب سے نوازا جائے گا۔

بخاری جلد ۲۔ ۱۰۲۴۔ و نسائی جلد ۲۔ ۱۵۷۔ ابوداود جلد ۲۔ ۲۵۷۔ ابن ماجہ۔ ص ۱۵۔

﴿رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴾

(۲) من قاتلھم کان اولیٰ باللہ تعالیٰ منھم

جس نے خوارج (وہابیہ) کو (رضاالٰہی کے لئے) قتل کیا سووہ شخص بروزحشر اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا۔ ابوداود۔ جلد ۲ ص ۶۵۶

(۳) طوبیٰ لمن قتلھم وقتلوہ۔

خوارج (وہابیہ) کا قاتل اور جنہیں وہابیوں نے شہید کیا دونوں قابل صد تحسین ہیں (یعنی دونوں صورتوں میں "غازی" یا "شہید" اجر پائیں گے) ابوداود۔ جلد ۲ ص ۶۵۶

(۴) لئن انا ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد۔

حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میں ان خوارج (وہابیہ) کو پالوں تو میں انہیں قوم عاد۔ کی طرح نیست ونابود کردوں۔ ابوداود۔ جلد ۲ ص ۶۵۶۔ نسائی جلد ۲ : ۶۵۴

(۵) عن ابی امامۃ وسھل ابن حنیف رضی اللہ عنھما قالا کنا مع عثمان رضی اللہ عنہ وھو محصور فقال عثمان تقتلونی وقد سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لایحل دم امرأ مسلم الاباحد ثلاث۔ نفس بالنفس والشیب الزانی والمفارق لدینہ التارک للجماعۃ۔ شرح معانی الاثار جلد ۲ : ۹۲

سیدنا ابی امامہ اور سہل بن حنیف رضی للہ عنھما فرماتے ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (گھر) میں محصور کئے گئے ہم دونوں امیرالمؤمنین کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگو تم میرے قتل کے درپے ہوگئے ہو حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جان کے بدلے جان (کہ اگر کسی نے اپنے مسلمان بھائی کو ظلماً قتل کیا تو قصاص میں اسے قتل کردیا جائے) اور اگر بوڑھے شخص نے زنا کیا سو اسے قتل کیا جائے (۳) جو شخص دین اسلام سے نکل کر مرتد ہو جائے، اس (مرتد) کو قتل کیا جائے۔

(۶) قال علیہ السلام لایحل دم امرأ مسلم یشھد ان لاالہ الااللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ الاباحدیٰ ثلاث۔ الشیب الزانی والنفس بالنفس والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ بخاری، ابوداود، ترمذی والنسائی۔ الوسائل الشافی جلد ۱ : ۳۶۲

جو شخص اللہ جل جلالہ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتا ہو سو اس مسلمان کا قتل جائز نہیں مگر جو مسلمان شادی شدہ ہو اور زنا کرے سو اسے قتل کرو۔

(۲) جو مسلمان دوسرے مسلمان کو ظلماً قتل کرے اسے قصاص میں قتل کرو۔

(۳) جو مسلمان اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جائے اور جماعت کو چھوڑ دے۔ سو اسے بھی قتل کرو۔ ان تین وجوہ کے بغیر کسی مسلمان کا قتل روا نہیں۔

﴿علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ﴾

نبی کریم ﷺ کے اس قول (المفارق لدینہ) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(۷) قولہ علیہ السلام المفارق لدینہ (الخ) قال النووی ھو عام فی کل مرتد عن الاسلام بای ردۃ کانت فیجب قتلہ ان لم یرجع الی الاسلام قال العلماء یتناول کل خارج ببدعۃ او بغیۃ او خلاف اجماع و غیرھا و کذا الخوارج (انتھی) اقول ویتناول ایضا الفرقۃ الجدیدۃ الباغیۃ المقلدۃ لابن العبدالوھاب النجدی الشھیرۃ فی بلادنا بالوھابین فیجب علی حاکم الاسلام استیصالھم کما استاصلھم سلطان الروم۔ و قدصرح صاحب ردالمحتار انھم من الخوارج

حاشیۃ شرح معانی الآثار حدود باب من سکر اربع مرات جلد ۲، ۹۳

کہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول مبارک (دین کو چھوڑنے والا) یہ حکم عام ہے (یہ حکم شامل ہے ہر اس شخص کو) جو جس انداز سے بھی دین (اسلام) کو چھوڑے گا سو اس (مرتد) کا حکم یہ ہے کہ جب تک وہ دوبارہ اسلام کو قبول نہ کرے، اسے قتل کر دیا جائے۔۔۔۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ (تمام) علماء نے فرمایا ہے۔ کہ (المفارق لدینہ) ہر اس شخص کو شامل ہے) جو شخص بدعتی ہو یا باغی ہو، یا اجماع امت کی مخالفت کرتا ہو (سو انکا بھی وہی حکم ہے جو اوپر ذکر ہوا) یوں ہی خوارج کا حکم ہے، علامہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ حکم اس نئے باغی فرقے کو بھی شامل ہے،

جو ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار۔ ومعتقدین ہیں۔ جو ہمارے شہروں میں وہابیوں کے نام سے مشہور ہیں، سو (ہر) حاکم اسلام پر واجب ہے، کہ وہ ان وہابیوں کو اسی طرح ذلیل و رسوا

WWW.HAQSEISLAM.COM

کرے جس طرح سلطان روم نے انہیں ذلیل ورسوا کیا تھا۔علامہ ابن عابدین شامی نے فرمایا۔ کہ یہی گروہ وہابیہ خوارج ہیں۔سو جو خوارج کا حکم ہے وہی حکم انکا بھی۔

﴿علامہ ابوالشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۸) قال المهتدى ابو الشكور السالمي سمعت عن الشيخ الامام زاهد ابى بكر محمد بن حمزه الخطيب بسمرقند . فى سنة نيف وستين واربعمائة كنت متفقها عنده وتلقفت منه كتاب السرقة وغيره فلما بين مسائل قطاع الطريق واحكامه وهو معنى قوله (انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون فى الارض فسادا ان يقتلوا اويصلبوا اوتقطع ايديهم وارجلهم من خلاف اوينفوا من الارض ذلك لهم خزى فى الدنيا ولهم فى الأخرة عذاب عظيم) قال رحمة الله قطع الطريق ان ينقطع بخروجه فقال سمعت شيخ الاسلام ركن الدين والاسلام شمس الأئمة ابى محمد بن عبد العزيز رحمة الله تعالىٰ ذكر فى اماليه بان قطاع الطريق اذ قطع الطريق واخذ المال ولم يقتل ولم يقطع بخروجه فانه يجوز للسلطان ان يقتله سياسة وزجرا ولهذا المعنى قلنا ان المبتدع اذا كان معه دعوة ودلالة للناس فى بدعته ويتوهم ان ينتشر منه البدعة وان لم يحكم بكفره فانه يجوز للسلطان ان يقتله سياسة وزجرا لان فساده اعلىٰ واعم حيث يوثر فى الدين والبدعة اذا كانت كفر فانه يباح قتلهم عاما واما اذا كانت فسقا لايباح قتلهم عاما لكن يقتل من كان معلما ورئيسا واماما لهم زجرا و امتناعا لهم (تمہید ابی الشکور السالمی القول الرابع ۱۸۹ ، ۱۹۰)

علامہ عبدالشکور السالمیؒ لکھتے ہیں

میں تقریباً ۴۶۰ھ میں شیخ ابوبکر محمد بن حمزہ سمرقندی کے پاس علوم دینیہ کے حصول کی غرض سے حاضر تھا جب میں پڑھتے پڑھتے سرقہ (چوری) کے (احکامات) تک پہنچا اور جب میرے استاذ

نے قطاع الطریق (راہزنوں) کے مسائل واحکامات بیان فرمائے جو بعینہ قرآن کریم کی
اس آیت مبارکہ (انما جزاء الذین)

ترجمہ۔ جولوگ اللہ اور اسکے رسول سے جھگڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں (انکے لئے دنیا میں سزا یہ ہے)

(۱) انہیں قتل کیا جائے (۲) یا انہیں سولی چڑھایا جائے

(۳) یا انکے ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں سے کاٹ دئے جائیں۔

(۴) یا ملک بدر کئے جائیں، یہ سزا دنیا میں انکی رسوائی کیلئے ہے اور بروز حشر انکے لئے سخت عذاب ہے۔

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ (اگر کوئی ایک ہی شخص یا صاحب قوت جماعت رہزنی کے لئے نکلی جو امتناع پر قادر ہو اور وہ آدمی یا جماعت نہ مال چھین سکے اور نہ کسی کو قتل کر سکے کہ اچانک گرفتار ہو جائے تو اس صورت میں اس کو قید کیا جائیگا، یہاں تک کہ توبہ کرے اور اگر کسی مسلمان یا ذمی کا اتنا مال لے چکے کہ وہ انہیں سے ہر ایک پر دس دس دراہم تقسیم ہو سکتیں ہیں تو انکا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائیگا اور اگر انہوں نے مال وغیرہ تو نہیں لیا مگر کسی کو قتل کر ڈالا تو اس صورت میں ان کو قتل کیا جائیگا۔ اور یہ قتل حد کی وجہ سے ہوگا نہ از روئے قصاص کے، یہاں تک کہ اگر مقتول کے ورثا اس قاتل کو معاف بھی کر دیں تب بھی معاف نہ ہوگا کیونکہ یہ حق اللہ ہے اور حقوق اللہ اور حدود کو معاف کرنا جائز نہیں اور اگر انہوں نے مال بھی لیا اور کسی کو قتل بھی کر ڈالا تو اس صورت میں حاکم کو چند امور کا اختیار ہے۔

(۱) داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹے پھر قتل کر دے اس کے بعد سولی چڑھادے

(۲) صرف قتل کر ڈالے۔

(۳) صرف سولی دیدے)

فرمایا، انہوں نے کہ میں نے شیخ الاسلام محمد بن عبدالعزیز سے سنا انہوں نے اپنے امالی (نام کتاب) میں ذکر کیا ہے۔ کہ اگر رہزن کسی سے مال چھین لے۔ اگرچہ کسی کو قتل نہ کرے تب بھی حاکم وقت اسے سیاستاً وزجراً قتل کردے (تاکہ رعایا کے دلوں میں خوف قائم

ہو جائے اور کسی دوسرے کے دل میں رہزنی کی جرأت پیدا نہ ہو سکے) امام موصوف لکھتے ہیں اس بنا پر ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی بدعتی (وہابی) تبلیغ کر رہا ہو اور لوگ اسکے بدعتی (وہابی) ہونے کی گواہی بھی دیں اور اسکی تبلیغ سے مسلمانوں میں انتشار (عقائد خراب ہونے) کا خطرہ ہو اگرچہ اس پر ابھی کفر کا حکم صادر نہ ہوا ہو تب بھی حاکم وقت کیلئے اس بدعتی (وہابی) کا قتل کرنا سیاستاً وزجراً جائز ہے، کیونکہ اسکا فساد (تبلیغ) اس قتل سے بڑھکر ہے اس لئے کہ یہی فساد (تبلیغ) لوگوں کے ایمان کو خراب کرتا ہے، اور بدعتی کی بدعت جب حد کفر تک پہنچ جائے، تو پھر ایسے لوگوں (جنکی بدعت حد کفر تک پہنچے) کو قتل کرنا مباح ہے، اور اگر بدعتی کی بدعت حد کفر تک نہ پہنچے بلکہ فسق وفجور تک پہنچے تو انکا قتل روا نہیں، لیکن جو ان بدعتیوں کا معلم ہو یا رئیس (امیر) ہو یا انکا (بدعتیوں کا) امام ہو تو (حاکم وقت) اسے زجراً و تنبیہاً قتل کر دے)

WWW.NAFSEISLAM.COM

مرنے کے بعد جسم میت میں روح کا لوٹایا جانا ثابت ہے

سولویں بحث مردے کے جسم میں روح کے لوٹائے جانے کے بیان میں ہے

(۱) اعادة الروح الی الجسد (جمیعا) حق باتفاق اهل الحق فیکون حیوة مطلقة کحیوته فی الدنیا هو الصحیح وهو مذهب الجمهور فتکمل حواسه فیرد الله تعالیٰ الیه مایتوقف علیه فهم الخطاب ویتاتی معه رد الجواب من الحواس والعقل والعلم لسائر الموتیٰ فضلا من الشهداء وفضلا من الانبیاء بطریق الاستمرار کحالة فی الدنیا

☆۔۔۔۔قبر میں میت کے جسم میں روح کا لوٹایا جانا ثابت ہے۔تمام اہل حق (اہل سنت وجماعت) کا اس پر اجماع (اتفاق) ہے۔سووہ ایسا زندہ ہوجاتا ہے۔جیسے دنیا میں تھا۔یہ جمہور علماء کا مذہب اور اقوال صحیحہ میں صحیح قول ہے۔زندہ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ جل جلالہ اسے حواس خمسہ (باصرہ۔سامعہ۔شامہ۔ذائقہ۔لامسہ) نیز عقل وعلم عطا فرمادیتا ہے۔کیونکہ سمجھنا انہی اشیاء پر موقوف ہے اشیاء مذکورہ کے ساتھ جب اسکے حواس بالکل مکمل ہوجاتے ہیں۔تب فرشتوں کی بات سنکر جواب دیتا ہے۔

متنبیہ عمل مذکور بالا (جوکچھ اوپر ذکر کیا گیا) ایسا عمل کیا جانا تمام مرنے والوں کیلئے بلاتفریق ثابت ہے۔البتہ انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وشہداء کرام (واولیاء اللہ) اس عمل سے (مستثنیٰ) ہیں انکی وفات آن واحد کے لئے ہوا کرتی ہے۔اور اشیاءِ مذکورہ) سویہ اشیاءِ مذکورہ (عقل وعلم۔قوت باصرہ۔قوت سامعہ۔قوت لامسہ۔قوت شامہ۔قوت ذائقہ) انکے لئے استمراری (دائمی باذن اللہ۔ہمیشہ ہمیشہ) کے لئے (ثابت) ہیں انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وشہداء کرام (واولیاء اللہ) جس طرح دنیا میں حیات تھے۔اسی طرح عَالَمِ بَرْزَخ (قبر) میں بھی (بطریق اولیٰ) حیات ہیں

الفقه الاکبر لامام الاعظم رضی الله تعالیٰ عنه وابو المنتهی ۳. ص۳۳. والدرة المنفیة شرح رمیة لامام الاعظم رضی الله تعالیٰ عنه ص۲۳. وشرح القاری. ص۱۲۰. وشرح الصدور. ص۱۳۷. وشرح العقائد الجلالی. جلد۲. ۱۰۴. ولونسی ۷. ونوبی ۸. ثم تحفة الاعالی ۵۵. وحاشیة ابی داود جلد۲. ۲۹۷. وقونوی ثم حاشیة زین الدین قاسم علی المسائره ۱۱۳. واتحاف المرید. ۱۳. وتحفة الاعالی ۵۵. وقاله الشیخ تقی الدین السبکی ثم زاده للبیب. ۱۲. ۱۰۱.

﴿جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۲)ومحل التنعیم والعذاب الروح والبدن جمیعا باتفاق اهل السنة والجماعة کما هومذهب الجمهور .وهوالصحیح وقول العامة واکثرارباب الشرع علی انهم احیاء فی الحال بحیوٰة جسدانیة..

شرح الصدور ۲۲۱، اتحاف المرید ۱۲۷، ۱۲۳، شرح القاری للفقه الاکبر ۱۳۱، والهدایة باب بالیمین بالقتل والضرب جلد۲ ۴۴۴، وبحر وکبیری باب الجنائز وعینی الهدایة لم حاشیة الهدایة ایمان جلد۲ ۴۸۳)

انعامات واجرو ثواب وعذاب کے مستحق بدن اورروح دونوں ہیں۔اسی پر علماء اہل سنت وجماعت کا(اجماع)اتفاق ہے۔نیز یہی جمہور علماء کا مذہب ہے،بلکہ اکثر ارباب شریعت (فرماتے ہیں) کہ قبر میں پہنچتے ہی انہیں زندہ کر دیا جاتا ہے(تا کہ فرشتوں کا سوال منکر انہیں جواب دے سکیں)

﴿صاحب حاشیۃ الامیر لکھتے ہیں﴾

(۳)وقد کثرادلة اثبات حیوٰة فی القبروالاستعاذة من عذابه

قبر میں زندہ ہونے نیز عذاب قبر سے پناہ مانگنے کے دلائل بیشمار ہیں۔حاشیۃ الامیر۔۱۲۳۔

﴿جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۳)وقد وردالاحادیث المتظاهرة فی المبنیٰ المتواترفی المعنیٰ فی تحقیق احوال البرزخ والعقبیٰ قداستوفاهاشیخ المشائخ جلال الدین السیوطی فی کتابه .شرح الصدور [illegible] ۱۳۰ [illegible] ۴۴۴

قبروقیامت کے احوال(حالات کے بیان)میں بیشماراحادیث وارد ہیں جومتواترالمعنیٰ ہیں ان احادیث کوحضرت شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح الصدور میں بالاستیعاب ذکر کئے ہیں۔

﴿قبر میں حیات جسمانی کا ثبوت﴾

(۱) اعلم ان اهل الحق اتفقوا علی ان اللہ تعالیٰ یخلق فی المیت حیوٰة

اہل حق (اہل سنت وجماعت)اس بات پر متفق ہیں کہ خالق کائنات جل جلالہ میت (کے

جسم) میں حیاۃ (زندگی) پیدا کرتا ہے (مردہ اپنی قبر میں زندہ ہو کر سوالات کے جوابات دیتا ہے)
تو واضح ہوا۔ کہ اہل قبور کو مٹی اور پتھر کے ڈھیر کہنا اور سمجھنا بڑی غلطی ہے۔ نیز یہ عقیدہ باطل
وجہالت ہے نیز جو شخص یہ عقیدہ رکھے (کہ اہل قبور مٹی یا پتھر کے ڈھیر ہیں) وہ اپنی عاقبت
خراب کرتا ہے۔

شرح علی القاری للفقہ الاکبر ۱۳۱۔ شرح عقائد النسفیۃ۔ رمضان افندی۔ ۲۲۵۔ تحفۃ العالی۔ ۵۴۔ وحاشیۃ الشیخ زین الدین قاسم۔ ۱۱۳۔

(۲) اعادۃ الروح الی الجسد فی قبرہ حق.

قبر میں روح کا لوٹایا جانا حق (ثابت) ہے۔

مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں

(۱) فقہ اکبر. ابو المنتہی. ۴۳ (۲) الدرۃ المنیفۃ شرح وصیۃ الامام ابی حنیفۃ. ۲۳

(۳) وشرح القاری للفقۃ الاکبر. ۱۲۰. (۴) وشرح الصدور. ۱۳۷.

(۵) وشرح العقائد الجلالی. جلد ۲. ۱۰۴. (۶) ونوبی. تحفۃ العالی. ۵۵.

(۷) وحاشیۃ ابی داود. جلد ۲. ۲۹۷. وقونی.

حضرت علامہ ملا علیؒ قاری حنفی

مفتی مکہ شریف شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں

(۳) انہ تعالیٰ یعید الروح الیٰ جسدہ فیکون حیوٰۃ مطلقۃ کحیوٰۃ فی الدنیا.

اللہ تعالیٰ۔ انسان کی روح کو اسکے جسم میں لوٹا دیتا ہے۔ سو وہ ایسا زندہ ہو جاتا ہے جسطرح دنیا میں زندہ تھا۔

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ میت کے جسم میں روح لوٹائی جاتی ہے، اور انہیں زندگی عطا کی جاتی ہے، سو جو لوگ یہ کہتے ہیں، کہ نبی ہو یا ولی، مر کر مٹی ہو گئے (معاذ اللہ) تو ایسا (عقیدہ رکھنا) کھلی گمراہی وجہالت ہے۔

(۱) شرح فقہ الاکبر. ۱۲۱. (۲) والقونوی. ثم حاشیۃ زین الدین قاسم.

(۳) شرح عقائد جلالی جلد ۲. ۱۰۴. (۴) والدرۃ المنیفۃ ۲۳.)

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت علامہ ملا علیؒ قاری حنفی

مفتی مکہ شریف شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں

(۴) العذاب علی الروح والبدن کما ھو مذھب الجمھور وھو الصحیح

کہ (قبر میں گنہگار کے) بدن اور روح دونوں کو عذاب دیا جاتا ہے۔یہی جمہور علماء کا مذہب ہے اور یہی حق وصحیح ہے۔

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں، جمہور علماء کا مذہب یہی ہے، اور انکا یہ فرمانا، کہ عذاب جسم وروح دونوں کو دیا جاتا ہے، اور جمہور علماء کرام کا اس پر اجماع بھی ہے، تو پھر اس سے انکار کیسے ہوسکتا ہے، سو جو (اس قول کا) منکر ہے انکا انکار معتبر نہیں۔

(۵) ومحل العذاب الروح والبدن جمیعا باتفاق اھل السنۃ والجماعۃ وکذالقول فی النعیم

اہل سنت وجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ قبر میں اجر وثواب وعذاب روح وجسم دونوں کو دیا جاتا ہے ان براہین قاطعہ سے خوب واضح ہوا، کہ قبر میں روح، اور جسم دونوں کو۔ جزا وسزا دی جاتی ہے۔

ثابت ہوا کہ مسلمان کی حیات قبر میں حق (ثابت) ہے۔اور اسکا منکر گمراہ فرقوں سے تعلق رکھتا ہے۔

علامہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

(۶) وسوالناوجوابنا جمیعا بان یعید اللہ تعالی الروح الی المیت جمیعہ کما ذھب الیہ الجمھور وھی ظاھر الاحادیث وتکمل حواسہ فیرداللہ تعالی الیہ مایوقف علیہ فھم الخطاب ویتاتی مع ردالجواب من الحواس والعقل والعلم

کہ قبروں میں فرشتے مردوں سے سوال کرتے ہیں اور یہ احادیث سے ثابت ہے۔ان سے سوال اس وقت کیا جاتا ہے۔جب اللہ جل جلالہ انکے ابدان میں ارواح داخل فرمادیتا ہے، یہاں تک کہ انکے حواس خمسہ مکمل ہوجاتے ہیں، قادر مطلق اللہ جل جلالہ انہیں وہ تمام اشیاء عطا فرمادیتا ہے۔جن اشیاء سے انسان دیکھتا، سنتا اور سمجھتا ہے کیونکہ سوال کا سمجھنا فرشتوں کو دیکھنا انکے سوال کو سنکر اسکا جواب دینا انہی اشیاء پر موقوف ہے، سو وہ (مردہ) حواس خمسہ، علم، وعقل کے ذریعے (فرشتوں کے سوالات) کا جواب دیتا ہے۔یہی جمہور علماء کرام علیہم الرحمت

والرضوان کا مذہب ہے۔
میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کیا وہابیہ ان براہین قاطعہ کو دیکھ کر اب بھی اپنی جہالت پر قائم رہیں گے یا اپنے عقائد فاسدہ سے توبہ کر کے اہل قبور کی حیاۃ برزخ کو تسلیم کریں گے

﴿صاحب ہدایہ لکھتے ہیں﴾

(۷) ومن یعذب فی القبر یوضع فیه الحیوٰة فی قول العامة

جمہور علماء کہتے ہیں کہ قبر میں (ان مردوں کے جسم میں بھی روح ڈال کر) زندہ کیا جاتا ہے (جو اپنے گناہوں کی وجہ سے) عذاب قبر میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔ تاکہ انکو عذاب دیا جاسکے۔

(۱) هداية باب اليمين فى القتل والضرب. جلد۲. ۴۸۴. (۲) والبحر. وكبيرى جنائز. (۳) وعينى الهداية.
(۴) ثم حاشيه الهداية ايمان جلد۲. ۴۸۴

﴿صاحبِ تفسیر نیساپوری میں لکھتے ہیں﴾

(۸) واکثر ارباب الشرع علی انهم (الشهداء) احیاء فی الحال بحیوٰة جسدانية

ارباب شریعت کا مذہب ہے کہ شہداء کرام اپنی قبور میں حیاتِ جسدانی (حیاۃ کاملہ) کیساتھ زندہ ہیں۔ نیساپوری. جلد۱. بقرة. پارہ. ۱ رکوع. ۱۸/۲۷

﴿امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں لکھتے ہیں﴾

(۹) وعود الروح الی الجسد ثابت فی الصحیح لسائر الموتیٰ فضلا عن الشهداء وفضلا عن الانبیاء علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام

قبر میں روح کا جسم میں لوٹایا "جانا" صحیح مذہب کے مطابق، تمام اہل قبور کیلئے ثابت ہے حضرات انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وشہداء اپنی قبروں میں بطریق اولیٰ زندہ ہیں (حضرات انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وشہداء اپنی قبروں میں، حیات جسمانی "حقیقی" دنیاوی کے ساتھ زندہ وحیات ہیں، انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وشہداء کی حیاۃ کا منکر گمراہ ہے)

امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں لکھتے ہیں

(۱۰)عود الروح (الیٰ قولہ) واما النظر فی استمرارھا وفی ان البدن یصیر بھا حیاۃ کحیاتہ فی الدنیا فھذا مما یجوزہ العقل فان صح بہ سمع ابتع (ای وجب اتباعہ واعتقادہ) قالہ السبکی رحمت اللہ علیہ.. ثم شرح الصدور ۱۳۶ .وتونسی. وتوبی. ثم تحفۃ الامالی ۵۵. وحاشیۃ ابی داود. جلد ۲. ۲۹۷

حضرت علامہ سبکی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(بلاوشک وشبہ) قبر میں انسان کی روح کالوٹایا جانا حق ہے (لیکن بات صرف اتنی ہے) کہ آیا وہ روح جسم میں ہمیشہ رہیگی یا نہ (علامہ سبکی رحمت اللہ علیہ اس شبہے کا ازالہ فرماتے ہیں) کہ جب روح بدن میں لوٹائی جاتی ہے۔تو وہ انسان ایسا زندہ ہوجاتا ہے۔جیسے دنیا میں تھا۔ (نیز اس بات کو دلائل کے علاوہ) عقل بھی تسلیم کرتی ہے۔نیز جب (یہ احوال دلائل سے ثابت ہیں) تو پھر ان دلائل کی اتباع واجب ہے۔

میں (مفتی شائستہ گل) نے دلائل شرعیہ سے ثابت کیا کہ قبر میں انسان کو حیاۃ دی جاتی ہے آگے بھی انشاء اللہ و تعالیٰ دلائل ذکر کروں گا۔

حیاتِ شہداء قرآن کریم کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔لیکن تم ان کی زندگی کو نہیں جانتے۔۔پارہ ۲۔سورۃ بقرہ۔رکوع 19

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۲) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ○ فَرِحِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ پارہ (4) سورہ ال عمران رکوع ۱۸/۱۷

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کردیے جائیں انہیں ہرگز مردہ گمان نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، اللہ انہیں رزق (عطا) فرماتا ہے۔اور جو کچھ اللہ نے انہیں اپنے فضل

(وکرم سے) عطا فرمایا اس پر خوش ہیں، اور اپنے پچھلوں کی خوشیاں مناتے ہیں جو ابھی ان سے نہیں ملے، ان پر نہ کچھ خوف ہوگا نہ غم اللہ کی نعمتوں اور فضل کی خوشیاں مناتے ہیں اور اللہ مسلمانوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۳) قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۙ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝

سورۃ یسین رکوع ۲/۱

(حبیب نجار) سے کہا گیا (آ) جنت میں داخل ہو جا (تو حبیب نجار) نے کہا، کاش میری قوم اس (سب کو) جانتی جسکی وجہ سے میرے اللہ نے مجھے بخشا اور مجھے معززین میں سے کر دیا (یعنی اگر میری قوم بھی ایمان قبول کرتی تو اللہ انہیں بھی مغفرت نصیب فرماتا اور انہیں بھی عزت عطا فرماتا) ثابت ہوا کہ شہداء وفات کے بعد بات بھی کر سکتے ہیں "کلام کو سمجھنا" خود گفتگو کرنا، اور مرنے کے بعد اپنے پچھلوں کی خیر خواہی چاہنا یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرماتا ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۴) قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ (بارکین علی الرکب میتین) فَتَوَلّٰى (اعرض صالح) عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝

سورۃ اعراف۔ آیت (77)(78)(79) وجلالین جلدا۔

(اللہ جل جلالہ حضرت صالح علیہ السلام اور اسکی قوم کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے) قوم نے (حضرت صالح علیہ السلام) سے کہا اے صالح (علیہ السلام) تو نے ہم سے جس عذاب کا وعدہ کیا ہے، اگر آپ اللہ کے رسول ہیں سو وہ عذاب ہم پر لے" آ" (انکا یہ کہنا تھا) کہ ایک سخت زلزلے نے انہیں آگھیرا، اور وہ صبح تڑکے (مرکر) اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے تھے، تو صالح (علیہ السلام نے) ان سے منہ پھیر کر کہا، اے میری قوم میں نے اپنے رب کا حکم تمہیں پہنچایا (میں نے) تمہارا بھلا چاہا، مگر تم نصیحت کرنے والوں کو پسند ہی نہیں کرتے ثابت ہوا کہ مردے مرنے کے بعد بھی سنتے ہیں اگر مردے نہ سنتے ہوتے تو سیدنا صالح علیہ السلام اپنی قوم کو انکے مرنے کے بعد ان الفاظ (یاقوم) کے ساتھ کیوں کر مخاطب فرما کر ان سے خطاب فرماتے۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۵) وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ (بـارکیـن علی الرکب میتین) اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۚ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ۝ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَیْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ۝

سورۃ اعراف (90)(91)(92)(93) جلالین جلد ا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، کافروں کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا، اگر تم نے شعیب (علیہ السلام) کی اتباع کی تو یقیناً تم بڑے گھاٹے میں ہوگے (سخت نقصان اٹھاؤ گے) (انکی ان گستاخیوں کیوجہ سے) انہیں ایک زلزلے نے آگھیرا سوصبح تڑکے اپنے گھروں میں (مرکر) اوندھے پڑے ہوئے تھے، جن لوگوں نے (حضرت) شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا (انہیں ایسا نیست ونابود کردیا گیا) جیسے وہ (اس دنیا) میں تھے ہی نہیں، جن لوگوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا وہی نقصان اٹھانے والے ہیں (حضرت) شعیب (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیر کر کہا، اے میری قوم میں نے تمہیں اللہ کے (تمام) پیغامات (احکامات) پہنچائے، اور تمہیں نصیحت کی (ہرطرح تمہاری بھلائی خیرخواہی چاہی مگر تم ایمان نہ لائے، اب جب اللہ جل جلالہ نے تمہیں تباہ وبرباد کردیا) سو میں منکروں پر (جنکا یہ حال ہوا) کیا افسوس کروں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۔۔میرے عزیز مسلمان بھائیو۔دیکھا آپ نے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے انکے مرنے کے بعد کلام فرمایا۔میرا کہنا یہ ہے، کہ اگر مردے مرنے کے بعد نہ سنتے ہوتے تو حضرت شعیب علیہ السلام ان مردوں سے کیونکر تکلم فرماتے۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۶) اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ۚ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ سورۃ مؤمن آیت ۴۶۔

(فرعون اور اسکی قوم کو جب اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل میں غرق کردیا) تو ارشاد فرمایا۔ان پر صبح وشام عذاب پیش کیا جاتا ہے۔اور جس دن قیامت قائم ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۔عزیزان ملت۔اس آیت مبارک میں (ویوم) معطوف ہے اسکا عطف ہے (النار یعرضون) پر (النار یعرضون) معطوف علیہ ہے اور یہ قاعدہ نحویہ ہے، کہ معطوف اور معطوف علیہ میں

مغائرت ہوتی ہے، معطوف علیہ قبر کا عذاب ہے،اور معطوف قیامت کا عذاب ہے،سواس قاعدہ سے بھی ثابت ہوا، کہ عذاب (دیا جانا مرنے کے بعد) حیاۃ فی القبر (قبر میں زندہ ہونے) کو مستلزم ہے (کیونکہ اگر قبر کی حیاۃ کو تسلیم نہ کیا جائے تو عذاب کس کو دیا جائے گا)

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں حق بات پر ثابت رکھتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔سورۃ ابراھیم. رکوع. ۱۲/ ۴...

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۹) مِمَّا خَطِيْٓئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝ سورۃ نوح آیت ۲۵

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (قوم نوح کو) انکی (مسلسل) نافرمانیوں کی وجہ سے (طوفان نوح کے وقت پانی) میں غرق کیا،سو فورا داخل کیا گیا انہیں (عذاب) نار (آگ) میں (عذاب قبر میں داخل کیا گیا) سو وہ نہیں پائیں گے اپنے لئے (عذاب سے بچنے کیلئے) اللہ کے سوا کوئی مددگار

☆۔۔یہاں پر قوم نوح (علیہ السلام) پر عذاب کا تذکرہ انکے غرق ہونے کے فورا بعد ہے جو عذاب قبر پر دلالت کرتا ہے۔کیونکہ (فادخلوا) میں (ف) برائے تعقیب مع الوصل کے ہے۔سو عذاب قبر ثابت ہوا اور (قبر میں عذاب دئے جانے کیلئے قبر میں حیاۃ ہوگی تو عذاب دیئے جانے کا تصور پایا جائے گا۔

﴿قبر میں حیات کا ثبوت﴾

احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں

شرح عقائد النسفیہ کے مصنف فرماتے ہیں

(۱۰) وبالجملة الاحاديث في هذا المعنیٰ وفي كثير من الاحوال الآخرة متواترا المعنیٰ وان لم يبلغ احادها حد التواتر شرح العقائد النسفية. ۷۷

کہ اس باب (قبر کے عذاب وراحت) میں اور احوال آخرت میں جتنی احادیث موجود ہیں تمام تمام متواتر المعنیٰ ہیں، اگر چہ ان احادیث کے احاد، حد تواتر کو نہ پہنچے ہوں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۱)قال رسول الله ﷺ استنزهوا من البول فان عامة عذاب القبر منه.
رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ پیشاب (کے قطروں) سے بچو اسلئے کہ زیادہ تر عذاب قبر پیشاب (کے قطروں) سے نہ بچنے کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے، کہ عذاب قبر کے لئے حیاتِ قبر لازم ہے۔
علامہ نسفی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں قبر کے عذاب وراحت کے صرف معتزلہ اور روافض انکار کرتے ہیں۔

(۱۲)انکر عذاب القبر بعض المعتزلة والروافض لان الميت (عندهم) جماد لاحيوة له ولا ادراک فتعذيبه محال .شرح العقائد النسفى.۷۷
معتزلہ اور روافض قبر کے آرام وراحت وعذاب سے انکار کرتے ہیں کیونکہ انکا (عقیدہ) ہے کہ مرنے (کے بعد انسان مٹی) اور پتھر ہیں (انکا یہ بھی کہنا ہے کہ مرنے والا) اب (کسی شئی) کا ادراک کر نہیں سکتا (کسی شئی کو پالینا محسوس کرنا وغیرہ)

﴿علامہ نسفی رحمت اللہ علیہ﴾

اپنی کتاب شرح عقائد میں تحریر فرماتے ہیں

(۱۳)عذاب القبر فللكافرين ولبعض عصاة المؤمنين وتنعيم اهل الطاعة فى القبر بما يعلمه الله تعالىٰ ويريده وسوال منكر ونكير ثابت بالدلائل السمعية لانها امور ممكنة اخبر بها الصادق ﷺ علىٰ ما انطقت به النصوص ...شرح العقائد نسفية .۷۷.ورمضان افندى والنبراس .والخيالى.وغيرها

کافروں، اور بعض مومن گنہگاروں کو قبر میں عذاب دیا جانا، اور نیک وصالح مسلمانوں کو من جانب اللہ انعامات آرام وراحت دیا جانا، جس طرح اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور جس انداز سے چاہتا ہے، نیز منکر ونکیر کا سوال وجواب یہ تمام امور دلائل سے ثابت ہیں کیونکہ ان امور ممکنہ کی خبر ایک تو مخبر صادق سید العلمین ﷺ نے دی ہے۔
دوسرا۔ان امور ممکنہ (کے وقوع) پر قرآن وحدیث کی نص موجود ہے۔

☆---علامہ نسفی عذاب قبروراحتِ قبر کے بارے میں حضورپرنور ﷺ کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

﴿حضورِ پرنور علیہ ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۳) قال رسول الله ﷺ القبر اما روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النيران

حضورپرنور ﷺ نے فرمایا قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں (گہری وادیوں) میں سے ایک گڑھا ہے۔ شرح العقائد النسفية ۷۷۔

رحمت عالم ﷺ کی اس حدیث مبارک سے بھی قبر میں آرام وراحت وعذاب ثابت ہوا۔ اوردونوں صورتوں (یعنی آرام وراحت ہویا عذاب فی القبر) کیلئے حیات فی القبر لازم ہے۔

﴿رحمتِ عالم سید العلمین ﷺ نے فرمایا﴾

(۱) عن البراء بن عازب رضى الله تعالىٰ عنه عن رسول الله ﷺ قال ياتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له من ربك فيقول ربى الله فيقولان له ماذينك فيقول دينى الاسلام فيقولان ماهذا الرجل الذى بعث فيكم فيقول هورسول الله ﷺ فيقولان له ومايدريك فيقول قرأت كتاب الله فآمنت به وصدقت فذلك قوله تعالىٰ (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ) قال فينادى منادمن السماء ان صدق عبدى فافرشوه من الجنة والبسوه من الجنة وافتحوا له بابامن الجنة فيفتح .قال فياتيه من روحها وطيبها ويفسح له فيهامد بصره

واما الكافر فذكرموته قال ويعادروحه فى جسده وياتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له من ربك فيقول هاه هاه لاادرى فيقولان له ماذينك فيقول هاه هاه لاادرى فيقولان ماهذاالرجل الذى بعث فيكم فيقول هاه هاه لاادرى فينادى منادمن السماء ان كذب فافرشوه من النار والبسوه من النار وافتحوا له باباالى النارقال فياتيهامن حرهاوسمومها. قال ويضيق عليه قبره حتىٰ تختلف اضلاعه ثم يقيض له اعمىٰ اصم معه مرزبة من حديد لوضرب بها جبلاً لصارترابافيضربه بهاضربة يسمعهامابين المشرق والمغرب الاالثقلين فيصيرترابافيعادفيه الروح .رواه احمد وابوداود. مشكوة باب اثبات عذاب القبر ۲۵

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

مردے کو جب قبر میں دفنا دیا جاتا ہے، تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں (فرشتے) اس سے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا (کونسا) ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے، پھر فرشتے پوچھتے ہیں یہ آدمی (رسول اللہ ﷺ) جو تم میں مبعوث کیے گئے تھے کون ہیں وہ جواب دیتا ہے یہ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں فرشتے کہتے ہیں تجھے کیسے علم ہوا (کہ یہ اللہ تعالی کے رسول ہیں) سو وہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن پڑھا، اس پر ایمان لایا، نیز میں نے اس کتاب کی تصدیق کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا (کہ صاحب قبر کا) اس طرح صحیح جواب دینا اس آیت کا مظہر ہے جس آیت میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے) اللہ تعالی ایمان والوں کو دنیا و آخرۃ کی زندگی میں قول ثابت (لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ) پر ثابت (قائم) رکھتا ہے پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک آواز آتی ہے (اے فرشتو) میرے بندے نے سچ کہا لہذا اسکی قبر میں جنتی بچھونے لاکر بچھا دو اسے (قبر میں) جنتی لباس پہنادو (اسکی قبر میں) جنت سے دروازہ کھولدو تو جنتی دروازہ اسکی قبر میں کھول دیا جاتا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قبر میں جنت کی (دل ودماغ کو معطر کرنے والی) خوشبوئیں (وراحت جاں) نعمتیں آتیں ہیں (جس سے وہ مُتلَذِّذ ہوتا ہے)

اور تا حد نگاہ اسکی قبر وسیع کردی جاتی ہے۔

﴿(پھر) نبی کریم ﷺ نے کافروں کی موت کا تذکرہ فرمایا﴾

فرمایا اسکی روح اسکے بدن میں لوٹائی جاتی ہے، (پھر) دو فرشتے اسکی قبر میں آتے ہیں، اس سے پوچھتے ہیں، تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے، ہائے افسوس ہائے افسوس میں نہیں جانتا (کہ میرا رب کون ہے) فرشتے پھر اس سے پوچھتے ہیں، تیرا دین کونسا ہے، وہ کہتا ہے، ہائے افسوس، ہائے افسوس، میں نہیں جانتا (کہ میرا دین کونسا ہے) فرشتے پھر اس سے پوچھتے ہیں، یہ آدمی (بلند مقام والے صاحب مبارک) کون ہے، جو تم میں مبعوث ہوئے تھے، وہ کہتا ہے، ہائے افسوس، ہائے افسوس میں نہیں جانتا (کہ یہ کون ہیں) پھر آسمانوں سے ایک نداء آتی ہے، کہ اس نے جھوٹ بولا (لہذا اسکی قبر میں) جہنمی بچھونا بچھادو، اور جہنمی لباس پہنادو جہنم کی طرف اسکی قبر میں دروازہ کھول دو، نبی معظم ﷺ نے فرمایا (اسکی قبر میں) جہنم کی گرمی (جسم کو جلانے والی) اور (دماغ کو پھاڑنے والی) متعفن ہوائیں لو آتی ہیں، حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ اسکی قبر اس

پراتنی تنگ کردی جاتی ہے، کہ جس سے اسکی پسلیاں ادھر کی ادھر ہوجاتی ہیں پھر اس پر ایک فرشتہ جو (اعْمی) اندھا (رحم نہ کرنے والا فرشتہ اس حیثیت سے کہ اسے عذاب دیتے وقت اسکی طرف دیکھتا بھی نہیں کہ رحم آجائے بلکہ مسلسل اسے عذاب دینے والا) ہے، وہ فرشتہ (اَصَمْ) بہرا بھی ہے (سخت دل لاپرواہ فرشتہ اس حیثیت سے کہ عذاب دیتے وقت اسکی چیخ وپکار کو گویا سنتا ہی نہیں) اس فرشتے کے پاس لوہے کے ہتوڑے ہوتے ہیں، اگر اس سے (بلند ترین) پہاڑ کو (بھی) مارا جائے تو وہ (بھی) مٹی (کا ڈھیر) بن جائے، جس سے اسکو مارتے ہیں، ایسی مار (مارتے ہیں، کہ اس تکلیف کے باعث وہ اس زور سے قبر میں چیختا چلاتا ہے) جسے مغرب ومشرق میں رہنے والے انس وجن کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے، اس میں (پھر) روح ڈالی جاتی ہے (تاکہ یہ عذاب اسے قیامت تک دیا جاسکے۔ جیسے ہی اسے ہتوڑا مارا جائے گا اس کا جسم ریزہ ریزہ ہوجائے گا پھر زندہ کیا جائے گا مسلسل عذاب میں مبتلا رہے گا)

(اللھم احفظنا من عذاب القبر والحشر۔ آمین یارب العلمین۔ مترجم)

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ اس حدیث مبارک سے

(۱) روح کا جسم میں لوٹ آنا (۲) مردوں کا فرشتوں کے سوالات کا سننا۔ اور جوابات دینا

(۳) مردوں کا فہم وادراک۔

(۴) مردہ مسلمان ہے تو راحت ونعمتیں۔ کافر ہو تو عذاب

اشیاء اربعہ مذکورہ دلیل قطعی سے ثابت ہوگئیں۔ جو قبر میں حیات جسدانی پر دلالت کرتے ہیں۔ خواہ وہ مردہ مسلمان ہو یا کافر۔ حیاۃ سب کے لئے ثابت۔

البتہ مسلمان کے لئے راحت ونعمتیں،

اور کافر کے لئے عذاب۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿انبیاء کرام کا مزارات مقدسہ میں حیاۃ کا ثبوت﴾

(۱) سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ ای العالم باقوال النبی ﷺ وافعاله ۔اسری جلالین

پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے محبوب ﷺ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف ۔ وہ (مسجد اقصیٰ) جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھیں ہیں تا کہ ہم دیکھائیں (اپنے محبوب ﷺ) کو اپنی نشانیاں، بیشک وہ (اللہ) سننے والا دیکھنے والا ہے، یعنی وہ اللہ جل جلالہ اپنے محبوب ﷺ کے اقوال وافعال کو جانتا ہے۔

﴿جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(۲) فانعم اللہ تعالیٰ علی النبی ﷺ بالاسراء المشتمل علی اجتماعه بالانبیاء (ای بارواحهم واجسادهم معاعلی الصحیح کماقال شیخنا) جلالین وجمل جلد۲۔۲۱۰۔اسری

ہمارے شیخ فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج کی رات لامکاں پر بلا کر بے پناہ انعامات فرمائے انہی انعامات میں سے جمیع انبیاء کرام سے ملاقات بھی شامل ہے اور تمام انبیاء کرام بوقت ملاقات اپنے اجسام وارواح کے ساتھ حاضر تھے، تمام انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کا معراج کی رات بمع اجسام وارواح کے حاضر ہونا حضرات انبیاء کرام کے حیاتِ طیبہ کی واضح دلیل ہے، حیات بعدالوفات، فی القبر، وفات کے بعد قبر میں حیات ثابت ہوگئی۔

﴿جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(۳) وعروجه الی السماء ورؤیته عجائب الملکوت ومناجاته تعالیٰ فانه ﷺ قال اتیت بالبراق وهودابة ابیض فوق الحمار دون البغل یضع حافرة عن منتهیٰ طرفه فرکبته فساربی

(وہ انعامات جو معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر کئے ان میں سے) رسول اللہ ﷺ کا آسمانوں پر تشریف لے جانا اور عالم ملکوت کے عجائبات کو دیکھنا، اور رب کریم جل جلالہ سے مناجات کرنا (بھی شامل ہیں) حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے پاس سفید رنگ کا براق لایا گیا، جو دراز گوش سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا (ایسا براق) کہ اسکا ایک قدم حدِ نگاہ تک جاتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا (میں راکب اور وہ مرکب) سو وہ مجھے لے گیا۔ جلالین

﴿صاحب تفسیر صاوی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(۴)ولقد اٰتینا موسیٰ الکتاب فلاتکن فی مریة من لقائه (وقد التقیالیلة الاسراء) جلالین۔السجدہ۔ای فی الارض عندالکثیب الاحمروھو قائم یصلی فی قبرہ وفی السماء السادسة کماوردبه الحدیث۔صاوی جلد۳ ۲۶۲

تحقیق ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی سو (اللہ کی جانب سے موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب تورات عطا کی گئی) اس میں شک نہ کر (دونوں حضور پرنور ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کی) معراج کی رات ملاقات ہوئی۔

(حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں معراج کی رات جب میرا گذر کَثِیبِ اَحْمَرُ (لال ٹیلہ) کے پاس سے ہوا، تو میں نے موسیٰ (علیہ السلام) اپنی کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (اور جب حضور پرنور ﷺ بیت المقدس پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بمع جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوٰۃ والسلام کے بیت المقدس میں استقبال کیلئے حاضر ہیں) (اور جب حضور پرنور ﷺ چھٹے آسمان پر پہنچے) تو وہاں پر بھی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے ملاقات ہوئی) جس طرح کہ احادیث میں وارد ہے۔

☆۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ اللہ جل جلالہ کے رسول ﷺ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ (کثیب احمر) میں ملاقی ہونا اور پھر بیت المقدس میں جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملاقات اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کیساتھ چھٹے آسمان پر ملاقات کرنا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ تمام انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوٰۃ والسلام اپنے مزارات مقدسہ میں بِحَیَاۃِ جسمانی زندہ ہیں۔

﴿صاحب تفسیر خازن رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(۵)عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ لما سری بی رأیت موسیٰ علیه السلام یصلی فی قبرہ فی کثیب الاحمر

خازن جلد۵ سجدہ ۱۸۸ معالم ج ۵ ۱۸۸ صاوی ج ۳ ۲۶۲ بخاری معراج ۵۹

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا جب مجھے (معراج کیلئے) لے جایا گیا (بیت المقدس جاتے ہوئے) میں نے کَثِیبِ اَحمَرُ (لال ٹیلہ) میں (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

اس حدیث مبارک سے بھی حیات انبیاء کرام علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت ہوگئی

﴿حضور پرنور علیہ ﷺ فرماتے ہیں﴾

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لقد رأیتنی فی الحجر و قریش تسألنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتھا فکُربتُ کربا ماکُربتُ مثلہ فرفعہ اللہ لی انظر الیہ ما یسألونی عن شیٔ الا انبأتھم وقد رأیتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسیٰ قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال شَنُوءَ ۃَ واذا عیسیٰ قائم یصلی (واذا ابراھیم قائم یصلی فحانت الصلوٰۃ فاممتھم) رواہ مسلم. مشکوۃ معراج ۵۲۱

☆۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا (معراج کے سویرے کو جب میں نے اپنی معراج کا اعلان کیا تو اس وقت) میں نے اپنے کو حطیم کعبہ میں دیکھا قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے بارے میں سوالات کر رہے تھے قریش نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی اشیاء کے بارے میں سوالات کئے جو مجھے یاد نہ رہی تھیں، میں اتنا غمگین ہوا، جتنا کبھی نہ ہوا تھا، تو اللہ نے

بیت المقدس میرے سامنے کردیا، میں بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا، وہ جس چیز کے بارے میں مجھ سے پوچھتے تھے میں انہیں بتادیتا تھا میں نے اپنے آپ کو نبیوں کی جماعت میں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام (اپنی قبر میں) کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں، وہ درمیانہ قد گھنگریلے بالوں والے ہیں گویا (قبیلہ) شنوہ کے لوگوں میں سے ہیں (میں نے دیکھا کہ) عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے (میں نے دیکھا کہ) کہ (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر نماز کا وقت آیا۔ تو میں نے انکی امامت کی۔

☆۔۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں۔ مندرجہ بالا احادیث سے بھی انبیاء کرام علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اپنی قبور میں حیاۃ ثابت ہوگئی جبکہ یہ تمام انبیاء کرام علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام واقعہ معراج سے بہت پہلے (اس دنیا) سے رحلت فرما گئے تھے، (سوائے سیدنا عیسیٰ

علیہ السلام کے) پھر حضور پرنور ﷺ انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام کو اپنی قبور میں حالت قیام میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا حیاۃ کی قوی دلیل ہے کیونکہ قیام (رکوع، وسجود، وقعود) روح وجسم دونوں کا اجتماعی کام ہے، اوراشیاء مذکورہ قبروں میں انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام ثابت، تو انکی حیاۃ فی القبور بھی ثابت۔

﴿حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۷) حتیٰ اتیت بیت المقدس فربطت الدابة بالحلقة التی تربط فیها الانبیاء (علیه السلام) ثم دخلت فصلیت فیه رکعتین. (ای اماما بالانبیاء والملئکة). جمل۔ج۲۔۱۰

(نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میں مکہ شریف سے براق پرسوار چلا) یہاں تک کہ میں بیت المقدس لایا گیا۔ سو میں نے براق اس حلقہ کڑے سے باندھا جس حلقے سے انبیاء (اپنی سواریاں) باندھا کرتے تھے۔ پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا میں نے تمام انبیاء وملائکہ کو دو رکعت نماز پڑھائی۔

☆۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں۔ مندرجہ بالا احادیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ثابت ہوگیا۔ جبکہ یہ تمام انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام واقعہ معراج سے بہت پہلے (اس دنیا) سے رحلت فرماگئے تھے

﴿حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۸) ثم خرجت فجائنی جبرائیل علیه السلام باناء خمر واناء لبن فاخذت اللبن قال جبرائیل علیه السلام اصبت الفطرة ثم عرج بی الی السماء الدنیا فاستفتح جبرائیل علیه السلام قیل من انت قال جبرائیل علیه السلام قیل ومن معک قال محمد ﷺ قیل وقد ارسل قال وقد ارسل الیه ففتح لنا فاذاانا بآدم علیه السلام (ففاجاء نی لقاء آدم) بروحه وجسده معا. جمل ۲. ۱۱ ۲

پھر میں نکلا تو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے شراب (شراب جنت) اور دودھ پیش کیا۔ میں نے دودھ کا پیالہ لیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرۃ (اسلام) کو اختیار کیا۔ پھر مجھے آسمان کی طرف لیجایا گیا۔ سو جبرائیل نے (باب العروج) پر دستک دی (مامور) فرشتوں نے

پوچھا کون۔جبرائیل علیہ السلام نے کہا (میں) جبرائیلؑ ہوں (پھر فرشتوں نے کہا) تمہارے ساتھ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا (میرے ساتھ جناب سیدنا) محمد (رسول اللہ ﷺ) ہیں کہا گیا انہیں بلا گیا ہے۔کہاہاں۔تووہ دروازہ (باب العروج) کھولا گیا (جب میں پہلے آسمان میں داخل ہوا تو) میری ملاقات (حضرت) آدم علیہ السلام سے ہوئی (آدم علیہ السلام روح اور جسد کے ساتھ موجود تھے)

☆۔۔شمع رسالت کے پروانو۔مندرجہ بالاحدیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام کازندہ ہونا ثابت ہوگیا (نیز) حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پر دوبارہ ملاقات انکی حیات طیبہ کی قوی دلیل ہے۔

﴿صاحب تفسیر جمل فرماتے ہیں﴾

(۹) کیفیۃ الانبیاء الآتی ذکرھم فی السمٰوٰت السبع فاجتمع بھم کذلک فی جملۃ الانبیاء فی بیت المقدس فسبعۃ ھؤلاء المذکورین الی السمٰوٰت صعدوا فوجدھم فیھالحکم ومصالح تفسیر جمل جلد۲۔۶۱۱

قال جبرائیل ھذاابوک آدم فسلم علیہ فسلمت علیہ فرد السلام وقال مرحبابالابن الصالح والنبی الصالح۔بخاری۔باب المعراج۔۵۹

ان انبیاء کرام کاذکر (جنکاذکرمیں اپنی اس تفسیر میں) آگے چل کرکرنے والاہوں جنکے ساتھ حضور پرنور ﷺ کاساتوں آسمانوں میں ملاقاتیں ہوئیں (حالانکہ) یہ انبیاء کرام بیت المقدس میں دیگر انبیاء کرام کے ساتھ موجود تھے۔پھران انبیاء کرام کا ساتوں آسمانوں پر حضور پرنور ﷺ سے پہلے پہنچ جانا اللہ جل جلالہ کی حکمت ومصلحت (سے خالی نہیں) ہے (حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں پہلے آسمان پرپہنچا) توجرائیل نے کہایہ آدم (علیہ السلام ہیں جو) آپکے جدامجد (والد) ہیں انہیں سلام فرمائیں،سومیں نے سلام کیااور انہوں نے میرے سلام کاجواب دیا۔نیزیہ بھی کہا۔خوش آمدید۔ایسے عظیم المرتبت غیب جاننے والے غیب جاننے والے صالح فرزند کوخوش آمدید کہتاہوں۔

☆۔۔شمع رسالت کے پروانو۔مندرجہ بالاحدیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام کا زندہ ہونا ثابت ہوگیا (نیز) حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پر دوبارہ ملاقات

اورحضرت آدم علیہ السلام کوحضور نبی کریم ﷺ کا سلام کرنا انکا جواب دینا اور سید نا آدم علیہ السلام کا حضور پرنور ﷺ کوخوش آمدید کہنا۔صالح۔ نبی کہنا حضرت آدم علیہ السلام کی حیات طیبہ(بعد الوفات) کی قوی دلیل ہے۔(نبی کا لغوی معنیٰ ہے غیب کی خبریں دینے والا)

﴿حضورِ پرنورعلیہ ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۰)ثم عرج بنا الی السماء الثانیة فاستفتح جبرائیل فقیل من انت قال جبرائیل قیل ومن معک قال محمد(ﷺ) قیل وقد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بابنی خالة یحی وعیسیٰ قال ھذا یحی وھذا عیسیٰ فَسَلِّمْ عَلَیْهِمَا فَسَلَّمْتُ فردا ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح.بخاری جلد۲. ۵۹

پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لیجایا گیا،سو جبرائیل نے(باب العروج) پردستک دی فرشتوں نے پوچھا کون،جبرائیل علیہ السلام نے کہا(میں)جبرائیلؑ ہوں(پھر فرشتوں نے کہا)تمہارے ساتھ کون ہے جبریلؑ نے کہا(میرے ساتھ سیدنا) محمد(رسول اللہ ﷺ) ہیں کہا گیا انہیں بلا گیا ہے،کہا ہاں،تو فرشتوں نے دروازہ(باب العروج)کھولا،میری ملاقات (حضرت)یحیٰ اور عیسیٰ سے ہوئی جو آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔جبریئل نے کہا انہیں سلام کیجئے سو میں نے انہیں سلام کیا پھر انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور کہا خوش آمدید ہو صالح بھائی اور نبی صالح ﷺ کو۔(نبی کا لغوی معنیٰ ہے غیب کی خبریں دینے والا)

﴿حضورِ پرنورعلیہ ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۱)ثم عرج بنا الی السماء الثالثة فاستفتح جبرائیل فقیل من انت قال جبرائیل قیل ومن معک قال محمد ﷺ قیل وقد ارسل الیہ ففتح لنا فاذا انا بیوسف(علیہ السلام)قال ھذا یوسف علیہ السلام فسلم علیہ فسلمت فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح بخاری جلد۲. ۵۹

پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف لیجایا گیا سو جبرائیل نے(باب العروج)پردستک دی فرشتوں نے پوچھا کون،جبرائیل علیہ السلام نے کہا(میں) جبرائیلؑ ہوں(پھر فرشتوں نے کہا)تمہارے ساتھ

کون ہے جبرئیلؑ نے کہا (میرے ساتھ سیدنا) محمد (رسول اللہ ﷺ) ہیں کہا گیا انہیں بلایا گیا ہے، کہاہاں، تو فرشتوں نے دروازہ (باب العروج) کھولا، میری ملاقات یوسف (علیہ السلام) سے ہوئی جبرئیل نے کہا انہیں سلام کیجئے سو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور کہا خوش آمدید ہو۔ صالح بھائی اور نبی صالح ﷺ کو۔۔۔۔۔۔

☆۔۔شمع رسالت کے پروانو۔ مندرجہ بالاحدیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا زندہ ہونا ثابت ہوگیا (نیز) حضرت یحیٰ و حضرت عیسیٰ وحضرت یوسف علیہم السلام سے دوسرے اور تیسرے آسمانوں پر دوبارہ ملاقات اوران تینوں انبیاء کرام علیہم السلام کو حضور نبی کریم ﷺ کا سلام کرنا انکاجواب دینا اور تینوں انبیاء کرام علیہم السلام کا حضور پرنور ﷺ کو خوش آمدید کہنا۔ صالح۔ونبی کہنا حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت یوسف علیہم السلام کی حیات طیبہ (بعدالوفات) کی قوی دلیل ہے۔

(نبی کا لغوی معنیٰ ہے غیب کی خبریں دینے والا)

﴿حضورِ پرنور علیہ ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۳) ثم عرج بنا الی السماء الرابعة فاستفتح جبرائیل فقیل من انت قال جبرائیل قیل ومن معک قال محمد ﷺ قیل وقد ارسل الیه ففتح لنا فاذا انا بادریس (علیه السلام) قال هذا ادریس علیه السلام فسلم علیه فسلمت فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح......... بخاری جلد ۲ . ۵۹

پھر مجھے چوتھے آسمان کی طرف لیجایا گیا۔ سو جبرائیل نے (باب العروج) پردستک دی فرشتوں نے پوچھا کون۔ جبرائیل نے کہا (میں) جبرائیلؑ ہوں (پھر فرشتوں نے کہا) تمہارے ساتھ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا (میرے ساتھ سیدنا) محمد (رسول اللہ ﷺ) ہیں کہا گیا انہیں بلایا گیا ہے، کہاہاں، تو فرشتوں نے دروازہ (باب العروج) کھولا۔ میری ملاقات (حضرت) یوسف (علیہ السلام) سے ہوئی جبرئیل نے کہا انہیں سلام کیجئے سو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور کہا خوش آمدید ہو صالح بھائی اور نبی صالح ﷺ کو

☆۔۔شمع رسالت کے پروانو۔ مندرجہ بالاحدیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا زندہ ہونا ثابت ہوگیا (نیز) حضرت ادریس علیہ السلام

سے چوتھے آسمان پردوبارہ ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام کوحضور نبی کریم ﷺ کا سلام کرنا انکاجواب دینااور حضرت ادریس علیہ السلام کاحضور پرنور ﷺ کوخوش آمدید کہنا،صالح ونبی کہناحضرت ادریس علیہ السلام کی حیات طیبہ(بعدالوفات) کی قوی دلیل ہے۔
(نبی کا لغوی معنیٰ ہے غیب کی خبریں دینے والا)

﴿حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۳)ثم عرج بنا الی السماء الخامسة فاستفتح جبرائیل فقیل من انت قال جبرائیل قیل ومن معک قال محمد ﷺ قیل وقد ارسل الیہ ففتح لنا فاذا انا بھارون(علیہ السلام)قال ھذا ھارون علیہ السلام فسلم علیہ فسلمت فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح... بخاری جلد۲ ۹

پھر مجھے پانچویں آسمان کی طرف لیجایا گیا، سو جبرائیل نے (باب العروج) پردستک دی فرشتوں نے پوچھا کون جبرائیل علیہ السلام نے کہا (میں) جبرائیلؑ ہوں (پھرفرشتوں نے کہا) تمہارے ساتھ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا (میرے ساتھ سیدنا) محمد (رسول اللہ ﷺ) ہیں کہا گیا انہیں بلا گیا ہے۔کہا "ہاں" توفرشتوں نے دروازہ (باب العروج) کھولا۔میری ملاقات (حضرت) ہارون (علیہ السلام) سے ہوئی جبرئیل نے کہاانہیں سلام کیجئے سومیں نے انہیں سلام کیاانہوں نے میرے سلام کاجواب دیااور مجھے خوش آمدید کہا اورکہاخوش آمدید ہو صالح بھائی اور نبی صالح ﷺ کو۔

☆۔۔شمع رسالت کے پروانو۔مندرجہ بالاحدیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام کا زندہ ہونا ثابت ہوگیا(نیز) حضرت ھارون علیہ السلام سے پانچویں آسمان پردوبارہ ملاقات حضرت ہارون علیہ السلام کوحضور نبی کریم ﷺ کاسلام کرنا انکاجواب دینااور حضرت ہارون علیہ السلام کاحضور پرنور ﷺ کوخوش آمدید کہنا "صالح" ونبی کہنا حضرت ہارون علیہ السلام کی حیات طیبہ(بعدالوفات) کی قوی دلیل ہے۔
(نبی کا لغوی معنیٰ ہے غیب کی خبریں دینے والا)

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۴) ثم عرج بنا الی السماء السادسة فاستفتح جبرائیل فقیل من انت قال جبرائیل قیل ومن معک قال محمد ﷺ قیل وقد ارسل الیه ففتح لنا فاذا انا بموسیٰ (علیه السلام) قال هذا موسیٰ علیه السلام فسلم علیه فسلمت فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح........ بخاری جلد ۲۔ ۵۹

پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لیجایا گیا سو جبرائیل نے (باب العروج) پردستک دی فرشتوں نے پوچھا کون، جبرائیل علیہ السلام نے کہا (میں) جبرائیل ہوں (پھر فرشتوں نے کہا) تمہارے ساتھ کون ہے جبرئیل نے کہا (میرے ساتھ سیدنا) محمد (رسول اللہ ﷺ) ہیں کہا گیا انہیں بلایا گیا ہے "کہاہاں" تو فرشتوں نے دروازہ (باب العروج) کھولا (میری ملاقات (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے ہوئی، جبرئیل نے کہا انہیں سلام کیجئے سو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور کہا خوش آمدید ہو، صالح بھائی اور نبی صالح ﷺ کو۔

☆۔۔شمع رسالت کے پروانو۔مندرجہ بالاحدیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام کا زندہ ہونا ثابت ہوگیا (نیز) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چھٹی آسمان پردوبارہ ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضور نبی کریم ﷺ کا سلام کرنا انکاجواب دینااور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضور پرنور ﷺ کو خوش آمدید کہنا، صالح ونبی کہنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ (بعدالوفات) کی قوی دلیل ہے۔

(نبی کا لغوی معنیٰ ہے غیب کی خبریں دینے والا)

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۵) ثم عرج بنا الی السماء السابعة فاستفتح جبرائیل فقیل من انت قال جبرائیل قیل ومن معک قال محمد ﷺ قیل وقد ارسل الیه ففتح لنا قال هذا ابوک ابراهیم علیه السلام فسلم علیه فسلمت فرد ثم قال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح۔ بخاری جلد ۲۔ ۵۹

پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف لیجایا گیا سو جبرائیل نے (باب العروج) پردستک دی فرشتوں نے پوچھا کون۔جبرائیل علیہ السلام نے کہا (میں) جبرائیل ہوں (پھر فرشتوں نے کہا تمہارے ساتھ کون

ہے جبرئیلؑ نے کہا (میرے ساتھ سید نا) محمد (رسول اللہ ﷺ) ہیں کہا گیا انہیں بلایا گیا ہے، کہا ہاں تو فرشتوں نے دروازہ (باب العروج کھولا، جبرائیلؑ نے کہا یہ آپکے والد (جدامجد (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) ہیں جبرئیلؑ نے کہا انہیں سلام کیجئے سو میں نے (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور کہا خوش آمدید ہو، صالح بیٹے اور نبی صالح ﷺ کو۔

☆ شمع رسالت کے پروانو۔ مندرجہ بالا حدیث سے بھی جمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام کا زندہ ہونا ثابت ہوگیا (نیز) حضرت ابراھیم علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر دوبارہ ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضور نبی کریم ﷺ کا سلام کرنا انکا جواب دینا اور حضرت ابرہیم علیہ السلام کا حضور پر نور ﷺ کو خوش آمدید کہنا، صالح ونبی کہنا حضرت ابراھیم علیہ السلام کی حیات طیبہ (بعد الوفات) کی قوی دلیل ہے (نبی کا لغوی معنیٰ ہے غیب کی خبریں دینے والا)

(تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے
(سیدی امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں افغانی ثم بریلوی رحمت اللہ علیہ تعلیق مترجم)

یَاحَبِیْبِیْ اَنْتَ حَیٌّ فِی الْمَزَار
ہے عقیدہ دل نے پایا ہے قرار

حیاۃ النبی کا ہے عقیدہ، مصطفیٰ ﷺ کا یہ فرمان ہے
نبی اللہ حی لا یموت مجتبیٰ ﷺ کا ہی اعلان ہے۔
نذرانہ عقیدت ازفقیر محمد عبدالعلیم القادری۔ پیر ۴ر اکتوبر ۲۰۰۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

وفات کے بعد اولیاء کرام کی کرامت کا ثبوت

سترویں بحث اولیاء کرام کی کرامت کا ثبوت بعد الوفات

بحرالرائق کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کئی فتاوؤں سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(۱)وفی البحر عن عدۃ(۲) الفتاوی. الکعبۃ اذا رفعت من مکانھا لزیارۃ اصحاب الکرامۃ ففی تلک الحالۃ جازت الصلوۃ الی ارضھا. وماذکر فی البحر. (۳)نقلہ فی التتارخانیۃ(۴) عن الفتاوی العتابیۃ قال الخیر(۵)الرملی وھذا صریح فی کرامات الاولیاء فیرد بہ علی من نسب اماما الی القول بعدمھا وسیاتی تمام الکلام علی ذلک فی باب ثبوت النسب. (بحر الرائق جلد ۱ شروط الصلوۃ استقبال القبلۃ ۲۹)

جب کعبہ شریف کسی ولی اللہ کی زیارت کیلئے جائے تو اس وقت کعبہ شریف کی زمین (فضاؤں) کی جانب نماز پڑھنا جائز ہے۔ علامہ خیرالدین رملی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عتابیہ سے تتارخانیہ میں نقل فرماتے ہیں، کہ یہ اولیاء کرام کی کرامات کی صریح دلیل ہے، سو جنہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان باندھا۔ کہ امام اعظم کرامات اولیاء اللہ کے منکر تھے (نعوذ باللہ) اس دلیل سے مخالفین کی تردید ہوگئی۔ اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر باب ثبوت النسب میں تفصیلاً بحث کرینگے۔

(۲) سوال: ھل کرامات الاولیاء ثابتۃ بعد موتھم وھل تصرفھم ینقطع بالموت ام لا

جواب : فاجاب یعنی الشوبری رحمۃ اللہ علیہ بما ملخصہ. کرامات الاولیاء ثابتۃ وتصرفھم لا ینقطع بالموت ویجوز التوسل بھم الی اللہ تعالی. والاستغاثۃ بالانبیاء والمرسلین. وبالعلماء والصالحین بعد موتھم.

لان معجزۃ الانبیاء

وکرامات الاولیاء لاتنقطع بعد موتھم،

اما الانبیاء علیھم السلام فلانھم احیاء فی قبورھم یصلون ویحجون کما وردت بہ الاخبار فتکون الاغاثۃ معجزۃ لھم. والشھداء ایضا احیاء فی قبورھم شوھدوا نھارا جھارا یقاتلون الکفار.

واما (الاغاثة)(من)الاولياء:وهی كرامة لهم شواهدالحق ۱۱۳.........

وقال الشيخ الرملی:رحمه الله تعالیٰ عليه وهذه الاشياء يعنی الكرامات مشاهدة لايمكن انكارهافالذی نعتقده ثبوة كراماتهم فی حياتهم وبعد وفاتهم ولاتنقطع بموتهم (الی آخره)ثم قال الشيخ محمد الشوبری رحمة الله تعالیٰ عليه فی اواخر فتواه المذكورة وهذاالامرظاهرغنی من طلب الدليل اذاالطلب لذلک انما يصدر من جاهل معاند حاسد لايلتفت اليه لايعول فی التحقيقات الشرعية عليه :

انتهت فتوی : الشمس الشوبری المصری رحمة الله تعالیٰ عليه .التی نقلهاسيدی الشيخ عبدالغنی النابلسی.شواهد الحق.ص:۵۵:۵۶..........

﴿شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانیؒ میں فرماتے ہیں﴾

سوال:کیااولیاءِ اللہ کی کرامات وتصرفات وفات کے بعد منقطع (ختم)ہوجاتیں ہیں۔یانہ؟

جواب:حضرت علامہ شوبری رحمت اللہ تعالیٰ علیہ جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی کرامات اورانکے تصرفات وفات کے بعدبھی ختم نہیں ہوتیں،نیزاولیاء اللہ کاوسیلہ جائزہے،اورانبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم السلام وصالحین علماء کرام سے استغاثہ(فریاد۔مددلینا)وفات کے بعد بھی جائزہے،کیونکہ معجزات انبیاء کرام وکرامات اولیاء اللہ وفات کے بعدمنقطع نہیں ہوتیں،احادیثِ مبارکہ میں آیاہے،کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبورمیں حیات ہیں،وہ اپنے مزارات میں نمازیں پڑھتے ہیں اورحج کرتے ہیں،سوانبیاء کرام سے استغاثہ(فریاد،امدادطلب کرنااورانبیاء کرام علیہم السلام کامستغیث کاامدادکرنا)انبیاء کرام کامعجزہ ہوگا۔اوراولیاء اللہ سے استغاثہ(فریاد۔امدادطلب کرنااور اولیا اللہ رحمت اللہ علیہم کا مستغیث کاامداد کرنا)اولیاء اللہ کی کرامت ہوگی۔

شیخ رملی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کرامات اولیاء اللہ از قبیلِ مشاہدات کے ہے۔ایسے مشاہدات جویقینیات میں سے ہیں سواس سے انکارناممکن ہے۔ہم اہل سنت وجماعت کاعقیدہ ہے۔کہ اولیاء اللہ کی کرامات فی الحیاۃ(زندگی میں)وبعدالممات(وفات کے بعد)ثابت ہیں۔

حضرت علامہ شیخ رملی رحمت اللہ علیہ اپنے فتویٰ کے آخرمیں تحریرفرماتے ہیں۔

کہ کرامات اولیاء اللہ فی الحیاۃ(زندگی) وبعد الممات(وفات کے بعد)ایسا امر ظاہر (ویقینی) ہے،کہ اس سے صرف وہ شخص انکار کرسکتا ہے۔جو پرلے درجے کا احمق وجاہل وحاسد ہو۔انکار کرنے والا اس لائق ہی نہیں کہ اسکی طرف التفات کی جائے نہ اسکی تحقیقات(خبیثہ وکاذبہ) پر اعتماد و اعتبار کیا جائے،علامہ شیخ عبدالغنی النابلسی نے یہ فتوی حضرت علامہ شیخ محمد شوبری رحمت اللہ علیہ کے فتوی سے حرف بحرف نقل کیا ہے۔

﴿مرسلین کی رسالت و اَوْلِيَاءُ اللّٰه﴾

کی کرامات رحلت سے باطل نہیں ہوتیں

(۱)صرح فی منیة المفتی بان رسالة الرسول لا تبطل بموته .شامی جلد ۳.قسمة الغنائم ۲۳۷.

رسول کی رسالت انکی وفات سے باطل (ختم)نہیں ہوتی۔

(۲)فقد افاد فی الدر المنتقی ان القول بانقطاع الرسالة با لموت خلاف الاجماع .شامی جلد ۳.غنائم ۲۳۷.

وفات کے بعد رسالت منقطع (ہونے) کی بات اجماع امت کے خلاف ہے۔

(۳)المصرح به فی کتب الامام الاشعری امام اهل السنة والجماعة و کتب اصحابه ان الرسالة لاتنقطع بالموت لان الانبیاء علیهم السلام احیاء فی قبورهم .شامی جلد ۳.غنائم ص.۲۳۷

امام اہلسنت وجماعت امام اشعری رحمت اللہ علیہ اورانکے شاگردوں نے اپنی کتابوں میں تصریح فرمائی ہے،کہ مرسلین عظام کی رسالت انکی رحلت فرماجانے کے بعد منقطع نہیں ہوتی کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی مزاراتِ مبارکہ میں زندہ ہیں۔

﴿صاحب شامی لکھتے ہیں﴾

(۴)ومانسب الی الامام الاشعری رحمة الله علیه من الانکار فهو افتراء وبهتان وقد اقام النکیر علی افتراء ذالک الامام العارف ابو الحسن القشیری رحمت الله تعالیٰ علیه فی کتابه شکایة السنة و کذا غیره کما بسط ذلک الامام السبکی فی طبقات الکبریٰ فی ترجمة الاشعری شامی جلد ۳.غنائم ۲۳۷.

جن لوگوں نے امام اشعری رحمت اللہ علیہ کے میں بارے کہا ہے کہ امام اشعری کراماتِ اولیاء بعد الموت(اولیاء کی کرامات وفات کے بعد) کے منکر تھے، غلط ہے یہ امام صاحب پر افتراء

وبہتان (تہمت لگائی گئی) ہے۔سوامام سبکی رحمت اللہ علیہ نے اپنی کتاب طبقات کبریٰ میں جہاں حضرت امام اشعریؒ کی تعریف وتوصیف بیان کی ہے۔اسی مقام پراس افتراء کی سخت انداز سے تردید کی ہے۔

امام عارف باللہ حضرت ابی القاسم القشیریؒ نے اپنی کتاب شکایۃ اھل السنۃ میں (اور دیگر علماء کبار) نے اس بات کی سخت تردید فرمائی ہے (کہ امام اشعری انکاری تھے) بلکہ امام اشعری رحمت اللہ اثبات کے قائل تھے کہ رسالت اورولایت وفات کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتے)

﴿صاحب عمدۃ الرعایۃ لکھتے ہیں﴾

(۵) وقد غلط من قرران الرسالة (ﷺ) انقطعت بموته لان الرسالة لاتنقطع بالموت بل وكذالولاية وجميع المكارم الدينية. كيف والانبياء احياء فى قبورهم. عمدة الرعاية جلد۲ ص. ۳۵۳

جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت وصال کی وجہ سے منقطع (ختم) ہوگئی۔اس نے غلط کہا۔اس لئے، کہ نبوت ورسالت، بسبب وصال منقطع نہیں ہوتیں۔اسی طرح ولایتِ اولیاء اللہ (وکرامتِ اولیاء اللہ) بھی وصال سے منقطع نہیں ہوتیں۔اورجمیع مکارمِ دینیہ (عدمِ انقطاع کی وجہ) یہ ہے۔کہ حضور پرنور ﷺ روضہ اطہرمیں زندہ ہیں۔

☆۔۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتاہوں۔کہ تمام اہل قبور قبروں میں زندہ ہیں۔جیسے کہ میں پہلے قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کرچکاہوں۔توثابت ہواکہ حَیاتٌ فِی الْقَبر عَام ہے توحکم بھی عام ہوا (یعنی حیات قبرمیں سب کے لئے) پھرانبیاء کرام واولیاء اللہ تواخص الخواص ہیں (وہ کیسے اپنے مزارات میں حیات نہ ہونگے۔بلکہ وہ توبطریق اولیٰ زندہ وحیات ہیں)

(۶) وَمَامُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل (اى لارب معبود) (الى) ولكن يجب علينا تعظيمه واحترامه حياوميتاو اعتقادان معجزاته باقية واتباعه وطاعته سیدنامحمدرسول اللہ۔(ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔رب تعالیٰ کے بندے ہیں معبودنہیں۔ہم پرسرکار دوعالم ﷺ کی تعظیم واحترام۔ہرحال میں فرض ہے۔چاہے سیدعالم ﷺ۔عالم دنیامیں ہوں یاعالمِ برزخ میں۔نیز مسلمانوں پرحضور پرنور ﷺ کی اطاعت واتباع واجب

ہے۔حضور پر نور ﷺ کے معجزات اسی طرح ثابت (باقی) ہیں جس طرح دنیا کی زندگی میں تھے۔اس پر چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔اسکے دلائل ذکر کرتے ہوئے

﴿علامہ صاوی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

اللہ رب العلمین جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے

(۱) مَن يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (ولم یقل وھو حی)

جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اللہ جل جلالہ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ عالم دنیا میں ہوں تو اکی اطاعت کی جائے۔بلکہ اطاعت کا حکم مطلق ہے۔کسی قید سے مقید نہیں لہذا اللہ تعالی کے نبی ﷺ جس عالم میں ہوں انکی اطاعت نص قرآن کی رو سے بندوں پر فرض ہے۔

اللہ رب العلمین جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔

(۲) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (ولم یقل لاصحابک)

اے محبوب ﷺ ہم نے آپکو دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یہ نہیں فرمایا۔کہ ہم نے آپ ﷺ کو صرف صحابہ کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔یا صرف ایک مخصوص زمانے کے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا بلکہ آپ ﷺ کی رحمت جس طرح بندوں کے لئے عام ہے اسی طرح زمانے کے لحاظ سے بھی عام ہے۔آپ ہر زمانے میں تمام مخلوق کیلئے رحمت الہی ہیں۔

﴿علامہ صاوی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

(۳) وقال علیه الصلوۃ والسلام حیاتی خیرلکم ومماتی خیرلکم .فمن اعتقدان النبی ﷺ لانفع به بعدالموت بل ھو کاحاد الناس فھوضال مضل

صاوی۔جلد ا۔آل عمران۔پارہ ۳۔رکوع ۱۸۔۱۵۔۱۸۲۔

سیدالمرسلین ﷺ نے فرمایا لوگو،میری حیات دنیاوی،اور حیات برزخی دونوں تمہارے لئے بہتر ہیں۔مفسر قرآن علامہ شیخ صاوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں،جس کا یہ عقیدہ ہو۔کہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

مختار کل سید عالم ﷺ وفات، کے بعد کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتے، یادہ یہ کہے، کہ فخر موجودات ﷺ دوسرے لوگوں کی طرح ہیں، تو وہ شخص گمراہ ہے۔اور دوسرے مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔صاوی ۔۱۸۲۔

مصنف کتاب ہذا حضرت علامہ مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل رحمت اللہ علیہ، حضور پرنور ﷺ کی حیات دنیاوی وحیات فی القبر کے خیر (بہتر ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں) کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے سے مراد یہ ہے، کہ تم دنیا میں اپنے مسائل مجھ سے پوچھتے رہو گے، میں بیان کرتا رہوں گا۔اور عالم برزخ میں تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہونگے، تمہاری نیکیوں پر، میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا شکر ادا کروں گا، اور تمہارے گناہوں پر، اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے تمہارے واسطے مغفرت طلب کروں گا، قرآن کریم کی آیات حضور ﷺ کی حیات فی القبر پر دال ہیں کیونکہ سرکار دوعالم ﷺ کی اطاعت ہر زمانے میں نیز حضور پرنور ﷺ کا ہر ذرے کے لئے ہر زمانے میں رحمت ہونا حضور پرنور ﷺ کے پردہ فرماجانے کے بعد بھی حیات فی القبر پر دلالت کرتیں ہیں، نیز حدیث رسول ﷺ مذکورہ بالا بھی حیات فی القبر پر دلالت کرتی ہے

﴿طریقہ محمدیہ کے مصنف رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

الولایة لا تنقطع بالموت کما ان النبوة لا تنقطع بالموت .

(۷) جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت رحلت فرمانے کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتی اسی طرح اولیاء اللہ کی ولایت بھی انتقال سے منقطع نہیں ہوتی۔

(۸) عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اکثروا الصلوٰة علی یوم الجمعة فانه مشهود یشهده الملئکة و ان احدا یصلی علی الاعرضت علی صلاته حتیٰ یفرغ منها قال قلت و بعد الموت قال ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق. رواه ابن ماجه .لم مشکوٰة فصل جمعه ۱۲۱

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔رحمتِ دوعالم ﷺ نے فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ جمعہ کا دن مشہود ہے اس دن فرشتے حاضر

ہوتے ہیں، بیشک درود پڑھنے والے کا درود مجھ پر اسکے فراغت تک پیش کیا جاتا ہے، راوی کہتے ہیں میں نے کہا (یارسول اللہ ﷺ جب آپ ﷺ) پردہ فرمائینگے (تو درود کس پر بھیجیں) حضور پرنور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کردیا ہے، سو اللہ کا نبی اپنے مزار میں زندہ ہے، نیز اللہ جل جلالہ (اپنے نبی ﷺ کو قبر میں) رزق عطا فرماتا ہے

☆۔اے حبیب کونین سرور دو عالم ﷺ کے امتیوں حدیث مذکورہ میں الفاظ (حیٌّ۔ زندہ ہے یُرْزَقُ ،رزق دیا جاتا ہے۔عُرِضَتْ ،مجھ پر پیش ہوتی ہیں) اس بات کی دلیل ہیں ،کہ حضور پرنور ﷺ روضۂ اطہر میں زندہ ہیں۔

﴿حضور پرنور علیہ ﷺ فرماماتے ہیں﴾

(۹)عن اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم (علیہ السلام) وفیہ قبض وفیہ النفخۃ الاولیٰ وفیہ النفخۃ الثانیۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی قالوا یارسول اللہ ﷺ وکیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت قال یقولون بلیت قال ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض اجساد الانبیاء ....

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا دنوں میں بہترین دن جمعہ کا ہے، اسی روز (حضرت) آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی دن انکا وصال ہوا اسی دن پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائیگا، سو اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ آپ پر ہمارا درود کیسے پیش ہوگا جبکہ آپکا جسم اطہر تو رمیم (گلی ہڈی) ہو چکا ہوگا تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء (کرام) کا جسم کھالینا حرام کردیا ہے (زمین انبیاء کے اجسام کو کھا نہیں سکتی) رواہ ابوداود والنسائی وابن ماجہ والدارمی والبیہقی فی الدعوات الکبیر ۔مشکوۃ فصل ۲ جمعہ ۱۱۲

٥

میرے عزیز سنی مسلمان بھائیو۔۔دونوں احادیث مبارکہ کے الفاظ پر غور کرو (عرضت معروضۃ علی (ان اللہ حرم) (فنبی اللہ حی) (یرزق) (بعد الموت) کی تردید (ارمت) کی تردید۔ یہ تمام صیغے وجملے اس بات کی دلیل ہیں۔ کہ حضور پرنور ﷺ قبر اطہر میں زندہ ہیں۔

﴿حضرت علامہ امام قسطلانی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۱۰) قد قال علمائنا لافرق بین موته وحیاته ﷺ فی مشاهدته لامته معرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلک جلی عنده لا خفاء به

مدخل ابن الحاج المکی، ثم مواهب الامام القسطلانی

علماء متقدمین نے فرمایا ہے کہ حضور پرنور ﷺ کی حیاۃ طیبہ اور مماۃ (پردہ فرمالینا) میں کوئی فرق نہیں۔ حضور پرنور ﷺ جس طرح پہلے اپنی امت کا مشاہدہ فرماتے تھے آج بھی اسی طرح مشاہدہ فرماتے ہیں۔ نیز جس طرح ظاہری حیات طیبہ میں امت کے احوال، نیتوں عزائم، خواطر، سے پہلے واقف تھے آج بھی واقف ہیں

☆اے ساطع النور ﷺ شافع یوم النشور ﷺ روح عالم ﷺ فیاض عالم ﷺ رحمت عالم ﷺ وسیلہ عالم ﷺ زینت عالم ﷺ ناصر عالم ﷺ جامع حسنات ﷺ امام الانبیاء ﷺ سید المرسلین ﷺ جان اسلام ﷺ صدر الانام ﷺ ہادی امم ﷺ کعبہ حاجات ﷺ مقصود کونین ﷺ خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیو، مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہوا کہ ہمارے نبی جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اپنے روضہ اطہر میں حیات ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کے معجزات اور اولیاء اللہ کے کرامات رحلت فرمانے کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتے۔

﴿مُردوں کو دور و نزدیک سے پکارنے کا جواز﴾

قرآن وحدیث واقوال علماء کی روشنی میں

اٹھارویں بحث اہل قبور کو پکارنا اور انکا سننا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں، (حضرت شعیب علیہ السلام) کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱) (قوله تعالیٰ حکایة عن شعیب علیه السلام) وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ○ (ای بارکین علی الرکب میتین (الیٰ قوله تعالیٰ) وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ فَکَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ ○ جلالین، وصاوی۔ جلد۲۔ پارہ۹ آیت (90.91.92.93)

اور کہا ان سرداروں نے جو کافر تھے اپنی قوم سے اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو بیشک تم

نقصان اٹھانیوالے ہوجاؤ گے پھرانہیں زلزلے نے پکڑا تو صبح تڑکے گھروں میں اوندھے (یعنی منہ کے بل) پڑے ہوئے تھے، اور کہا (شعیب نے) اے میری قوم بیشک میں نے اپنے رب کے پیغامات تم تک پہنچادئے ہیں اور میں نے تمہیں نصیحت کی تھی۔ سوکس طرح (کیونکر) کافروں پر (انکی تباہی وہلاکت پر) افسوس کروں۔

☆۔مندرجہ بالا آیت سے ندا الی الاموات (مردوں کو پکارنا) ثابت ہوا۔

حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔۔

(۲) (قوله تعالى حكاية عن صالح عليه السلام) قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ (باركين على الركب ميتين) فَتَوَلّٰى (اعرض صالح) عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ○ اى بعد ان هلكوا ای ماتو. كما خاطب النبى ﷺ الكفار من قتلى بدر حين القوا فى القليب فقال عمر رضى الله عنه يارسول الله ﷺ كيف تكلم اقواما قد جيفوا فقال ﷺ ما انتم باسمع لما اقول منهم ولكن لا يجيبون (جلالین وصاوی جلد۳ پارہ ۸ سورۃ اعراف رکوع ۱۷/۱۰ ص ۸۳)

بولے (وہ سرکش) اے صالح اگر تو رسولوں میں سے ہے تو لے آ ہم پر وہ عذاب جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے سو پکڑا انہیں عذاب (زلزلوں کے جھٹکوں) نے تو صبح تڑکے وہ اپنے گھروں میں اوندھے (منہ کے بل) مرے پڑے تھے۔ تو صالح (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیرلیا۔ اور کہا اے میری قوم میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچادیا۔ (نیز) تمہیں نصیحت کی۔ مگر تم نصیحت کرنے والوں کو پسند ہی نہیں کرتے۔

☆۔(یعنی جب قوم ثمود ہلاک ہوئی تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان مرے ہوئے ثمودیوں سے مذکورہ خطاب کیا) علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بعینہ ایسا (خطاب وواقعہ ہے) جسطرح جنگ بدر میں اختتام جنگ پر حضور پرنور ﷺ اس گڑھے۔ کے کنارے پر تشریف لے گئے۔

جہاں سرداران قریش کو ڈالا گیا تھا (اور ایک ایک سردار کا نام لیکر، اے عتبہ، اے ابوجہل، اے شیبہ (ندا) آواز دی (تم لوگ اپنے نبی (ﷺ) کے کیسے بڑے رشتہ دار تھے، تم نے جھٹلایا اور دوسرا ول

نے ہماری تصدیق کی تم نے مجھے نکالا، اوروں نے ٹھکانا دیا تم نے قتال کیا اور دوسروں نے مدد کی، تم اگر اپنے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرتے، تو اللہ تعالیٰ تمھیں شاد کرتا (اب جب تم نے اللہ کا عذاب دیکھ لیا تو مسلمان ہونے کی آرزو کرنے لگے) ہم نے تو اللہ کا (ہم سے کیا ہوا) وعدہ حق پایا (حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ (ﷺ) آپ بے جان لوگوں سے خطاب فرمارہے ہیں (ارشاد ہوا) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میرے کلام کو وہ تم سے زیادہ سن رہے ہیں، مگر جواب نہیں دے سکتے۔

﴿عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے﴾

(۳) باب ماجاء فی التشهد من عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال علمنارسول الله ﷺ اذاقعدنافی الرکعتین ان نقول التحيات لله والصلوٰة والطيبات السلام عليک ايهاالنبی ورحمت الله وبركاته السلام علیناوعلی عبادالله الصالحين اشهد ان لااله الاالله واشهدان محمداعبده ورسوله .قال وفی الباب عن ابن عمر و جابروابی موسیٰ وعائشه رضی الله عنهم اجمعين قال ابوعيسیٰ حديث ابن مسعود قد روی عنه من غيروجه وهوصحيح حديث عن النبی ﷺفی التشهد والعمل عليه عنداكثراهل العلم من اصحاب النبی ﷺ ومن بعدهم من التابعين وهوقول السفيان وذهب الشافعی الی حديث ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه .ترمذی جلد ۱ .۳۸

✿

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔کہ معلم کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تعلیم دی کہ جب ہم دو رکعت کے بعد قعدہ میں بیٹھیں تو یوں کہیں

(التحيات لله والصلوٰة والطيبات السلام عليک ايهاالنبی ورحمت الله وبركاته السلام علیناوعلی عبادالله الصالحين اشهد ان لااله الاالله واشهدان محمداعبده ورسوله)

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسنادِ کثیرہ کیساتھ مروی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر، حضرت ابوموسیٰ ام المؤمنین سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہم

اجمعین سے بھی اسی طرح مروی ہے۔تشہد کے باب میں رسول اکرم ﷺ سے جتنی احادیث واردہوئیں ہیں سب میں صحیح حدیث ہے۔

حضرت سفیان رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین کا اسی حدیث کے مطابق عمل رہااسی پر عمل کرتے تھے۔

☆۔۔۔اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے۔کہ حضور پرنور ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو (التحیات میں) **السلام علیک ایھاالنبی**، کے ساتھ (اپنے نبی ﷺ کو)پکارنے کی تعلیم دی،اس نداء میں جوضمیر(ک)استعمال ہوئی ہے،وہ واحد مذکرحاضر کاہے(جسکا معنی یہ ہوا)(یارسول اللہ ﷺ) تجھ پرسلام ہو(یـا)حرف نداء ہے(یعنی ایساحرف ہے جوعربی)لغت(اور علم نحو) کے اعتبار سے دور ونزدیک سب کے لئے آتاہے۔نیزیہ ندا قیامت تک ہوگی۔توماناپڑے گا۔کہ یہ ندا حضور پرنور ﷺ کی حیات دنیوی وحیات اخروی دونوں کوشامل ہے،توجس طرح حضور پرنور ﷺ دنیامیں(دنیاوی زندگی) کے ساتھ حیات تھے اوراس حرف(حرف ندا یا) کیساتھ انہیں پکارنا جائز تھا۔اسی طرح رحلت فرماجانے کے بعد بھی حضور پرنور ﷺ کواس حرف (حرف ندا۔یا) کیساتھ پکارنا جائز ہے۔

ثابت ہواکہ۔اہل قبورکوپکارنا جائز ہے۔

یہ تعامل صحابہ بھی ہے اورتعامل تابعین وتبع تابعین بھی۔ذیل میں دلائل ملاحظہ فرمائیں

(۱) **ویقصد معانیه مرادة له انه ینشئها تحیة وسلاما منه**

نمازی قعدہ میں حضور پرنور ﷺ پرجب(**السلام علیک ایھاالنبی**)پڑھے تونیت یہ ہوکہ میں اپنے آقا ﷺ پرنیا سلام وتحیۃ پیش کررہاہوں۔

(۱)مراقی الفلاح.۱۷۰.(۲)تنویرالابصار.والدرالمختار.(۳)والشامی جلد۱.باب صفت الصلوۃ.۳۴۲.
(۴)والھندیة جلد۱.ص۹۸. (۵)وزیلعی الکنزجلد۱صفت الصلوۃ.

☆تنبیہ،یہ ارادہ نہ ہوکہ معراج میں پڑھے گئے سلام کودہرا رہاہوں(بلکہ اس رات کی فرض شدہ نمازیں جس طرح اپنے اپنے اوقات میں پڑھی جاتی ہیں اسی طرح یہ ندا (پکار)وسلام بھی نیاہی ہے)اس طرح پکارناندا کرنا،کوئی صحابی دور تھا یاقریب تابعین وتبع امت دورتھے یاقریب سے ثابت ہے توجولوگ رسول اکرم ﷺ یااولیاء اللہ دورہوں یاقریب کے پکارنے کوشرک کہتے ہیں،حقیقت میں اپنے آپکومشرک کہتے ہیں۔

(۴)(قولہ ﷺ)اذا ضل احدکم شیئا اواراد عوناوھو بارض لیس بھاانیس فلیقل یاعِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِی فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًلایَرَاھُمْ(الطبرانی)

(۱)قال بعض العلماء ھذاحدیث حسن

(۲)جامع الدرر (۳) ثم الوسیلة الجلیلة

(۴)زوائد البزارلابن حجر

(۵) ثم سماع البعید(۱۰۶ (۶) ورواہ البزازعن ابن عباس مرفوعا

(۷)وقال الحافظ ابوالحسن فی مجمع الزوائد.رجالہ ثقات

(۸)ورواہ ابن شیبة عن ابن عباس

(۹)ورواہ ابن السنی عن ابن مسعود

(۱۰)وذکروا ھذاالحدیث

(اے امتیو)اگرتم میں کسی کی کوئی چیز(گھر یا جنگل میں کہیں بھی)گم ہوجائے یا(تم میں سے)کوئی(شخص)کسی سے امداد طلب کرنا چاہے(جبکہ)وہ امدادطلب کرنے والاایسے مقام میں ہوجہاں(امدادکرنے والا)کوئی نظرنہ آتاہوسواسے چاہیے،کہ یوں(پکارکر)کہے

اَعِیْنُوْنِیْ یَاعِبَادَاللّٰہِ

اے اللہ جل جلالہ کے بندو میری امداد کرو(تو انکی امداد کیجائیگی)کیونکہ اللہ قادرِمطلق جل جلالہ کے ایسے بندے موجود ہیں(جوفریادی کی دستگیری فرماتے ہیں اگرچہ پکارنے والے کو)نظرنہیں آتے(۱)اس حدیث کے راوی ثقہ(نہایت مضبوط) ہیں۔
فی حصن الحصین دلیل علی انه صحیح لانه التزام الصحیح فی ھذاالکتاب (۱۱) والمرقات (۱۲)ثم سماع البعید ۱۰۹ (۱۳)وروح البیان جلد۲(ص ۱۰۱۷
(۲)علماء فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔حصن حصین میں اس حدیث کا مذکورہونا ہی اسکے

صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

میرے عزیز مسلمان بھائیو۔ حدیث مذکورہ بالا میں لفظ (عباد) مطلق ہے۔
جو تمام (انبیاء کرام وشہداء وصالحین واولیاء اللہ) کو شامل ہے زندہ ہوں (بحیاتِ دنیاوی) یا رحلت فرماگئے ہوں (المطلق یجری علی اطلاقہ) سو ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ صالحین زندہ ہوں یا رحلت فرماگئے ہوں انہیں (دستگیری کیلئے) پکارنا جائز ہے۔

(مُعِینِ امت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں)

(حضور پرنور ﷺ نے صحابی کو یہ وظیفہ سکھایا۔اے صحابی اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگو)

(۴)اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمۃ یامحمد ﷺ انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضیٰ لی اللھم فشفعہ فی

(۱)اخرجہ النسائی (۲)و،ترمذی(۳) و،ابن ماجہ(۴)و،ابن خزیمہ (۵)و،طبرانی(۶) والحاکم

(۷)والبیھقی عن سیدناعثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۸)ثم مشکوٰۃ

یا اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی (ﷺ) کے وسیلہ وبرکت سے متوجہ ہوتا ہوں (اس رسول کی برکت سے) جو رحمتوں اور برکتوں والا نبی ہے۔یامُحَمَّدْ ﷺ میں آپکے وسیلہ سے اپنے پروردگار جل جلالہ کی طرف اس حاجت کی برآوری کے لئے متوجہ ہوتا ہوں۔تاکہ اللہ جل جلالہ میری حاجت کو برلائے (پوری کردے) یا اللہ جل جلالہ نبی محترم ﷺ کی شفاعت (سفارش) میرے حق میں قبول فرما۔

☆۔۔اللہ جل جلالہ کے نبی محترم ﷺ نے صحابی کو اللہ کی بارگاہ میں دعا (کی قبولیت کا انداز) یہ سکھایا کہ تم میرے وسیلے سے دعا مانگو اور یوں کہو،یامُحَمَّدْ ﷺ (الی آخرہ) یامُحَمَّدْ ﷺ۔کہنا حضور پرنور ﷺ کی زندگی مبارک کے ہر حال کو شامل ہے چاہے دنیا کی زندگی ہو یا عالم برزخ کی۔سو ثابت ہوا کہ حضور پرنور ﷺ کو اب بھی یا محمد۔یارسول اللہ ﷺ پکارنا جائز ہے۔

حضرتِ قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

(۲)عن قتادة رضی الله تعالیٰ عنه قال ذکرلنا انس بن مالک رضی الله عنه عن ابی طلحة ان النبی ﷺ مریوم بدربار بعة وعشرین رجلامن صنادید قریش فقذفوافی طوی من اطواء بدرخبیث مخبث وکان اذا ظهرعلی قوم اقام علی عرصة ثلاثة لیال فلما کان ببد رالیوم الثالث امربراحلة فشد علیهارحلهاواتبعه اصحابه (رضی الله عنهم اجمعین)حتیٰ قام علی شفة الرکی فجعل ینادیهم باسمائهم واسماء ابائهم یافلان بن فلان یافلان بن فلان أیسرکم انکم اطعتم الله ورسوله فانا وجدنا ماوعدنا ربنا حقا.فهل وجدتم ماوعدربکم حقافقال عمر(رضی الله عنه) یارسول الله ﷺ اتکلم اجسادا لاروح لها.فقال النبی ﷺ والذی نفسی بیده ماانتم باسمع لمااقول منهم وفی روایة ماانتم باسمع منهم ولکن لایجیبون متفق علیه.مشکوٰة باب حکم الاسراء ۷ ۳۳،۵ ۳۲باختلاف المطابع.

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ ہم سے انس بن مالک نے ابوطلحہ کے ذریعہ ذکرکیا کہ حضور پرنور ﷺ نے بدر کے دن چوبیس صنادید(قوم کے سردار)یعنی سرداران قریش کے بارے میں حکم دیا(کہ ان مشرکوں کی نعشوں کوبدرکے گندے کنویں میں ڈال دی جائیں) تووہ بدرکے کنوؤں میں سے ایک گندے اورپلید کنویں میں ڈال دیئے گئے (نبی کریم ﷺ کی عادت مبارک تھی)

کہ جب حضورپرنور ﷺ کسی قوم پرغالب آتے تھے تو میدان جنگ میں تین راتیں قیام فرماتے جب بدرمیں تیسرادن ہواتوحضورپرنور ﷺ نے اپنی سواری کے متعلق حکم فرمایا تواس پرپالان باندھ دیاگیا پھرحضور پرنور ﷺ چلے اورصحابہ حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے گئے یہاں تک کہ حضور ﷺ کنوئیں کے کنارے کھڑے ہوگئے توان (مشرکوں سرداران قریش) کوانکے باپ داداؤں کے نام سے پکارنے لگے۔اے فلاں ابن فلاں اورفلاں ابن فلاں کیاتم کو اب یہ پسند ہے کہ تم نے اللہ اوراسکے رسول(ﷺ) کی اطاعت کی ہوتی ہم نے تووہ حق پایاجووعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیاتھا۔توتم نے بھی وہ حق پالیاجووعدہ تم

سے تمہارے رب نے کیا تھا۔
تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ان جسموں سے کلام فرمارہے ہیں جن میں جان نہیں، تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں مجھ محمد (ﷺ) کی جان ہے میرے کلام (فرمان) کو تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سن سنتے، اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سن سکتے۔ لیکن وہ جواب نہیں دیتے۔ اس حدیث سے بھی مردوں کا مطلقاً سننا ثابت ہوا۔ نیز مطلقاً مردوں کو پکارنا ثابت ہوا۔ اگر مردوں کو پکارنا شرک ہوتا۔ تو حضور ﷺ ان مردوں کو نام لے لیکر کیوں پکارتے۔

﴿معتبر علماء اسلام کے اقوال کی روشنی میں اموات کو پکارنے کا ثبوت﴾

(۱) ثم تنهض متوجها الى القبر الشريف بغاية الادب مستدبر القبلة محاذيا لرأس النبی ﷺ وجه الكريم ملاحظا نظره السعيد اليک وسماع كلامک ورده عليک سلاما وتامينه على دعائک وتقول
السلام عليک ياسيدی يارسول الله صلی الله عليک وسلم
السلام عليک يانبی الله صلی الله عليک وسلم
ورحمة الله وبركاته
اشهد انک رسول الله صلی الله عليک وسلم
قد بلغت الرسالة.
كذافی المحيط. فی آخر فصل تعليم اعمال الحج. ثم الهندية زيارة قبر النبی ﷺ جلد ۲، ۲۸۴
(مدینہ منورہ پہنچ کر جالی مبارک کے سامنے) کعبہ شریف کی طرف پشت کرکے حضور پرنور ﷺ کے چہرہ مبارک کے سامنے نہایت ادب کیساتھ کھڑا ہوجائے (اس یقین محکم کیساتھ) کہ حضور پرنور ﷺ تیری گفتگو سن رہے ہیں، نیز یہ کہ رحمت عالم ﷺ اپنے چشم مبارک سے تجھ کو ملاحظہ فرمارہے ہیں نیز تیرے درود وسلام کو سماعت فرمارہے ہیں اور سلام کا جواب دے رہے ہیں، اور تیری دعا پر آمین بھی کہہ رہے ہیں، سو تو نہایت ادب واحترام سے عرض کر۔
"السلام عليک ياسيدی يارسول الله صلی الله عليک وسلم
السلام عليک يانبی الله صلی الله عليک وسلم
میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ

کے پیغامات (احکامات۔اوامرونواہی) ہم تک پہنچائے۔

فقہاءِ احناف لکھتے ہیں

(۲)ویتحول قدر ذراع حتیٰ یحاذی راس الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ. ایضاویقول

(حضور پرنور ﷺ پرصلوٰۃ وسلام پڑھنے کے بعد)

وہاں سے ایک گز کے مقدار آگے بڑھے یہاں تک کہ سیدناامیرالمؤمنین ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے چہرہ (مبارک) کے سامنے کھڑاہواور یوں عرض کرے

السلام علیک یاخلیفۃَ رسول اللّٰہ (ﷺ)

السلام علیک یاصاحبَ رسول اللّٰہ فی الغار

السلام علیک یارفیقہ فی الاسفار

السلام علیک یاامینہ علی الاسرار جزاک اللہ عنا.........

یاخلیفہ رسول اللہ ﷺ آپ پرسلام ہو،

یاصاحب رسول اللّٰہ فی الغار آپ پرسلام ہو،

سفروحضرمیں رسول اللّٰہ ﷺ کے ساتھی آپ پرسلام ہو،

رسولِ اکرم ﷺ کے رازداں آپ پرسلام ہو،

اللہ جل جلالہ آپکوہماری جانب سے بہترین جزاءعطافرمائے۔(آمین)

فقہاءِ احناف لکھتے ہیں

(۳)ثم یتحول حتیٰ یحاذی قبر عمر رضی اللہ عنہ فیقول

سیدناامیرالمؤمنین ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ پرسلام پڑھنے کے بعدسیدناامیرالمؤمنین عمرفاروق رضی اللہ عنہ پرسلام پڑھنے کے لئے کچھ آگے بڑھے۔اوریوں سلام عرض کرے۔

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَااَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

السلام علیک یَامُظْھِرَ الْاِسْلَام

السلام علیک یَامُکَسِّرَ الْاَصْنَام

جزاک اللہ عناافضل الجزاء.

اے امیر المومنین ﷺ آپکو سلام ہو
اے اسلام کے ظاہر کرنے والے آپ کو سلام ہو۔
اے بتوں کو توڑنے والے آپ کو سلام ہو۔
اللہ آپکو ہماری جانب سے بہترین جزاعطا فرمائے
کذافی السراج الوھاج۔ھدیۃ جلد مناسک زیارۃ القبر النبی ﷺ ص (۲۸۵) والراتق ص (۳۵۰)

﴿فقہاءِ احناف لکھتے ہیں﴾

(۴) ثم یرجع قدرنصف ذراع فیقول
پھر وہاں سے۔آدھے گز کے مقدار۔واپس لوٹ آئے۔اور یوں عرض کرے۔
السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ ﷺ ورفیقیہ ووزیریہ ومشیریہ والمعاونین له علی القیام فی الدین والقائمین بعده بمصالح المسلمین جزاک اللہ عنا احسن الجزاء وجئنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ ﷺ لشفع لنا ولیسئل ربنا ان یتقبل سعینا ویحیناعلی ملة ویمیتنا علیها ویحشرنا فی زمرته،
اے رسول اللہ ﷺ کے (قدموں میں) رہنے والو، انکے ساتھیو، انکے وزیرو، میرے آقا ﷺ کے مشیرو دین اسلام کے قیام میں انکی مدد کرنے والو، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمانوں کی اصلاح کرنے والو، تم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ تمہیں ہماری جانب سے بہترین اجرعطافرمائے۔ہم آپ (دونوں خلفاء راشدین کے آستانہ عالیہ میں) حاضر ہیں،
ہم حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آپ دونوں کو وسیلہ پیش کرتے ہیں۔
تاکہ حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں۔نیز یہ کہ حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی (بلادِ بعیدہ سے یہاں آنے کی مشقت) قبول فرمائے۔اور ہمیں ملت (ابراہیمی) پر ہی زندہ رکھے۔اور ہمیں اسی ملت پر موت عطا فرمائے، اور بروز حشر ہمیں انہی کے زمرے (جماعت) میں رکھے۔
ثم یدعو لنفسه ولوالدیه ولمن اوصاه ولجمیع المسلین
پھر اپنے لئے اور اپنے والدین اور جنہوں نے اسے دعا کے لئے کہا ہے انکے لئے اور جمیع

مسلمانوں کے لئے دعا مانگے۔

ثم یقف عندرأس رسول اللّٰہ ﷺ کالاول ویقول اللھم انک قلت وقولک الحق وَلَوْاَنَّھُمْ اِذْظَلَمُوْۤااَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًارَّحِیْمًاo پارہ ۵ .سورۃنساء. آیت(۶۴)

پھر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کے سامنے۔انہی آداب واحترام وتعظیم کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے (سرجھکائے نیچی نگاہیں کی ہوئیں باادب) کھڑا ہوجائے۔اوراللہ جل جلالہ سے دعا مانگتے ہوئے،یوں عرض گذارہو۔اے پروردگار۔تیرافرمان حق ہے(یہ آیت پڑھ لے) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔وَلَوْاَنَّھُمْ اِذْظَلَمُوْۤااَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًارَّحِیْمًاo پارہ ۵ .سورۃنساء. آیت(۶۴)

اوراگروہ اپنی جانوں پرظلم کریں(اور) آپکے پاس آئیں(اے محبوب ﷺ آپ عالم دنیا میں ہوں یاعالم برزخ میں یاحشر کے میدان میں) پھر(وہ لوگ) اللہ سے(اپنی گناہوں) کی مغفرت(بخشش) طلب کریں،اوررسول(ﷺ بھی)انکی سفارش کریں توضروراللہ کو توبہ قبول کرنے والااور نہایت مہربان پائیں گے(اسکے بعدجودعامانگیں قبول ہیں،تعلیق مترجم) (جَآءُوْکَ)یہ جملہ حضورپرنور ﷺ کی حیات طیبہ کے ہرحال کوشامل ہے دنیاوی زندگی ہویاعالم برزخ کی،ہرحال کوشامل۔

کذافی السراج الوھاج.ھندیۃ مناسک زیارۃ قبرالنبی ﷺ.۲۸۵

ثابت ہواکہ انبیاء کرام علیھم السلام واولیاء اللہ کو(یا)حرف ندا کے ساتھ پکارنا جائز ہے

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

WWW.NAFSEISLAM.COM

پیر بابا سید علی ترمذی رحمت اللہ علیہ ایک نظر میں

(۱) نام۔علی　(۲) نسبت۔محمد　(۳) قوم۔سید

(۴) خاندان۔ترمذی　(۵) مشہور لقب۔پیر بابا　(۶) عقیدہ۔اہلسنت حنفی

(۷) **طریقہ قادریہ چشتیہ نوربخشیہ**

(۸) علمی قابلیت۔تمام درسی علوم کے ماہر۔ مفتی اسلام۔پابند شریعت۔مناظر اہلسنت وحنفیت

(۹) پیدائش۔908ھ بمطابق 1500ء، وصال۔991ھ بمطابق 1583ء،

(۱۰) مزار پرانوار۔پاکستان صوبہ سرحد۔وادی سوات۔بونیر۔شہر پیر بابا۔ پشاور

☆۔۔سلسلہ قادریہ میں آپ بارہ واسطوں سے سیدنا غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ تک پہنچتے ہیں۔

☆۔۔شاہ خراسان حضرت پیر بابا رحمت اللہ علیہ کا شمار نوسو 900ھ کے ان مشائخ کبار میں ہوتا ہے جنہوں نے اہل سرحد کو خصوصاً اور اہل کائنات کو عموماً اپنے انفاس قدسیہ اور روحانی وعلمی وتربیتی واخلاقی فیض سے نوازا۔ہزاروں گم گشتگاں کو راہ حق پر لگایا۔ پیر بابا رحمت اللہ علیہ یہ وہ عظیم روحانی وعلمی پیشوا ہیں جنہوں نے انسان کا رشتۂ محبت خالق حقیقی سے جوڑا۔

پانچ چھ صدیاں گذرنے کے باوجود آج بھی سینکڑوں لاکھوں کی تعداد میں زائرین مرد وخواتین فرداً فرداً قافلوں کی صورت میں اس مرکز تجلیات پر حاضری دیتے ہیں۔

پیر بابا رحمت اللہ علیہ عمر بھر ملحد پیروں اور پیری مریدی میں جن گمراہیوں کو رواج دیا گیا تھا کے فتنوں کے مقابلے میں برسر پیکار رہے،اس لئے پیر بابا بیعتِ طریقت میں نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے آپ کے مرید زیادہ تر عالم یا حفاظ کرام ہوتے تھے،کیونکہ علم کے بغیر شیطان کے بہکاوے میں آنا ممکن ہے پیر بابا رحمت اللہ علیہ کے مریدانِ طریقت کی تعداد صرف بیس ہے جبکہ عوام الناس سے شریعت پر بیعت لیتے تھے جنکی تعداد لاکھوں ہے۔ (بابا عبدالرشید رحمت اللہ علیہ "لقب" اخون درویزہ بابا علیہ الرحمۃ)۔۔

☆۔۔میں نے حضرت سید علی ترمذی رحمت اللہ علیہ کا مختصر سا تذکرہ اس لئے کیا تاکہ دادا جان مفتی اعظم سرحد رحمت اللہ علیہ نے آگے جو بحث فرمائی ہے وہ بآسانی سمجھ آسکے۔ مترجم عبدالعلیم القادری)

وہابیوں کا اعتراض

آپ (سنی) لوگ پیر بابا کے مزار پر حاضری کیلئے جاتے ہو تمہیں کیا معلوم کہ پیر بابا اس دنیا سے مسلمان گذرا یا خارج از اسلام تھے۔

(نعوذبالله من اقوال الوهابية الخبيثه ومن ظنونهم المردودة. مترجم)

☆ میں (مفتی شائستہ گلؒ اس اعتراض کے بارہ جوابات دونگا (بمنہ وکرمہ)

جواب اول! پہلا جواب الزامی ہے۔

اے وہابی تجھے کیا معلوم کہ تو جسے ابا کہتا ہے وہ حقیقت میں تیرا ابا ہے۔ یا آپکی امی جان نے کہیں چوری کر کے تجھے ناجائز جنا ہے۔

(۲) اے وہابی، تونے اپنے والد (وہ والد جسکا تجھے والد ہونے کا حق الیقین نہیں) کا جنازہ پڑھا۔ تجھے کیا تحقیق کہ تیرا یہ مشکوک والد مسلمان گذرا یا کافر، پھر تونے اپنے اس مشکوک والد کا جنازہ کیوں پڑھا۔

میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں۔ کہ پیر بابا سید علی ترمذی شاہ خراساں رحمت اللہ علیہ مسلمان ہیں، حسینی سید ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ولی کامل ہیں۔ پھر لاکھوں مسلمانوں نے انکا جنازہ پڑھا ہے۔ اور جنازہ اس میت کا پڑھا اور پڑھایا جائے۔

جس میت میں وہ شرائط پائی جائیں۔ جو فقہاء کرام نے ذکر کیں ہیں۔ شرائط ملاحظہ ہوں

(۱) **وشرط صحة الجنازة اسلام الميت.**

(کسی میت پر) نماز جنازہ تب صحیح ہوگا، جب مرنے والا مسلمان ہو۔ میت کا مسلمان ہونا شرط ہے۔

(۱) تنویر الابصار۔ (۲) شامی۔ جلد ۱ (۵۱۳) (۳) برجندی جلد ۱ (۲۲۸) (۴) کبیری (۲۶۸) والکنز۔

(۵) والزیلعی۔ جلد ۱ (۲۳۹) (۶) وجامع الرموز جلد ۱۔

(۲) **ويصلى على كل بر وفاجر اذا مات على الايمان.**

ہر (مسلمان میت) نیک و بد پر نماز جنازہ پڑھی جائے بشرطیکہ وہ حالت ایمان پر وفات ہوا ہو۔

عقائد نسفیہ وشرح العقائد (۱۰۰)

WWW.NAFSEISLAM.COM

شفاء السقام کے مصنف فرماتے ہیں

(۳) انہ لوقیل لہ بناء علی قولک ھذا لانصلی الجنازۃ علیک بعد موتک لانا لاندری ھل مت انت علی الکفر او الایمان و انت مقر بذلک علی الغیر فلا یسلم ذلک لنفسہ فان لم یرض بذلک لنفسہ فلا یتجاریٰ علی من غمرہ اللہ تعالیٰ برضاہ برمسہ. شفاء السقام (۲۳۴)

(۴) انہ اذذاک یجرہ الی الشک فی صحبتہ الصحابۃ بان یقول من این علمتم ان الصحابۃ ماتوا علی الاسلام فان اقر بموجب ھذہ المقالۃ .قلنالہ یاخاسر الدین ویاعدو خاصۃ المسلمین ھم نجوم الاسلام. شفاء السقام. (۲۳۴)

(جب وہابی یہ کہے کہ ہمیں کیا معلوم، کہ یہ شخص مسلمان مرا ہے یا کافر، تو کیونکر اسکے مزار کی زیارت کیلئے جایا جائے) میں کہتا ہوں (اے وہابی) اگر یہی بات ہے، تو پھر تیرے مرنے کے بعد ہم تیرا نماز جنازہ کیونکر پڑھیں کیونکہ ہمیں کیا معلوم، کہ تو مسلمان مرا یا کافر جب کہ تو اپنے لئے کبھی بھی اس بات کے لئے تیار نہ ہوگا، میں کہتا ہوں، کہ جب تو اپنے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ تو جو بزرگ اللہ تعالیٰ کی آغوش رحمت میں ہیں۔ ان بزرگوں کے بارے میں ایسی گستاخی کیوں کرتا ہے۔

صاحب شفاء السقام لکھتے ہیں، جب (وہابی) اولیاء کرام کی گستاخی کرتے کرتے یہاں تک پہنچتا ہے تو پھر (ایک دن) وہ یہ کہنے میں بھی عار محسوس نہیں کریگا،

اور کہے گا کہ تجھے کیا معلوم کہ صحابہ کرام حالت اسلام پر وفات ہوئے ہیں، جب وہ اس مقالہ (بات) تک پہنچ جائے تو ہم اسے کہیں گے اے مسلمانوں کے دشمن اور اے وہ جسکا دین (اس طرح گفتگو کرنے سے) برباد ہوا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین تو اسلام کے (چمکتے ہوئے) ستارے ہیں۔

صاحب تنویر الابصار لکھتے ہیں

(۵) وماظھر من المیت من کلمات الکفر فی حال مرنہ یغفر ویعامل معہ معاملۃ الموتی المسلمین حملا لہ علی انہ فی حال زوال عقلہ ولذا اختار بعضھم زوال عقلہ قبل موتہ. ذکرہ الکمال تنویر الابصار جلد ۱ .جنائز (۵۹۷)

اگر قریب المرگ سے حالت نزع میں کلمات کفر صادر ہوجائیں تو وہ (عنداللہ) معاف ہیں کیونکہ اس سے یہ کلمات ایسی حالت میں صادر ہوئے جو بیخودی (بیہوشی) کا عالم ہے۔

بعض فقہاء نے یہ قول اختیار کیا ہے

کہ موت سے پہلے ہی اسکے عقل کے زائل ہونے کا حکم دیا جائے گا، لہذا اسکے ساتھ (غسل، کفن، نماز جنازہ، دفن وغیرہ) میں وہی معاملہ کریں گے جو عام مسلمانوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں۔ عزیز مسلمان بھائیو! اگر کسی عام مسلمان سے بھی حالت نزع میں کلمات کفر صادر ہوئے تو وہ بھی بیہوشی (عالم بیخودی، زوالِ عقل) کی وجہ سے (عند اللہ) معاف ہیں، تو جن سے بحمدہ تعالیٰ یہ کلمات صادر ہی نہ ہوں اسکے ایمان واسلام میں کس طرح شک کیا جائے۔ اولیاء اللہ کے بارے میں ایسا سوچنے والا اپنے ایمان کی خیر منائے حضور پرنور ﷺ کے فرمانِ عالی کے مطابق،

(۲) ان الاصحاب مصباح الدین بشهادة سید المرسلین ﷺ فقد التزمت نفسک الشک فی بقائهم علی اکمل الحالات بعد الموت فقد حرمت برکة انوارهم واسرارهم . وفاتک عن الخیرات اعظم فوت.

حضور پرنور ﷺ کے فرمانِ عالی کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دین کے درخشاں ستارے ہیں (اے صحابہ کرامؓ کے دشمن) تو نے ان نفوس قدسیہ کے بارے میں غلط گمان کر کے اپنے آپ کو شکوک وشبہات میں ڈال دیا۔ سو تو انکے انوار واسرار، کی برکات سے محروم ہوا حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ وہ نفوس قدسیہ ہیں، کہ انتقال کے بعد انکے حالات (عالم برزخ میں) بطریق اولیٰ کامل واکمل ہوجاتے ہیں (ینتقلون من دار الفناء الی دار البقاء، کہ وہ تو فانی گھر کو چھوڑ کر باقی گھر کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں)

(اے دشمن صحابہ کرامؓ) تو اس گستاخی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عظیم مہربانیوں سے محروم ہوا

سوالهم .(ای سوال الوهابیة) کلامی فی غیر هذه العصابة المرضیة

جوابهم (ای جواب الوهابیة) فانه لافرق فان الصحابة سادات الاولیاء واعاظمهم بلامریة

(اگر وہابی کہے کہ میرے اعتراض سے صحابہ مراد نہیں بلکہ میری مراد۔ دوسرے اولیاء اللہ وغیرہ ہیں)

جواب (ہم کہتے ہیں اے دشمنِ صحابہ) اگر تیری مراد اولیاء اللہ ہوں، تو کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اولیاء اللہ نہیں؟ بلاریب (بغیر کسی شک وشبہ کے) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام کے تمام اولیاء اللہ ہیں بلکہ اولیاء اللہ کے سردار ہیں، سو تیرے اعتراض میں لامحالہ صحابہ کرام بھی شامل ہوگئے۔

﴿صاحب شفاء السقام لکھتے ہیں﴾

(۷) بانہ ربما جرہ الی الکفر العیاذ باللہ تعالیٰ بان یصرح فی حق الانبیاء علیہم السلام بتلک العبارۃ الشنیعۃ فما اقبح ذلک الخبیث و اقل حیائہ۔ شفاء السقام (۲۳۴)

(وہابی کا یہ شک وشبہ اولیاء کے بارے میں کہ تجھے کیا معلوم کہ یہ مسلمان وفات ہوئے یا نہیں یہ شک اس وہابی کو) حد کفر تک لیجاتا ہے، کیونکہ اسکا یہ خیال فاسد اسے انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کرویگی سو یہ (وہابی) کتنا بڑا خبیث و بے حیا ہے کہ اس نے اللہ جل جلالہ کے قول کو بھی جھٹلایا۔

(۸) انہ یکذب قولہ تعالیٰ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ (کلمۃ التوحید) فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ. سورۃ ابراہیم۔ آیت (27)

(اس کاذب وہابی نے) اللہ تعالیٰ کے اس قول کو جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ بیشک اللہ ایمان والوں کو (دنیاء وقبر وآخرت کی زندگی میں) قولِ ثابت (کلمہ توحید لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ) پر ثابت (قدم) رکھتا ہے (وہابی نے) اس سے انکار کیا سو یہ وہابی اپنے قول سے ہی کافر ہوگیا۔

(۹) قولہ تعالیٰ. اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ○

(جنت) پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے

مسلمان بھائیو۔ جنت پرہیزگاروں کیلئے۔ اور اولیاء اللہ سارے کے سارے متقی پرہیزگار ہیں، بمع پیر بابا سید علی ترمذی رحمت اللہ علیہ کے، تو ماننا پڑے گا کہ یہ پہلے مسلمان ہیں پھر پرہیزگار، و اولیاء اللہ، اگر بفرضِ محال اہل سنت وجماعت میں سے اولیاء اللہ کو متقی وپرہیزگار نہ مانا جائے۔ تو کیا فرقہ وہابیہ دائمی جہنمیہ کافرہ کو متقی وپرہیزگار مانے ، نعوذ باللہ، ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے یہ دشمن اللہ کے دوست اولیاء بن سکیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۰) اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ o اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ o لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَاتَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَالْفَوْزُالْعَظِیْمُ o

پارہ ۱۱. سورۃ یونس. آیت (62.63.64)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔خبردار۔اللہ کے ولیوں پرنہ خوف ہے نہ وہ بھی غمگین ہونگے (یہ متقی) وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان لایا اور پرہیزگاری (اختیار) کی۔انہیں دنیاوآخرت کی زندگی میں خوشخبری ہو۔اللہ کے کلمات کوتبدیلی نہیں۔یہی بڑی کامیابی ہے۔

☆۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں پرکوئی خوف نہیں نہ انکے لئے کوئی غم۔نیز اللہ تعالیٰ توانہیں خوشخبریاں سنارہا ہے،اور وہابی انکار کرتا ہے،اس انکار وتکذیب کے بنا وہابی کافر ہے صاحبِ شفاء سقام کے مصنف فرماتے ہیں کہ اس وہابی کا یہ کہنا کہ تمہیں کیا معلوم کہ یہ ولی ایمان کے ساتھ گذرا،یا(نعوذباللہ) بدونِ ایمان کے۔صاحبِ شفاء اس قول کا مزید رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(۱۱) یکذبہ صریحا امرہ ﷺ (فی الحدیث الصحیحہ الصریحۃ المنقولۃ فی الصحاح الستۃ وغیرھا) بزیارۃ القبور علی العموم من المسلمین ولم یقل لاتزور الامن تحققتم موتہ علی الاسلام۔شفاء السقام ۲۳۴

اس کا رد اس حدیث صحیحہ جوصحاح ستہ میں موجودہ ہے،کے لئے کافی ہے، (جس میں رسول اللہ ﷺ نے امت سے فرمایا کہ میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا اب(جاؤ) قبروں کی زیارت کرو)اس حکم میں عموم ہے،رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کا حکم دیا یہ نہیں فرمایا کہ(اسکا جنازہ پڑھکر دفنانے کے بعد اب) تحقیق کروکہ اسکی موت اسلام پرواقع ہوئی یا نہیں۔

صاحبِ شرح عقائد لکھتے ہیں

(۱۲) اجماع الامت من عصر النبی ﷺ الی یومناھذابالصلوٰۃ علی من مات من اھل القبلۃ من غیرتوبۃ والدعاء والاستغفار لھم مع العلم بارتکابھم الکبائر بعد الاتفاق علی ان ذلک لایجوزلغیرالمؤمن ۔شرح عقائد۔ورمضان افندی۔۲۴۱

عہد مصطفوی ﷺ سے لیکر آج تک جمیع امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو اہل قبلہ بغیرتوبہ واستغفار کے وفات پاجائے،اور اس بات کا علم بھی ہوکہ مرنے والا مسلمان گناہِ کبیرہ کا مرتکب تھا۔پھر بھی باتفاق جمیع امت اس پر نماز جنازہ پڑھیں گے، نمازِ جنازہ مؤمن کے سواء کسی اور پر جائز نہیں،ان تمام مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ اللہ کے ولیوں کے مزارات کی حاضری جائز ہے،اس یقین کے ساتھ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔

''سو'' وہابی کا قول مردود ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

انیسویں بحث

﴿زیارۃ القبورو توسل بذواتِ فاضلہ﴾

قرآن وحدیث ومعتبر علماء کرام کے اقوال کی روشنی میں زیارۃ القبوراورذواتِ فاضلۃ انبیاء کرام علیھم السلام واولیاء اللہ رحمت اللہ علیھم اجمعین پرتوسل کے بیان میں ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴾

وَلَوْاَنَّھُمْ اِذْظَّلَمُوْااَنْفُسَھُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوااللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوااللّٰہَ تَوَّابًارَّحِیْمًاo پارہ ۵ .سورۃ نساء. آیت(۶۴)

اوراگروہ اپنی جانوں پرظلم کریں(اور) آپکے پاس آئیں(اے محبوب ﷺ آپ عالم دنیا میں ہوں یاعالم برزخ میں یاحشرکے میدان میں)پھر(وہ لوگ)اللہ سے(اپنے گناہوں) کی مغفرت (بخشش)طلب کریں۔اوررسول (علیہ ﷺ بھی)انکی سفارش کریں توضروراللہ کوتوبہ قبول کرنے والا اور نہایت مہربان پائیں گے۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴾

(۲) یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوااتَّقُوااللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْافِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَo

اے ایمان والوڈرواللہ تعالیٰ سے اوراسکی طرف وسیلہ تلاش کرو۔اوراللہ کی راہ میں جہادکرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

﴿سیدناامام اعظم ابوحنیفہؒ﴾

قصیدہ نعمانیہ میں فرماتے ہیں

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّاتَوَسَّلَ اٰدَمُ مِنْ زِلَّتٍ بِکَ فَازَ وَھُوَابَاکَ

آپکی ذات بابرکات وہ ہے کہ(سید نا) آدم علیہ السلام نے آپکا وسیلہ لیاتووہ کامیاب ہوئے۔حالانکہ وہ آپکے جدامجد ہیں۔

﴿صاحبِ شفاء السقام فرماتے ہیں﴾

ومن ابی محمد المکی وابی اللیث السمرقندی رحمت اللہ تعالیٰ علیھما وغیرھم

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان آدم (علیه السلام) عند معصیة قال اللھم بحق محمد ﷺ اغفر لی خطیئتی ویروی وتقبل توبتی . فقال له الله تعالیٰ متی عرفت محمداً فقال رأیت فی کل موضع من الجنة (لاالہ الاالله محمد رسول الله ﷺ) ویروی (محمد عبدی ورسولی) فعلمت انه اکرم خلقک علیک . فتاب الله تعالیٰ علیه وغفرله. وھذا تاویل قوله تعالیٰ. فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه وفی روایت اخری . فقال آدم علیه السلام لما خلقتنی فرفعت رأسی الی عرشک فاذا فیه مکتوب (لاالہ الاالله محمد رسول الله ﷺ . فعلمت انه لیس احداعظم قدرا عندک ممن جعلت اسمه مع اسمک فاوحی الله تعالیٰ الیه وعزتی وجلالی .انه لآخر النبین (ﷺ) من ذریتک ولولاه ماخلقتک. شفاء القاضی عیاض جلد(۱) من الفصل الاول من الباب الثالث. ۶۶، ۶۷

ابومحمد اور ابوالیث السمرقندی رحمت اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و السلام جب امتحانِ ربانی میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور پرنور ﷺ کا وسیلہ پیش کیا اور کہا یا اللہ میرے (اس امتحان کو آسان فرما) میری توبہ قبول فرما۔ اللہ جل جلا لہ نے فرمایا کہ تونے محمد (ﷺ) کو کب پہچانا۔ عرض کیا یا اللہ جنت میں ہر طرف لاالہ الاالله محمد رسول الله لکھا ہوا پایا۔

☆۔ایک روایت میں ہے کہ جنت میں ہر طرف لکھا ہوا ہے، محمد (ﷺ) میرے بندے اور رسول ہیں، سو میں نے جان لیا، کہ جناب (محمد رسول اللہ ﷺ) تیرے نہایت محبوب واقرب (قریب تر) سب سے زیادہ عزت والے بندے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور بخشش کی نوید سنائی۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تاویل ہے فَتَلَقّٰی آدَمُ مِن رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ.....

☆۔۔۔دوسری روایت میں یوں ہے (اللہ تعالیٰ کے استفسار) پر سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کیا مولا جب تونے مجھے پیدا کیا تھا میں نے عرش کو دیکھا تو وہاں لکھا ہوا تھا لاالہ الاالله محمد رسول الله تو میں نے جان لیا کہ تیرے نزدیک ازروئے درجات وجاہ و قربت محبوبیت کے اس ذات سے بڑھ کر اور کوئی ایسا نہیں جسے یہ اعزاز و مرتبہ حاصل ہو (رفعت مرتبہ کی دلیل یہ ہے) کہ یارب تونے اسکا نام نامی اسم گرامی اپنے نام (مبارک) کے ساتھ

لکھا ہے۔تو خالق کائنات جل جلالہ نے ارشاد فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم (یہ میرے وہ محبوب) ہیں جو آخری نبی (ﷺ) ہونگے۔ نیز یہ تیری ذریت (اولاد) سے ہونگے۔ (اے آدم علیہ السلام) اگر انکو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

﴿سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۷) عن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لما اقترف آدم علیہ السلام الخطیئۃ قال یارب اسئلک بحق محمد ﷺ ان تغفرلی قال اللہ تعالیٰ یا آدم (علیہ السلام) کیف عرفت محمدا (ﷺ) ولم اخلقہ قال یارب انک لما خلقتنی رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا.

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) فعلمت انک لم تصف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال اللہ تعالیٰ صدقت یا آدم (علیہ السلام) انہ احب الخلق الی واذا سألت بحقہ غفرت لک ولولاہ ماخلقتک۔ رواہ البیھقی فی کتابہ دلائل النبوۃ باسناد صحیح. ورواہ الحاکم وصححہ والطبرانی. وانسان العیون.

☆۔۔۔۔سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔کہ جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے (گندم کا دانہ کھایا) تو ان الفاظ کیساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی،

یارب اسئلک بحق محمد (ﷺ) ان تغفرلی

اے میرے رب میں جناب سیدنا محمد ﷺ کے وسیلہ سے تجھ سے دعا کرتا ہوں (مجھے معاف فرما) حکم ہوا (اے آدم علیہ السلام) ابھی تو میں نے محمد (ﷺ) کو پیدا نہیں کیا تو نے کیسے پہچانا۔عرض کیا۔یارب العلمین جب تو نے میرے جسم میں روح پھونکی اور میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا ہے،میں نے جان لیا،کہ اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے ہی جس ذات کا نامِ نامی اپنے نام کیساتھ لکھا ہے،وہ ذات یقیناً مجھ سے اور تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ محبوب ومقرب ہے،حکم ہوا کہ جو تو کہتا ہے حق وسچ ہے،تو اسکا وسیلہ لے کر مجھ سے معافی مانگتا ہے،اس لئے (جسکا تو نے وسیلہ لیا اسکے وسیلہ سے میں نے) تجھے معاف کیا۔بخش دیا۔

رواہ الطبرانی. والبیھقی. وابو نعیم وابن عساکر. ورواہ الانوار المحمدیہ. وانسان العیون.

امام مالکؒ نے خلیفہ منصور کو آدابِ زیارت سکھائے

(۸) والی هذا توسل اشار الامام مالک للخلیفة الثانی من بنی العباس و هو المنصور جد الخلفاء العباسیة وذلک انه لما حج المنصور المذکور وزار قبر النبی ﷺ سأل الامام مالک وهو بالمسجد النبوی وقال له یااباعبدالله استقبل القبلة وادعوام استقبل رسول الله ﷺ فقال مالک ولم تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک ووسیلة ابیک آدم علیہ السلام الی الله تعالی بل استقبله واستشفع به لیشفع الله فیک قال الله تعالی

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ پارہ ۵. سورۃ نساء، آیت (۶۴)

منصور، خلیفہ بنوعباس (جداعلی) خاندانِ عباسیہ، جب حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہوکر (مدینہ منورہ حضور پرنور ﷺ کے روضہ کی حاضری کیلئے پہنچا اور مسجد نبوی میں داخل ہوا دیکھا کہ امام وقت حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ موجود ہیں) تو خلیفہ بنوعباس، منصور نے حضرت امام مالکؒ سے پوچھا (اے امام وقت ابوعبداللہ امام مالک) یہ بتایئے، کہ (حضور پرنور ﷺ پر صلوۃ وسلام پیش کرنے کے بعد جب) دعا مانگوں تو حضور پرنور ﷺ کی جانب منہ کر کے دعا مانگوں یا قبلہ رخ ہوکر۔ تو حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے منصور، رسول اکرم ﷺ کی جانب منہ کرکے دعا مانگو، کیونکہ

یہ تو وہ ذات اقدس ہیں، کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ رحمٰن ورحیم میں حضور پرنور ﷺ کا وسیلہ پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے بخشش فرمادی، یہ ذات انکی بخشش کا ذریعہ اور وسیلہ بنا، اور تیرا بھی وسیلہ ہیں، لہذا سرکار دوعالم ﷺ ہی کی طرف منہ کرکے دعائیں مانگو اور سرکار دوعالم ﷺ کی سفارش اللہ کی بارگاہ میں پیش کرو، اللہ تعالیٰ سرکار دوعالم ﷺ کی سفارش تیرے حق میں قبول فرمائے گا، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے، اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (اے محبوب ﷺ آپ عالم دنیا میں ہوں یا عالم برزخ میں یا حشر کے میدان میں اور یہ لوگ) آپکے پاس آئیں پھر (وہ لوگ) اللہ سے (اپنے گناہوں) کی مغفرت (بخشش) طلب کریں، اور رسول (ﷺ بھی) انکی سفارش کریں تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور نہایت مہربان پائیں گے۔

یہ روایت صحیح اوراسکے راوی ثقہ ہیں،اس روایت کے راویوں میں نہ کوئی کذاب ہے نہ کوئی وضاع اورنہ کوئی مطعون،نیزاس روایت میں ابن تیمیہ(علیہ ماعلیہ) کارد ہے،وہ دعا کرتے وقت(روضہ اطہر کے قریب کھڑے ہوئے مسلمان کا)حضور پرنور ﷺ جانب منہ کرکے دعامانگنے کوجائزنہیں کہتااور یہی نسبت امام مالکؒ کی طرف بھی کرتا ہے۔

علامہ یوسف النبھانیؒ نے فرمایاکہ ابن تیمیہ کاقول مردود ہے(حوالجات ملاحظہ فرمائیں)

(۱)ذکرہ القاضی عیاض فی الشفاء السقام الصحیح (۲)والامام السبکی فی الشفاء السقام (۳)والسید السمهودی فی خلاصة الوفاء (۴)والعلامة القسطلانی فی المواهب لدنیه (۵)والعلامة ابن حجر فی تحفة الزوار (۶)والجواهر المنظم وقال فی الجواهر المنظم روایة ذالک عن الامام جاء بالسند الصحیح الذی لامطعون فیه وقال الزرقانی فی شرح المواهب ورواه ابن فهد باسنادجید ورواها القاضی فی الشفاء باسناد صحیح رجاله ثقات لیس فی اسناد وضاع ولاکذاب ومراده بذالک الردعلی (ابن تیمیه)من لم یصدق روایته ذالک عن الامام مالک ونسب له کراهیة الی الامام استقبال القبر فنسبة الکراهة الی الامام مالک مردودة شواهد الحق ۷۷،۷۸

﴿امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ﴾

قصیدہ نعمانیہ میں فرماتے ہیں

وَبِکَ الْخَلِیْلُ دَعَافَعَادَتْ نَارُہٗ   بَرْدًاوَّقَدْ خَمِدَتْ بِنُوْرِسَنَاکَ

سید ناابراہیم علیہ السلام نے(جب انہیں نمرودنے آگ میں ڈالاتھا) آپکے اس نور کی برکت ووسیلہ سے جوانکی پیشانی میں چمک رہا تھادعا کی۔ تووہ آگ ان پرآپ کے وسیلہ سے گل گلزار بن گئی۔

وَدَعَاکَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّہٗ   فَاُزِیْلَ عَنْہُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاکَ

جب سیدناایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری اور تکلیف میں آپ کے وسیلہ سے دعا کی تواللہ تعالیٰ نے انہیں شفا عطافرمائی اورانکی (جسمانی تکلیف) رفع ہوگئی۔

وَکَذَاکَ مُوْسٰی لَمْ یَزَلْ مُتَوَسِّلاً   بِکَ فِی الْقِیَامَۃِ مُحْتَمِیْ بِحِمَاکَ

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے تمام معاملات میں آپکا وسیلہ لیتے رہے۔اور میدان محشر میں بھی آپکی پناہ طلب کرینگے۔۔۔۔۔۔

☆۔سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پروحی نازل فرمائی،کہ جوشخص محمد(ﷺ) کا منکر مرے گا،وہ جہنمی ہوگا،

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، محمد (ﷺ) کون ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ تمام مخلوق سے بلند تر اعلیٰ وارفع ہے، آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے پہلے میں نے اسکا نام اپنے نام کیساتھ لکھا ہے جب تک وہ اور اسکی امت جنت میں نہ جائیں کوئی جنت میں نہ جائے گا، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، یااللہ وہ کون ہے؟ اور اسکے امتی کون ہیں، حکم ہوا، وہ اللہ کی تعریف کرنے والے (بلندیوں پر) چڑھتے (بلندیوں سے) اترتے (اللہ کی) حمد وثنا کہنے والے، طاعت الٰہی میں ہر وقت کمربستہ، خلاف حق پر غالب، دن کو روزہ رکھنے والے، رات کو ذکر الٰہی میں جاگنے والے، ان کا تھوڑا عمل بھی مقبول ہوگا، ان کو توحید (لاالہ الااللہ) کے سبب بہشت میں داخل کروں گا، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، یااللہ مجھے اس نبی (ﷺ) کی امت میں داخل فرما حکم ہوا کہ وہ تیرے بعد پیدا ہوگا، البتہ دارالجلال میں تجھے اس سے ملاؤنگا۔ رواہ ابونعیم فی الحلیہ

☆۔امام اعظم ابوحنیفہ جو بلاریب تابعی ہیں اور امامِ مذہب ہیں۔ انکا کلام بھی حدیث ہے امام اعظم کے کلام سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی حضور پرنور ﷺ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا۔

﴿وسیلہ بذواتِ فاضلہ﴾

وسیلہ بذواتِ فاضلہ سنتِ رسول ﷺ وسنت صحابہ وسنت تابعین ہے یہی متقدمین ومتاخرین کا عقیدہ رہا ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں﴾

(۱) بیہقی فی کتاب۔ دلائل النبوۃ باسناد صحیح (۲) ورواہ الحاکم (۳) والطبرانی (۴) انسان العیون۔ الشفاء السقام۔ خلاصۃ الوفا۔ المواہب اللدنیہ۔ تحفۃ الزوار لابن ابی الحجر۔ الجوہر المنظم۔ قال الزرقانی فی شرح المواہب شواہد الحق۔ الجامع الکبیر۔ مشکوٰۃ (۴۳۹)۔ حموی الاشیا (۳۷) الترمذی (۵۱۵) مدارک جلد ۱۔ ۳۲۔ ۷ شامی جلد ۵۔ ۲۵۴۔ الحصن الحصین ۱۵۔ خزینۃ الاسرار دعاء ۱۴۳۔ وفتاوٰی برہنہ۔ عمدۃ الرعایۃ۔ ۴۸۔ شامی جلد ۱۔ ۳۔ مراقی الفلاح ۱۱۔ شرح الوقایۃ ۳۔ مراقی الفلاح۔ ۴۵۰۔۔۔

[بیسویں بحث]

﴿بارگاہ الٰہی میں رسول اللہ ﷺ کا﴾

دوسرے انبیاء کرام کو وسیلہ بنانا

نبی اکرم ﷺ خود بھی اللہ تعالیٰ کی باگاہ میں انبیاء سابقین کا وسیلہ پیش کرتے تھے۔

علامہ یوسف نبہانی فرماتے ہیں

(۱) توسل النبی ﷺ واصحابہ وسلف الامۃ وخلفھا فانھم جمیعھم کانوا یتوسلون نبی کریم ﷺ اور آپکے صحابہ اور سلف صالحین (دعاؤں میں بارگاہ خداوندی میں ذوات فاضلہ کا) وسیلہ پیش کرتے تھے۔ (شواھد الحق۔۷۶۔)

(۲) ☆۔فقد کان من دعائہ ﷺ اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک۔ وھذا التوسل صریح لاشک فیہ وکان یعلم ھذا الدعاء اصحابہ ویأمرھم بالاتیان نبی کریم ﷺ دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں یوں عرض گذار ہوتے یا اللہ میں (انبیاء اوروہ) جو تجھ سے مانگتے ہیں کے وسیلہ سے دعا مانگتا ہوں۔علامہ یوسف النبھانی فرماتے ہیں۔یہ صریح توسل ہے (جس میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں) نیز نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو اس طرح دعا مانگنے کی تعلیم دیتے تھے۔ (شواھد الحق۔۷۶)

﴿سیدنا ابی سعید الخدری فرماتے ہیں﴾

(۳) فقد روی ابن ماجہ باسناد صحیح عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ من خرج من بیتہ الی الصلوۃ فقال اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک واسئلک بحق ممشای ھذا الیک فانی لم اخرج اسرا ولا بطر ولا ریاء ولا سمعۃ خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اقبل اللہ علیہ بوجھہ واستغفر لہ سبعون الف ملک۔
ابن ماجہ۔وجلال الدین سیوطی فی الجامع الکبیر۔وابن السنی باسناد صحیح عن بلال المؤذن الصحابی۔والحافظ ابونعیم فی عمل الیوم واللیلۃ من ابی سعید الخدری۔والبیھقی فی کتاب

WWW.NAFSEISLAM.COM

الدعوات من ابی سعید الخدری. ملخصا شواھد الحق. ٧٦

☆۔۔سیدنا ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا جوشخص گھر سے نماز پڑھنے نکلا اور (یوں کہا)

یااللہ۔ میں تجھ سے ان لوگوں کی برکت وسیلہ سے مانگتا ہوں جو تجھ سے مانگتے تھے اور (تیری بارگاہ کی طرف میرے) قدم جو تیری عبادت کے لئے اٹھ رہے ہیں (اسکی برکت سے) میرے گناہ معاف فرمادے کیونکہ تیرے سواء کوئی بخشنے والا نہیں ہے "یااللہ" یہ قدم شر، تکبر، ریا، دکھلاوا، نام ونمود کیلئے نہیں نکلے، بلکہ تیرے غیض وغضب کے خوف، اور تیری رضا حاصل کرنے کیلئے نکلے ہیں مجھے معاف فرما (نیز وہ بندہ کہتا ہے) یااللہ، یہ قدم شر، تکبر ریا، دکھلاوا، نام ونمود کیلئے نہیں نکلے، بلکہ تیرے غیض وغضب سے بچنے اور تیری رضا حاصل کرنے کیلئے نکلے ہیں، مجھے معاف فرما (حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ (اپنے لطفِ خفی کیساتھ) اس پر نظر رحمت فرماتا ہے، نیز ستر ہزار (70) فرشتے اس کیلئے (اللہ تعالی غفور الرحیم سے) اسکی بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں، اس حدیث کو چھ (6) معتبر کتابوں نے نقل کیا ہے۔ اس حدیث میں (بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ) سے وسیلہ بذواتِ فاضلہ ثابت ہوا۔

﴿محمد بن عمر بن علیؓ فرماتے ہیں﴾

(۴) ومما جاء عنه ﷺ من التوسل. عن محمد بن عمر بن علی قال لما ماتت فاطمة بنت اسد والدة علی مرضعة رسول الله ﷺ اضطجع النبی ﷺ فی لحدها ودعی بقوله (ﷺ) الله الذی یحی ویمیت وهو حی لایموت. اغفر لامی فاطمة بنت اسد ووسع علیها مدخلها بحق نبیک والانبیاء (علیهم السلام)

رواه الطبرانی فی الکبیر والاوسط (فی حدیث طویل)

وابن حبان والحاکم وصححوه عن انس وابن شیبة عن جابر وابن عبدالبر عن ابن عباس وابونعیم فی الحلیة عن انس ذکر ذلک کله الحافظ السیوطی فی الجامع الکبیر. وروی الطبرانی نحوه بسند جید. شواهد الحق. ٧٦

حضرت محمد بن عمر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد وفات پاگئیں یہ خاتون حضور پرنور ﷺ کی رضاعی والدہ بھی تھیں (جب قبر تیار ہوئی) تو حضور پرنور ﷺ انکی قبر میں (اتر کر) لیٹ گئے اور بارگاہ خداوندی میں یوں دستِ بدعا

ہوئے ،اللہ وہ جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور ہمیشہ زندہ ہے اسکے لئے موت نہیں یااللہ میری والدہ فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اوراسکی قبر کو کشادہ فرما،اپنے نبی (محمد ﷺ) کے حق سے،اور دوسرے نبیوں کے حق (وسیلہ) سے جو مجھ سے پہلے تھے بیشک توہی رحمت والا ہے

﴿حضرتِ امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسیدؓ فرماتے ہیں﴾

(۵) عن امية بن خالدبن عبدالله بن اسيد عن النبی ﷺ انه كان يستفتح بصعاليك المهاجرين رواه فی السنة مشكوة باب الفضل الفقراء فصل ٢ .ص (٤٣٩) الاستفتاح هوالاستنصار .لمعات

حضرت امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ فقراء مہاجرین کی برکت سے (اللہ تعالیٰ) سے مدد طلب کرتے تھے۔

﴿عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۶) وكانت الصحابة يستمدون به فی عهدهم روی عن عثمان بن حنيف رضی الله عنه ان رجلاضرير البصر اتی النبی ﷺ فقال ادع الله ان يعافينی قال ان شئت صبرت فهوخيرلک قال فادعه قال فامره ان يتوضاء يحسن الوضوء ويدع بعد الدعااَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیۡکَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِی الرَّحۡمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ قَدۡتَوَجَّهۡتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیۡ فِیۡ حَاجَتِیۡ هٰذِهٖ لِتُقۡضٰی اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعۡهُ فِیَّ . فی رواية ففعل فبرء وفی بعض الروايات يا نبی الرحمة (ﷺ)

قال الترمذی حسن صحيح كمافی شرح المنية للبرهان الحلبی ثم حموی الاشباه ص (٣٧)والترمذی (٥١٥)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے زمانے میں نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے (اللہ تعالیٰ کی) امداد طلب کرتے تھے۔ صحابیٔ رسول ﷺ) حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بینائی کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا۔اگر تم چاہو تو میں اس دعا کو مؤخر کردوں اور یہ صورت تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور اگر چاہو تو دعا کرتا ہوں۔ نابیناصحابی نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ آپ دعا فرمائیں۔تونبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اچھی طرح وضوکرکے دو رکعت نفل پڑھو۔اور پھر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیۡکَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِی الرَّحۡمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ قَدۡ

تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ ....

یا اللہ میں تجھ سے نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا محمد (ﷺ) بیشک میں نے آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی حاجت میں توجہ کی ہے تا کہ وہ پوری ہو جائے۔ اے اللہ آپ ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما

سنن ابن ماجہ۔ باب ماجاء فی صلوۃ الحاجۃ۔ حدیث ۱۳۷۵۔

ابن ماجہ فرماتے ہیں، قال ابو اسحاق؛ ھذا حدیث صحیح، امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔ امام بخاری نے بھی اپنی تاریخ میں اسے روایت کیا ہے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فواللہ ماتفرقنا و لا طال بنا الحدیث حتی دخل الرجل وقدابصر کانہ لم یکن بہ ضر۔

اللہ کی قسم نہ ہم مجلس سے اٹھے تھے اور نہ ہی ابھی زیادہ وقت گزرا تھا کہ وہ آدمی مجلس میں داخل ہوا، حالانکہ وہ بینا تھا، گویا کہ اسے کوئی بیماری ہی نہ تھی۔

مسند احمد جلد ۴ ۔ ۱۳۸۔ صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ ۔ ۲۲۵ ۔ مستدرک امام حاکم مع تلخیص۔ جلد۱۔ ۳۱۳۔ ۵۱۹۔ ۵۲۶۔ عمل الیوم واللیلۃ از امام نسائی صفحہ ۴۱۸۔ الترغیب والترہیب جلد۱۔ ۴۷۳ ۔ مجمع الزوائد۔ جلد۲۔ ۲۸۲۔

صاحب طبرانی معجم کبیر میں لکھتے ہیں

(۷) انہ کان رجل لہ حاجۃ عند عثمان رضی اللہ عنہ و کان یختلف الیہ وعثمان رضی اللہ لایلتفت الیہ فلقیٰ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فشکیٰ الیہ ذلک فقال توضاء ثم ائت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد ﷺ نبی الرحمۃ یامحمد انی اتوجہ بک الی ربک لتقضیٰ حاجتی اللھم فشفعہ فیَّ. ففعل ذلک الرجل کذلک ثم اتیٰ باب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فجائہ البواب واخذ بیدہ وادخلہ علی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ واجلسہ عثمان رضی اللہ عنہ علی بساطہ وسأل منہ الحاجۃ وقضیٰ لہ حاجتہ وقال ماکانت لک حاجۃ فاذکرھا. فسر ذلک الرجل وخرج من عندہ ولقیٰ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ وقال جزاک اللہ خیراً ملک قلت لعثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فی حاجتی فقال

والله ماكلمته الاانی رأیت رسول الله ﷺ اذاجائه رجل ضریرٌ واستمده به لبصارة بصره فقال له رسول الله ﷺ مثل قلت لک فعلمت منه ان التوسل به ﷺ یوجب قضاء الحاجات ..رواه الطبرانی فی المعجم الکبیرثم الجوهر المظم

امیرالمؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورخلافت میں ایک حاجت مند کوسیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے حاجت تھی،

مگرحضرت عثمان رضی اللہ عنہ (مصروفیات کی وجہ سے)انکی طرف التفات نہ فرماتے۔

ایک مرتبہ اسکی ملاقات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی اورصورتِ حال سے آگاہ کیا۔توحضرت عثمان بن حنیف نے کہاکہ توضوء کراورمسجدمیں دورکعت نفل پڑھ پھریہ(دعا)پڑھ یااللہ میں تجھ سے تیرے نبی جناب سیدنامحمدرسول اللہ ﷺ جورحمت والے نبی ہیں کے وسیلہ سے مانگتاہوں اورتیری طرف تیرے طرف رحمتوں والے نبی ﷺ کے ساتھ متوجہ ہوتاہوں، یامحمد ﷺ(یارسول اللہ)میں آپکے ساتھ آپکے رب کی طرف متوجہ ہوتاہوں،تاکہ اللہ میرایہ کام پورافرمادے یااللہ آپ ﷺ کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔اس نے ایساہی کیا،اسکے بعدحضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پرحاضرہوا تو دربان اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گیاحضرت نے اسے اپنے پاس بٹھایااوراسکی حاجت معلوم کرکے پوری فرمادی۔نیزفرمایاکہ تجھے جب بھی کوئی ضرورت پیش آئے مجھے بتادیاکر،وہ نہایت مسرت وشادمانی کیساتھ وہاں سے لوٹا،اسکی ملاقات دوبارہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی،ان سے کہاشائد آپ نے امیرالمؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے میری حاجت کی برآری کی سفارش کی اللہ تعالیٰ آپکو اسکا اجرعطا فرمائے۔جناب عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہااللہ کی قسم میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تیری حاجت کی برآری کیلئے کوئی سفارش نہیں کی،

ہاں آپکی حاجت برآری(حاجت پوراہونے)کا سبب یہ ہے،کہ(میں نے ایک دن) ایک شخص جوضریرالبصر(جسکی بینائی ضائع ہوچکی تھی)کودیکھاجوحضورپرنور ﷺ سے نظردرست ہونے کی درخواست کررہاتھا،توحضور پرنور ﷺ نے اسے یہی دعاسکھائی جومیں نے آپکوسکھائی، راوی کہتاہے،کہ میں جان گیاکہ اگربارگاہ خداوندی میں حضور ﷺ کاوسیلہ پیش کیاجائے تواللہ تعالیٰ اس کی حاجت بر لاتاہے۔

﴿علامہ ابن حجر المکیؒ جوہر المنظم میں لکھتے ہیں﴾

(۸) قال العلامة ابن حجر المكى رحمة الله عليه فى جوهر المنظم وروىٰ بعض الحفاظ عن ابى سعيد السمعانى انه عن على بن ابى طالب رضى الله عنه انهم بعد دفنه ﷺ بثلاثة ايام جاء هم اعرابى فرمىٰ بنفسه على القبر الشريف على صاحبه ﷺ وحثى ترابه على رأسه وقال يارسول الله ﷺ قلت فسمعناقولك ووعيت من الله ماوعينامنك وكان فيماانزل الله تعالىٰ عليك قوله تعالى

وَلَوْاَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْااَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا للّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُاللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًاO وقد ظلمت نفسى وجئتك فاستغفرلى ربى فنودى من القبرالشريف انه قد غفر لك وجاء مثل ذلك عن على رضى الله عنه عن طريق آخر فهو يؤيد رواية السمعانى الدرر السنية فى ردالوهابية للمفتى الشيخ بالمسجد الحرام السيداحمد بن زينى دحلان فى ردالوهابيه (۲۳) مدارك جلد ۱ . (۲۳۲)

علامہ ابن حجر مکی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض حفاظ احادیث نے حضرت ابی سعید سمعانی سے روایت کی ہے اورانہوں نے حضرت علی سے روایت کی ہے ،حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایاکہ حضور پرنور ﷺ کواس دنیاسے رحلت فرمائے ہوئے صرف تین دن گذرے کہ ایک اعرابی حضور پرنور ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہوا اورروضہ رسول ﷺ سے لپٹ گیا روضہ اطہر کی مٹی لیکرسرپرڈالنے لگاعرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ اللہ جل جلالہ نے جوکچھ آپکو عطا فرمایا وہ ہم نے بھی لیا(قبول کیا)اس میں یہ بات بھی ہے،کہ جب وہ اپنی جانوں پرظلم کریں تواے(محبوب ﷺ) تیرے پاس آجائیں اوراپنے گناہوں کی مغفرت طلب کریں۔اور رسول اللہ ﷺ بھی انکی شفاعت فرمادیں توضروراللہ کوتوبہ قبول کرنے والابہت مہربان پائیں گے،یارسول اللہ ﷺ میں نے بھی اپنے آپ پر ظلم کیاہے اورآپکے دربا ر اقدس میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ سے سفارش حاصل کرسکوں یارسول اللہ ﷺ نظرکرم فرمائیے اور میری سفارش فرمائیں(اعرابی کے ان کلمات میں سوزتھاتڑپ تھی ابھی وہ یہ کلمات اداکر ہی رہاتھا کہ) روضہ اطہرسے صدا آتی ہے(اے پیارے امتی جاؤ)تیری مغفرت ہوگئی۔ حضرت علیؓ سے دوسری سند کے ساتھ اسی طرح منقول ہے،سووہ حضرت سمعانیؒ کی اس روایت کی تائید ہے

حضرت امام ابن حجر المکی لکھتے ہیں

(۹) وفی الجوھر المنظم ایضاان اعرابیا وقف علی القبر الشریف وقال اللھم ھذا حبیبک وانا عبدک والشیطن عدوک فان غفرت لی سر حبیبک وفاز عبدک وغضب عدوک وان لم تغفرلی غضب حبیبک وترضیٰ عدوک وتھلک عبدک انت یارب اکرم من ان تغضب حبیبک وترضیٰ عدوک وتھلک عبدک اللھم ان العرب اذامات فیھم سیداعتقوا علی قبرہ وان ھذاسید العٰلمین فاعتقی علی قبرہ یاارحم الراحمین فقال لہ بعض الحاضرین یااخاالعرب ان اللہ قد غفر لک بحسن ھذا السوال (اھ)الدرر السنیۃ فی ردالوھابیہ (۲۴) وشواھد الحق (۸۱)

حضرت امام ابن حجر المکی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک اعرابی (وصالِ رسول ﷺ کے بعد) روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوا، اور یوں دعا کرنے لگا، یااللہ جل جلالہ یہ تیرے حبیب ﷺ ہیں اور میں تیرابندہ ہوں اور شیطن تیرادشمن ہے اگرتو مجھے بخش دے گا، تو تیرامحبوب ﷺ خوش ہوجائے گااور تیرابندہ کامیاب ہوجائے گا، اور تیرادشمن (شیطن سخت) پریشان ہو جائے گااور اگرتونے مجھے نہ بخشا تو تیرے حبیب ﷺ پریشان اور تیرادشمن خوش ہوجائے گا اوتیرابندہ ہلاک ہوجائے گا، یااللہ توکریم ہے (بہت زیادہ کرم فرمانے والاہے مجھے یقین کامل ہے) کہ تواپنے حبیب ﷺ کوناراض نہ فرمائیگا۔ اورنہ دشمن کوخوش کریگا، اورنہ اپنے بندے کوہلاک کرے گا۔

یااللہ، عرب (کے رہنے والوں کادستور ہے) کہ جب انکاسردار وفات پاجائے تو (یہ لوگ) اسکی قبرپرغلاموں کوآزادکرتے ہیں (یااللہ یہ عرب کادستورورواج ہے کہ اپنے سردار کی وفات پر اپنے غلاموں کوآزادکرتے ہیں) میں تیرابندہ ہوں اوریہ (تیرے حبیب ﷺ) پوری کائنات کے سردار ہیں، تویااللہ جل جلالہ یاارحم الراحمین تومجھے انکے (ﷺ) روضہ اطہر پر آزاد فرمادے، سو (وہ مسلمان جوحضور پرنور ﷺ کے روضہ اطہرپرحاضر تھے میں سے کچھ) حاضرین نے کہا، اے بھائی تونے جس اچھے انداز سے سوال کیاہے (تیرے اس اندازِ محبت) وحسنِ سوال کے بنا اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیاہے۔

ﷺسیدنا حسن بصری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیںﷺ

(۱۰)ثم قال فی المواھب وعن الحسن البصری قال وقف حاتم الاصم علی قبر نبیک ﷺ فقال یارب انازرنا قبر نبیک ﷺ فلا تردنا خائبین فنودی یاھذاماأذناک فی زیارۃ قبر حبیبنا الا و قد قبلناک فارجع انت ومن معک من الزوار مغفور لکم ۔ شواھد الحق (۸۲)

☆۔۔کہ حاتم اصم جب نبی کریم ﷺ کے مزارِاقدس پر حاضر ہوا تو عرض کیا یا اللہ ہم نے تیرے محبوب ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کی سو ہمیں نامراد نہ لوٹانا۔(غیب سے) ندا آئی اے(زائر)ہم نے کسی کو(اپنے پیارے حبیب ﷺ کے مزار پر حاضری میں تکلیف نہیں دی) تیرا آنا(اور تیری دعائیں میرے نزدیک)قبول ہیں،تیرا اور تمام زائرین کا آنا قبول ہے (اب اپنے گھروں کو)لوٹو(تمہیں خوشخبری ہو) کہ میں نے سبکو بخش دیا ہے۔

ﷺعلامہ نبہانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیںﷺ

(۱۱)وقال ابن ابی فدیک سمعت بعض من ادرکت من العلماء والصلحاء یقول ان من وقف عند قبر النبی ﷺ فقال ھذاہ الآیۃ (ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی ؕ یاایھاالذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ٥ وقال صلی اللہ علیک یارسول اللہ حتیٰ یقولھا سبعین مرۃ ناداہ ملک صلی اللہ علیک یافلان ولم تسقط لہ حاجۃ رواہ البیھقی (اہ) مواھب ثم شواھد الحق (۸۲).

حضرت فدیک رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے علماء وصلحاء سے سنا،وہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی رسول اکرم ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور یہ آیت کریمہ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی ؕ یاایھاالذین آمنوصلوا علیہ وسلمواتسلیما پڑھے اور پھر ستر (۷۰) مرتبہ یہ درود وسلام پڑھے،صلی اللہ علیک یارسول اللہ ﷺ

تو ایک فرشتہ اسے پکارتا ہے اے فلاں اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے ۔ اور اسکی تمام حاجات پوری کردی جاتی ہیں۔

صلی اللہ علیک یارسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیک یارسول اللہ ﷺ
صلی اللہ علیک یارسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیک یارسول اللہ ﷺ

اثباتِ توسل بذواتِ فاضلہ بعدالوفاۃ

علماء کرام کے اقوال کی روشنی میں

علامہ تاج الدین سبکی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۱)وقال السبکی یحسن التوسل بالنبی ﷺ الی ربہ تعالیٰ ولم ینکرہ احد من السلف والخلف (رحمھم اللہ تعالیٰ) الاابن تیمیۃ فابتدع مالم یقلہ عالم قبلہ (۵)ونازع العلامۃ ابن امیر حاج فی دعوی الخصوصیۃ واطال الکلام علی ذلک فی الفصل الثالث عشرفی آخرشرحہ علی المنیۃ فراجعہ، شامی جلد(۵) کراھیۃ ص(۲۵۴)

علامہ تاج الدین سبکیؒ فرماتے ہیں (کہ دعاؤں میں) بارگاہ الٰہی میں نبی کریم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا مستحسن (بہتر ہے) نہ تو صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے وسیلہ کاانکارکیااورنہ ہی قرون ثلاثہ میں کسی عالم دین نے وسیلہ کاانکارکیا،سوائے ابن تیمہ گمراہ کے (ابن تیمہ ہی وہ گمراہ شخص ہے) جس نے (وسیلہ سے انکار کر کے) دین (مصطفیٰ ﷺ) میں بدعتِ سئیہ ایجاد کی (حالانکہ صحابہ کرامؓ کے دور سے لیکرابن تیمہ تک) کسی عالم نے (وسیلہ) سے انکارنہیں کیا۔

بلکہ حضرت علامہ ابن امیرحاج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایاکہ توسل حضورنبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ودیگر (انبیاء کرام واولیاء وشہداء) کیساتھ جائزہے۔

صاحب الخزینۃ الاسرارلکھتے ہیں

(۲)وان یتوسل الی اللہ تعالیٰ بانبیائہ (الخ) والصالحین من عبادہ.

الحصن الحصین (۱۵) وخزینۃ الاسرار. دعا(۱۴۳) وفتاویٰ برھنہ اذکار. جلد ۱ (۳۲۱)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں انبیاء کرام علیہم السلام اوراولیاء کرام کی ذوات کیساتھ توسل کرے۔

(۳) المتوسل المتقرب بمعنیٰ نزدیکی جستن ووسیلہ خواستن. وفیہ امتثال لقولہ تعالیٰ یاایھاالذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وورد ت الاحادیث علی جواز التوسل وباالاعمال الصالحۃ والذوات الفاضلۃ (۵۱) عمدۃ الرعایۃ جلد ۱ مقدمۃ (۴۸)

متوسل اسم فاعل کا صیغہ ہے جسکا معنی ہے مقرب نزدیکی ڈھونڈنے والا۔ وسیلہ تلاش کرنا صاحب شرح وقایہ نے رسول اکرم ﷺ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر کے اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ بھی کیا ہے اور عمل بھی۔ جس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اے ایمان والو۔ اللہ (کے عذابوں) سے ڈرو اور اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرو (قبولیت اعمال ومشکلات کی آسانی اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے بچنے دنیا وآخرت کی نعمتوں کے حصول کیلئے) اعمال صالحہ کا وسیلہ یا ذوات فاضلہ کا وسیلہ بارگاہ رب العلمین میں پیش کرنے کے جواز پر کثیر احادیث (صحیحہ) وارد ہیں۔

﴿حضرت علامہ شامیؒ مقدمہ شامی میں لکھتے ہیں﴾

(۴) وانی اسئلہ تعالی متوسلا الیہ بنبیہ المکرم ﷺ وباہل طاعۃ من کل ذی مقام علی عظیم وبقدوتنا الامام الاعظم ان یسھل علی ذلک من انعامہ ۔شامی جلد ا ۔مقدمۃ (۲)

اللہ تعالیٰ میری اس تصنیف کو اپنے پیارے حبیب عزت وحشمت والے غیب کی خبریں دینے والے ﷺ اور وہ ذوات قدسیہ جو عنداللہ وجیہ وصاحبان عظمت ہیں خصوصاً وہ امام جو (امت مصطفی ﷺ) کے مقتدا ہیں کے وسیلہ سے مجھ پر آسان فرمادے اپنی انعام خاص کے ساتھ۔

﴿صاحب مراقی الفلاح لکھتے ہیں﴾

(۵) وَاللّٰہُ الْکَرِیْمُ اَسْئَالُ وَبِحَبِیْبِہِ الْمُصْطَفٰی ﷺ اَتَوَسَّلُ اَنْ یَّنْفَعَ بِہٖ جَمِیْعَ الْاُمَّۃِ ۔ مراقی الفلاح مقدمۃ (۱۱)

اور اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ (جو تمام مخلوقات میں چنیدہ وپسندیدہ ہیں) کے توسل سے اللہ کریم سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ کریم میری اس کتاب مراقی الفلاح کو رسول کریم ﷺ کی جمیع امت کے لئے نافع بنادے۔

﴿صاحب شرح وقایۃ اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگتے ہیں﴾

(۶) وبعد فیقول العبد المتوسل الی اللہ تعالیٰ باقوی الذریعۃ

حمد وثناء کے بعد بندہ فقیر مضبوط ترین وسیلہ (جناب محمد رسول اللہ ﷺ واعمال صالحہ) کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حضور (دست سوال دراز کر کے) کہتا ہے۔

(۷)وجئنا کمانتوسل بکماالی رسول الله ﷺ لیشفع لناویسئال ربناان یتقبل سعیناویحیینا علی ملته ویمیتنا علیها ویحشرنا فی زمرته ثم یدعولنفسه ولوالدیه ولمن اوصاه بالدعاء ولجمیع المسلمین ثم یقف عندرأسه ﷺ کاالاول ویقول اللهم انک قلت وقولک حق (ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروالله واستغفر لهم الرسول لوجدالله توابا رحیما) وجئنابک سامعین قولک طائعین امرک مستشفعین بنبیک الیک اللهم ربنا اغفر لناو لاخواننا الذین سبقونا بالایمان ،عالمگیری جلد ا (۲۷۰) ومراقی الفلاح والطحاوی. آخر الحج (۴۵۰)

(فقہاء لکھتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ پرصلوٰۃ وسلام پڑھنے کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق، پھر سیدنا عمر فاروق ،رضوان اللہ علیہما پرسلام پڑھنے کے بعد ایک مرتبہ پھر سیدنا ابوبکر، وسیدنا عمر فاروق رضوان اللہ علیہما کے مزارات کے درمیاں کھڑے ہوکریوں عرض کرے، یاابوبکر صدیق ویاعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ دونوں پرسلام ہو)اورہم آپ دونوں کو حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں،اور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے ہماری یہ سعی (دور ودراز سے یہاں تک آنے کی مشقت)قبول فرمائے ،اور ہمیں آپ ﷺ کی ملت پر زندہ رکھے اور آپ ہی کی ملت پر موت عطافرمائے ،اوراللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن آپ ہی کے زمرے (جماعت)میں اٹھائے، پھر اپنے لئے اوراپنے والدین اورجس نے اسے دعا کے لئے کہا ہے اور والدین کیلئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرے۔ پھر پہلے کی طرح حضور پرنور ﷺ کے چہرہ مبارک کے سامنے کھڑا ہوجائے ،اور کہے

یااللہ جل جلالہ تُونے فرمایاہے۔اور (ہماراایمان ہے کہ) تیرا قول ہی سچاہے(اوروہ یہ ہے)اوراگروہ اپنی جانوں پرظلم کریں اور(اے محبوب ﷺ)آپ کے پاس آجائیں تواللہ سے مغفرت طلب کریں اوررسول بھی انکی سفارش کریں توضرورپائیں گے اللہ کونہایت بخشنے والامہربان،

یااللہ ہم تیری قدرت کاملہ ورحمتِ خاصہ کیساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہیں

یااللہ ہم نے تیرے کلام کوسنا اور اطاعت کی، اور تیری بارگاہ میں رسول اکرم ﷺ کی سفارش پیش کرتے ہیں یااللہ ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان کیساتھ گذرے۔

﴿اہل قبور کے مزارات کی زیارت سے نفع (فیض) ملتا ہے﴾

(۱) قال الامام الشافعی ان قبر الامام موسیٰ الکاظم تریاق مجرب لاجابة الدعوات

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت سرعت کیساتھ دعاؤں کی قبولیت کا سبب ہے اور یہ آزمودہ ہے۔

امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں

(۲) ونقل عن بعض المشائخ ان الشیخ معروف الکرخی والشیخ الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی تصرفهما فی القبور کتصرفهما فی الحیوٰة ۔احیاء العلوم

امام احمد غزالیؒ فرماتے ہیں کہ معروف کرخی اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما (کو جو تصرفات اللہ تعالیٰ نے دنیا میں عطا فرمائے تھے) اور دنیا کی زندگی میں (ان تصرفات مِنْ جَانِبِ اللہ سے بندوں کی مشکلات حل فرماتے تھے) وہی تصرفات (من جانب اللہ) قبر میں بھی ہیں (اور مخلوقات خداوند جل جلالہ کی مشکل کشائی فرماتے ہیں)

﴿حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۳) واما اتخاذ المسجد بجوار نبی ﷺ او عبد صالح والصلوة فیه عند قبره لالتعظیمه اوالتوجه نحو القبر بل لحصول مدد منه وتکمیل العبادة ببرکة مجاورة ارواحهم الطاهرة فلاحرج فی ذلک، نقله الشیخ الدهلوی فی شرح المشکوٰة.

انبیاء کرام علیهم السلام اور اولیاء کرام رحمت اللہ علیهم کے مزارات کے قرب و جوار میں مسجدیں اس لئے بنائی جائیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے صاحب مزار کی تعظیم کے لئے نہیں بلکہ صرف اس نیت سے کہ انکا قرب اور انکی ارواح مقدسہ کا ہمہ وقت یہاں موجود ہونے (کی) برکت، سے زائر کی نماز قبول ہو (یہاں نماز پڑھنا قبولیت نماز و مشکلات کے حل کیلئے) ان اولیاء کرام کی مدد کے حصول کیلئے ہو تو پھر مزارات کے قرب وجوار میں مساجد کے بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں کہ اس صورت میں نہ تو کوئی اشکال ہے اور نہ کوئی شرک۔

میں امام غزالی رحمت اللہ علیہ کے قول کیساتھ ابن تیمیہ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں

(۴)وردہ(ای رد منع الزیارۃ)الغزالی بوضوح الفرق فان ماعداالمساجد الثلاثلۃ مستویۃ فی الفضل فلافائدۃ فی الرحلۃ الیھا) واماالاولیاء فانھم متفاوتون فی القرب من اللہ تعالیٰ ونفع الزائرین بحسب معارفھم و اسرارھم .ردالمحتار.

(کہ ابن تیمیہ نے لا تُشدُّ رحال الاالیٰ ثلاث مساجد مسجدالحرام و المسجد الاقصیٰ و مسجدی ھذا۔کودلیل بناکر قبورکی زیارت سے منع لکھا)

(سواسکاجواب یہ ہے) کہ ان تین مساجد کے علاوہ مساجد،نماز کے اجروثواب کی حثیت سے یکساں ہیں سوجب اجروثواب میں مساجد ان تین مساجد کے علاوہ یکساں ہیں توپھر دوسری مساجدکی طرف سفرکرنایہ نیت کرکے کہ ثواب زیادہ ملے گا(محض وقت کاضیاع ہے کیونکہ مسجدالحرام میں ایک نماز کاثواب ایک لاکھ کے برابر ہے،اوربیت المقدس ومسجدنبوی میں ایک نمازکاثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے جبکہ باقی مساجدمیں یکساں توپھر سفر بیکارہے)علامہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آئمہ میں سے کسی کو(اہل قبورکی زیارت سے منع کرتے ہوئے نہ پایا) امام غزالی رحمت اللہ علیہ نے اس فرق کوواضح فرمادیا۔

کہ اولیاء اللہ تقرب الی اللہ اورزائرین کونفع پہنچانے میں مختلف درجات رکھتے ہیں۔اپنے اسرار(جواللہ تعالیٰ نے انہیں عطافرمائے ہیں)اورمعرفتِ (الٰہی جل جلالہ کی **حیثیت** سے زائرین کونفع پہنچاتے ہیں)سواس حدیث کوزیارۃِ قبورپرقیاس کرنا(بڑی جہالت ہے) کیونکہ اس حدیث میں مساجدکا ذکرصراحت کے ساتھ موجودہے۔

عارف باللہ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۵)ذکر العارف باللہ تعالیٰ الشیخ عبدالوھاب الشعرانی فی کتابہ الجواھر والدرر ان بعض مشائخہ ذکرلہ ان اللہ تعالیٰ یوکل بقبرالولی ملکا یقضیٰ حوائج الناس کماوقع للامام الشافعی والسیدۃ النفیسۃ) وسیدی احمد البدوی (یعنی فی انقاذ الاسیر مِنْ من اسرہ من بلاد الفرنج)وتارۃ یخرج الولی من قبرہ بنفسہ ویقضی حوائج الناس لان للاولیاء الانطلاق فی البرزخ والسیر لاارواحھم . نفحات القرب.(۲۲۲

مجھ سے میرے مشائخ نے ذکر فرمایا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کے مزارات پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے، جو زائرین کی حاجات (باذن اللہ) پوری کرتا ہے۔ جیسے کہ یہ واقعات امام شافعی، سیدہ نفیسہ، سیدی احمد بدوی رحمت اللہ علیھم کے مزارات کی زیارتوں سے رونما ہوئے (اور زائرین نے ملاحظہ کئے) اور کبھی کبھار اولیاء اللہ اپنے مزارات سے نکل کر مشکل میں پھنسے ہوئے مسلمانوں کی مشکلات کو (باذن اللہ) حل فرما دیتے ہیں، کیونکہ اولیاء اللہ کا اپنے مزارات سے کہیں جانا اور انکی ارواح کا عالم کی سیر کرنا ثابت ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؓ کے مزارِ اقدس کی زیارت سے نفع

حضرت علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر المکی نے اپنی کتاب قرع اللبیب میں باقاعدہ ایک باب میں الگ فصل باندھا، اور یوں لکھا۔ پینتیسویں فصل، آئمہ کرام کے ادب کے بیان میں، اور اسی فصل میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق تحریر فرمایا۔

(۶) قال العلامة الشيخ شهاب الدين احمد بن حجر المكى الفصل الخامس والثلاثون فى تأدب الائمة مع ابى حنيفة (رضى الله تعالىٰ عنه) فى مماته كماهو فى حياته وان قبره يزار لقضاء الحوائج. اعلم انه لم يزل ذوالحاجات يزورون قبره ويتوسلون عنده فى قضائحوائجهم ويرون النجح فى ذلك. قرع اللبيب (۱۰)

کہ امام اعظمؒ کا ادب واحترام اسی طرح کیا جائے گا جس طرح انکی حیات میں کیا جاتا تھا، اور زائرین انکے مزارات کی زیارت اس لئے کرتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ انکی برکت سے) انکی حاجات برلائے (اور یہ بات بھی) ذہن نشین رہے کہ اہل حوائج ان (بزرگوں اولیاء کرام مجتہدین کے مزارات کی زیارت) اس لئے کرتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ) انکے وسیلہ سے انکی حاجات برلائے، اور زائرین نے اپنی کامیابی بھی دیکھی۔

مفسر قرآن، صاحب روح البیان فرماتے ہیں

(۷) لدعاء اماكن يظن فيها الاجابة مثلا عندرؤية الكعبة وعلى الصفاء والمروة وغيرها وجُرِّبَ استجابة الدعاء عندقبور الصالحين بشروط معروفة عنداهلها اللهم افض علينا بركات الصالحين. روح البيان جلد ۱ (۲۰۴) قطب الارشاد (۳۲)

(من جانب اللہ) کچھ اماکن (جگہیں) ایسی ہیں جہاں دعاؤں کی قبولیت یقینی ہے، جیسے کعبہ شریف پر نظر پڑھنے کیوقت، صفا، اور مروہ پر، نیز مزاراتِ اولیاء، بشرطیکہ زائرین ان تمام شروط کو ملحوظ نظر رکھیں جو فقہاء کرام نے بیان فرمائی ہیں پھر جو دعائیں صاحب مزار (کے قریب مانگے) انشاء اللہ وہ دعا (عند اللہ قبول ہیں) یااللہ ہم پر ان اولیاء وصالحین کرام کے وسیلہ سے اپنی رحمتیں نازل فرما۔ (آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین۔ مترجم)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار سے

امام شافعی رحمت اللہ علیہ کو فیض ملا

امام شافعی رحمت اللہ علیہ کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کمالِ ارادت ومحبت تھی۔

(۸) ومماروی من تأدب الشافعی مع الامام ابی حنیفة انه قال الشافعی انی لأتبرک بابی حنیفة واجیء الی قبره فاذاعرضت لی حاجة صلیت رکعتین وسئلت اللّٰه تعالیٰ عندقبره فتقضیٰ لی سریعاً. شامی جلد ۱ .مقدمه (۵۷،۳۹)

ادب کا اتنا پاس تھا کہ امام شافعی فرماتے ہیں، کہ مجھے جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میں امام اعظمؒ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر دو رکعت نفل پڑھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا مانگتا ہوں تو اللہ تعالیٰ میری دعا کو بہت جلد شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے۔

صاحبِ لمعات رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۹) من یستمد به فی حیا ته یستمد به بعد مماته لمعات جلد ۱ .زیارة القبور (۹۳۳)

جن سے (انکی) زندگی میں امداد حاصل کی جاتی تھی وفات کے بعد بھی ان سے امداد لی جاسکتی ہے۔

علامہ سروجی رحمت اللہ علیہ شارح ھدایة

باب صفة الصلوٰة میں فرماتے ہیں

(۱۰) کان بکاربن قتیبة ابن اسدالقاضی المصری من البکائین وقارئین لکتاب اللّٰه تعالیٰ وقبره مشهوربالقراضة بمصر یزارویتبرک به ویقال ان الدعاء عند قبره یستجاب .الفوائد البهیه (۲۶)

حضرت بکار بن قتیبہ بن اسد قاضی مصری (شب روز) قرآن کریم کی تلاوت کرنیوالے (خشیت ربانی میں) رونے والے ولی کامل تھے۔انکا مزار شریف مصر قراضہ میں ہے۔ انکے مزار سے برکت حاصل کی جاتی ہے اور انکے مزار شریف کے پاس مانگی ہوئی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

﴿صاحب بدائع کے مزار سے نفع﴾

(۱۱) ابوبکر بن مسعود بن احمد علاء الدين ملك العلماء الكاساني صاحب البدائع شرح تحفة الفقهاء دُفِنَ ظاهر الحلب عند قبر زوجته فاطمة بنت صاحب التحفة الفقهية العالمة والدعاء عند قبرهما مستجاب .الفوائد البهية(۲۶)

ابوبکر بن مسعود بن احمد علاء الدین کاسانیؒ جنہوں نے تحفۃ الفقہاء کی شرح لکھی (اس شرح کا نام) البدائع ہے (حضرت کا جب وصال ہوا) توانہیں ظاھر الحلب (جگہ کا نام ہے) میں اپنی زوجہ فاطمہ جو خود اچھی فقیہ عالمہ تھی اور انکے والد تحفۃ (نامی کتاب کے) مصنف تھے انکی قبر کے قریب دفنائے گئے دونوں کے مزارات مرجع خلائق ہیں اور وہاں مانگی ہوئی دعا قبول ہوتی ہے

﴿ابن قدیمؒ فرماتے ہیں﴾

(۱۲) قال ابن القديم سمعت ضياء الدين الحنفي حضرت الكاساني عندموته فشرع فى قراءة سورة ابراهيم حتى بلغ قوله تعالىٰ يثبت الله الذين آمنوابالقول الثابت (الآية) فخرجت روحه ودفن عندقبرزوجته داخل مقام الخليل بظاهر الحلب والدعاء عند قبرهمامستجاب ويعرف عندالزوّارفى حلب بقبر المراة وزوجها.(۱۵)الفوائد البهية (۲۷)

ابن قدیمؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ضیاء الدین حنفی کاسانیؒ کے پاس حاضر ہوا سکرات کا عالم تھا تو میں نے دیکھا کہ حضرت اس وقت سورۃ ابراہیم کی تلاوت فرما رہے ہیں، جب وہ اس آیت پر پہنچے (یثبت الله الذين.الیٰ آخرہ) توانکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ،انہیں مقام الخلیل ظاہر الحلب میں اپنی زوجہ کی قبر کے پاس دفنایا گیا۔دونوں کے مزارات مرجع خلائق ہیں ان مزارات کے پاس مانگی ہوئی دعا قبول ہوتی ہے نیز یہ کہ دونوں کے مزارات شہر حلب میں قبر المراۃ والزوج کے نام سے مشہور ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۱۳)روی محرز مولیٰ ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال مرنفر من الشمس بقبر حاتم فنزلوا قریبامنہ فقام الیہ رجل یقال لہ ابو الخیری وجعل یرکض برجلہ قبرہ ویقول اقرنا فقال لہ بعضھم ویلک یدعوک اتعرض لرجل قدمات قال ان طیایزعم انہ مانزل بہ احد الاقراہ ثم اجنھم الیل فناموا فقام ابو الخیری فزعاوھو یقول واہ راحلتاہ فقالوا لہ مالک قال اَتَانِی حَاتِمٌ فِی النَّوْمِ وَعَقَرَنَاقَتِی بِالسَّیْفِ وَاَنَااَنْظُرُ اِلَیْھَاثُمَّ انشدنی شعر احفظتہ یقول فیہ

☆-سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کاغلام محرز فرماتے ہیں-کہ ایک مرتبہ جب ہمارا قافلہ حاتم طائی کی قبر کے قریب پہنچاتو ہم نے وہیں پڑاؤ ڈالاتو ابوالخیری اٹھااور حاتم طائی کی قبر کو پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا(اے حاتم طائی اٹھیے)اورہماری مہمان نوازی کیجئے،تو ساتھیوں میں سے کسی نے کہا(اے ابوالخیری)توایسے آدمی سے مہمان نوازی کیلئے کہہ رہا ہے جو وفات پاچکاہے،توابوالخیری نے کہاقبیلہ بنی طے کے لوگوں(سے میں نے سناہے)وہ کہتے ہیں کہ اگرحاتم طائی کی قبر کے پاس کوئی آکرپڑاؤڈال دے توحاتم طائی اپنے مہمانوں کی ضیافت فرماتے ہیں،جب رات ہوئی اورگھپ اندھیرا چھاگیا،سب سوگئے اچانک ابوالخیری خواب سے ڈرکر بیدارہوئے،اور زورزور سے چیخنے لگے ہائے میری اونٹنی ہائے میری اونٹنی،ساتھی بھی بیدارہوئے پوچھا ابوالخیری کیابات ہے،ابوالخیری نے خواب بیان کرناشروع کیا(ساتھیو) جب میں سویاتومیں نے خواب میں حاتم طائی کودیکھاکہ وہ ہاتھ میں تلوارلئے آئے اور میری اونٹنی کی ٹانگیں زخمی کیں-اوراس نے اشعارپڑھے جومجھے ابھی تک یادہیں-

(۱) یاابا الخیری وانت امرء — ظلوم العشیرۃ شتامھا
(۲) اتیت بصحبک تبغی القری — لذی حفرۃ قدصدت ھامھا
(۳) اتبغی لی الذم عند المبیت — وحولک طی وانعامھا
(۴) فان لنشبع اضیافنا — ونأتی المطی فنعامھا

[ترجمہ] اے ابوالخیری تم اپنے قبیلے کے ایک ظالم وشاتم انسان ہوتم اپنے ساتھیوں کو میرے پاس لائے ہواور ضیافت طلب کرتے ہو،ایسی قبر والے کے پاس جس قبر کے اوپر

کا حصہ بھی (انسانوں نے) بند کر دیا ہے، کیا تم مجھے شرمندہ کرنا چاہتے ہو حالانکہ تمہارے قرب وجوار میں بنی طے قبیلہ کے لوگ ہیں جن کے پاس (کھانے پینے کے اشیاء اور ذبح کرنے کیلئے) چوپائے بھی موجود ہیں (تم نے ہمارا امتحان لیا ہے) سو ہم اپنے مہمانوں کو پیٹ بھر کھانا کھلائیں گے ------

---

ابوالخیری (جب اپنی اونٹنی کے پاس گئے) دیکھا کہ اسکی اونٹنی کی تینوں ٹانگیں زخمی ہیں، تو انہوں نے اسے رات کو ہی ذبح کیا اور گوشت پکا کر کھالیا ساتھیوں نے کہا کہ (واقعی حاتم طائی کتنا اچھا مہمان نواز تھا) زندگی میں بھی ہماری مہمان نوازی کرتا تھا اور وفات کے بعد بھی ہمیں خوب کھلایا (جب صبح ہوئی اور کوچ کا وقت ہوا) تو ساتھیوں میں سے ایک ساتھی نے ابوالخیری کو اپنا ردیف بنایا (اپنے ساتھ پیچھے بٹھایا) اور چل دئے۔ چلتے چلتے انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا جو اونٹنی پر سوار اور اپنے ساتھ ایک اونٹ بھی کھینچتے ہوئے (تیزی کیساتھ انکی طرف) بڑھ رہا ہے، جب قریب پہنچا تو کہنے لگا تم میں ابوالخیری کون ہے، ابوالخیری نے (فورا) کہا ابوالخیری میں ہوں، آنے والے نے کہا یہ اونٹ لیجئے، میں عدی حاتم طائی کا بیٹا ہوں رات کو میں نے والد کو خواب میں دیکھا وہ آئے اور مجھے کہا (بیٹا) رات کو میری قبر کے پاس مہمان آئے اور دعوت طلب کی تو میں نے ابوالخیری کی اونٹنی ضیافت میں کھلا دی، تم جاؤ اسے اونٹ دے آؤ، سو میں تجھے یہ اونٹ دینے آیا ہوں لو یہ اونٹ تیری سواری کیلئے ہے جو چاہو (اب یہ تیری ملکیت ہے)

﴿ابن دارة غطفانی نے اپنے اشعار میں بھی اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے﴾

ابوک ابوسفانته الخیرلم یزل   لدان شب حتی مات فی الخیر راغبا

به تضر الامثال فی الشعر میتا   وکان له اذذاک حیاً مصاحبا

قرای قبره الاضیاف اذنزلوابه   ولم یقر قبر قبله الدهر راکبا.

نفحة العرب (۷۵) [ترجمہ]

اے عدی بن حاتم تیرا والد جوانی سے لیکر موت تک ہمیشہ صاحب خیر رہا۔ تیرا والد ایسا عظیم شخص تھا، کہ اس نے مرنے کے بعد بھی آنے والے مہمانوں کی ضیافت کی، اس

ضیافت کی شعراء بھی اپنے اشعار میں ذکر کرتے ہیں۔
مذکورہ بالادلائل سے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ وفات کے بعد بھی امداد فرماتے ہیں نیز حاتم طائی کی سخاوت جو اسکی زندگی میں مشہور تھی اور مرنے کے بعد بھی اسکی سخاوت ومہمان نوازی مشہور ہے،ایک سخی کی سخاوت ومہمان نوازی کا یہ عالم ہے تو اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی سخاوت کا کیا عالم ہوگا۔انکا لنگر تو ہمہ وقت چلتا ہے۔(جسے شک ہو وہ داتا علی ہجویری ،اور حضرت بابا سیدوغوث،سیدنا عبدالغفور بابا،سراج الاولیاء رحمت اللہ علیہما کے مزارات شریف پر جا کر ملاحظہ فرمالیں۔مترجم)

لنگرِ داتا میں حاضر امیر وغریب ہے
عرس کے موقعہ پہ دائم حَلِیبُ حَلِیبُ ہے
دربارِ سَیدُوغوث میں لنگر ہے صبح شام
مشہور فی العالم ہے بغداد ہی کا نام

ازنتیجہ فکر محمد عبدالعلیم القادری مترجم کتاب ھذا

سَیدُوغوث سے میری مراد سیدنا سراج الاولیاء بابا عبدالغفور القادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنکا مزار اقدس سیدوشریف سوات میں مرکز انوار وتجلیات،ومرجع خلائق ہے

آرزو کرتا ہوں تجھ سے یا غفور المذنبین
شیخ عبدالغفور سراج اولیاء کیواسطے (مترجم)

﴿اکیسویں بحث وہابیوں کے اقوال کے جوابات﴾

اعتراض۔وہابیوں کا کہنا ہے کہ اللہ سے بلاواسطہ(ڈارک)مانگو اپنی دعاؤں میں یوں مت کہو کہ یانبی اللہ ﷺ یاغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ہمارے لئے بارگاہ خداوندی میں(ہماری ان حوائج ومشکلات کے حل کیلئے)سفارش کریں،یایوں کہنا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی یاولی تم اللہ تعالیٰ سے ہمائے لئے مانگو ایسا کہنا صحیح نہیں،کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۝ ہم اسکے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

﴿جوابات حاضر خدمت ہیں﴾

وہابیوں کا یہ کہنا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے یہ قول کئی وجوہ کے بنا مردود ہے۔

بنی اسرائیل میں جب ایک شخص نے اپنے چچازاد بھائی کو قتل کیا اور مقدمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے گئے،تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پروحی نازل فرمائی کہ اپنی قوم سے کہدو، وہ گائے ذبح کردیں۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(۱) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۝ (الیٰ قوله)

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَاهِیَ ۝(الی قوله)

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا(الیٰ قوله)

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَاهِیَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیْنَا .پارہ.۱ .سورۃ بقرۃ رکوع ۸/۸

(پیارے محبوب ﷺ یاد کیجیے)اس وقت کو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو(قوم پھر حاضر ہوئی)کہنے لگی(یاموسیٰ علیہ السلام)آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمیں گائے کا رنگ بتادے(وہ قوم پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی)اور کہنے لگی)(یاموسیٰ علیہ السلام)آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ اس گائے کا رنگ کیسا ہے(وہ قوم پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی)اور کہنے لگی)(یاموسیٰ علیہ السلام)آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ اس گائے(کی عمر کتنی ہے)کیونکہ(اس رنگ کی کئی گائے پائیں گئیں)سو ہم(اس گائے کے معاملہ میں)شبہ میں پڑ گئے ہیں۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۲) وَاِذْقُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا. پارہ (۱) رکوع. ۸/۱۸

اور جب کہا تم (بنی اسرائیل) نے (موسیٰ علیہ السلام سے) یا موسیٰ ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کرسکتے ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ نکالے ہمارے لئے اس میں سے جو زمین اگاتی ہے۔ (جیسے) ساگ۔ ککڑی۔ پیاز۔ وغیرہ۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۳) وَلَمَّا وَقَعَ عَلَیْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا یٰمُوْسٰی ادْعُ لَنَا رَبَّکَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَکَ

اور جب ان پر (اللہ کا) عذاب آتا، کہتے یا موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے لئے اس عہد و پیمان کے مطابق اپنے رب سے دعا کیجیے جو عہد و پیمان تیرے رب نے تجھ سے کیا ہے۔

☆۔ میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام علیہم السلام سے یوں عرض کرنا کہ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مانگیں یا یوں کہنا کہ یا اللہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وسیلہ سے ہمارے مشکلات ہم سے دور فرما، بالکل جائز و ثابت بالقرآن ہے

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿بائیسویں بحث اِسنادِمجازی کے جواز کا ثبوت اور اسکی مثالیں﴾

بائیسویں بحث اسنادِمجازی کے جواز میں ہے۔مثلاً کوئی کہے یاغوث اعظم رحمت اللہ علیہ آپ میرا یہ کام کردیں،یا یوں کہا یا پیر بابا(سیدی علی ترمذی پیرخراساں) آپ میری یہ فلاں مشکل حل فرمادیں۔

استفتاء۔کیافرماتے ہیں علماء کرام اہلسنت وجماعت اس مسئلہ میں کہ اگرکوئی مسلمان یوں کہے آپ میرا یہ کام کردیں۔یایوں کہا یا پیر بابا(سیدی علی ترمذی پیرخراساں)آپ میری یہ فلاں مشکل حل فرمادیں۔ آیااس طرح کہناجائز ہے یانہیں۔بینواتوجروا

الجواب۔ یاغوث اعظم رحمت اللہ علیہ آپ میرا یہ کام کردیں،یایوں کہا یا پیر بابا (سیدی علی ترمذی پیرخراساں) آپ میری فلاں مشکل حل فرمادیں،اس طرح کہنا شرعاً جائز ہے کیونکہ یہ اسنادمجازی ہے،اسنادِمجازی ہی مرادلیناواجب ہے،ان الفاظ سے اسنادِ حقیقی مرادلینامحال ہے۔دلائل مندرجہ ذیل ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)ولابد للمجازمن (مانعة من الحقيقة) لفظية اومعنوية (الىٰ قوله) كصدورالكلام من الموحد(اى المؤمن)مختصرالمعانى (۵۲) المحق .مطول(۱۰۹)

مثل اشاب الصغير .وافنىٰ الكبير(كرالغداة وَمَرَّالعَشى) فان صدورهذا الكلام من الموحد (المذكور) قرينة معنوية (مانعة من الحقيقة دالة)على اسناد اشاب وافنىٰ على كر الغداة ومرالعشى مجاز. مختصرالمعانى (۹۵)

(جہاں مجازلیاجائے)تووہاں ایسے قرینے کاپایا جانا ضروری ہے جولفظاًومعناًدونوں طرح حقیقت کے پائے جانے سے مانع ہو،جیسے(بعض باتوں کا)مسلمانوں کی زبانوں سے نکلنا۔۔ جیسے(کوئی کہے)اس نے چھوٹے کوجوان کردیا(یایوں کہے)فلاں نے بڑے کو فنا کردیا(چونکہ فناکرنااور بچے کوبڑاکرنااللہ تعالیٰ کاکام ہے کہ اسی کی قدرت کاملہ سے بچہ نشو ونماپاتا ہے اوراللہ تعالیٰ نے جسے فناکرناہوفناکردیتاہے،اب یہ کلمات مسلمان کی زبان سے نکلے ہیں تومانناپڑے گا) کہ یہاں اسنادِمجازی ہے اور یہاں ایسا قرینہ پایاجارہاہے جوحقیقت کے نہ پائے جانے پر دلالت کرتاہے،نیزیہ ان صیغوں (اَشَابَ،اور،اَفنٰی) کو ہم کرالغداة(صبح

بار بار آیا) وَمَرَّ الْعَشِیُّ (شام کا وقت گذر گیا) جیسے کلمات کی طرف منسوب کریں گے، کیونکہ نہ تو صبح کا وقت خود بار بار آتا ہے اور نہ شام کا وقت خود گذرتا ہے بلکہ (صبح کے وقت کا بار بار آنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے اور شام کے وقت کا گذرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ تو یہ کلمات جب مسلمان کی زبان سے اداء ہوئے تو کیا وہ دین سے خارج ہوگا، نہیں، بلکہ) یہاں بھی اسنادِ مجازی ماننا پڑیگا۔

☆ ـــــــ میں (مفتی شائستہ گلؔ کہتا ہوں کہ) علم اصول کے ان قواعد سے خوب ظاہر و بَیِّن ہوا کہ اگر کوئی مسلمان یوں کہے یا غوث اعظم رحمت اللہ علیہ آپ میرا یہ کام کر دیں، یا یوں کہے یا پیر بابا (سیدی علی ترمذی پیر خراساں) آپ میری فلاں مشکل حل فرما دیں تو یہ کہنا بھی جائز ہے کیونکہ یہاں بھی اسناد مجازی ہے اور اسنادِ مجازی لینا ہی واجب ہے اسنادِ حقیقی لینا محال ہے۔

(۲) مذکورہ عبارت میں جو صیغے اوپر بیان ہوئے

نمبر (۱) اَشَابَ الصَّغِیْرَ (اس نے بچے کو بڑا کیا)

نمبر (۲) اَفْنَی الْکَبِیْرَ (اس نے بڑے کو فنا کیا)

(۳) کَرَّ الْغَدُ (صبح کا وقت بار بار لوٹ آیا)

(۴) مَرَّ الْعَشِیُّ (شام کا وقت گذر گیا)

(۵) اسی طرح وَاَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ (موسم بہار نے سبزیاں اگائیں)

اسی طرح کے کلمات وصیغے اگر کسی مسلمان کی زبان سے اداء ہوئے تو اس پر کفر و شرک کا حکم نہ کریں گے بلکہ تمام علماء اصول نے لکھا ہے کہ یہاں اسنادِ مجازی ہی مراد لیا جائیگا کیونکہ نہ تو موسم بہار سبزیاں اگاتا ہے اور نہ کوئی بچے کو بڑا کر سکتا ہے اور نہ کوئی کسی کو فنا کر سکتا ہے نہ ہی صبح کا وقت خود بار بار آسکتا ہے اور نہ ہی شام کا وقت خود گذرتا ہے۔ بچے کو بڑا کرنا شام کے وقت کا گذرنا صبح کے وقت کا بار بار آنا موسم بہار (وغیرہ موسم میں) سبزیوں کا اگانا یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں تو اگر کوئی مسلمان یوں کہہ دے تب بھی وہ مسلمان ہی ہے نہ کہ مشرک، کیونکہ ان کلمات کی نسبت زمانے کی طرف نہیں بلکہ حقیقت میں یہ نسبت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔ تو اسے کیا کہا جائیگا۔ اے سائل، اسے اسنادِ مجازی کہا جاتا ہے۔

میں مزید وضاحت کروں کہ ایسے الفاظ کہنے سے کوئی مسلمان کافر و مشرک و بدعتی نہیں ہوتا جیسے کہ آپ نے اوپر دیئے گئے دلائل ملاحظہ فرمائے۔سواب اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص کلماتِ مندرجہ بالا کہنے والے مسلمان کو کافر مشرک و بدعتی کہے گا۔وہ خود بدعتی گمراہ کافر و مشرک ہوجائے گا،کافر سے اگر یہ الفاظ صادر ہوجائیں تو وہ تو ویسے بھی کافر ہے مزید بر آں وہ دھری مبطل دہریہ ہے (مطول۔۱۰۹)

پھر یہ کافر اللہ تعالیٰ کی ذات کو نہیں جانتا،جاهل بالله مؤثر قادر (مختصر المعانی ۵۳) کیونکہ وہ کافر ان کلمات کو زمانے کی طرف ہی منسوب کریگا یہاں وہ اسناد حقیقی ہی مراد لے گا یہی اسکا عقیدہ ہے،سواس پر کفر و دہریہ ہونے کا اطلاق ہوگا،میں نے علم معانی واصول کی کتابوں کا خلاصہ پیش کیا جسے مزید طلب ہو وہ (۱) تلخیص (۲) مطول (۳) مختصر المعانی (۴) دسوقی،نامی کتابوں کا مطالعہ فرمائے لیکن افسوس کہ وہابی جاہل ہے اسے اصول وفنون کا ادراک نہیں۔

﴿حضرت علامہ تاج الدین سبکی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۳)قال التاج الدين السبكى ولايقصد الناس بسؤال الاولياء ذلك قبل الموت وبعده نسبتهم الى الخلق والايجاد والاستقلال بالافعال فان هذا لايقصده مسلم بل لايخطر ببال احدمن العوام فضلا عن غير هم (اى عن العلماء) دلائل.فصرف (الوهابية)الكلام (اى هذا الكلام الصادرمن اهل السنة والجماعة)اليه (اى الى الخلق والايجاد والاستقلال بجعله اسنادًا حقيقاً)

ومنعه (اى منع هذاالقول بكونه شركا) من باب التلبيس فى الدين والتشويش على العوام و كيف يحكم بلكفرعلى من اعتقد ثبوت التصرف لهم فى حياتهم وبعد موتهم حيث كان مرجع ذلك الى قدرة الله تعالىٰ خلقا وايجادا كيف و كتب جمهور المسلمين طا فحة به و انه جائز البتة حتىٰ كاد ان يلحق باالضروريات بل بالبد يهات.نفخات القرب.(۱۷)

(مسلمان جب بھی اولیاء کرام سے مانگتے ہیں)وہ اولیاء کرام کو بالذات وبالفعل والاستقلال نہیں سمجھتے(اولیاء سے بالذات مانگنا) یہ خیال کبھی کوئی عام مسلمان نہیں کرتا(کیونکہ بالذات

دینے والا اللہ کی ذات ہے، یوں ہی وہ اللہ بالفعل وباالاستقلال عطا کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی بھی بالذات بالفعل باالاستقلال عطا کرنے والا نہیں) رہے علماء ربانیین (کہ وہ باذن اللہ کشف والہام ومکاشفہ کے ذریعہ اولیاء اللہ زندہ یا صاحب مزار ہوں کے مراتب ودرجات کو جانتے ہیں) سووہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں،

مگر وہابیہ نے اس قول (جو ابھی اوپر بیان کیا گیا) کو اسنادِ حقیقی کی طرف منسوب کر کے شرک کہا (جب کہ ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر ان باتوں کا اسنادِ حقیقی اللہ تعالیٰ کے سواء کسی اور کی طرف ہو تو شرک ہوگا مگر یہاں تو اسنادِ مجازی ہے پھر شرک کیسے)

وہابیوں کا یہ قول تلبیس فی الدین ہے، دین میں اسنادِ مجازی ہے پھر شرک کیسے) وہابیوں کا یہ قول تلبیس فی الدین ہے (دین میں اپنی جانب سے باتیں گھڑنا، باطل کو حق اور حق کو باطل سے ملانا) اور عوام الناس میں دین کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے والی باتیں ہیں۔

(۲) مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ کے تصرفات چاہے انکی حیات میں ہوں یا رحلت کے بعد ہوں یہ تصرفات اللہ جل جلالہ ہی کی عطا کردہ ہیں پھر مسلمانوں پر کفروشرک کا حکم لگانا کس طرح جائز ہوگا۔

(۳) جمہور مسلمانوں کی کتابوں میں موجود ومکتوب ہے کہ اس طرح کہنا جائز ہے، اور یہ امر واقع ہے اس (طرح کہ اسنادِ مجازی ہو) تو اسکے جواز میں کوئی شک وشبہ نہیں، بلکہ یہ ضروریات وبدیھیات کے ساتھ ملحق ہیں۔

(۴) ومایقع من بعض العوام من قولهم یاسیدی فلان مثلاان قضیت لی کذااوشفیت لی مریضی فلک علی کذا.

(فالجواب) فهومن الجهل بکیفیة الطلب ولکن لایعدذلک کفرالانهم لایقصدون بذلک الایجاد من الولی وانما یجعلونه فی نیاتهم وسیلة الی مولاهم (۴) حیث کان المتوسل به فی اعتقادهم من اهل القرب والمحبة للخالق.

عوام الناس میں سے بعض یوں کہدیتے ہیں یاسیدی فلاں ،میرا یہ کام کردے یایوں کہدے، اگر میرا (فلاں بھائی وغیرہ) کو تونے صحت بخشی تو مجھ پر تیرے لئے فلاں شی (دینا) لازم ہے، سوا سکا،

جواب یہ ہے! کہ سائل کے مانگنے کے اس انداز کو اسکی لاعلمی پر محمول کریں گے، اسے

اسکی لاعلمی کی بنا کافر نہ گردانیں گے، کیونکہ وہ مسلمان جس سے اس طرح کے کلمات صادر ہوئے ہیں وہ اس شی کے دینے یا مشکل کو حل کرنے میں اس ولی کو مستقل بالذات نہیں سمجھتا بلکہ اسکی نیت میں صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے اور میری ان مشکلات کے حل اور بیمار کے شفایاب ہونے کا ایک وسیلہ ہیں (اسکے سواء اسکی نیت میں اور کچھ نہیں ہوتا) کیونکہ سائل جوان نفوسِ قدسیہ کیساتھ متوسل الی اللہ ہے، یہی سمجھتا ہے کہ یہ وہ ذواتِ قدسیہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کا قرب ومحبت حاصل ہے۔ سواس صورت میں الفاظِ مذکورہ کہنے سے وہ مسلمان ہرگز کافر ومشرک نہ ہوا۔

(۵) الاتری انھم یکررون فی اثناء کلامھم یاصاحب الطاھر عند ربک اطلب لی من مولاک یفعل ربی کذا فان ذالک دلیل منھم علیٰ انفراداللہ بالفعل وعلی انہ لاشیٔ للولی الاتجرد السبب.

مزید برآں وہ سائل جب بھی (زبان کھولتا ہے) تو بار بار (اسکی زبان پر یہ الفاظ ہوتے ہیں) اے ''ذاتِ قدسیہ'' اللہ کریم سے میرے حق میں سوال کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرا فلاں کام درست فرمادے (میرا فلاں مشکل حل فرمادے) سو یہ الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ولی کو صرف ایک سبب (وسیلہ) سمجھتا ہے اور ان کاموں کا ہونا، کرنا، مشکل کا حل کرنا، بالفعل اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کے سواء کوئی مستقل بالذات نہیں، جو ان مشکلات کو بالفعل حل کرے، ولی اللہ حلِ مشکلات کا سبب ہے ثابت ہوا کہ اگر کسی مسلمان سے اس طرح کے کلمات صادر بھی ہوئے تو وہ کافر ومشرک نہیں۔

﴿علامہ یوسف نبہانی فرماتے ہیں﴾

(۶) انہ لایرد المتوسل بہ لان القریب المحبوب لایرد فیما طلب فھو من باب قولہ علیہ السلام رب رجل اشعث اغبر ذی ضمرین لو اقسم علی اللہ لابرّہٗ (شواھد الحق ۵۲)

چھٹی دلیل یہ ہے (کہ سائل ومتوسل نے جس ولی کا وسیلہ لیا ہے) وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ اور محبوب ہے اور مقرب ومحبوب جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مانگے تو اللہ تعالیٰ اسکا مانگا ہوا سوال رد نہیں فرماتا جیسے کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہوں گے) جنکے (سر کے) بال بکھرے ہوئے ہوں

گے (جسم پر، کپڑوں پر) مٹی پڑی ہوگی۔خشیت الٰہی سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رونے والے ہونگے ایسے لوگ (اللہ تعالیٰ کے فقراء واولیاء) اگر (کسی کام کے ہونے کی) قسم کھالیں تواللہ تعالیٰ (اس کام کوضرور پورا فرماتا ہے) اورانکوحانث ہونے نہیں دیتا (حانث ہونے کامطلب یہ ہوتاہے کہ اگرکوئی مسلمان کسی کام کے ہونے یاکرنے کی قسم کھائے اوروہ کام نہ کیاتواب وہ فقہاء کی اصطلاح میں حانث کہلاتاہے،اسکاکفارہ یہ ہوتاہے کہ یاتو کسی غلام کوآزادکردے یاساٹھ مسکینوں کوکھاناکھلائے یاتین روزے رکھے،اللہ تعالیٰ کے فقراء یہ پراگندہ حال والے جن کے دل دین کے چراغ ہیں اگرکسی شئ کے ہونے کی قسم کھالیں تواللہ تعالیٰ اس کام کواس لئے پورافرماتاہے کہ میرایہ بندۂ صالح حانث بھی نہ ہواور لوگوں پرواضح ہوجائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اورولی اللہ ہیں۔مترجم)

(۷) ولانری زائرا مسلما ولو عاميا يتوهم فضلامن ان يعتقد ان لله شريكا من خلقه فمهما اعتقد الزائرمن علو درجة المزور فلا يعتقدفيه الا انه عبدمقرب لله تعالىٰ يسأل الله تعالىٰ كما يسأل الزائر.

ساتویں دلیل یہ ہے!کہ ہم نے آج تک کسی زائر کونہیں دیکھاکہ وہ اللہ کے ولی کو اللہ تعالیٰ کا شریک جانے بلکہ زائر، یہ اعتقادرکھتاہے کہ (مُزَوَّرْ) جس کی زیارت کی گئی (صاحبِ مزار،یازندہ بحیاتِ دنیاوی) کواللہ تعالیٰ نے مراتبِ علیا (بلندمراتب پر) فائزکیا ہے نیزوہ انتہائی اعتقادرکھتاہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کانہایت مقرب ومحبوب بندہ ہے۔وہ بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرتاہے جس طرح زائرسوال کرتاہے۔

☼

(۸) وان المزوراطهرمنه روحاواصفى نفسابمااعطاه الله تعالىٰ من الكمال الانسانى وان كان العوام لايستطيعون التعبيرعما تكنه صدورهم من حسن العقيدة وكمال الايمان الهمهم الله تعالىٰ ۔ تطہیرالفوائد ومن دنس الاعتقاد۔۱۷

آٹھویں دلیل یہ ہے۔کہ صاحبِ مزار۔زائرسے ازروئے نفس وروح کے زیادہ طیب وطاہر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کمالِ انسانیت عطا فرمایاہے،رہے عوام الناس تواگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حسنِ عقیدت اورکمالِ ایمان عطافرمایاہے مگرجوکچھ انکے سینوں میں موجود ہے (اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے ساتھ حسنِ عقیدت وایمانِ کامل) وہ اس (حسنِ عقیدت کو

الفاظ کی) صورت میں آشکارنہیں کرسکتے۔

(۹) والمجاز العقلی فی القرآن کثیر قوله تعالیٰ، وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا اسند الزيادة وهی فعل الله تعالیٰ اسندت الی الاٰ يات لكونها سببا لها.

مختصر المعانی مجاز.(۵۹) مطول مجاز(۱۰۷)

مجازِ عقلی اسنادی قرآن کریم میں کثیر ہیں، مثلاً ،اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے. وَاِذَاتُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا (جب ان پراللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں توانکاایمان اورقوی ہوجاتا ہے) یہاں ایمان کی قوت کیلئے آیات مبارکہ کو سبب بتایا گیا۔

حالانکہ ایمان کی قوۃ کافعل اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے پھربھی اسناد آیات کی جانب ہے۔ معلوم ہواکہ اسنادِ عقلی مجازی جائزہے۔

(۱۰) قوله تعالیٰ .يذبح ابنائهم(الآية) نسبة الذبح الذی هو فعل الجيش اسند الیٰ فرعون لانه سبب امر. مختصر المعانی (۵۹)مطول (۱۰۷)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔ ذبح کیا اسنے انکے بیٹوں کو، یہاں ذبح کی نسبت فرعون کی طرف کی گئی حالانکہ بنی اسرائیل کے بیٹوں کوفرعون کے سپاہی ذبح کررہے تھے، یہ اسناد فرعون کی طرف اس بناپر ہے کہ (بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرنے کاحکم چونکہ فرعون نے دیاتھا لہذاذبح کرنے کا سبب فرعون کا) امر ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے﴾

(۱۱) قوله تعالیٰ .ينزع عنهما لباسهما(الآية)

نسب نزع لباس عن آدم وحواء عليهما السلام وهو فعل الله تعالیٰ حقيقتاً الیٰ ابليس لان سببه الاكل من الشجرة وسبب الاكل وسوسة ومقاسمة بانه لهما لمن الناصحين .مختصر المعانی مجاز(۵۹) ومطول (۱۰۷)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔شیطٰن نے ان دونوں کالباس اتروادیا، چونکہ شیطٰن کے وسوسہ سے وہ شجرہ ممنوعہ کھایاگیاجس سے منع کیاگیاتھا شیطٰن نے اس شجرہ کے کھانے سے ان کی زندگیوں کے بڑھ جانے کی قسمیں کھاکرانہیں یقین دلایاتھا، شیطٰن نے ان سے (یہ بھی کہا تھاکہ) میں تم دونوں کاخیرخواہ ہوں (شجرۂ ممنوعہ کا کھانا تھاکہ دونوں لباس سے عاری ہو گئے) لباس سے عاری کرانے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے شیطٰن کی طرف کی، حالانکہ لباس پہنانا

لباس سے عاری کرانااللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ میں شامل ہے جیسے (کہ حدیث قدسی ہے تم لباس سے عاری تھے سو میں نے تمہیں لباس پہنایا تم بھوکے تھے میں نے تمہیں کھلایا) مگر یہاں لباس سے عاری کرانے کی نسبت شیطن کی طرف کی گئی سو یہ نسبتِ مجازی ہے

﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴾

(۱۲) یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا۝ (الآیۃ) سورہ مزمل،

نُسِبَ الْفِعْلُ اِلَی الزَّمَانِ وَھُوَفِعْلُ اللّٰہِ تَعَالیٰ حَقِیْقَۃً. مختصر المعانی (۵۹) ومطول (۱۰۸)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔ وہ دن (قیامت کا ہولناک دن) بچوں کو بوڑھا کردیگا۔ (اسکی ہولناکیوں کو دیکھ کر جوان، بچے بھی بوڑے ہوجائیں گے) یہاں اللہ تعالیٰ نے بچوں کو بوڑھا کرنے کی نسبت زمانے کی طرف کردی حالانکہ بچوں کو (جوان کرنا) بوڑھا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ پھربھی نسبت زمانے کی طرف ہے

﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴾

(۱۳) وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَا (الآیۃ)

نَسَبَ الْاِخْرَاجَ اِلَی مَکَانٍ وَھُوَفِعْلُ اللّٰہِ تَعَالیٰ حَقِیْقَۃً. مختصر المعانی (۵۹) ومطول (۱۰۸)

(اور جب) زمین اپنا بوجھ (خزانے) نکال باہر کریگی۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے بوجھ نکالنے کی نسبت زمین کی طرف کی ہے حالانکہ خزانے نکالنے کا فعل اللہ تعالیٰ کا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شامل ہے۔ پھربھی نسبت زمین کی طرف ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴾

(۱۴) یَاھَامَانُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا (الآیۃ)

اے ہامان ۔میرے لئے مکان رفیع بنا

فَاِنَّ الْبِنَاءَ فِعْلُ الْعَمَلَۃِ وَھَامَانُ سَبَبٌ اٰمِرٌ. مختصر المعانی (۵۹) ومطول (۱۰۸)

بنگلہ بنانا معماروں کا کام ہے نہ کہ ہامان نے بنگلہ بنانا تھا (بنگلہ بنانے) کے لئے ہامان کا تو صرف حکم کرنا تھا پھر بھی ان لوگوں نے بنگلہ بنانے کی نسبت ہامان کی طرف کی۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴾

(۱۵) اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ

کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے۔

مختصر المعانی (۵۹) ومطول (۱۰۸)

یہاں حکم کرنے کی نسبت نماز کی طرف کی گئی حالانکہ حکم کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ کیونکہ امر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴾

(۱۶) کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ (الآیۃ)

(اللہ تعالیٰ ایک نیکی پر سو نیکیوں کا اجر عطا فرمائے گا) جس طرح کہ اگاتی ہے ایک دانہ سات سٹوں کو اور ہر سٹے میں سو دانے ہوتے ہیں۔

یہاں اگانے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے دانے کی طرف کی حالانکہ اگانے والا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

﴿ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴾

(۱۷) فَلَا یُخْرِجَنَّکُمَا مِنَ الْجَنَّةِ (الآیۃ)

(اے آدم وحوا) نہ نکالے شیطٰن تمہیں جنت سے

وَالْاِخْرَاجُ فِعْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْاِبْلِیْسُ سَبَبٌ. مطول (۱۰۸)

یہاں اخراج (نکالنے) کی نسبت اللہ تعالیٰ نے شیطٰن کی طرف کی حالانکہ اخراج (کہیں سے کسی کو نکالنا) اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور ابلیس اخراج کا سبب ہے پھر بھی اخراج کی نسبت شیطٰن کی طرف ہے۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴾

(۱۸) وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ (الیٰ قولہ) فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا (الیٰ قولہ) قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ○ پارہ (۱۶) سورۃ مریم (19)(20)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (اے پیارے محبوب ﷺ) اور یاد کیجئے مریم کی کتاب میں، جب وہ الگ ہوگئی اپنے گھر والوں سے ایک مکان میں جو مشرق کی جانب تھا، پس بنایا اس نے

لوگوں کی طرف سے ایک پردہ، پھر ہم نے اس کی طرف اپنی روح (جبرئیل) کو بھیجا پس وہ ظاہر ہوا اسکے سامنے ایک کامل انسان کی شکل و صورت میں مریم بولی میں اللہ رحمٰن کیساتھ تجھ سے پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے جبرئیل نے کہا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطاء کروں۔

غور فرمائیں! کہ بیٹا عطا کرنے کی نسبت جبرئیل کی طرف ہے حالانکہ اولاد عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

معلوم ہوا کہ یہاں نسبتِ مجازی ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۱۹) قولہ تعالیٰ (حکایۃ عن عیسیٰ علیہ السلام) اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ. اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ (الآیۃ پارہ ۳ آل عمران آیت 49)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال بیان کرتے ہوئے اللہ کریم جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے (عیسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا میں پیدا کرتا ہوں تمہارے لئے پرندہ اس میں پھونکتا ہوں سو ہوجائے گا وہ (اڑتا ہوا) پرندہ۔ اللہ کے حکم سے

(۲) اور میں ٹھیک کرتا ہوں مادر زاد اندھوں کو

(۳) اور میں ٹھیک کرتا ہوں کوڑھ کے بیماروں کو (کوڑھ)

(۴) اور میں زندہ کرتا ہوں مردوں، کو اللہ کے حکم سے۔

دیکھئے اس آیت مبارک میں اَنْفُخُ (میں پھونکتا ہوں) اُبْرِئُ (میں ٹھیک کرتا ہوں) اُحْیِ (میں زندہ کرتا ہوں) یہ سارے صیغے واحد متکلم کے ہیں، تمام صیغوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ کرنے مریضوں کو ٹھیک کرنے مادرزاد اندھوں کو ٹھیک کرنے کوڑھ کے بیماروں کو صحت یاب کرنے کی نسبت اپنی طرف کر رہے ہیں جبکہ یہ مذکورہ صفات تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہاں بھی یہ ساری نسبتیں مجازی ہیں۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴾

(۲۰) فَمَارَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ (ای ماربحوافی تجارتهم) مختصر المعانی (٦١)
فَلَمَّا كَانَتِ التِّجَارَةُ سَبَبًا لِلرِّبحِ اُسْنِدَ اِلَيْهَا مَجَازًا. دسوقی. (٦١)
پس فائدہ نہ دیا انکوانکی تجارت نے۔ مرادیہ ہے کہ ان تاجروں کو فائدہ نہ ہوا کیونکہ تجارت ازخود فائدہ نہیں دیتی سو معلوم ہوا کہ تجارت ربح (فائدہ اٹھانے کا سبب ہے) یہاں بھی اسنادِ مجازی ہے۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴾

(۲۱) وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْ اِسْرَاءِيْلَ ۝ پارہ ۹ اعراف، آیت (34)
اور جب بنی اسرائیل پر عذاب نازل ہوا! تو کہنے لگے اے موسیٰ (علیہ السلام) اپنے رب سے ہمارے لئے (اس عذاب کے ٹلنے) کی دعا کیجئے اس عہد کے سبب (برکت سے) جو اللہ نے آپ سے کیا ہے۔ اگر آپ ہم سے اس عذاب کو ہٹادیں گے تو ہم ضرور ضرور آپ پر ایمان لائیں گے۔ اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔
اس آیت میں بنی اسرائیل کے ان الفاظ پر غور فرمائیں کہتے ہیں (لئن کشفت) اگر آپ ہم سے عذاب کو ٹال دیں گے حالانکہ عذاب کا رفع کرنا (اٹھانا) اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے، تو یہاں عذاب کے اٹھادینے کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب مجازی ہے

﴿ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴾

(۲۲) خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا. سورۃ توبہ. آیت (103)
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ (اے پیارے محبوب ﷺ) انکے مالوں میں سے زکوٰۃ لو اس مال زکوٰۃ کے ساتھ انہیں پاک کرو اور انہیں خوب پاک کرو۔
اس آیت کریمہ میں (تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ) اے محبوب ﷺ آپ انکو پاک طیب وطاہر فرمادیں حالانکہ گناہوں سے پاک کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تو یہاں حضور پرنور ﷺ کی طرف نسبت مجازی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۲۳) اِنَّامُنَجُّوْکَ وَاَهْلَکَ اِلَّاامْرَاَتَکَ کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ط پارہ ۲۰۔عنکبوت۔رکوع۔۴/۱۶

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے

(فرشتوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے کہا اے نوح) ہم آپکو اور آپکے اہل (ماننے والوں کو) نجات دیں گے (اس طوفان سے بچائیں گے) سوائے آپ کی زوجہ کے کہ وہ رہ جانے والوں میں سے ہے۔

یہاں (انا منجوک) کا جملہ غور طلب ہے کہ فرشتوں نے کہا کہ ہم آپ اور آپکے ماننے والوں کو نجات دیں گے حالانکہ نجات دینے والا اللہ کریم کی ذات ہے۔ سو معلوم ہوا کہ یہ نسبت مجازی ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۲۴) اِنَّامُهْلِكُوْااَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ .الآية.پارہ (۲۰) سورۃ عنکبوت. آیت (31)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (فرشتوں نے کہا) کہ ہم ضرور ضرور اس بستی والوں کو ہلاک کریں گے اس آیت کریمہ میں (اِنَّامُهْلِكُوْا) میں (اہل قریہ) کو ہلاک کرنے کی نسبت فرشتوں نے اپنی طرف کی ہے حالانکہ ہلاک کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ قرآن کریم کی آیاتِ بینات واصولِ فقہ سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی مسلمان یہ کہے، یاغوث اعظم دستگیرؒ میری یہ فلاں مشکل حل فرمادیں، یایوں کہا، یاپیر بابا (شیخ علیؒ ترمذی پیر خراساں) میرا فلاں کام کردیں، سو اس طرح کہنا شرعاً جائز ہے، کیونکہ یہ اسنادِ مجازی ہے، اسنادِ مجازی مراد لیناہی واجب ہے، ان الفاظ سے اسنادِ حقیقی مراد لینا محال ہے۔

حضور پرنور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کا ثبوت

ومانعین کی تردید

تینتیسویں بحث

رسول کریم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کیلئے سفر کرنے کا ثبوت اور مانعین کا رد
تمام علماء اس بات پر متفق ہیں، کہ ابن تیمیہ علیہ ماعلیہ کا قول (زیارت روضہ رسول ﷺ کے بارے) میں مردود ہے، ابن تیمیہ کا یہ قول کہ
(۱) رسول اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا حرام ہے۔
(۲) رسول اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کیلئے سفر کرنا حرام ہے۔
(۳) ابن تیمیہ علیہ ماعلیہ کہتا ہے، کہ اگر کسی مسلمان نے اپنی زوجہ کو تین طلاق مغلظہ دیں تو یہ واقع نہیں ہوتیں۔(نعوذباالله من اقوال الوهابية الضالة المضلة، مترجم)
شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی رحمت اللہ علیہ نے ابن حجر کے کلام کو ترجیح دی ہے اور ابن تیمیہ کا رد کیا ہے۔

(۱) قلما يخلوا كتاب منها من شذوذه فی مسائل يخالف بها مذاهب المسلمين و يشنع على علماء الاسلام ولاسيما الاولياء العارفين كالشيخ الاكبر سيدى محى الدين فقد كفره واخرجه من الدين،
مع ان جمهور الأمة اتفقوا على انه من اكابر الاولياء وسموه سلطان الاولياء واظن بل اتيقين ان السبب الوحيد لعدم انتفاء الناس بكتب ابن تيمية وعلمه مع جلالةقدره شذوذه فی تلك المسائل واعتراضه على هؤلاء الاكابر وماشبهت الابكنوز مملوةمن الجواهر النفيسة ولكنه امر صورة من بدعه ومخالفته للامة بحيات قاتلات فهى تمنع الناس من الاقبال علما والانتفاع بها.

مواهب لدينة مقصدعاشر فصل ثانی مصنفه ابن حجرعسقلانی .ثم عجاله برسادوله (۱۷)

(۲) وقد افرط ابن تيمية من الحنابلة حيث حرم السفرلزيارة النبى ﷺ كماافرط غيره حيث قال كون الزيارة قربة معلومة من الدين باالضرورة وجاحده محكوم عليه بالكفرولعل الثانى اقرب الى الصواب لان تحريم ماجمع عليه العلماء فيه باالاستحباب يكون كفرالانه فوق تحريم المباح المتفق عليه فی هذاالباب.

شرح القاری للشفاء. ثم رساله عجالةبرساله دوله (۳۱)

(علامہ یوسف النبھانیؒ وعلامہ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں)

کہ ابن تیمیہ کے قلم میں ایسا زور (گند) تھا کہ اسکے قلم سے کوئی عالم کوئی ولی اللہ نہ بچ سکا، خصوصا اولیاء کرام کی تو بہت مخالفت کی جیسے حضرت شیخ اکبر سیدی محی الدین رحمت اللہ علیہ، جو بالاتفاق ولی اللہ تھے، بلکہ جمہور علماء اس پر متفق ہیں، کہ سیدی محی الدین (رحمت اللہ علیہ) اکابر اولیاء میں سے تھے، اور انہیں سلطانِ اولیاء کے نام سے ہمیشہ یاد کرتے ہیں، مگر ابن تیمیہ (علیہ ما علیہ) نے اس ولی کامل کو بھی نہ بخشا بلکہ انہیں بھی کافر و بے دین کہا اور لکھا (نعوذ باللہ)

مذاہب اربعہ (کے آئمہ) سے مسائل میں مخالفت کی، ابن تیمیہ باوجودیکہ بڑے عالم تھے مگر (اپنے قلم سے مسلمانوں پر کفر وشرک کے حکم صادر کرنے علماء واولیاء اللہ کو کافر ومشرک گرداننے کی وجہ سے) مسلمانوں نے انکی کتابوں کی طرف التفات نہ کیا، جبکہ یہ علماء و اولیاء اللہ (جنکے سینے) بلاریب اللہ تعالیٰ کے (اسرار ورموز) کے نفیس وعمدہ موتیوں سے بھرے ہوئے ہیں، لیکن (ابن تیمیہ نے اپنے قلم اور اپنی بدعات ومخالفت اولیاء وعلماء سے ان نفوسِ قدسیہ کے بارے میں ایسے خرافات لکھے اور زبان سے کہے) کہ اسکی مثال اس زہریلے سانپ کی طرح ہے جو خزانے کے اردگرد بیٹھ جائے اور کسی کو اس خزانہ سے مستفیض نہ ہونے دے، اس نے بھی اسی طرح سانپ بن کر مسلمانوں کو ان نفوسِ قدسیہ کے پاس زیارت کے لئے آنے اور نفع حاصل کرنے سے منع کرنے کی ناکام کوشش کی۔

صاحب شرح القاری لکھتے ہیں

ابن تیمیہ علیہ ما علیہ نے حنابلہ پر بہتان لگایا ہے اور بہت زیادتی کی ہے (یہ کہکر کہ) (کہ میں حنبلی ہوں اور پھر یہ لکھا) کہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لئے جانا حرام ہے، یہ حنابلہ پر بہت زیادتی ہے (اس لئے کہ انہوں نے ایسی گستاخی نہیں کی) جبکہ ایک طائفہ (گروہ) نے بھی افراط وتفریط سے کام لیا اور انہوں نے کہا کہ روضہ رسول ﷺ کی زیارت دین کے ان قربات معلومہ ضروریہ میں سے ہے (یعنی وہ عبادات جنکا ادا کرنا ضروری ہے) اور اس سے انکار کرنے والے پر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے سو یہ قول

WWW.NAFSEISLAM.COM

بھی افراط فی الدین ہے

لیکن دونوں اقوال میں (ابن تیمیہ کا قولِ حرمت،دوسرے طبقہ کا قولِ قربات معلوم ضروریہ، اور منکر پر کفر کا فتویٰ) ان دونوں طرح کے افراط وتفریط میں قولِ ثانی پھر بھی اقرب الی الصواب ہے (حق کے قریب ہے) کیونکہ جس کام کو علماء اسلام نے مستحب کہا ہے سو اسے حرام کہنا کفر ہے۔جیسے کہ علماء اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ اگر اسلام میں کوئی شی مباح بھی ہو اور کوئی اسے (بلا دلیل) حرام کہے تو یہ بھی کفر ہے تو مستحب امر کو حرام کہنا اس سے بڑھکر ہے (یعنی مباح کو حرام کہنے والا اگر کافر ہے تو مستحب کو حرام کہنے والا بطریق اولیٰ کافر ہوگا)۔

آگے لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ اور اسکا تلمیذ خاص ابن قیم بن عبدالھادی نے ان مسائل اور دیگر مسائل میں چونکہ اجماع امت کی مخالفت کی ہے سو وہ مذہب حنبلی سے بھی خارج ہوگیا۔

نیز ابن تیمیہ نے نہ تو کسی عالم و فقیہ وصوفی کو چھوڑا اور نہ کسی عالمِ علمِ کلام کو اور نہ حضرت اشعریؒ کو اور نہ جناب ماتریدیؒ کو بخشا (تمام علماء واصفیاء پر کفر وشرک کے فتوے صادر کئے خذله الله تعالیٰ)

﴿حضرت علامہ شہاب الدین الخفاجی الحنفیؒ﴾

شرح شفاء میں لکھتے ہیں

کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا لَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ (اللہ کی لعنت ہو اس قوم پر جنہوں نے انبیاء (علیہم السلام) کے قبور کو مسجدیں بناڈالا) کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

(۳) واعلم ان هذا الحديث هو الذى دعىٰ ابن تيمية ومن تبعه كابن القيم الى مقالته الشنيعة التى كفروه بها وصنف فيها السبكى مصنفا مستقلا. وهى منعه من زيارة قبر النبى ﷺ و شد الرحال اليه وهو كما قيل لمهبط الوحى حقابر حل النجب .وعند المرتجى ينتهى الطلب فتوهم انه حمىٰ جانب التوحيد بخرافات لاينبغى ذكرها .فانها لاتصدر عن عاقل فضلا عن فاضل..........

شرح شفاء للخفاجى .ثم رساله عجاله برساله دوله (۲۱)

ابن تیمیہ اوراسکے متبعین جیسے ابن قیم نے اس حدیث شریف کو(رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت نہ کرنے کے دلائل میں پیش کرکے علماء اسلام ومسلمانوں پر کفر کے فتوے صادر کئے اوراپنے مقالوں میں نہایت خرافات لکھے)جسکی وجہ سے علماء اسلام نے اسے(اوراسکے متبعین کو)کافرکہا،بلکہ امام سبکی رحمت اللہ علیہ نے تورسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کرنے کے جوازوثواب،اورمانعین کے رد میں مستقل رسالہ لکھاہے، اور شدالرحال کی بہترین توضیح کی ہے،

رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت ایک تواس وجہ سے بھی کی جاتی ہے کہ یہ وہ مقام رفیع ہے جہاں وحی الٰہی نازل ہواکرتی تھی۔نیزیہ وہ مقام اقدس ہے کہ جس کی طرف صحابہ وتابعین واولیاء کاملین نے رختِ سفرباندھا۔نیزیہ وہ مقام مقدس ہے کہ جس نے اس مقام پرجودعائیں مانگیں شرف قبولیت ملی،

مگرابن تیمیہ اوراسکے متبعین نے رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کومنع اور شرک کہکریہ سمجھاکہ میں نے(شائد بزعم فاسد)توحید کوبچایا(نعوذ باللہ) اس باب میں ابن تیمیہ علیہ ماعلیہ نے ایسے ایسے خرافات لکھے ہیں جنہیں بیان کرنا میں مناسب بھی نہیں سمجھتا،باوجودعلم کے دعویٰ کے ابن تیمیہ سے ایسی خرافات صادر ہوئیں (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)جب کہ ایسی خرافات کے وقوع کاکسی(عام)عاقل سے بھی امید نہیں کیجاسکتی۔

﴿حضرت علامہ ابن حجرعسقلانی رحمت اللہ علیہ﴾

شدالرحال والی حدیث کی تشریح وتوضیح کرنے کے بعد لکھتے ہیں

(۴) فبطل بذالک قول من منع بشد الرحال الیٰ زیارۃ القبر الشریف وغیرہ من القبور الصالحین واللہ اعلم ..فتح الباری ثم رسالہ عجالہ برسادولہ (۲۱)

(میری اس تشریح کے بعد) جوشخص نبی کریم ﷺ اوربزرگان دین کے مزارات کی طرف سفرکرنے سے روکتے ہیں(یاروکنے کی بات کرتے ہیں)میرے اس توضیح کے بعد انکا قول باطل ہوگیا۔

﴿حضرت علامہ زرقانی رحمت اللہ علیہ﴾

شرح مواہب میں لکھتے ہیں

(۵) ولکن ھذاالرجل (یعنی ابن تیمیة) ابتدع له مذھبا وھوعدم تعظیم القبور وانھا انما تزارللترحم والاعتباربشرط ان لایشد الیھارحل. فصار کل ماخالفه عنده کالصائل لایالی بمایدفعه. فاذالم یجدله شبھة واھیة یدفعه بھابزعمه. انتقل الیٰ دعویٰ انه کذب علی من نسب الیه مجازفة وعدم نصفة وقد انصف من قال فیه علمه اکبرمن عقله۔ شرح مواہب للدنیہ ثم عجالہ برسادولہ(۳۰)

ابن تیمیہ ایسا(گمراہ) شخص ہے کہ اس نے ایک نیا دین گھڑلیا ہے(اسکے دین میں) اہل قبور کی تعظیم معدوم ہے، حالانکہ اہل قبور کی زیارت تو محض اس لئے کی جاتی ہے کہ(چونکہ مسلمانوں کی قبریں جنت کے باغوں میں سے باغات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کے مقامات ہیں تو یہاں آ کر) مسلمان زائر، رحمت الٰہی کا طلب گار ہوتا ہے، نیز یہ مقاماتِ عبرت ہیں(زائر، عبرت حاصل کرے کہ جب یہ مسلمان اور بزرگانِ دین اس فانی دینا کو چھوڑ کر جاسکتے ہیں تو میں نے بھی ایک دن جاناہی ہے عبرت حاصل کر کے اپنے اعمال کو درست کرلے)

(جبکہ ابن تیمیہ) لاتشدالرحال کی شرط لگاتا ہے، تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی حملہ آور حملہ کرتا ہے، اورسمت مخالف سے مخالفت میں کچھ بھی آئے یہ اسکی پرواہ ہی نہیں کرتا یہاں تک کہ جب اسکے زعم میں کوئی شبہ واہیہ نہ پایاجائے جسکے ساتھ وہ سمت مخالف کا دفاع کرسکے تو پھراپنے دعویٰ کی طرف راجع ہوتا ہے، اوریقین کرتا ہے کہ میرادعویٰ غلط ہے جھوٹ پرمبنی ہے اورمیں نے انصاف نہیں کیا(پھربھی وہ جھوٹاانسان اتناہٹ دھرم ہے کہ اسکی پرواہ ہی نہیں کرتا) کسی نے سچ کہاہے کہ ابن تیمیہ (علیہ ماعلیہ) وہ شخص ناسمجھ تھاجسکا علم اسکی عقل سے زیادہ تھا(یعنی اللہ نے علم تودیامگر عقل اس سے چھین لی اسی ناسمجھی اورعقل نہ ہونے کی بناوہ مسلمانوں پر بے جاکفروشرک کے فتوے صادر کرتا تھا)

(٦) وزيارة قبره ﷺ مندوبة اى باجماع المسلمين ومانسب الى الحافظ ابن تيمية الحنبلی من انه يقول بالنهى عنهافقد قال بعض العلماء انه لا اصل له وانمايقول بالنهى عن شدالرحال الیٰ غير المساجد فلايخالف فيها كزيارة سائر القبورومع هذا فقد رد كلامه كثيرمن العلماء وللامام السبكی فيه تاليف منيف.

شامی جلد٢ .آخرالحج (٢٧٩)..

نبی محترم کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا باجماع مسلمین مستحب ہے (کسی مسلمان عالم نے مخالفت نہیں کی سوائے ابن تیمیہ کے) اوراس مخالفت کی نسبت ابن تیمیہ ہی کی طرف ہے (سرکاردوعالم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت سے روکنا کفروشرک کہنا) سواس (گمراہ کی بات ایک تو قابل التفات ہی نہیں دوسرایہ کہ) اسکے اس (دعوے) کی کوئی اصل نہیں۔رہی اسکی یہ دلیل کہ (حضور ﷺ نے فرمایاہے کہ لاتشدالرحال الاالی ثلاثة مساجد۔نہ باندھے جائیں کجاوے مگرتین مساجد کی طرف) ابن تیمیہ کااس مقام پراس حدیث کو دلیل بنانا (اسکی جہالت پردلالت کرتاہے اس لیئے کہ اس حدیث میں زیارۃ قبورکاذکرتک نہیں بلکہ مساجد ثلاثہ کاذکرہے تواس حدیث کو قبورکی زیارت یاحضورپرنور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت سے منع کی دلیل بناناجہالت کے سواء اورکیا ہوسکتا ہے۔مترجم)

زیارت قبورسے کسی مسلمان عالم دین نے منع نہیں کیاکیونکہ نفسِ زیارت القبورمیں کوئی مخالفت ہے ہی نہیں۔بہت سارے علماء نے اسکی (ان خرافات کی وجہ سے سخت مخالفت کی ہے) اوراسکے اقوال کی تردیدکی ہے۔بلکہ حضرت علامہ سبکی رحمت اللہ علیہ نے تواسکے رد میں مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

میں کہتاہوں

اقول ليت شعرى قول بعض العلماء انه لااصل له (الیٰ آخره) غلط فاحش لاترىٰ الیٰ من كان بمسافة السفرلايكون له طريق الیٰ الزيارة سوىٰ شد الرحال .فهذاممنوع عنده من الزيارة فيكون آخر كلام هذاالبعض منافيالاول كلامه .فظهرانه يقول (ابن تيمية) بمنع زيارة البعيد من المدينة.وشد الرحال.

مجھے افسوس ہے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ (ابن تیمیہ کی طرف جو بات منسوب ہے شدالرحال والی) اسؐ کی کوئی اصل نہیں غلط ہے، حالانکہ اسکے اقوال میں سے شد الرحال والی بات ثابت ہے، رہا شدالرحال الیٰ زیارت القبور (کجاوے باندھنا زیارتِ قبور کیلئے) سوائے بغیر تو کوئی چارہ نہیں، کیونکہ جب زائراور صاحب مزار میں فاصلہ ہو (اور یہ مسلمان جانا چاہتا ہو) تو (میں کہتا ہوں کہ یہ مسلمان بغیر) شدالرحال کے کیسے جائے گا، چونکہ اس کا کلام کہ زیارت قبور کیلئے شدالرحال منع ہے اب اگر اسکے متبعین علماء یہ کہیں کہ وہ شد الرحال الی القبور کا کہنے والا نہیں) تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ اسکا کلام ثانی کلام اول کے منافی ہے (جبکہ آج تک اسکا اپنے کلام سے انکار ثابت نہیں) تولامحالہ ماننا پڑیگا کہ ابن تیمیہ مدینہ منورہ سے دور رہنے والوں کے لئے اب بھی شدالرحال کا قائل ہے (جبکہ ہم نے اس بات کو باطل ثابت کر کے اسکے قول کو مردود ٹھرایا ہے)

حضرت علامہ زرقانیؒ

شرح مواہب میں لکھتے ہیں

(۷) قال ابن تيمية ومالك من اعظم الائمة كراهية لذلك (اى لزيارة قبر النبى ﷺ) يقال له جى اى كتاب نص على كراهية فانه نص فى رواية ابن وهب عنه وهو اجل اصحابه انه يقف للدعاء واقل مراتب الطلب الاستحباب وجزم به الحافظ ابو الحسن القابسى (رحمة الله عليه) وابوبكربن عبدالرحمن وغيرهمامن ائمة مذهب مالك. وجزم به العلامة خليل بن اسحاق فى منسكه افمايستحى هذا الرجل من تكذيبه بمالم يحط بعلمه انه صار كل ماخالف ماابتدعه بفاسد عقله كالصائل لايبالى بمايدفعه. فاذالم يجد له شبهة واهية يدفعه بهابزعمه. انتقل الى دعوىٰ انه كذب على من نسب اليه مجازفة وعدم نصفة وقد انصف من قال فيه علمه اكبرمن عقله شرح المواهب للدنيه.ثم رساله عجاله برسادوله (۳۰)........

ابن تیمیہ نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ (پر الزام لگایا ہے) کہ مذہب کے اتنے بڑے امام نے نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کیلئے (شدالرحال کو) مکروہ (ناپسند) کہا ہے، ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ وہ کونسی دلیل یا کتاب ہے جس میں امام مالک رحمۃ

اللہ علیہ نے (نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کیلئے شدالرحال کومکروہ یامنع لکھا ہوبلکہ ہم دلیل پیش کرتے ہیں کہ) حضرت ابن وھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتمدِ خاص (وہ ساتھی جوامام مالک کے جلیل القدر ساتھیوں میں سے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضور پرنور ﷺ کے روضہ اقدس کے پاس) کھڑے ہوکردعامانگتے تھے۔ کم مراتب والا (اپنے) حوائج (اعلیٰ مرتبہ والے سے طلب کرتا ہے) مالکی مذہب کے ائمہ حضرت حافظ ابوالحسن القابسی حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن وغیرہ نے اس روایت کوصحیح کہاہے، حضرت علامہ خلیل ابن اسحاق نے بھی اپنی منسک (کتاب) میں اس روایت کوصحیح کہاہے۔ توکیااس شخص ابن تیمیہ کوحیاوشرم نہیں آتی، جس نے ایساجھوٹ بولاجسے اس کاعلم بھی احاطہ نہیں کرسکتا۔

اس شخص (ابن تیمیہ) نے بزعم فاسد جومخالفت کی ہے حقیقتاً یہ دین میں ایک نئی بدعت ہے تواسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی حملہ آورحملہ کرتاہے، اورسمت مخالف سے مخالفت میں کچھ بھی آئے یہ اسکی پرواہ ہی نہیں کرتا یہاں تک کہ جب اسکے زعم میں کوئی دلیل نہ پائی جائے جسکے ساتھ وہ سمت مخالف کا دفاع کرسکے توپھراپنے دعویٰ کی طرف راجع ہوتاہے اور یقین کرتاہے کہ میرادعویٰ غلط ہے جھوٹ پرمبنی ہے اورمیں نے انصاف نہیں کیا (پھربھی وہ جھوٹا انسان اتناہٹ دھرم ہے کہ اسکی پرواہ ہی نہیں کرتا) کسی نے سچ کہاہے،

کہ ابن تیمیہ علیہ ماعلیہ وہ شخصِ ناسمجھ تھاجسکا علم اسکی عقل سے زیادہ تھا (یعنی اللہ نے علم تودیامگرعقل اس سے چھین لی اسی ناسمجھی اورعقل نہ ہونے کی بناوہ مسلمانوں پربے جا کفروشرک کے فتوے صادرکرتاتھا)

﴿روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کے مسئلہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے قول کی تحریف معنوی﴾

ابن تیمیہ کہتاہے کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایاہے۔

عن مالک انہ کرہ ان یقول زرت قبرالنبی ﷺ اس طرح کہناکہ میں نے نبی کریم ﷺ کی قبرکی زیارت کی ایساکہنامکروہ (ناپسندیدہ) ہے۔

﴿امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں۔کہ﴾

وقد اجاب عند المحققون من اصحابه بانه مکروه ادبا لا اصل الزيارة فانها من افضل الاعمال واجل القربات الموصلة الى ذى الجلال وان مشروعيتها محل اجماع بلا نزاع والله تعالىٰ الهادى الى الصواب. قسطلانی فتح الباری۔ثم رسالہ عجالہ برسادولہ (۲۰)

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے جواکابر ومحققین ہیں،انہوں نے امام مالک رضی اللہ عنہ کے اس قول کی توضیح کرتے ہوئے لکھاہے،کہ امام مالک کا یہ فرمانا کہ۔یوں نہ کہوکہ میں نے حضور ﷺ کی قبر کی زیارت کی (اس پر غور کیاجائے تواس میں جولفظ ہے قبر کی زیارت کی) اس طرح کہنے کو امام مالک نے ناپسند فرمایا (یعنی یوں نہ کہوکہ میں نے حضور ﷺ کی قبر کی زیارت کی بلکہ یوں کہوکہ میں نے نبی کریم ﷺ کے روضہ انور کی زیارت کی) اس آستانہ عالیشان کاادب سکھانے کیلئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کلماتِ مذکورہ بالافرمائے،نہ کہ روضہ اطہر کی زیارت سے منع فرمایا) کیونکہ رسول کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت توافضل الاعمال (تمام اعمال میں افضل) اور اجل القربات (اللہ جل جلالہ کی قربت کاذریعہ) ہے۔

نیز یہ توایسامسئلہ ہے کہ اس کی مشروعیت پرتمام علماء اسلام کااجماع ہے،
اللہ تعالیٰ ہی حق تک پہنچانے والاہے (وہی اللہ مُوْصِلُ اِلَی الْمَطْلُوْبُ ہے)

(۳) نبی کریم ﷺ روضہ اطہر میں حیات ہیں،لہٰذا مقام ادب یہ ہے کہ یوں کہاجائے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی،ادب کوملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بوجہ حیات النبی ﷺ کے یوں کہنا خلاف ادب ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کی،امام مالک کے اس قول کا مطلب بھی یہی ہے،البتہ ابن تیمیہ نے غلط سمجھا اللہ اسے عقل دے

رسالہ عجالہ برسادولہ (۲۲)

﴿دعا کیوقت روضۂ اطہر شریف کی جانب منہ کرنے کا ثبوت﴾

[ومانعین کی تردید]

چوبیسویں بحث

دعا کے وقت روضہ اطہر کی جانب منہ کرنے کے جواز کا ثبوت اور مانعین کا رد بلیغ۔

(۱) قال ابن الهمام الحنفى ان استقبال القبر الشريف افضل من استقبال القبلة . واما ما نقل عن الامام ابى حنيفة ان استقبال القبلة افضل فمردود بما رواه الامام بنفسه فى مسنده عن ابن عمر انه قال من السنة استقبال القبر المكرم وجعل الظهر للقبلة .فتح القدير جلد(۱) ثم رساله عجاله برسادوله (۲۳)

حضرت علامہ ابن ہمام حنفی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (مدینہ طیبہ میں حاضر ہو کر مواجہ شریف کے سامنے) دعا مانگتے وقت قبلہ شریف کے بجائے روضہ اطہر کے سامنے منہ کرنا افضل ہے اور وہ روایت جو امام اعظم کی جانب منسوب کر کے نقل کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ امام اعظم نے فرمایا ہے کہ دعا مانگتے وقت قبلہ شریف کی طرف منہ کرنا افضل ہے یہ روایت ہی غلط ہے (یہ امام اعظمؒ پر بہتان ہے) بلکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے تو اپنی مسند میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، کہ روضہ رسول ﷺ کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ دعا کیوقت بجائے قبلہ شریف کے روضہ اطہر کی طرف منہ کرے اور قبلہ شریف کی جانب پشت ہو۔

﴿علامہ زرقانی نے دعا کیوقت ائمہ اربعہ کے اقوال سے ثابت کیا ہے﴾

کہ دعا کیوقت نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر واقدس کی جانب منہ کر کے دعا مانگی جائے۔ نیز لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے وہ صحیح نہیں (کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت جو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے ہے آپ نے ملاحظہ فرمائی)

(۲) اذلم ينقله عن الامام احدمن اهل مذهبه بل كتبهم طافة باستحباب التوسل (باهل القبور) ونقل المخالف غيرمعتبر فاياک ان تغتربذالک. شرح المواهب

نیز احناف میں سے کسی نے اس قول کو نقل نہیں کیا بلکہ احناف کی کتابیں اہل قبور کے توسل کے ثبوت سے بھری ہوئیں ہیں، لہذا مخالفین کا قول معتبر نہیں خیال کرنا کہیں مخالف کا قول تجھے دھوکے میں نہ ڈال دے۔ رسالہ عجالہ بر مادولہ (۲۲)

☆۔۔۔ حضرت قاضی عیاض رحمت اللہ علیہ امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں میں سے ایک راوی ابن حمید رحمت اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ

(۳) روی القاضی عیاض بسندہ الیٰ ابن حمید احد رواۃ مالک قال نظر ابو جعفر امیر المؤمنین مالکافی مسجد رسول اللہ ﷺ فقال مالک یاامیر المؤمنین لاترفع صوتک فی ھذا المسجدفاللہ ادب قوما فقال (لاترفعوا اصواتکم) ومد قوما فقال (الذین یغضون اصواتھم) وذم قوما فقال (ینادونک) وان حرمتہ میتا کحرمتہ حیا۔ فاستکان لہ ابوجعفر۔ وقال یااباعبداللہ استقبل القبلۃ واذعوا۔ ام استقبل رسول اللہ ﷺ فقال ولم تصرف وجھک عنہ وھووسیلتک ووسیلۃ ابیک ادم علی نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام الی اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ۔ بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعہ اللہ تعالیٰ۔ شفاء۔ قاضی عیاض۔

امام مالک رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں (تشریف فرماتھے کہ اچانک) امیر المؤمنین ابوجعفر منصور نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی طرف التفات کی (دیکھا) سو حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے ابوجعفر منصور سے فرمایا اے امیر المؤمنین مسجد نبوی شریف میں اپنی آواز پست کر، بلند نہ کرنا (یہ جائے ادب ہے) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو (اس مقامِ علیا کا) ادب سکھاتے ہوئے فرمایا ہے (لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ) (میرے محبوب ﷺ کے دربار میں) اپنی آوازوں کو پست رکھو (اور جولوگ سرکار دوعالم ﷺ کے دربارِ گوہر بار میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انکی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے) (اَلَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ) وہ لوگ جو (میرے محبوب دوعالم ﷺ کے دربارِ گوہر بار میں) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں (اور جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو جیسے ایک دوسرے کو پکارا جاتا ہے اس انداز سے پکارا تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح پکارنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا) (یُنَادُوْنَکَ (اے پیارے محبوب ﷺ) جولوگ (آپکو اس طرح) پکارتے ہیں (جس طرح وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں

ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے مذمت فرمائی ہے)
(جو احباب ان آیات کو مکمل دیکھنا چاہتے ہیں وہ سورہ الحجرات میں اسی سورۃ کے ابتدائی آیات کا مطالعہ فرمائیں۔مترجم)

(اے امیر المؤمنین ابو جعفر) حضور پرنور ﷺ کی عزت وادب واحترام اسی طرح کیا جاتا ہے جس طرح حضور پرنور ﷺ کی عزت واحترام (دنیا کی) زندگی میں کیا جاتا تھا، سو امیر المؤمنین ابو جعفر منصور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہوئے، اور عرض کیا (امام مالک کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نام نہ لیا بلکہ کنیت سے پکارتے ہوئے یوں کہا) یا ابا عبداللہ (یہ امام مالک رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا دعا مانگتے وقت میں قبلہ شریف کی جانب منہ کرکے دعا مانگوں یا حضور پرنور ﷺ کی جانب منہ کرکے دعا مانگوں،

تو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے امیر المؤمنین کیا آپ اس ذاتِ اقدس سے منہ پھیرنا چاہتے ہیں جو (بارگاہ، خداوندی میں) تیرا بھی وسیلہ ہیں اور سیدنا آدم علیہ السلام کے بھی وسیلہ ہیں (بلکہ قیامت تک جمیع امت کیلئے بارگاہ خداوندی میں وسیلہ ہیں سو دعا مانگتے وقت اس عظمت والے نبی محترم ﷺ سے چہرہ کسی دوسری طرف جانب کیونکر پھیرا جاسکتا ہے) بلکہ تو رحمت عالم ﷺ کی جانب ہی منہ کر اور بارگاہِ خداوندی میں حضور پرنور ﷺ کا وسیلہ پیش کر، ربّ کائنات جل جلالہ سرور کائنات ﷺ کی شفاعت تیرے حق میں قبول فرمائے گا۔

حضرت علامہ شہاب خفاجی حنفی فرماتے ہیں

(۴) وفیه رد علی ماقاله ابن تیمیة من ان استقبال القبر الشریف فی الدعاء عند الزیارة امر منکر لم یقل به احد ولم یروَ الافی اوردها المصنف قاضی عیاض هذا (ای فی الشفاء) ولله درّ المصنف حیث اوردهابسند صحیح .وذکرانه تلقها عن عدة من ثقة مشائخه فقول ابن تیمیة انها امرمنکر کذب محض ومجازفة من ترهاته وقوله لم یقل لم یرو اباطلٌ فان مذهب مالک واحمد والشافعی (والامام الاعظم کما مر) استحباب الاستقبال القبر الشریف فی السلام والدعاء وهومسطر فی کتبهم .شرح الشفاء ثم رسالہ عجالہ بر سادولہ (۲۲)

ابن تیمیہ نے جو کہا ہے کہ دعا مانگتے وقت رسول اللہ ﷺ کی جانب منہ کر کے دعا کرنا غلط ہے اس (مردود کا) یہ کہنا غلط ہے، اس بات کو آج تک علماء اسلام میں کسی نے نہیں کہا (سوائے اس مردود کے) اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی اس (مردود) نے افتراء باندھا (جبکہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کیا انکے شاگردوں معتقدین محبین میں سے کسی نے ایسی گستاخی نہیں کی الحمدللہ) اس پورے واقعہ کو قاضی عیاض رحمت اللہ علیہ نے نہایت ثقہ روات (مضبوط راویوں سے) روایت کیا ہے

سو ثابت ہوا کہ ابن تیمیہ (خود بھی مردود) اور قول بھی مردود ہے، اور پرلے درجے کا جھوٹا ہے، بلکہ دیگر خباثتوں کی طرح یہ بھی اسکی ایک عجب خباثت ہے، اور ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ اس باب میں کسی کا کوئی قول یا روایت موجود نہیں، اسکا یہ کہنا باطل ہے، کیونکہ ائمہ اربعہ کے نزدیک حضور پرنور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز اور صلوٰۃ وسلام پیش کرتے وقت نیز دعا مانگنے کے وقت حضور پرنور ﷺ کے روضہ اطہر کی جانب منہ کرنا مستحب ہے، یہ چاروں ائمہ کے کتب میں موجود ہے۔

علامة الوهابية. القول بكون العرش مكاناللہ تعالیٰ هو مردود و كفر عند جميع اهل السنة والجماعة.

ابن تیمیہ جو وہابیوں کا پیشوا ہے نے یہ بھی کہا ہے کہ عرش مکان الٰہی ہے (نعوذ باللہ)

ابن تیمیہ کا یہ قول اہلسنت وجماعت کے نزدیک مردود و کفر ہے۔

معلوم ہوا کہ ائمہ اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ سرکار مدینہ پرنور سینہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد دعا مانگتے وقت قبلہ شریف کی طرف پشت کر کے دعا مانگنی چاہئے۔ مانعین کا قول مردود ہے۔

وقتِ دعا ہے چہرہ تیرا محبوب ﷺ کی جانب
قولِ ائمہ ہے اب تو ہو مسرور اے صاحب (مترجم)

انبیاء کرام واولیاء کے تبرکات کا ثبوت

قرآن وحدیث کی روشنی میں

انبیاء کرام واولیاء اللہ کے تبرکات کا ثبوت قرآن کریم واحادیث صحیحہ ومعتبر علماء کرام کے اقوال کی روشنی میں
اللہ تعالیٰ جل جلالہ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ قرآن کریم میں ذکر فرماتا ہے۔

(۱) (جب یوسف علیہ السلام کو والد محترم (حضرت یعقوب علیہ السلام) کی بینائی جو محبت یوسف میں چلی گئی تھی کا علم ہوا تو یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے کہا)

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا (الیٰ قولہ تعالی)
فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ پارہ (۱۳) سورۃ یوسف رکوع ۱۰/۴

(میرے بھائیو) میری یہ قمیص لیجاکر اباجان کے چہرہ (مبارک) پر ڈال دو بینائی (انشاء اللہ اس قمیص کی برکت سے) واپس آجائے گی (الیٰ قولہ تعالیٰ) سوجب آیا خوشخبری دینے والا ڈالا اسنے وہ قمیص (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے چہرہ (مبارک) پر تو بینائی (اسی وقت) واپس آگئی، غور فرمائیں، کہ انبیاء کرام علیھم السلام کے کرتہ مبارک کی برکت سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس لوٹ آئی، معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیھم السلام کے تبرکات میں شفاء بھی ہے۔

حضرت جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

وھو قمیص ابراھیم علیہ السلام الذی لبسہ حین القی فی النار کان فی عنقہ فی الجب وھو من الجنۃ امر جبرائیل بارسالہ لہ وقال ان فیہ ریحھا. ولایلقیٰ علی مبتلی الا عوفی.
جلالین (۱۹۸)

یہ کرتہ جنت سے آیا تھا (پہلی مرتبہ جب حضرت) ابراھیم علیہ السلام کو نارنمرود میں ڈالا گیا تو یہی قمیص حضرت ابراھیم علیہ السلام کو پہنائی گئی۔ پھر جب یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈالی گئی۔ پھر جبرئیل امین علیہ السلام کو حکم ہوا کہ (یوسف علیہ السلام سے کہا جائے) کہ یہ کرتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیجا جائے۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ اس کرتے میں جنت کی خوشبو بھی تھی۔ نیز جس مریض

پرڈالی جاتی (باذن اللہ) اس قمیص کی برکت سے شفایاب ہوجاتا۔

(۲) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ پارہ ۲ .سورۃ بقرۃ .رکوع .۱۶/۳۲

(حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے حالات ابتر ہوتے چلے گئے اکثریت بت پرستی و سرکشی میں مبتلا ہوگئی، یہاں تک کہ ان پر عمالقہ مسلط ہوگئے (جو قوم جالوت سے مشہور تھے) اللہ تعالیٰ نے شمویل علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی، بنی اسرائیل نے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہم پر ایک بادشاہ مقرر کیجئے تا کہ ہم قوم عمالقہ سے جہاد کریں کیونکہ انہوں نے ہمیں اپنے وطن سے نکالا ہماری اولاد کو قتل کیا، حضرت شمویل علیہ السلام نے ان پر طالوت کو بادشاہ مقرر کیا، انکے تقرر پر بنی اسرائیل سیخ پا ہوئے اور حضرت شمویل سے کہا کہ یہ تو ایک غریب آدمی ہے نیز سلطنت تو یہود بن یعقوب کی اولاد میں چلی آرہی ہے یہ شخص نہ تو امیر ہے اور نہ یہود بن یعقوب کی اولاد میں سے ہیں تو یہ ہمارا بادشاہ کیسے بن سکتا ہے، اب بنی اسرائیل حضرت شمویل علیہ السلام سے مطالبہ کرنے لگے کہ اگر یہ ہمارا بادشاہ ہے تو ہمیں اسکی بادشاہی کی کوئی نشانی دیجئے،

(آیت کا ترجمہ پڑھیں) اور (حضرتِ شمویل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے) فرمایا (اسکی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آئے گا، اس میں تمہارے لئے رب کی جانب سے دلوں کا چین (اطمینان) ہے، اور (اس میں) موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام کے ترکہ میں سے کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں۔ فرشتے اسے اٹھالائیں گے .

(یہ تابوت (صندوق) شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا جسکی لمبائی تین ہاتھ اور چھوڑائی دو ہاتھ تھی۔ اس میں مختلف انواع واقسام کے تبرکات موجود تھے۔ نیز اس میں توریت شریف کے الواح کا کچھ حصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نعلین شریفین۔ اور آپکے کپڑے آپکا عصا اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ شریف، اور کچھ من (من وسلویٰ جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا) یہ تبرکات موجود تھے۔ موسیٰ علیہ السلام جنگوں کے مواقع پر اسی تابوت کو آگے رکھتے جس سے بنی اسرائیل کو اطمینان اور دشمنوں پر اسکی برکت سے فتح حاصل ہوتی نیز جب بنی اسرائیل کو

کوئی مشکل پیش آتی توانبیاء کرام علیٰ نبیناوعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے تبرکات سے بھرے ہوئے اس صندوق کوسامنے رکھ کردعائیں کرتے اللہ تعالیٰ انکی مشکل حل فرماتا۔خازن۔ومعالم جلد(۱)مدارک جلد(۱) جلالین۔وغیرھم۔(تعلیق محمد عبدالعلیم القادری کان اللہ لہ)

ارشادربانی ہے

(۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ پارہ (۶) رکوع ۵/۱

اے ایمان والو۔شعائراللہ کی بےحرمتی نہ کرو(نیز)اورحرمت والے مہینے اورجوجانور(حرم شریف کی طرف اس لئے ہانکے جائیں کہ وہ وہاں ذبح کیے جائیں) اور(وہ جانور) جنکے گلوں میں ہارڈالے جائیں(تاکہ لوگ پہچان لیں کہ یہ حدودحرم میں دس ذی الحج کواللہ کے نام پرذبح کیئے جائیں گے)

آیات مذکورہ بالاسے تبرکات کی تعظیم وحرمت معلوم ہوئی۔نیزتبرکات سے بیماروں کوشفاء ملتی ہے دشمنوں پرتبرکات کی برکت سے فتح ملتی ہے۔یہ تبرکات شعائر اللہ ہیں۔اورشعائر اللہ کی تعظیم شرعاً واجب ہے۔

﴿حضور پرنورﷺ کے موئے مبارک سے بیماروں کوشفاء ملی﴾

(۱) عن عثمان بن عبدالله بن موهب رضي الله عنه قال ارسلني اهلي الى سلمة رضى الله تعالىٰ عنها بقدح من مآء وكان اذااصاب الانسان عين اوشئ بعث اليهامخضبه فاخرجت من شعر رسول الله ﷺ وكَانَتْ تُمْسِكُهُ فِيْ جُلْجُلٍ من فضة فَخَضْخَضْتُهُ له فشرب منه قال فاطلعتُ فى الجلجل فرأيت شعرات حمراء.

رواه البخارى جلد(۱)ثم المشكوة الطب والرقىٰ (۳۹۰)

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے گھروالوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کاپیالہ دے کربھیجا،(مدینہ طیبہ میں اگرکسی کونظرلگ جاتی یاکوئی شخص (بیمار ہوتا)تولوگ حضرت ام سلمہؓ کے پاس لگن بھیجتے تھے،حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک(بال)نکالتیں،انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے موئے مبارک

کوچاندی کی کُپّی میں رکھا ہوا تھا، اس (بیمار یا جسے نظر بد یا کوئی عارضہ ہوتا کیلئے) رسول اکرم ﷺ کے موئے مبارک کو (بمع اس کپی کے) پانی میں گھول دیتی، اس سے انہوں نے پیا (اور شفایاب ہوگئے) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اس کپی میں جھانکا تو چند سرخ بال مبارک دیکھے۔

اسی معنی پر مندرجہ ذیل احادیث بھی منقول ہیں

(۲) حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنھم سے بخاری۔ ثم مشکوٰۃ۔ ترجل۔ (۳۸۴)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بخاری ومسلم۔ ثم مشکوٰۃ۔ باب الحلق۔ (۲۳۲)

(۴) حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنھم سے بخاری۔ جلد (۱) وضوء (۲۹)

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بخاری۔ جلد (۱) وضوء (۲۹)

شارح عینی نے فرمایا

كانوا يتبركون ويستشفعون من بركتها فيشربون الماء فيحصل لهم الشفاء. عینی البخاری

صحابہ کرام (وتابعین رضوان اللہ علیھم اجمعین) اس موئے مبارک سے تبرک حاصل کرتے تھے اور اسکی برکت سے شفا پاتے (اس طرح کہ وہ موئے مبارک پانی میں گھول دیا جاتا) اور وہ اس پانی کو پیتے تو (اللہ تعالیٰ موئے مبارک کی برکت سے) انہیں شفاء عطا فرماتا۔

حضور پرنور ﷺ کے ہاتھ مبارک سے

صحابہ کرامؓ تبرک حاصل کرتے

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال كان رسول الله ﷺ اذا صلى الغداة جاء خدم المدينة بانيتهم فما يوتى باناء الا غمس يده فيه وربما جاءه فى الغداة الباردة فيغمس يده فيها. رواه مسلم جلد (۲) ص (۲۵٦)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ جب فجر کی نماز ادا فرماتے تو مدینۃ طیبہ (کے رہنے والے) خدام برتنوں سمیت حاضر خدمت ہوتے، تو حضور پرنور ﷺ اس پانی میں برکت کیلئے ہاتھ مبارک ڈالدیتے اور کبھی کبھار تو سخت سردی میں (خدام تبرک کے حصول کیلئے اپنے برتن حاضر کرتے تب بھی حضورِ پرنور ﷺ اپنا دستِ اقدس اس میں ڈال دیتے۔

علامہ نووی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ اس حدیث شریف سے چند اشیاء ثابت ہوئیں۔

(۱) نبی کریم ﷺ اور صالحین رحمہم اللہ کے آثار سے تبرک کا حصول۔

(۲) تبرک کے حصول (کا یہ انداز) کہ حضور ﷺ پانی کے برتن میں ہاتھ مبارک ڈالتے تھے صحابہ کرام ہر موسم میں حضور پرنور ﷺ کے ہاتھ مبارک سے تبرک حاصل کرتے تھے۔

(۳) نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک سے تبرک کا حصول۔

(۴) صحابہ کرام موئے مبارک کی ایسی عزت و تکریم کرتے جو کسی اور بال کی نہ ہوتی، صحابہ کرام موئے مبارک (کی زیارت اس انداز سے کرتے) کہ (محبت رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے موئے مبارک کی زیارت کیلئے) ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش تو کرتے مگر موئے مبارک ایک دوسرے کی جانب نہ بڑھاتے (جس طرح پانی پیتے وقت پیالہ ایک دوسرے کی جانب بڑھایا جاتا ہے) نووی ۔المسلم جلد۲۔(۲۵۶)

نبی کریم ﷺ کے لباس مبارک سے شفاء

(۱) عن ام عطیة رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال رسول الله ﷺ حین توفیت بنته علیه السلام فاذافرغن (من الغسل) فاذننی فلما فرغنا اذناه فاعطانا حقوه فقال اشعرنها ایاه. رواه البخاری بستة اسانید جلد ا جنائز (۱۳۹) و (۱۴۰)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت (زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ وفات ہوئیں (اور ہم غسل دینے لگیں) تو حضور پرنور ﷺ نے (ہم سے) فرمایا کہ جب تم (زینب کو) غسل دے چکو، تو مجھے بتا دینا، سو جب ہم (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کو غسل دینے سے فارغ ہوئیں تو ہم نے حضور پرنور ﷺ کو اطلاع دی، تو حضور پرنور ﷺ نے ہمیں اپنا تہبند عنایت فرمایا، اور فرمایا اسی میں کفنا دو۔

اللھم صل علی محمد و آلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک

اللھم صل علی محمد و آلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک

﴿علامہ عینیؒ لکھتے ہیں﴾

(۲) هُوَاَصْلٌ فِی التَّبَرُّکِ بِآثَارِ الصَّالِحِیْنَ .

کہ یہ حدیث شریف انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام و اولیاء اللہ رحمت اللہ علیہم اجمعین کے آثار کے ساتھ تبرک کے حصول کیلئے اصل ہے (پختہ دلیل ہے)

عینی البخاری. وفتح الباری. ونووی ومرقات. ولمعات. ومدارج النبوۃ.

﴿حضرتِ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں﴾

(۳) قالت اسماء هذه جبة رسول الله ﷺ (الیٰ قولها) فنحن نغسلها للمرضیٰ نستشفی بها. رواه مسلم جلد. ۲ لباس . (۱۹۱)

(۴) علامہ نووی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آثار صالحین اور انکے لباس سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے حدیث مذکورہ اسکی قوی دلیل ہے۔ نووی المسلم جلد۲۔ لباس (۱۹۱)

﴿حضرتِ سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۵) عن سهل ان امراة جاء ت النبی ﷺ ببردة منسوجة فيها حاشيتها تدرون ما البردة قالوا الشملة قال نعم قالت نسجتها بيدی فجئت لاکسو کها فاخذها النبی ﷺ محتاجا اليها فخرج الينا وانها ازاره فحسنها فلان فقال اکسنيها مااحسنها فقال القوم مااحسنت لبسها النبی ﷺ محتاجا اليها ثم سألته وعلمت انه لايرد قال انی والله ماسئلته لالبسه انماسئلته لتکون کفنی قال سهل فکانت کفنه.

بخاری جلد. اول . (۱۷۰)

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور پرنور ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور ایک بنی ہوئی حاشیہ دار چادر نبی کریم ﷺ کے لئے تحفہ لائی (انہوں نے ساتھیوں سے کہا) تم جانتے ہو (کہ) بردہ کیا ہے، لوگوں نے کہا شملہ حضرت سہل نے کہا ہاں شملہ (جب لوگ سمجھ گئے کہ بردہ کیا ہے تو حضرت سہل نے آگے واقعہ ذکر فرمایا) کہ (یارسول اللہ ﷺ یہ شملہ) میں نے اپنے ہاتھوں سے بنا ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ اس چادر کو پہنیں، نبی کریم ﷺ کو اسکی ضرورت تھی (تشریف لے گئے اور) اسی چادر کا تہبند (باندھ کر باہر تشریف لائے) ایک (صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عرض گذار ہوئے (سبحان اللہ) کیا عمدہ چادر (مبارک) ہے (یارسول اللہ ﷺ) یہ مجھے عنایت فرمائیں صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین نے) کہا (اے عبدالرحمٰن بن عوف) تم نے اچھا نہ کیا تم جانتے ہو کہ حضور ﷺ کو چادر کی ضرورت تھی، اور پہن لی، نیز تمہیں یہ بھی (اچھی طرح) علم ہے کہ حضور پرنور ﷺ کسی سائل کے سوال کو رد نہیں فرماتے (عبدالرحمٰن بن عوف) نے کہا اللہ جل جلالہ کی قسم (اے صحابہ کرام) میں نے یہ شملہ مبارک اس لئے نہیں مانگا کہ میں اسے (اپنے استعمال میں) لاؤں پہنوں، بلکہ (میرا مقصد وحید یہ ہے) کہ (جب میں اس دارفانی سے کوچ کر جاؤں) تو یہی شملہ (جو حضور پرنور ﷺ کے جسم اطہر سے مس ہوا) میرا کفن بن جائے، حضرت سھل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جب وفات ہوئے تو) اسی چادر (مبارک میں) کفنائے گئے۔

﴿حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں﴾

(٦) عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما ان عبدالله بن ابی لما توفی جاء ابنه الی النبی ﷺ فقال اعطنی قمیصک اکفنه فیه وصل علیه واستغفر له فاعطاه قمیصه فقال اذنی اصلی علیه فاذنه فلما اراد ان یصلی علیه جذبه عمر فقال أليس الله نهاک ان تصلی علی المنافقین فقال انا بین خیرتین قال (استغفرلهم اولا تستغفر لهم ان تستغفرلهم سبعین مرة فلن یغفر الله لهم) فصلی علیه فنزلت (ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره) بخاری جلد اول صفحه (١٦٩)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) جب مر گیا، اسکا بیٹا (عبداللہ جو اسلام قبول کر چکا تھا) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، کہنے لگا (یارسول اللہ ﷺ) اپنی قمیص مبارک عنایت کیجئے (نیز میرے والد کی) نماز جنازہ پڑھائیں اسکے لئے دعا کیجئے نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص اسکو دے دی (کیونکہ عبداللہ ابن ابی نے اپنی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دی تھی حضور ﷺ نے اسکا بدلہ اتارا) اور فرمایا کہ (جنازہ تیار ہو جائے تو مجھ کو بتا دینا (جب جنازہ تیار ہوا تو) عبداللہ نے (حضور پرنور ﷺ کو) اطلاع دی، حضور پرنور ﷺ نے (اس پر جنازہ) پڑھنے کا ارادہ فرمایا (کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو (اس منافق پر نماز جنازہ نہ پڑھانے کی) کوشش کی اور عرض گذار ہوئے یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ جل جلالہ نے آپکو منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا مجھ کو یہ اختیار دیا ہے (اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے) کہ ان (منافقین) کے لئے (آپ) بخشش کی دعا کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ ستر بار (بھی) دعا کریں جب بھی اللہ انکو نہیں بخشے گا۔ حضور پرنور ﷺ نے اس پر نماز پڑھی پھر سورۃ برأت کی یہ آیت نازل ہوئی۔ منافقین میں سے کوئی بھی مرجائے اس پر نماز (جنازہ) نہ پڑھ۔ نہ اسکی قبر پر کھڑا ہو۔

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

تبرکات کا ثبوت علماء کرام کے اقوال کی روشنی میں

حضرت اسماعیل حقی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ جب نبی کریم ﷺ نے حلق فرمایا، اور حالق حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، تو حضور پرنور ﷺ نے آدھے بال مبارک حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطاء فرمائے اور آدھے تمام صحابہ کرام میں تقسیم فرمادئے، صحابہ کرام ان سے تبرک حاصل کرتے تھے اور (جب دشمن کے مقابلے کیلئے جانا ہوتا) تو حضور پرنور ﷺ کے موئے مبارک کو ساتھ رکھتے اللہ تعالیٰ انہیں دشمنوں پر فتح عطا فرماتا۔

اسرار محمدیہ کے مصنف لکھتے ہیں

کہ اگر موئے مصطفوی ﷺ کسی گنہگار کی قبر پر رکھ دیا جائے تو قبر والے کو موئے مبارک کی برکت سے قبر کے عذاب سے نجات مل جاتی ہے۔ یہی حکم حضور پرنور ﷺ کے عصاء مبارک و دیگر تبرکات کا ہے۔

نیز لکھتے ہیں کہ اگر یہی تبرکات کسی مسلمان کے گھر میں ہوں یا کسی گاؤں میں ہوں تو اس گھر یا گاؤں میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے (کوئی ناگہانی) آفت نہیں آئیگی۔

نیز زم زم شریف کا بھی یہ حکم ہے۔ کہ اگر زم زم شریف سے کفن دھو لیا جائے یا غلاف کعبہ شریف میں کفن دیا جائے تو ان تبرکات کی برکت (سے وہ مسلمان) قبر کے عذاب سے (انشاء اللہ وتعالیٰ) محفوظ رہے گا۔

نیز قرآن کریم کو اگر کاغذ پر لکھ کر مرحوم کے ہاتھ پر رکھ دیا جائے تو (اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسلمان کو قرآن کریم کے ان) اوراق کی برکتوں سے بخش دے۔

مصنفِ روح البیان

(وَلَا تَقُمْ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا) کے تحت لکھتے ہیں

سوال؟ جناب والا نبی کریم علیہ ﷺ کے تبرکات میں سے چھری جو بطور تبرک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد اور دیگر بادشاہوں کے خزانوں میں بتسلسل چلی آرہی تھی، ہم نے دیکھا کہ ان تبرکات کے باوجود انکی کوئی امداد نہ ہوئی جب کہ ایک گاؤں والوں کے پاس حضور علیہ ﷺ کا جھنڈا ابھی موجود ہے مگر پھر بھی وہ مشکلات میں مبتلا ہوتے ہیں۔

جواب! یہ آفتیں ان پران تبرکات کی بحرمتی کی وجہ سے آتیں ہیں، جیسے کہ حرمین شریفین میں کبھی طاعون نہیں آیا مگر جب لوگوں نے حرمین طیبین کی بے حرمتی کی تو وہاں کے لوگ طاعون میں مبتلا کردیئے گئے۔

روح البیان جلد(۱) سورۃ توبہ۔ آیت(وَلَاتَقُمْ عَلٰی اَحَدٍمِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا) کے تحت۔ص(۹۳۲)

علامہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں

مؤمن ہی مدینہ شریف جاتا ہے

(۲)فکان کل ثابت الایمان منشرح الصدربه یرحل الیٰ المدینة ثم بعد ذلک فی کل وقت الیٰ زماننا زیارۃ قبرالنبی ﷺ والتبرک بمشاهد اثاره ﷺ واثار الصحابه الکرام رضوان الله علیهم اجمعین فلایاتیها الامؤمن هذا کلام القاضی عیاض .نووی المسلم جلد(۱)ص(۸۴)

جسکاایمان کامل وپختہ ہواور(جسکا سینہ اللہ تعالیٰ نے کشادہ کیا ہودل وسینہ محبت رسول ﷺ سے سرشارہو)وہ مؤمن مسلمان مدینہ طیبہ(زادھا اللہ شرفھا) کی حاضری دیتاہے، ہر زمانہ میں(صحابہ کرام تابعین وتبع تابعین یعنی خیرالقرون کے زمانہ سے لیکر)ہمارے زمانے تک(مسلمان)حضور پرنور ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کرتے ہیں اورحضور پرنور ﷺ وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار(تبرکات مبارک) سے برکت حاصل کرتے ہیں(ان باتوں کااظہار)مؤمن سے ہی ہوسکتاہے۔

علامہ صاویؒ لکھتے ہیں

کہ اولیاء اللہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جواللہ جل جلالہ کے حضور پہنچنے کے لئے اسباب عادیہ ہیں

(۳)(مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْامِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ج اِتَّخَذَتْ بَیْتًا ط وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْكَبُوْتِ م لَوْكَانُوْا یَعْلَمُوْنَ٥. آیت41.سورۃ عنکبوت.پارہ ۲۰)

ای اصنامایرجون نفعها(جلالین)

هذاوجه الشبه.... اتخذواصنامایعبدونها(الیٰ قوله)وحمل المفسر(لفظ) الاولیاء علی الاصنام مخرج للاولیاء بمعنی المتوسلین فی خدمة ربهم فان اتخاذهم بمعنی التبرک بهم والالتجاء لهم والتعلق باذیالهم ماموربه وهم اسباب، عادیة تنزل

الرحمة والبركات عندهم لابهم (اے لابسبب ایجادهم وخلقهم بقرینة قوله اسباب عادیة) خلافالمن (ای الوهابیة) جهل وعائد وزعم ان التبرک بهم شرک.
صاوی جلد ۳.عنکبوت (۱۹۷)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔
وہ لوگ جنھوں نے اللہ کے سواء اورں (بتوں) کو دوست (مالک وناصرومددگارو معبود) بنالئے ہیں،کی مثال (ایسی ہے جیسے) مکڑی،مکڑی نے گھر بنایا (جالے کا،کہ وہ بارش وسردی گرمی گردوغبار کسی چیز سے حفاظت کرنے والا گھرنہیں) اگروہ جانتے ہوتے۔
(بتوں کی مثال بھی ایسی ہی ہے،کہ وہ اپنی عبادت کرنے والوں کو نہ تو دنیا میں کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں،اورنہ آخرت میں، نہ انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچاسکتے ہیں، نہ کچھ ضرر پہنچاسکتے ہیں)
(علامہ جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں) کہ مشرکین ان بتوں سے نفع کی امید کرتے ہیں (علامہ صاوی لکھتے ہیں کہ مفسرقرآن حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ) نے (کہاکہ اس آیت میں اولیاء) سے بت مراد ہیں (اس سے اللہ تعالیٰ کے اولیاء کرام مراد نہیں لیے جاسکتے کیونکہ (اللہ تعالیٰ کے اولیاء کرام) تو وہ ہیں جوشب وروز اللہ جل جلالہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں (وہ کسی سے نہیں کہتے کہ تم ہماری عبادت کرو، بلکہ وہ توخودبھی اورآنے والوں کواللہ جل جلالہ کی عبادت کی ترغیب وتلقین کرتے تھے،کرتے ہیں) (رہا) انکی حیات اوروفات کے بعدانسے تبرک کاحصول انکو اللہ جل جلالہ کی بارگاہ اقدس میں وسیلہ بنانا، انکا دامن گیر ہونا،یہ تمام وہ امورہیں جنکا (خود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وابتغوا الیہ الوسیلہ فرماکر) مامور بنایا ہے (یعنی مسلمانوں کواس کاامردیاگیاہے کہ تم اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرواوریہ نفوسِ قدسیہ واعمالِ صالحہ بہترین وسیلہ ہیں)
نیزیہ اولیاء کرام اللہ کی بارگاہ تک پہنچنے کے اسبابِ عادیہ ہیں۔
(ہاں وہابیہ) جوجاہل اورمنکر ہیں وہ (اولیاء کوبارگاہِ الٰہی میں وسیلہ مانناتودرکنار) انکے ساتھ تبرک کے حصول کوبھی شرک کہتے ہیں (نعوذباللہ من جہل الوہابیین الضالین والمضلین. مترجم)
☆-----میں (مفتی شائستہ گل) کہتاہوں۔
چونکہ وسیلہ بذواتِ فاضلہ (انبیاء کرام علیہم السلام واولیاء کرام رحمت اللہ علیہم اجمعین) قرآن واحادیث وفقہاء امت سے ثابت ہے سوجوشخص وسیلہ وتبرکات انبیاء کرام علیہم

﴿صاحب عینی البخاریؒ لکھتے ہیں﴾

(۴)وان من ارادالصلوٰۃ فی مساجد الصالحین والتبرک بھا متطوعا بذالک فمباح

عینی البخاری جلد(۳) شدالرحال (۶۸۳)

صاحبِ عینی لکھتے ہیں۔کہ اگرکوئی (مسلمان زائر) اولیاء اللہ رحمت اللہ علیہم اجمعین (کے مزارات کے قرب وجوار میں بنی ہوئی)مسجد میں نماز اس نیت سے پڑھے کہ برکت حاصل ہو(انکی برکت سے میری یہ نماز قبولِ بارگاہ ربانی ہو۔صرف یہی نیت ہو) تو یہ امرِ مباح ہے۔

(۵)ولواخذ شعرالنبی ﷺ ممن عنده واعطاه هدية عظيمة لاعلى و جه البيع والشراء لاباس به .سراجيه .بيوع .جلد(۳) ص (۱۵۲)

فتاویٰ سراجیہ میں لکھاہے کہ اگرکوئی شخص حضور پرنور ﷺ کے موئے شریف کسی سے لے اوراس مسلمان کو(تحفہ)میں ہدیہ عظیم دے دے توکوئی حرج نہیں بشرطیکہ خرید وفروخت کی نیت نہ ہو(کیونکہ یہ اللہ کے نبی ﷺ وعلیہ التحیۃ والثناء کے تبرکات میں سے ہے اورتبرکات کی بیع وشراء نہیں)

تبرک توں حاصل دولتِ دنیاودین۔۔۔ تبرک ولی دایاتبرک ازرحمت للعلمین (مترجم)

WWW.NAFSEISLAM.COM

قضاء عمری کا ثبوت

چھبیسویں بحث قضاء عمری کا ثبوت قرآن کریم کی روشنی میں ہے

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ. نماز قائم کرو

اس حکم میں اداء وقضاء تمام نمازیں شامل ہوگئیں۔ کیونکہ جن دلائل سے اداء ثابت۔ اسی سے قضاء بھی ثابت۔ قضاء عمری میں قضاء نمازوں کواداء کرناپڑھتا ہے لہذا قضاء عمری اس آیت مبارک سے ثابت ہوگئی۔

قضاء عمری کے اقسام

قضاء عمری کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) یقینی (۲) ظنی (۳) وھمی

القضاء یجب بمایجب بہ الاداء علی المذھب الصحیح

صحیح مذہب کے مطابق جن دلائل سے اداء ثابت، انہی دلائل سے قضاء ثابت۔

بحرالرائق. جلد۲ (۲۸۷) الراجح. طحاوی (۲۶۴) درمختار جلد ۱ (۲۸۷) عندالمحققین..

فقہاء کے اقوال واصطلاحات

(۱) قال عامۃ المشائخ. حسامی. ومولوی. امر. صفحہ (۱۹۰)

(۲) ان عندنا النص الموجب للاداء وھوقولہ تعالیٰ اقیموا الصلوٰۃ بعینہ دال علی وجوب القضاء لاحاجۃ الیٰ نص جدید (نورالانوار. امر. ۳۴)

(۳) فان نص القضاء مظھر لوجوب القضاء بالنص الثابت لامثبت. مولوی. امر. (۱۹۴)

(۴) عندالمحققین. درمختار (الراجح) بحرالرائق.

صاحب بحرالرائق فرماتے ہیں، یہی راجح قول ہے۔

صاحب درمختار لکھتے ہیں، محققین کے نزدیک یہی (حق واصوب ہے)

WWW.NAFSEISLAM.COM

صاحب حسامی لکھتے ہیں، اکثر فقہاء کا یہی قول ہے۔

صاحب نورالانوار لکھتے ہیں، کہ ہمارے پاس اداء کے وجوب کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم اقیموا الصلوٰۃ موجود ہے جواداء کے وجوب پر دلالت کرتا ہے تو یہی حکم قضاء کے وجوب پر بھی دلالت کرتا ہے ہمیں نص جدید کی ضرورت نہیں۔

صاحب کتاب ''مولوی'' لکھتے ہیں، نص قضاء، وجوب قضاء کا نص ثابت کیساتھ مظہر ہے نہ کہ مثبت۔

میں (مفتی شائستہ گل) کہتاہوں کہ آیت مذکورہ قضاء عمری کے تمام اقسام کیلئے دلیل ہے

(۲) قضاء عمری شرائطِ ارکان، واجبات، سنن، مستحبات، وفضیلتِ وقت کے ساتھ کامل نماز ہے اور جس نماز میں اشیاء مذکورہ پائیں جائیں۔ تو یقیناوہ عبادت مامور بہا ہے (اسکا حکم دیا گیا ہے)

اسکے دلائل مندرجہ ذیل ہیں

(۱) یَاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ ۔ (بقرۃ) اے لوگو اللہ کی عبادت کرو

(۲) وَاِنَّ هٰذَا رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۔ آل عمران

اور بیشک یہ میرا اور تمہارا رب ہے سواسی کی عبادت کرو۔

آیات بالا سے قضاء عمری ثابت ہوگئی۔

(۳) تیسری دلیل یہ ہے۔

قضاء عمری فرائض، واجبات، سنن، ومستحبات کے ساتھ صلوٰۃ کاملہ ہے اور جس نماز میں اشیاء مذکورہ پائی جائیں وہ صلوٰۃ حسنہ مأمور بہا ہے۔

(دلائل ملاحظہ فرمائیں)

(۱) مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۔

جس نے ایک نیکی کی اسے دس نیکیوں کاثواب ملتاہے۔

(۳) اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیأت۔ سورہ ھود

نماز قائم کرودن کے اطراف میں (فجر، ظہر، عصر) اوررات کے ساعات میں (مغرب وعشاء)

بیشک نیکی گناہوں کولیجاتی (مٹاتی) ہے۔

آیات مذکورہ بالا میں دو فوائد ذکر کیے گئے ایک ثواب کثیر۔ دوسرا نمازوں میں اگر نقصانات واقع ہوں کا ''عفو''۔ یعنی نمازوں میں تاخیر کے وقوع سے جو گناہ لازم ہوا ''کا عفو''۔

قضاء عمری کا ثبوت احادیث صحیحہ کی روشنی میں

وہ احادیث مبارکہ جو قضاء عمری کے اثبات میں ہیں۔

(۱) وہ احادیث مبارکہ جن میں جبریئل امین علیہ السلام کا امامت کرنا۔ (جہاں اداء میں امامت کے ثبوت کیلئے ہے وہاں یہی حدیث قضاء نمازوں میں امامت کے ثبوت کے لیے کافی ہے)

بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ،

ان احادیث سے جہاں اوقاتِ نماز کا علم ہوا وہیں نماز کی ادائیگی کا علم، اداء کا علم، قضاء کا علم، ا، بنا برمذہب (۲) بنا بر صحیح (۳) بنا برقول راجح۔

(۲) احادیث خندق (یعنی خندق کے موقع پر مدینہ طیبہ میں مشرکین نے حضور ﷺ وصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس انداز سے محبوس کیا کہ حضور ﷺ وصحابہ چار نمازیں اداء نہ کر سکے، حدیث آگے آرہی ہے جو کئی اجلہ صحابہ کرام) جیسے سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا ابی سعید الخدری، سیدنا جابر رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے

میری کتاب (جسکا نام البرھان النفس الامری) ہے اس میں میں نے ان تمام احادیث مبارکہ کو ذکر دیا ہے اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں بنا براختصار میں صرف ایک ہی حدیث تحریر کروں گا۔ نیز میں نے اپنی اس کتاب میں تمام دلائل وحوالہ جات مابہ وماعلیہ ذکر کردئے ہیں، اسکا مطالعہ فرمائیں۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

(۳) عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان المشرکین شغلوا رسول اللہ ﷺ عن اربع صلوٰت یوم الخندق حتیٰ ذھب من الیل ماشاء شااللہ فامر بلالا فاذن ثم اقام فصلی الظھر ثم امر فاذن ثم اقام فصلی العصر ثم امر فاذن ثم اقام فصلی المغرب ثم امر فاذن ثم اقام فصلی العشاء۔

اخرجہ ابوداود. والنسائی، وابویعلی الموصلی، والبیھقی، نصب الرایة، جلد ۱. فوایت. ۱۹۹

WWW.NAFSEISLAM.COM

عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ مشرکین نے خندق کے دن حضور پرنور ﷺ وصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو (اتنا) مشغول (ومجبور کیا) کہ حضور پرنور ﷺ وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے چار نمازیں رہ گئیں یہاں تک کہ رات کا (بھی ایک) حصہ بمشیت الٰہی گذر گیا (یہ وہ زمانہ تھا کہ جس دور میں نماز خوف پڑھنے کا حکم نہ آیا تھا) سو حضور پرنور ﷺ نے بلالؓ کو حکم فرمایا (کہ اذان دی جائے) سو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔

پھر اقامت کہی گئی (حضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے) ظہر کی نماز ادا کی،

پھر حضور پرنور ﷺ نے (حضرت) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا

(کہ اذان دی جائے) سو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔

پھر اقامت کہی گئی

(حضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے) عصر کی نماز ادا کی،

پھر حضور پرنور ﷺ نے (حضرت) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا

(کہ اذان دی جائے) سو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔

پھر اقامت کہی گئی (حضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے) مغرب کی نماز ادا کی،

پھر حضور پرنور ﷺ نے (حضرت) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا

(کہ اذان دی جائے) سو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔

پھر اقامت کہی گئی

(حضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے) عشاء کی نماز ادا کی،

(حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ قضاء نمازوں کی ادائیگی کیلئے اذان دینا اقامت کہنا، جماعت کے ساتھ اداء کرنا ثابت وجائز ہے)

﴿صحابہ کرامؓ وتابعینؒ وائمہ مجتہدینؒ﴾

رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال کی روشنی میں قضاء عمری کا ثبوت

(۱)وفی العتابیة عن ابی نصرفیمن یقضی صلوٰۃ عمرہ من غیران فاتہ شئ یرید الاحتیاط فان کان لاجل النقصان والکراھة فحسن وان لم یکن لذلک لا یفعل والصحیح انہ یجوز. الابعد صلوٰۃ الفجر والعصروقد فعل ذلک کثیرمن السلف کذا فی المضمرات .

ثم الھندیة .جلدا.باب قضاء الفوائت ص(۱۲۴) وقاضی خان جلد اول.قضاء المتروکات(۵۶) وتتارخانیة قضاء الفوائت ثم الشامی جلدا نوافل.(۴۶۹) طحاوی المراقی(۲۶۸)

عتابیہ(نامی کتاب)میں حضرت ابونصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،کہ اگرکسی (مسلمان) کبھی

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

(سلف) میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ انکے تلامذہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سب ہی شامل ہیں، سو ثابت ہوا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور انکے تلامذہ نے بھی قضاء عمری پڑھی

☆۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے تلامذہ کی قضاء عمری پڑھنے کے ثبوت کیلئے یہ ایک حدیث بھی کافی ہے۔اس پر درمختار جلد (۴) شہادت۔ص (۴۲۶) مجموعہ رسائل الشامی جلد (۱) تنبیہ الولاۃ والحکام (۳۶۳) عینی الکنز جلد۳ (شہادت۔۳۳) نے تصریح فرمائی ہے۔

(۲) قال رسول اللہ ﷺ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھران لوگوں کا زمانہ جو ان سے پیوست ہوں، پھران لوگوں کا زمانہ جو ان سے پیوست ہوں۔

سلف صالحین کا فعل قوی حجت و دلیل ہے

(۱) **فِعْلُ السَّلَفِ مِنْ اَقْوَی الْحِجَجِ**. زیلعی. جلد ۱ (اذان) ص (۹۳)

سلف صالحین کا فعل (جو کام ان سے صادر ہوا ہو وہ کام مسلمانوں کیلئے) قوی دلیل ہے۔

(۲) **کُلُّ خَیْرٍ فِی اِتِّبَاعِ مَنْ سَلَفَ**.

گذرے ہوئے (مسلمانوں) کی تابعداری کرنے میں ہی خیر (بہتری) ہے۔

شامی جلد (۱) اوقات (۲۸۸) اتحاف المرید شرح جوھرۃ التوحید۔(۱۴۳)

(۳) وقال ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ من کان مستنا فلیستن بمن قد مات

رواہ ابوداود. رزین. مشکوۃ. اعتصام. (ص۱۴)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جو شخص چاہتا ہے (کہ میں) کس طریقے کی پیروی کروں تو اسے چاہیے کہ وہ ان (بزرگوں کے) طریقوں کو اختیار کرے جو وفات شدہ ہیں فقہاء نے قضاء عمری کے ثبوت میں سلف صالحین کے فعل سے ہی استدلال کیا ہے جیسے کہ آپ نے مذکورہ بالا آٹھ کتابوں کے حوالوں کو ملاحظہ فرمایا۔

﴿امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قضاء عمری کا ثبوت﴾

حضرت علامہ فقیہ ابواللیث السمرقندی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

(۱)قال ابوحنیفة (رضی الله تعالیٰ عن) ان من قضیٰ خمس صلوٰت فریضة مع الوتر فی وقت الظهر فی اٰخر جمعة رمضان بجماعة واذان لاولها واقامة للکل وبدونها للوتر وبضم السورة مع الفاتحة فی کلها وضم الرکعة الرابعة وثلث قعدات فی المغرب والوتر فقد کان جبر لنقصانات المؤدیات ولتاخیرات الفوائت الموجبة للعقاب .

عیون الفقیه ابی اللیث السمرقندی ثم مجمع الفتاویٰ .باب المرتد.وشرح السیرالکبیر للسرخسی .وشرح المجمع لصاحب الکنز.ثم رسالة لمولانا السندی الشاه منصوری (۴۸)وبمعناه فتاویٰ محمد بن الفضل ثم منیة المفتی، ثم رسالة مولاناالسندی (۴۷) وامال الفتاویٰ ثم البحر جلد ا .نوافل (۴۱)وفوائت (۸۰) ودرمختار .وردالمختار .جلد ا .نوافل(۴۶۹)

امام اعظم رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ رمضان کا آخری جمعہ(جمعۃ الوداع) آئے توجس نے پانچوں اوقات کی نمازیں بمع وتر کے اس دن پڑھ لیں تویہ اس مسلمان کیلئے اسکی نمازوں میں رہ جانے والی کمی کواور فوت شدہ نمازوں کوتاٗخیرسے(اداء کی گئی ہوں)اس تاخیر کی وجہ سے اس کیلئے جوسزا(عنداللہ)واجب ہو گئی ہو(بفضلہ تعالیٰ اور اس قضاء عمری کے پڑھنے کی برکت سے مغفرت کی امید قوی ہے

(قضاء عمری کس طرح اداکریں؟ادائیگی کاطریقہ مندرجہ ذیل ہے)

(۱) ہرنماز کیلئے اذان دے۔(۲) بقیہ نمازوں کیلئے صرف تکبیر کہے۔

(۳)ہررکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے ساتھ ہی سورۃ ملالے۔

(۴) مغرب کی نماز میں جب قاعدۂ اٰخیرہ پڑھ لے تو کھڑے ہوکرچوتھی رکعت ملالے اور چوتھی رکعت کے بعدپھرقاعدہ کرے،اورالتحیات مکمل پڑھ کرسلام پھیرلے۔

(۵)وتروں میں بھی بعینہ یہی طریقہ اختیارکرلے(جومغرب کی قضاء نماز کے طریقہ میں سمجھادیاگیا)

علماءِ احناف کے اقوال کی روشنی میں قضاء عمری کا ثبوت

فقیہ ابو اللیث المجتہد السمرقندی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۳) قال الفقیہ ابو اللیث المجتہد السمرقندی اذا جآء یوم الجمعة الاخیرة من شہر رمضان ینبغی للمسلم ان یطہر بدنہ تطہیرا بمبالغة ثم یودی جمعة وبعد الفراغ من ذلک یصلی خمس صلوٰت یبتدأ من وقت الصبح الی العشاء مع الوتر ویخیر فی اداء تلک الصلوٰات بین الاداء بالانفراد او الجماعة لکن الاداء بالجماعة اولی تیسیرا علی الناس ویکونُ ذلک جبیرة منہ لمافات من الصلوٰات فی عمرہ بالجماعة.

عیون لفقیہ ابی اللیث السمرقندی جلد ۱. جمعة ثم مجمع الفتاوىٰ بحث المسائل المتفرقة (اوراق القلمیة. ص ۳۰۹)

فقیہ ابو اللیث المجتہد السمرقندی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں جمعۃ الوداع کے دن مسلمانوں کو چاہئے کہ اس دن (غسل) کرکے بدن اچھی طرح پاک وصاف کرلے جمعۃ الوداع کی نماز اداء کرے، فراغت کے بعد پانچ نمازیں اداء کرے (من وقت الصبح الی العشاء) فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء، وتر (جو مسلمان قضاء عمری پڑھے) اسے اختیار ہے چاہے اکیلے پڑھے یا جماعت کے ساتھ، لیکن جماعت سے پڑھنا بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں تمام مسلمانوں کے لئے آسانی ہے

(نیز جماعت سے پڑھنے میں یہ برکت ہے)

کہ اگر زندگی میں اس سے کبھی جماعت کے ساتھ نماز رہ گئی ہو تو اس جماعت میں شریک ہونے کی برکت سے (اسکی وہ کمی بھی پوری ہوجائیگی یہ ایسا ہوگا جیسے زخموں پر) پٹی ہو

مفتی اعظم سرحد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

میں (مفتی شائستہ گل) نے اس کتاب (مجمع الفتاویٰ) کا حضرت علامہ قاضی درمکنون صاحب رحمت اللہ علیہ کی حیات میں انکی لائبریری میں مطالعہ کیا، پھر انکی رحلت کے بعد (بمقام زیارت کلی کاکا صاحبؒ) حضرت کے صاحبزادہ محترم قاضی عصمت اللہ صاحب کی موجودگی میں دو مرتبہ مطالعہ کیا،

نیزاسی معنی پر (یعنی قدر مختلف الفاظ کیساتھ) مندرجہ ذیل کتابوں میں یہ مسئلہ موجود ہے (ملاحظہ فرمائیں)

شمنی المختصر، ثم حاشیہ فصیح الدین لشرح الوقایۃ، ثم کلام الضروری (ص۔ ۲۵) وتحفۃ المواعظ۔ جمعہ لیعقوب چرخی، (۲۷) ثم جامع الفوائد (۲۶) وفتاوی الحجۃ للامام قاضی خان کماقالہ الکبیری (۵۳۹) ثم جامع الفوائد۔ فوائت (۸۹) بنقلہ فتوح الاوراد۔ وروح البیان جلد۔ الجزء السابع (۳۲)

آخرالظہر بمع جمعہ کاثبوت احادیث کی روشنی میں

ستائیسویں بحث۔

احادیث کی روشنی میں جمعہ کے بعد آخرالظہر پڑھنے کا اثبات

(۱) عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من فاتته الركعتان فليصل اربعاوفی رواية الظهر. اخرجه البيهقی. مشكوٰة. جمعه قبيل صلوٰة الخوف. ومما يتعلق بالفوائت الحكمی وهومالايوجد فی الجمعة شرط من شروطها(ای انتفی الشرط اتفاقا او اختلافا كمايدل عليه العبادات الآتية) فان منها المصر(عندالامام الاعظم فقط. الىٰ قوله) واختلفوافی حد المصر اختلافا كثيرا قلما اتفاقا وقوعه فی بلد ولهذا قالوافی كل موضع وقع الشک فی جواز الجمعة (ای فی فراغ الذمة من فرض الوقت ينبغی ان يصلوابعد الجمعة اربع ركعات ينوون الظهر. مرقات آخرالجمعة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس سے (نماز جمعہ کے دورکعت (فرض) رہ جائیں (حقیقتاً یاحکماً) توظہر کی چار رکعتیں پڑھ لے، اورایک روایت میں توصراحتاً ظہر (کے وقت کا نام لیا گیاہے)

(فواتِ حکمی کیاہے)

(فواتِ حکمی کی وضاحت) فواتِ حکمی یہ ہے کہ جمعہ کی (نمازکی ادائیگی) کی جوشرائط ہیں اگراس میں ایک شرط بھی نہ پائی جائے

(تویقیناً جمعہ کی نمازاداء نہ ہوئی کیونکہ یہ قاعدہ ہے اذافات الشرط فات المشروط، جب شرط فوت ہوجائے تومشروط بھی فوت ہو جاتا ہے جمعہ کی شرائط میں سے اگرایک شرط

بھی نہ پائی جائے توجمعہ کی نماز نہ ہوگی) جیسے جمعہ کی نماز کی ادائیگی کی صحت کی شرائط میں ایک شرط (امام اعظم کے نزدیک) مصر (شہر) ہے۔

اور شہر (کی حدود کے تعین میں) علماء کا اختلاف ہے (کہ کتنا بڑا ہو اس میں کیا کیا ہو۔وغیرہ)

(اب جب شہر کی حدود کے تعین میں اختلاف پایا گیا تو اس بناپر) علماء لکھتے ہیں، کہ جہاں جمعہ کی نماز (کی شرائط میں کمی کے باعث) جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے جواز اور غیر جواز میں شک واقع ہوجائے تو اسے چاہیے (یعنی واجب ہے) کہ وہ ظہر کی نیت سے چار رکعات نماز پڑھ لے۔

(مفتی اعظم سرحد رحمت اللہ علیہ کی وضاحت۔مترجم)

مندرجہ بالا عبارت میں دو اشیاء کا ذکر قابل غور ہے۔

(۱) فواتِ حکمی کی تعریف کرنا۔

(۲) **ولهذا قالوا.**

فواتِ حکمی کی تعریف اور لھذاقالوا سے خوب ظاہر وبین ہوا کہ فواتِ حکمی دو حالتوں سے خالی نہیں۔

(۱) صورةِانتفاءِ شرط اتفاقًا.

(۲) صورةِ انتفاءِ شرط اختلافًا.

سو ان دونوں صورتوں کو مدنظر رکھکر (ان صورتوں کے تناظر میں)

مندرجہ بالا حدیث سے وجہ استدلال کی چار صورتیں ہوگئیں۔

(۱) وجہ اول یہ ہے، ائمہ اربعہ کے مذاہب کے مطابق جمعہ کی نماز کی ادائیگی کیلئے طے شدہ شرائط میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہوتو اس گاؤں میں جمعہ کی نماز (اگر پڑھی جائے تو) اداء نہ ہوگی۔

مثلاً امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان شرائط میں سے ایک شرط مصر (شہر کا ہونا) ہے (اگر شرطِ مصر مفقود ہو، تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جمعہ کی نماز نہ ہوئی، تو ظہر کی چار رکعات پڑھ لے۔مترجم)

(۲) امام شافعی اور امام احمد رحمت اللہ علیہما کے مذاہب کے مطابق شرائط جمعہ میں سے ایک یہ ہے، کہ اس گاؤں میں (کم از کم) چالیس آدمی رہتے ہوں۔

بحوالہ برجندی-جلد-1- جمعہ ص-(۱۶۸) وابوالمکارم-جلد(1) جمعہ-(98) والقسطلانی-جمعہ-

(۳)امام مالک رحمت اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق مسجد(کبیروقدیمی) بڑی اور پرانی جامع مسجد موجود ہو،وہاں سوق(بازار)ہونالازمی ہے،اگروہاں اشیاءِ مذکورہ نہ ہوں تواس گاؤں میں جمعہ کی نمازاداء نہ ہوگی قسطلانی .باب الجمعة.

یہ ہے فواتِ شرط اتفاقاً۔

معلوم ہواکہ جمعہ کی شرائط میں سے کسی شرط کے فوت ہونے سے جمعہ کی نماز (اولاً تو اداء نہ ہوگی اوراگر بالفرض پڑھ لی تو) اسکے ساتھ آخرالظہر پڑھنا ضروری ہوا۔

دوسری وجہ یہ ہے

کہ جمعہ کی شرائط کافوات(مفقودہونا) جیسے کہ ،جس گاؤں میں احناف کے نزدشرائط میں سے'' مصر'' کامَفقُودْ ہونا۔(مَفقُودْ کامعنیٰ ہے کسی چیزکانہ پایاجانا،مترجم)

☆-امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک(جامع مسجد،ومسجد عتیق،وبازار) کاہونالازم امام شافعی وامام احمد بن حنبل رضوان اللہ علیہم کے نزدیک چالیس آدمیوں کاہونا جواس گاؤں میں دائماًرہتے ہوں۔

اس صورت میں جمعہ کی ادائیگی کی شرائط کافوات اختلافاً آیاہے۔

سوخوب ظاہرہوا کہ ایسے گاؤں میں جہاں شرائط کافوات اختلافاًہوجمعہ کی نماز کے ساتھ چاررکعات آخرالظہر کی نیت سے پڑھناحدیث مذکورہ بالا،وشرائط کافوات اختلافاً،سے ثابت ہوا۔

تیسری وجہ یہ ہے

کہ جس گاؤں میں امام مالک وامام شافعی رحمت اللہ علیہما کے متعین کردہ شرائط پائی جائیں مگرامام اعظم کے متعین کردہ شرائط میں سے ایک شرط مفقودہو(مثلاً) مصرہونا۔

لہٰذا انتفاءِ شرط پایاگیاتوجمعہ کے ساتھ وہاں چاررکعات آخرالظہر کے پڑھنے ثابت ہو گئے

چوتھی وجہ یہ ہے

چونکہ احناف کی شرائط میں سے مصرکاہوناشرط ہے(مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں)

المصرمالایسع اکبرمساجدہ اھلہ المکلفون و المصر موضع یکون فیہ امام وقاض یقیم الحدود وینفذ الاحکام ویکون فیھا سکک واسواق ولھارساتیق .

شامی جلد(1)جمعہ وکبری جمعہ وفتح القدیر جلد(1) جمعہ وبحرالرائق جمعہ جلد(1)

(مصر کی تعریف عند الاحناف)

اتنی بڑی جامع مسجد ہو کہ جو مسلمان مکلف ہیں (جن پر نمازیں فرض ہیں) اتنے کثیر ہوں کہ اس مسجد میں نہ سما سکیں۔ (کثرت وازدحام کی وجہ سے اس میں آنہ سکیں)
نیز شہر اس مقام کو کہا جاتا ہے۔ کہ جس میں امام و قاضی موجود ہو (قاضی سے مراد اس زمانے کے لحاظ سے، عدالت ہے، یا ایسا مفتی وقت موجود ہو جو لوگوں کے فیصلے کرتا ہو) اور وہ (اسلامی قوانین کے تحت) حدود قائم کرتا ہو۔

اگر شرائط مذکورہ بالا میں سے ایک بھی شرط نہ پائی جائے۔ تو یقیناً پھر اختلاف مذاہب موجود، سو ثابت ہوا کہ وہاں جمعہ کیساتھ چار رکعات آخر الظہر کی نیت سے پڑھی جائیں۔

﴿پانچویں وجہ﴾

کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاریب تابعی ہے۔ اور تابعی کا قول بھی جمہور علماء کے مذہب کے مطابق حدیث ہوا کرتی ہے۔

الحدیث عند جمهور المحدثین قول وفعل وتقریر رسول اللهﷺ والصحابی والتابعی. مقدمة المشکوٰة للشیخ عبدالحق محدث الدهلوی ومقدمة الترمذی لسید الشریف الجرجانی وشرحِ شرحِ النخبة للعلی القاری.

جمہور محدثین کی اصطلاح میں رسول اللہﷺ اور صحابیؓ اور تابعیؒ کے قول وفعل وتقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

حدیث قولی وہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے کوئی حدیث قولاً ثابت ہو۔
حدیث فعلی وہ ہے۔ کہ رسول اکرم ﷺ سے کوئی حدیث فعلاً ثابت ہو۔
حدیث تقریری وہ ہے۔ کہ رسول اکرم ﷺ کے سامنے کسی صحابی نے کوئی کام کیا یا کوئی بات کی اور حضور پرنور ﷺ نے اس پر سکوت اختیار فرمایا تو یہ حدیث تقریری کہلاتی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿پھر حدیث کی تین قسمیں ہیں﴾

حدیث مرفوع۔ حدیث موقوف۔ حدیث مقطوع

(1) حدیث مرفوع وہ ہے کہ جسکا رفع حضور پر نور ﷺ تک ہو۔

(2) حدیث موقوف وہ ہے کہ جسکا رفع صحابی تک ہو۔

(3) حدیث مقطوع وہ ہے کہ جسکا رفع تابعی تک ہو۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ تابعی کا قول، فعل، تقریر بھی حدیث ہے اورامام اعظم بلا ریب تابعی ہیں انکا قول حدیث ہے (توجعہ بعد آخر الظہر پڑھنے پر امام اعظم کی حدیث ملاحظہ فرمالیں)

﴿امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

ثم فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعة لوقوع الشک فی المصر اوغیرہ واقام اھلہ الجمعة ینبغی ان یصلوا بعد الجمعة اربع رکعات وینووابھا الظہر حتیٰ لولم تقع الجمعة موقعھا یخرج عن عھدة فرض الوقت بیقین

کذا فی الکافی وھکذا فی المحیط. ھندیة جلد(1) ص(203) و کبیری (600) ومنحة الخالق. (143) وشامی جلد1، ص(756)

مصر یا دوسری شرط کے مفقود ہونے کی بنا اگر جمعہ کی نماز کی ادائیگی میں شک واقع ہو جائے (شک کے وقوع کے باوجود اگر وہاں کے مسلمان) جمعہ قائم کردیں تو انہیں چاہیے کہ جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعات ظہر کی نیت سے پڑھ لیں، تاکہ اگر جمعہ کی نماز واقع نہ ہوئی تو ظہر کی چار رکعات پڑھنے کا یہ فائدہ ہوجائے گا کہ وہ یقین کے ساتھ اس ذمہ سے فارغ ہوجائے گا۔ جواسکے ذمے تھا، یعنی جمعہ کے فرض اپنی جگہ پر واقع نہیں ہوئے اور آخر الظہر کے چار رکعات پڑھ لئے تو عہدۂ وقت سے یقیناً فارغ ہوا۔

نیز۔ ظاہر الروایۃ کے بہت سارے مسائل حاکم شہید نے جمع فرمائے ہیں۔

شامی جلد(1) رسم المفتی (48)

مذہب کے نقل کرنے میں ہر کافی (نامی کتاب) معتمد ہے۔ شامی جلد(1) رسم المفتی (47)

(یعنی یہ وہ کتاب ہے جس میں مذہب کے اقوال لائے گئے ہیں اوراس کتاب پر سب کا قوی اعتماد ہے)

﴿چھٹی وجہ یہ ہے﴾

لـمـا ابتلى اهل مروباقامة جمعتين مع اختلاف العلماء فى جوازهما امرالمتهم باداء الاربع بعد الجمعة حتما احتياطا و اختلفوا فى نيتها قيل الاحوط ان يقول نويت اخر ظهرادركت وقته ولم اصله بعد وقال الحسن اختيارى ان يصلى الظهر بهذه النية ثم يصلى اربعا بنية السنة .

قنية .جمعة .(49)ثم البناية حاشية الهداية .جمعة .جلد1 (ص.1016)ثم ازالة الاوهام(59)

جب مَرو(جگہ کا نام ہے)کے رہنے والے مسلمانوں کوجمعہ کی نمازدومقامات پر پڑھنے میں مبتلا کردیاگیا(یعنی وہاں کے رہنے والوں کودومقامات پر جمعہ اداکرنے کوکہاگیاکہ اس علاقہ میں دومقامات پرجمعہ پڑھایاجائے)

(جب)علماء کے مابین ایک ہی علاقہ میں دوجگہ جمعہ کی نماز کے جوازوغیرِ جواز کا اختلاف ہواتووہاں کے علماء نے جمعہ کی نمازکی ادائیگی کے بعدچاررکعات ظہراحتیاطی لازماً پڑھنے کوکہا پھرجب ظہراحتیاطی کی نیت میں اختلاف واقع ہوا۔تو(علماء) نے کہا کہ احوط(بہتر) یہ ہے کہ ظہراحتیاطی پڑھنے والایوں نیت کرے

عربی میں(نَوَیْتُ اٰخِرَ ظُھْرٍ اَدْرَکْتُ وَقْتَہٗ وَلَمْ اُصَلِّہٖ بَعْدَہٗ)

ظہر احتیاطی کی نیت

نیت کرتاہوں میں چاررکعت اخرظہرکی واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ طرف خانہ کعبہ شریف کے"اللہ اکبر" (نیت کے الفاظ زبان سے اداء کرے توبہتر ہے۔نہیں تودل میں ارادہ کرلے کیونکہ نیت دل کے ارادے کانام ہے،البتہ دونوں کوجمع کرنا افضل ہے۔

وہ الفاظ یہ ہیں،نیت کرتاہوں چاررکعات ظہرکی سب میں پچھلی ظہرکی جسکاوقت میں نے پایااورنہ پڑھی۔

(حضرت امام حسن ابن زیادؒ امام اعظمؒ کے شاگردہیں) فرماتے ہیں،کہ میرااختیارکردہ ، پسندیدہ(قول) یہ ہے(کہ جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد)ظہرِ احتیاطی اس نیت سے پڑھے (جوذکرہوا) اسکے بعد چہاررکعت سنتِ جمعہ پڑھ لے ۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کا حلفیہ بیان

وقد اقسم تلامیذ الامام الاعظم ایماناً غلاظاً ماقلنا فی مسئلة قولًا الاوهو روایتنا عن الامام (ملخصا) والوالجیة. والحاوی القدسی. ثم شامی جلد(1) قبیل رسم المفتی (46)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں نے سخت قسمیں کھائیں (اللہ کی قسم) ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ ہم نے اپنے امام (اعظم سیدنا نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے لیا۔

میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں کہ مذکورہ بالاتمام احادیث و عبارات سے ثابت ہوگیا۔ کہ جہاں شرائطِ مذکورہ میں سے کسی شرط کے مفقود ہونے کا احتمال ہو۔وہاں ظہر احتیاطی پڑھنا ضروری ہے۔

آخرالظہر کا اثبات علماء احناف کے اقوال کی روشنی میں

جمعہ کے دن آخرالظہر (ظہر احتیاطی) پڑھنا ظاهر الروایة ہے۔

ثم فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعة لوقوع الشک فی المصر اوغیرہ واقام اهله الجمعة ینبغی ان یصلوا بعد الجمعة اربع رکعات وینووابها الظهر حتیٰ لولم تقع الجمعة موقعها یخرج عن عهدة فرض الوقت بیقین کذا فی الکافی وهکذا فی المحیط. هندیة جلد(1) ص(203) وکبیری (600) ومنحة الخالق. (143) وشامی جلد1. ص(756)

مصریادوسری شرط کے مفقودہونے کی بنا اگر جمعہ کی نماز کی ادائیگی میں شک واقع ہو جائے (شک کے وقوع کے باوجود اگروہاں کے مسلمان) جمعہ قائم کردیں تو انہیں چاہیے کہ جمعہ کی نماز کے بعد چہاررکعات ظہر کی نیت سے پڑھ لیں،تاکہ اگر جمعہ کی نمازواقع نہ ہوئی تو ظہر کی چہاررکعات پڑھنے کا یہ فائدہ ہوجائے گا کہ وہ یقین کے ساتھ اس ذمہ سے عہدہ براء ہوجائے گا۔جواسکے ذمے تھا۔

(۱) حاکم کی کتاب (کافی) مذہب کے نقل کرنے میں معتمد ہے۔ شامی رسم المفتی جلد (1) ص (48)

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۲) اگر فتویٰ مختلف فیہ ہو تو ترجیح ظاہر الروایۃ کو دی جائیگی بحر الرائق ثم شامی جلد رسم المفتی ۲۷

(۳) اگر کسی نے فتویٰ دیا اور وہ فتویٰ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہو تو باطل ہے (یعنی وہ فتویٰ ہی باطل ہے) جب تک اسکی تصحیح نہ ہو۔ بحر الرائق ثم شامی جلد ۱ رسم المفتی ۲۷

جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظہر چار رکعت (ظہر احتیاطی) پڑھنا متون میں منقول ہے۔

مثلا حاکم شہید کی کتاب کافی۔(2) الاشباہ والنظائر ۔(3) مواہب الرحمٰن باب الجمعہ

مزید تفصیل کیلئے میری کتاب [الادلة الشرعية] ملاحظہ فرمائیں۔

مزید براں، جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظہر (ظہر احتیاطی) پڑھنا مجتہدین کا قول ہے جیسے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،حسن بن زیاد، کے دلائل آپ نے ملاحظہ فرمائے اب علامہ قاضی خان رحمت اللہ علیہ کا قول ملاحظہ فرمائیں۔

والاحتياط فی القریٰ ان يصلی السنة اربعا ثم يصلی الظهر اربعا ثم ركعتين سنة الوقت ،هو الصحيح المختار. فتاوى الحجة القاضی خان ،ثم الكبيری جمعه (600) ومنحة الخالق جلد ۲ (143) صغيری. ومجموعة سلطانی جمعة و الفتاوى الخيری (۲۱) وشامی جلد ۱ .(543) ونقلوه عن الكافی والمحيط. والقنية وفتح القدير. جلد 1 .(158) وبرجندی جلد 1 ص (183)

دیہاتوں میں احوط یہ ہے احتیاط اسی میں ہے

کہ پہلے چار رکعات سنت جمعہ پڑھے (پھر دو رکعات فرض جمعہ پڑھے) اسکے بعد جمعہ کے چہار رکعات سنت کی نیت سے پڑھے۔ پھر چہار رکعات ظہر احتیاطی پڑھے۔ پھر دو رکعات پڑھے

(1) یہ قول صحیح بھی ہے (2) اور مختار بھی ہے۔

(4) جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظہر (نماز ظہر احتیاطی) پڑھنا (متون کے بعد) شروح نے بھی نقل کیا ہے۔ مثلا۔ فتح القدیر، کبیری ،صغیری، بحر الرائق، نہر الفائق، نے مصر کے مسئلہ میں۔ نیز شارحین ہدایہ ،شرح الباقانی، نے بھی نقل کیا ہے۔ نیز شرح المجمع نے بھی اس مسئلہ کو نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

المختار ان يصلی بعد الجمعة اربعا ينوی بها اٰخر الظهر ادركتُ وقته ولم اُصلی وبهذا افتیٰ شيخنا شيخ امين الدين بن عبد العال مفتی الديار المصرية .

فتاویٰ المصنف الغزی التمرتاشی.(11)

مختار قول یہ ہے کہ جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد چہار رکعات آخر الظہر (نماز ظہر احتیاطی) پڑھے، آخر الظہر کی نیت کے ساتھ (نیت یوں کرلے) نیت کرتا ہوں چار رکعات ظہر کی سب میں پچھلی ظہر کی جسکا وقت میں نے پایا اور نہ پڑھی۔

ہمارے شیخ حضرت علامہ مفتی امین الدین کا یہی فتویٰ ہے (کہ ظہرِ احتیاطی پڑھنی چاہیے)

(عام مسلمان بھائیوں کے سمجھانے کیلئے عرض کروں کہ عبارات مذکورہ بالا میں یہ لفظ بار بار آرہا ہے کہ متون یا شروح نے نقل کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عبارت مذکورہ فلاں کتاب کے متن یا شرح میں موجود ہے وہاں سے لیا گیا ہے اس نقل سے مراد اصطلاح فقہاء میں استعمال ہونے والا نقل ہے نہ کہ عوام الناس کی اصطلاح والا نقل۔ مترجم)

(5) جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظہر (نماز ظہر احتیاطی) پڑھنا معتبر کُتُبِ فتاویٰ نے بھی نقل کیا ہے۔

مثلاً۔ فتاویٰ قاضی خان، ومحیط، وتتارخانیہ، وعالمگیری، وسرجیہ، ومضمرات، وفتاویٰ لامام الغزی صاحب تنویر الابصار، ومجموعہ سلطانی، ومجموعہ خانی، بنقل عمدة الاسلام، وظهیریة، وصیرفیة، وفتاویٰ اھو۔

(6) جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظہر (نماز ظہر احتیاطی) پڑھنا معتمد حواشی نے بھی نقل کیا ہے۔

مثلاً۔ حاشیہ خیر الدین الرملی، بحر۔ ومنحة الخالق، ورد المحتار، وطحاوی، ودرمختار، و طحطاوی مراقی، وطوالع الانوار، وچلپی شرح الوقایة۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

دیہاتوں میں جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظہر

(نماز ظہر احتیاطی) پڑھنے کا ثبوت

(۱) والاحتیاط فی القریٰ (الیٰ قولہ) ھذا ھو الصحیح المختار.
دیہاتوں میں احتیاط (اسی میں ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظہر (نماز ظہر احتیاطی) پڑھے) یہی صحیح ہے یہی مختار ہے۔
بارہ (12) کتب نے اسے نقل کیا ہے، ان سے جوالفاظ صریح ثابت ہوئے قابل غور ہیں
(1) قریٰ کے ساتھ لفظ احتیاط۔ (2) لفظ صحیح ۔ (3) لفظ مختار.

(۲) لاشک فی جواز الجمعۃ فی البلاد والقصبات ۔ فتاویٰ الخیریۃ جمعہ جلد ا۔ ص۔20
شہروں اور دیہاتوں میں جمعہ کے جواز میں شک نہیں، جائز ہے (بشرطیکہ ظہر احتیاطی پڑھی جائے)

(۳) فی الجواھر لوصلوا فی القریٰ لزمھم اداء الظھر۔
شامی جمعہ جلد ا (۵۴۲) جامع الرموز جلد ا (۱۱۵)
اگر مسلمان دیہاتوں میں (جمعہ پڑھیں) تو ان پر واجب ہے کہ وہ ظہر کی نماز اداء کریں

(۴) وعند اصحابنا لاتجب الجمعۃ علی اھل القری لحدیث علی.
سادۃ المتقین جلد ۳. جمعہ. ثم ازالۃ الاوھام والبحر الرائق جلد. ۲ جمعہ (141) من التجنیس. والبزازیۃ جلد .
جمعۃ (163) ومنحۃ الخالق. جلد ۲. جمعہ (141)
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق ہمارے (احناف بزرگوں نے کہا ہے) کہ دیہات میں مسلمانوں پر جمعہ واجب نہیں۔

(۵) وشرط لادائھا ای لوجوب اداء الجمعۃ (الیٰ قولہ) المصر. جامع الرموز جلد ا۔ جمعہ (115)
جمعہ کی نماز کے وجوب کی شرائط میں سے ایک شرط ''شہر'' ہونا۔ شہر کی قید سے دیہات خارج ہوگئے)

(٦) ومنھا المصر حتیٰ لم تجب فی القریٰ. خلاصۃ الفتاویٰ ۔ جمعہ جلد ا (ص۔165)
(نماز جمعہ کی شرائط میں سے ایک شرط شہر کا ہونا) لہذا دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنا واجب نہیں۔

(۷) ولوجوبھا شرائط فی المصلی الحریۃ والذکورۃ (الیٰ قولہ) وشرائط فی غیر المصلی المصر والسلطان . الخ. فتح القدیر . جمعہ جلد ا. (257)

جمعہ کے وجوب کی شرائط میں سے ایک "حریت" ہے(یعنی نمازی کا آزاد ہونا) ذکورۃ (یعنی مردوں پر نماز جمعہ واجب ہے نہ کہ خواتین پر الی قولہ)
اور عید گاہ کے علاوہ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کیلئے ایک تو مصر(شہر ہونا) دوسرا مسلم حاکم کا ہونا شرط ہے

☆۔۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں(دو چیزیں ذہن نشین ہوں۔
(1) ایک ہے جمعہ کے وجوب کی شرائط(یعنی جمعہ کس پر کب واجب ہوتا ہے)
(2) جمعے کے اداء کرنے کے صحت کی شرائط(جمعہ اداء کرنا کہاں کہاں صحیح ہے اور کن کن مقامات پر جمعہ جائز نہیں)

سو مذکورہ تمام علماء احناف وکتب ومتون وشروح سے یہ بات ثابت ہوگئی،کہ جمعہ کی نماز کے وجوب کے لئے (مصر ہونا،اور بادشاہ ہونا، مسلمان ہونا) جہاں شرائطِ مذکورہ نہ پائیں جائیں تو وہاں کے مسلمانوں پر جمعہ واجب نہیں،شرائطِ مذکورہ بالا کی موجودگی میں مسلمانوں پر جمعہ واجب۔

اوراگرشرائط مذکورہ میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو(نہ پائی جائے)توان مسلمانوں پر جمعہ کی نماز واجب نہیں۔

جیسے قریۃ(دیہات) کہ وہاں بسبب نہ پائے جانے شرائط کے جمعہ کی نماز واجب نہیں مگر جائز ہے۔

کیونکہ (1) شرائط کا فقدان (جمعہ) کی نَفیِ وُجوُب کومستلزم ہے۔
(2)جمعہ) کی . نَفیِ جَوَاز کومستلزم نہیں۔
(1)یعنی جہاں شرائط مذکورہ نہ پائے جائیں تووہاں جمعہ کی نماز واجب نہیں)
(2)شرائط مفقود ہوں توجمعہ واجب تو نہ ہوا،لیکن وہاں کے مسلمان اگر پڑھ لیں تو جائز ہے کیونکہ جمعہ کے وجوب کے احکام اور ہیں،اور جمعہ کے جواز کے احکام وجوب کے احکام سے الگ ہیں۔لہذا اجروثواب کے حصول کیلئے جواز کافی۔

t Reader
by Foxit Corporation,2005-2010
n Only.

اٹھائیسویں بحث دورِ اسقاط کا ثبوت

دَوَر اسقاط کی برکت سے میت قبر کے عذاب سے نجات پاتا ہے

(1) ولاینبغی ان یتساھل فی ھذا الامر (ای دور الاسقاط) فان به نجاة المیت من عذاب اللہ تعالیٰ و غضبه.

مجموعۃ رسائل الشامی جلد۔ا۔رسالہ منۃ الجلیل لاسقاط ماعلی الذمۃ من کثیر و قلیل۔(223)

(مسلمانوں کو) چاہیے کہ وہ (دَوَر اسقاط) میں سستی نہ کریں (بلکہ میت کے قبر میں رکھنے سے پہلے پہلے دورہ اسقاط کرلے) کیونکہ (یہ حیلہ اسقاط) میت کیلئے عذابِ قبر، و غضب الٰہی سے بچنے کا وسیلہ وذریعہ ہے۔

(2) فحیلة لابراء ذمة المیت من جمیع ماعلیه ان یدفع (الی قوله) و ھذا (ای الدور المکرر) ھو المخلص فی ذلک انشاء اللہ تعالیٰ بمنه و کرمه . مراقی الارواح، بحث الاسقاط (263)

حیلۂ اسقاط (دراصل یہ ہے) کہ مرحوم کے ذمہ (کوان حقوق اللہ سے فارغ کرنا جوا سکے ذمہ تھے اورزندگی میں اداء نہ کئے ہوں) سو حیلۂ اسقاط سے میت کا ذمہ ان تمام (حقوق) سے فارغ ہوجائیگا (سوچاہیے کہ ولی میت کی جانب سے صدقہ دے اسکی نجات کیلئے حیلۂ اسقاط کرے) اور (یہ دور جومکرر کیا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے نیز اس (دور مکرر) کی برکت سے اس (میت کو عذابوں سے) نجات عطاء فرمائے گا۔

(3) الصدقة النافلة ممحاة لکثیر من الذنوب المدخلة النار. قسطلانی۔ کتاب العلم (۱۹۰)

نفلی صدقہ (ایسے عظیم) گناہوں کو (بھی) مٹادیتا ہے جوگناہ دخول نار کے سبب ہوں (یعنی وہ گناہ جن کے کرنے سے مسلمان جہنم میں داخل ہونے کا مستحق ہوجائے مگر جب وہ مسلمان نفلی صدقہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس نفلی صدقہ کی برکت سے اسے اس عذاب سے نجات عطا کردیتا ہے۔

(4) الاطعام بِرٌ مُبْتَدَاٌ یُصْلِحُ مَاحِیا للسیات . فتح القدیر، صوم جلد ا (۳۰۴)

(مسکینوں کو) کھانا کھلانا (صدقہ نفلی ہے) یہ (ان) گناہوں کومٹادیتی ہیں (جوگناہ اللہ تعالیٰ

t Reader
by Foxit Corporation,2005-2010
n Only.

کے عذابوں کو لازم کرنے والی ہیں)

(5) و قال الامام محمد ولو اعطیٰ الورثة المصحف لفقير واحد من غير ان يبين قيمة المصحف وتعداد مافات منه من [illegible]
وسقط من الميت كل حق فات عنه

ملحقات السير الكبير لمحمد ثم خلاصة الفقه ثم تحفة الصلحا ثم اعلام المؤمنين . ص. ٣٣.

حضرت امام محمد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مرحوم سے جوحقوق اللہ فوت ہوئے ہوں (مثلاً) نماز، روزہ، واجبات، وغیرہ، کی تعداد متعین کئے بغیر اگرمرحوم کے ورثا کسی فقیرکوقرآن کریم کی قیمت بتائے بغیر" قرآن کریم" دے دیں جائز ہے(فقیرکوقرآن کریم دینے کی برکت) سے میت کے ذمے جتنے حقوق اللہ ہوں ساقط (معاف) ہوجائیں گے۔(انشاء اللہ وتعالیٰ)

(6) وفي دعاء الاحياء للاموات وصدقتهم عنهم نفع لهم خلافا للمعتزلة .

متن شرح العقائدالنسفية(١٤١)

(اہلسنت کے نزدیک)زندہ مسلمانوں کے صدقات اوردعائیں مرحومین کیلئے نافع ہیں (مرحومین کونفع دیتی ہیں اسکے ذمہ اگرحقوق اللہ ہوں تومسلمانوں کی دعاؤں اور صدقات کی برکتوں سے مرحوم کاذمہ فارغ ہوجاتاہے،یعنی اسکے گناہ معاف ہوجاتے ہیں،اورمرحوم کو عذابوں سے نجات مل جاتی ہے،البتہ ایک فرقہ)معتزلہ اس(قول کے)خلاف ہے (انکے نزدیک زندوں کی دعاؤں اورصدقات سے مردوں کوفائدہ نہیں ملتا)

(7) بل يتعين ذلك الوكيل ليسقط عما فى ذمة الميت ، ويتخلص من العهدة انشاء الله .مجموعة رسائل الشامى جلد ا .ص(222)

معین کرے وکیل(اس صدقے کیلئے وکیل متعین کیاجائے)تاکہ(وہ اس دوراسقاط کے ذریعے)میت کے ذمہ(جوفرائض وواجبات رہ گئے تھے)ساقط کرے۔

(حیلہ اسقاط کی برکت سے)انشاء اللہ وتعالیٰ وہ اپنے ذمہ سے فارغ ہوجائے گا۔

(اسکے ذمے جوبھی فرائض وواجبات رہ گئے تھے انشاء اللہ حیلۂ اسقاط کی برکت سے بری الذمہ ہوجائے گا)

t Reader
by Foxit Corporation,2005-2010
n Only.

(8) هكذاينبغى ان يفعل وان كان الشخص محافظا على صلوته احتياطا خشية ان يكون قد وقع خلل ولم يشعربه .مجموعة رسائل الشامي جلد ا .(212)

(مسلمان جب **فوت** ہوجائے) اگرچہ وہ مسلمان (مرحوم زندگی بھر) نمازیں پڑھتا رہا تب بھی اس بات کا خوف تو ہے (کہ خدانخواستہ) اس سے نماز میں کوئی خلل واقع ہوگیا ہے اور اسے علم تک نہ ہو تو چاہیے کہ (مرحوم کیلئے دوراسقاط کیا جائے اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس دوراسقاط کی برکت سے نجات عطا فرمائے)

﴿صاحب رسائل شامی فرماتے ہیں﴾

(۹) وقدبلغنى عن بعض مشائخ عصرنا انه كان يقول بلزوم الدورهذا هوالذى ينبغى ان يعض بالنواجذعليه ويجعل المصير اليه .مجموعة رسائل الشامي جلد ا .(222)

کہ میرے زمانے کے مشائخ (فقہاء) میں سے ایک بزرگ (فقیہ) سے مجھ تک یہ بات پہنچی، وہ فرماتے تھے کہ دور (اسقاط) لازم ہے (اللہ اللہ یہ ایسا عظیم ومفید قول ہے) کہ جسے عقل ڈاڑھ سے پکڑو (یعنی مضبوطی سے عمل کرو) اور اسی قول کی طرف راجع ہونا چاہیے۔

﴿دور اسقاط کی چار قسمیں ہیں﴾

ان میں سے ایک دور مُضمَر مُجمَل مُروّج ہے

وجہ حصریہ ہے۔

کہ دَورْدو حالتوں سے خالی نہیں یاتو

(1) دَور مصرح ہوگا

(2) یا دَورمُضمَر ہوگا

پھر ہرایک کی دو، دو قسمیں ہیں۔

(1) دَورِ مصرح مفصل

(2) دَورِ مصرح **مجمل**

(1) دَورِمُضمَر مفصل

(2) دَورِمُضمَر مجمل

WWW.NAFSEISLAM.COM

دورِ مصرح ۔ کی توضیح

(1) مرحوم کا ولی، یاوکیل فقیر کوفدیہ دے دے۔

(2) وہ فقیر اس فدیہ کوقبول کرے ۔

(3) قبول کرنے کے بعد یہ فقیراس فدیہ کو مرحوم کے ولی یادکیل کو واپس دے دے۔

(4) وہ ولی یاوکیل اس فدیہ کوقبول کر کے قبضہ شرعی کیساتھ مالک بنے۔

(5) وہ ولی ،یاوکیل یہ فدیہ فقیرکو دوبارہ دے دے۔

(6) وہ ولی یاوکیل اس فدیہ کوقبول کر کے قبضہ شرعی کیساتھ مالک بنے۔

(7) وہ ولی ،یاوکیل یہ فدیہ فقیر کو دوبارہ دے دے۔

یہ ہے دورمصرح کی توضیح وطریقہ کار(اللہ تعالیٰ سے امیدقوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے اوراس دورِمصرح کی برکتوں سے اپنے بندے کے فرائض وواجبات معاف فرمادے)

دورِ مضمر کی توضیح

دور مضمرپھردوحالتوں سے خالی نہیں۔

(1)دور مضمریاتو ایک واسطہ سے ہوگا۔

(2)یا دو واسطوں سے۔

اگردورِ مضمر ایک واسطہ سے ہو۔تواسکاطریقہ یوں ہوگا۔مثلا

(1) مرحوم کا ولی یاوکیل فقیرکوفدیہ دیدے ۔

(2)اوریہ فقیروہ فدیہ دوسرے فقیر کوہبہ(بخش)دے وہ فقیر اس فدیہ کاقبضۂ شرعی کے ساتھ مالک بن جائے

(3)پھروہ دوسرا فقیر میت کے ولی یاوکیل کو ہبہ کرکے مالک بنادے۔

اوراگردورِ مضمردو واسطوں سے ہوتواسکا طریقہ کاریوں ہوگا۔

مثلا۔

میت کاولی یاوکیل فقیر کوفدیہ دیکر اسے مالک بنادے ۔

یہ فقیر وہ فدیہ دوسرے فقیر کوہبہ کرکے اسے مالک بنادے۔

دوسرا فقیر اس مال کا مالک بننے کے بعد تیسرے فقیر کو ہبہ کرکے اسے مالک بنادے۔ تیسرا فقیر اس فدیے کا مالک بننے کے بعد اسے پھر مرحوم کے ولی یا وکیل کو ہبہ کرکے مالک بنادے اس طرح دَوَر کرتے رہیں یہاں تک کہ میت کے ذمے جتنی نمازیں روزے واجبات وفرائض ہوں ساقط ہوجائیں (باذن اللہ وبرکۃ حیلۃ الدور الاسقاط)

﴿آیئے دورِ مصرح اور دورِ مضمر پر﴾

فقہاء کرام کی کتابوں سے کچھ دلائل پیش کروں

(1) فحيلته لابراء ذمة الميت عن جميع ماعليه ان يدفع (ذلك المقدار للفقير) بقصد اسقاط مايرد عن الميت (فيسقط عن الميت بقدره ثم) بعد قبضه (يهبه الفقير للولى) او للاجنبى (ويقبضه) لتتم الهبة وتملك (ثم يدفعه الموهوب له (للفقير) بجهة الاسقاط متبرعا به عن الميت (فيسقط) عن الميت (بقدره) ايضا (ثم يهبه الفقير للولى) اوللاجنبى (ويقبضه ثم يدفعه الولى للفقير) متبرعا عن الميت وهكذا يفعل مرارا (حتى يسقط ماكان) يظنه (على الميت من صلوٰة وصيام) ونحوهما مماذكرنامن الواجبات وهكذا هوالمخلص فى ذلك انشاء الله وتعالىٰ بمنه وكرمه نورالايضاح ومراقى الفلاح.(ص.263)

میت کے ذمے جو حقوق اللہ ہیں ان سے بری الذمہ ہونے کیلئے حیلہ (اسقاط) کا طریقہ یہ ہے۔کہ

(جتنی نمازیں روزے فرائض وواجبات اسکے ذمے باقی ہیں ان فرائض وواجبات کا (بلوغ سے قبل کا عرصہ نکال کربقیہ عمرکا) حساب لگالے اورپھر مرحوم کاولی یاوکیل) اسی حساب سے

(1) فقیرکو اس نیت کے ساتھ فدیہ دے دے

کہ اللہ تعالیٰ کے جو کچھ حقوق میت کے ذمے ہیں (اس فدیہ کی برکت سے) وہ ساقط (ختم) ہوجائیں۔

(2) پھروہ فقیر یہ فدیہ جسکاوہ مالک بنا مرحوم کے ولی کوہبہ کردے۔اسے فدیہ کے مال کاقبضہ شرعی کیساتھ مالک بنادے (یہی دورِ مصرح کا طریقہ ہے اسے دورِ مصرح کہتے ہیں

جسکی تفصیل پہلے گذر چکی)

(2) پھر وہ فقیر جو فدیہ کے مال کا مالک بنا ہے کسی اجنبی کو ہبہ کردے۔
(اجنبی سے مراد وہ شخص جسکا مرحوم سے ازروئے نسب کے کوئی تعلق نہ ہو (نہ بحیثیتِ ذوالفروض کے اور نہ بحیثیتِ عصبہ کے)

اسے فدیہ کے مال کا قبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنادے، تاکہ ہبہ اور تملیک تام ہوجائے۔
(یہی دورِ مضمر کا طریقہ ہے اسے دورِ مضمر کہتے ہیں جسکی تفصیل پہلے گذر چکی)

(3) پھر مَوْهُوبُ لَه (یعنی مرحوم کا ولی جس نے اس فقیر کو فدیہ کا مال دیا تھا، یا اجنبی اگرچہ ابتداءً وہ مَوْهُوبُ لَه نہ تھا، کیونکہ اس فقیر کو فدیہ مرحوم کے ولی نے دیا تھا تو مَوْهُوبُ لَه وہی ولی ہے)

سو مَوْهُوبُ لَه وہ مال جسکا فقیر نے اسکو مالک بنایا وہ مَوْهُوبُ لَه میت پر صدقہ کرتے ہوئے یہ مالِ فدیہ ایک مرتبہ پھر اس فقیر کو دے دے (وہی نیت کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اس فدیہ کے ذریعے مرحوم کو بخش دے) اس مرتبہ کے اس عمل سے میت کے ذمے جو حقوق اللہ ہیں اس فدیہ کی مقدار کے لحاظ سے اتنے ہی نمازوں اور روزوں کا ذمہ پھر فارغ ہو جائے گا۔

(4) پھر وہ فقیر جو فدیہ کے مال کا مالک بنا ہے مرحوم کے ولی کو یا اجنبی شخص کو ہبہ کردے
(اجنبی سے مراد وہ شخص جسکا مرحوم سے ازروئے نسب کے کوئی تعلق نہ ہو (نہ بحیثیتِ ذوالفروض کے اور نہ بحیثیتِ عصبہ کے)

مرحوم کے ولی کو یا اجنبی کو فدیہ کے مال کا قبضہ شرعی کیساتھ مالک بنادے۔ تاکہ ہبہ اور تملیک تام ہوجائے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

(5) پھر مَوْهُوبُ لَه (یعنی مرحوم کا ولی جس نے اس فقیر کو فدیہ کا مال دیا تھا، یا اجنبی اگرچہ ابتداءً وہ مَوْهُوبُ لَه نہ تھا، کیونکہ اس فقیر کو فدیہ مرحوم کے ولی نے دیا تھا تو مَوْهُوبُ لَه وہی ولی ہے)

سو مَوْهُوبُ لَه وہ مال جسکا فقیر نے اسکو مالک بنایا وہ مَوْهُوبُ لَه میت کیلئے صدقہ کرتے ہوئے یہ مالِ فدیہ ایک مرتبہ پھر اس فقیر کو دے دے (وہی نیت کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اس فدیہ کے ذریعے مرحوم کو بخش دے) اس مرتبہ کے اس عمل سے میت کے ذمے جو

حقوق اللہ ہیں،ایک مرتبہ پھر اس فدیہ کی مقدار کے لحاظ سے میت کا اتنے ہی نمازوں اورروزں سے ذمہ فارغ ہوجائے گا۔

(6) یہ عمل باربار دہراتے رہیں یہاں تک کہ مرحوم کے ولی کے یقین کے ساتھ مرحوم کے ذمے جتنے حقوق اللہ (صیام وصلوٰۃ،وواجبات وغیرھم) ہوں وہ (باذن اللہ) وبالیقین ساقط ہوجائیں۔

یہ باربار فدیہ کا تکرار (حیلۂ اسقاط) انشاء اللہ تعالیٰ وبفضلہ وکرمہ (مرحوم کی نجات) کا ذریعہ بن جائے گا۔

دَوْرِ مصرح مفصل کی توضیح

دَوْرِ مصرح مفصل﴾اس میں حقوق اللہ کے ہرفرد،اور ہرنوع،ومقدارِ فدیہ کوبیان کیاجاتا ہے

دَوْرِ مصرح مجمل کی توضیح

دَوْرِ مصرح مجمل﴾اس میں حقوق اللہ کے ہرفرد،اور ہرنوع،اور ہرحق، نیز مقدارِ فدیہ کابیان نہیں ہوتا

دَوْرِ مجمل،ومفصل کی تشریح۔بدلیل عبارات فقہاء

واطلاق كلام المصنف يدل علىٰ انه لودفع الفدية مجملة الى الفقير الواحد قبل الدفن من غيرتفصيل كل نوع من حقوق الله تعالىٰ جازولهذا لم يشترط المصنف العدد والمقدار وبه اخذ بعض العلماء(جواهرالنفيس.ص 28)

(جواہر النفیس کے مصنف فرماتے ہیں) کہ درھم الکیس (نامی کتاب کے مصنف) کا کلام اس بات پردلالت کرتاہے کہ اگرفدیہ مجملہ (مرحوم کیلئے جو فدیہ بطوراسقاط دیا جائے اور فدیہ کی مقدار ظاہرومتعین نہ ہو) نیزحقوق اللہ کی تفصیل بھی بیان نہ ہوتب بھی دَوْرجائز ہے،اس بناپرمصنف نے تعدد حقوق اللہ اور فدیہ کی مقدار کے تعین کی شرط نہیں لگائی۔

افضلیت بحثیت عمل:

دَوْرِ مجمل پرعلماء کاعمل رہاہے۔البتہ دور مفصل افضل ہے۔نیزدَوْرِ مفصل پرجمہورعلماء کاعمل رہاہے۔
(اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اوردَوْرِ مجمل ہویامفصل کی برکت سے (مردہ) اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے نجات پاتاہے)

t Reader
by Foxit Corporation,2005-2010
n Only.

﴿دوَرْ کے انواعِ اربعہ کے جواز کا بیان﴾

خصوصیت کیساتھ دوَرِ مضمر مجمل کا بیان

ان علاقوں (صوبہ سرحد، بلوچستان، افغانستان، سندھ، پنجاب، وکشمیر) میں دوْرِ مضمر مجمل مروج ہے۔

اس کی چار قسمیں ہیں۔

صاحب درمختار، وطحطاوی فرماتے ہیں

اور فدیہ کی مقدار کے تعین کی شرط نہیں لگائی۔

افضلیت بحثیت عمل۔

دوْرِ مجمل پر علماء کا عمل رہا ہے، البتہ دوْرِ مفصل افضل ہے، نیز دوْرِ مفصل پر جمہور علماء کا عمل رہا ہے (اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور دوْرِ مجمل ہو یا مفصل کی برکت سے (مردہ) اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے نجات پاتا ہے)

(1) فمايفعل الآن من تدوير الكفارة بين الحاضرين و كل يقول للآخر وهبت هذه الدرهم لاسقاط ماعلى فلان من الصيام و الصلوٰة وغيرهما ويقبلها الآخر صحيح. طحطاوى. الدر المختار.

آج کل (مسلمانوں) میں دوْرِ (اسقاط) کا عمل جاری ہے (یہ تدویر، دوْر حقیقت میں مرحوم کے گناہوں کا) کفارہ ہے (اور طریقہ یہ اختیار کیئے ہوئے ہیں کہ ان میں ایک) دوسرے سے کہتا ہے، میں نے یہ دراھم تجھے ہبہ کیئے

دوسرا کہتا ہے، میں نے قبول کیئے، یہ عمل صحیح (جائز) ہے (مسلمان یہ عمل اس لئے کرتے ہیں تاکہ اسکے ذریعے مرحوم کے ذمے جتنی نمازیں روزے وغیرہ ہیں وہ معاف ہو جائیں)

☆------ میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ جب دوْرِ مضمر مجمل مروج کا جواز ثابت ہوا تو دوْر کے دوسرے اقسام کا جائز ہونا بھی ثابت ہوا

(2) ويجوز اعطاء فدية صلوٰة وصيام ايام ونحوهما لواحد من الفقراء (جملة

نمازوں روزوں ودیگر فرائض وواجبات کا فدیہ اگر ایک ہی فقیر کو دے دیا جائے تو جائز ہے

نورالایضاح .ومراقی الفلاح (263) والفتاویٰ الحجة لقاضی خان.ثم هندیة جلد ا .فوائت(175) وکبیری فوائت (583) وجوهرة جلد ا .(143) وسراجیه.جلد ا .(98)والمضمرات ثم جواهر النفیس (30) وبحر الرائق.ومنحة الخالق.فوائت(98) والقدوری.والفاتح صوم جلد ا (87)

(علماء فقہ حنفی کے نزدیک جوقول) منصوص علیہ ہے

والمنصوص علیه فی المذهب وعلیه العمل ان یجمع الوارث عشرة رجال لیس فیهم غنی ولا عبد ولاصبی ولامجنون(الیٰ قوله) مماتعارفه الناس ونص علیه اهل المذهب ان الواجب اذا کثرادارو صرة.(212)

(علماء فقہ حنفی کے نزدیک جوقول) منصوص علیہ ہے،اوراسی پرعلماء کاعمل ہے(وہ یہ ہے) (کہ میت کاولی) دس آدمیوں(فقیروں) کو جمع کرے(ایسے آدمیوں کوکہ جن میں)غنی نہ ہوکوئی غلام و بچہ نہ ہو(ان دس آدمیوں میں) کوئی پاگل نہ ہو(اورمرحوم کے ذمے حقوق اللہ بھی کثیرہوں)توپھرپیسوں کی وہ تھیلی (ان دس فقراء میں) باربارپھیرنا ضروری ہے،یہی (فی زمانا لوگوں)میں متعارف بھی ہے اوراہل مذہب(علماء کا)اسی پرنص بھی ہے۔

﴿فقراء میں تھیلی کے باربار پھیرنے کے دلائل ملاحظہ فرمائیں﴾

(1)لادارة الصرة طرائق.مجموعه رسائل شامی(212)

صرة(وہ تھیلی جس میں مرحوم کے حیلہ اسقاط کافدیہ رکھاہواہے) پھیرنے کیلئے کئی طرق ہیں

(2) اخرج الدور.مجموعه رسائل شامی(223)

(اگرمرحوم کے ذمے.حقوق اللہ کثیرہوں اورفدیہ کی رقم قلیل ہوتوپھر)دَور کو(مسلسل چلائیں(تاکہ کئی ادوار کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیرحقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔باذن اللہ)

(3)ان یوکل وکالة دوریة.مجموعه رسائل شامی (221)

(اگرمرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیرہوں اورفدیہ کی رقم قلیل ہوتوپھردَورکیلئے) کسی (فقیرکو)وکیل بنادے(وہ فقیردوسرے فقیرکو مرحوم کے ذمے حقوق اللہ کے سقوط کیلئے یہ فدیہ دیتے ہوئے وکیل بنادے یہ دَورتسلسل سے ہوتارہے یہاں تک کہ وہ حقوق مرحوم کے ذمے سے ساقط ہوجائیں امیدقوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے اورفدیہ کے دَورسے مرحوم کے ذمے جوحقوق ہیں وہ ساقط ہوجائیں)

WWW.NAFSEISLAM.COM

(4) ویعید الدور. مجموعه رسائل شامی (223) (عاد، یعید، عودا۔ کسی شی کابار بارلوٹ کرآنا)

(اگر مرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیر ہوں اور فدیہ کی رقم قلیل ہوتو پھر) دَوْر کو (مسلسل) چلائیں (تاکہ کئی ادوار کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیر حقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔ باذن اللہ)

(5) فلیقصد الی الدور. مجموعه رسائل شامی (223)

(اگر مرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیر ہوں اور فدیہ کی رقم قلیل ہوتو پھر مرحوم کا ولی) دَوْر کا پختہ ارادہ کرے (یعنی اس قلیل فدیہ کا کئی فقیروں میں بار بار پھیرنے کا یا ایک فقیر کو دے کر مالک بنائے وہ فقیر پھر ولی کو فدیہ دیکر قبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنائے۔ پھر ولی اس فقیر کو فدیہ کی رقم دے یہ تسلسل جاری رکھیں تاکہ کئی ادوار کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیر حقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔ باذن اللہ)

(6) فَبِالدَّوْر. مجموعه رسائل شامی (223)

(اگر مرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیر ہوں اور فدیہ کی رقم قلیل ہوتو اب یہ حقوق کس طرح ساقط ہوں؟ صاحب شامی لکھتے ہیں کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ یہ حقوق کثیرہ ساقط ہونگے) دور (مسلسل) کیساتھ (یعنی اس قلیل فدیہ کو کئی فقیروں میں بار بار پھیرے یا ایک فقیر کو دیکر مالک بنائے وہ فقیر پھر ولی کو فدیہ دیکر قبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنائے، پھر ولی اس فقیر کو فدیہ کی رقم دے یہ تسلسل جاری رکھیں تاکہ کئی ادوار کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیر حقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔ باذن اللہ)

(7) فلیقصد مـ یرها. مجموعه رسائل شامی (97)

(اگر مرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیر ہوں اور فدیہ کی رقم قلیل ہوتو پھر اس فدیہ کا) دَوْر کرنے والا دَوْر کا پختہ ارادہ کرے (یعنی اس قلیل فدیہ کا کئی فقیروں میں بار بار پھیرنے کا یا ایک فقیر کو دے کر مالک بنائے وہ فقیر پھر ولی کو فدیہ دیکر قبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنائے، پھر ولی اس فقیر کو فدیہ کی رقم دے یہ تسلسل جاری رکھیں تاکہ کئی ادوار کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیر حقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔ باذن اللہ)

WWW.NAFSEISLAM.COM

(8)فیدور المقسط بنفسه وارثا اوغیره اویوکل غیره.مجموعہ رسائل شامی(97)
(اگرمرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیرہوں اورفدیہ کی رقم قلیل ہوتوپھرجومسلمان اس مرحوم کے ذمے ان حقوق کثیرہ کو)ساقط کرنے والاہو(چاہے وہ ساقط کرنے والا مرحوم کا وارث ہویاکوئی دوسرا (مسلمان ہو وہ اس قلیل فدیہ کا)دَورکرے (یاوہ مسقط۔حقوق کو مرحوم کے ذمے سے ساقط کرنے والا۔چاہے مرحوم کاوارث ہویاکوئی بھی مسلمان ہووہ اس عمل سقوط''دَوراسقاط'' پر) کسی (بھی مسلمان)کووکیل بنائے۔
(تاکہ یہ قلیل فدیہ کئی فقیروں میں بارباربھیرے یاایک فقیرکودے کرمالک بنائے وہ فقیر پھرحقوق کے ساقط کرنے والے کو فدیہ دیکرقبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنائے،پھرساقط کرنے والا(خود وارث ہویاکوئی مسلمان یاوکیل)اس فقیرکوفدیہ کی رقم دے یہ تسلسل جاری رکھیں تاکہ کئی ادوار کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیرحقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔

(9)فحینئذ تصیر فدیة عشر سنین موداة فی دور واحد.مجموعہ رسائل شامی(223)
(اگرمرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیرہوں اورفدیہ کی رقم قلیل ہوپھراس قلیل فدیہ کوکئی فقیروں میں بارباربھیراگیا یاایک فقیرکودے کرمالک بنایااس فقیرنے پھرولی کوفدیہ دیکر قبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنایا،پھرولی نے اس فقیرکوفدیہ کی رقم دے دی :یاکئی فقراء نے ایک دوسرے کوہبہ کرتے ہوئے یہ تسلسل جاری رکھا۔توتسلسل دَورکا ایک مرتبہ بھی(باذن اللہ تعالیٰ) اس مرحوم کے دس سال کیلئے کفایت کریگا (سبحان اللہ اگردَورکے ایک مرتبہ سے مرحوم کے دس سال کے وہ حقوق جواس کے ذمے ہیں ساقط ہوجاتے ہیں توپھرجب کئی مرتبہ دورِمذکورکیاجائے تو کتنے سالوں کے حقوق سے مرحوم کاذمہ فارغ ہوگا)

(10)واذا کان الولی جاھلا فلابد حینئذ (ای حین الدور)من توکیل من یدرک ذلک کله من اھل العلم والصلاح.مجموعہ رسائل شامی(223)
(صاحب شامی لکھتے ہیں) کہ (مرحوم کاولی مرحوم کے ذمے حقوق اللہ جومرحوم کے ذمے ہیں کثیرہیں اوریہ چاہتاہے کہ ان حقوق سے مرحوم کاذمہ فارغ ہوجائے مگر)ولی کو

(دورِاسقاط کا طریقہ) نہیں آتا تو (اس وقت ولی کیلئے) لازم ہے کہ (وہ دَور کیلئے) صاحبان علم ودانش کو (جو) دورِاسقاط کے تمام طرق کو جانتے ہوں کو وکیل بنائے (تاکہ وہ صاحبانِ علم ودانش اس عمل ''دوراسقاط'' کو جاری کریں وہ علماء مسلسل دَور کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم اور دورِاسقاط کی برکتوں سے مرحوم کے ذمے جو حقوق ہیں کو ساقط کردے)

(11) فتكون الوكالة لاحد اهل العلم العارفين بذلك (اى بالدور) مجموعه رسائل شامی (223)

(صاحبِ شامی لکھتے ہیں) کہ (مرحوم کے ذمے اگر حقوق اللہ کثیر ہوں اور ولی چاہتا ہے کہ ان حقوق سے مرحوم کا ذمہ فارغ ہوجائے اور ولی) صاحبانِ علم ودانش میں سے کسی کو وکیل بنائے (تاکہ وہ بہتر انداز سے مرحوم کے ذمے کو حقوق اللہ سے فارغ کرسکیں) تو (ولی کا صاحبانِ علم ودانش میں سے کسی ایک کو) وکیل بنانا صحیح ہے اور یہ وکالت درست ہے

❁❁❁❁

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں، کہ عباراتِ مذکورہ میں (لفظ) دَورْ : بار بار ذکر ہوا، لفظ دَورْ عبارات مذکورہ میں مطلق ہے (اور قاعدہ ہے المطلق يجری علی اطلاقه۔ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے) اس قاعدہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ دَورْ (دَورْ) کے تمام اقسام کو شامل ہے۔ چاہے

وہ۔ دورِ مصرح مفصل۔ ہو۔

یا وہ۔ دورِ مصرح **مجمل**۔ ہو۔

یا وہ۔ دورِ مُضمَر مفصل۔ ہو۔

یا وہ۔ دورِ مُضمَر مجمل۔ ہو۔

چونکہ ہمارے زمانہ میں خصوصا ان علاقوں (صوبہ سرحد، بلوچستان، افغانستان، سندھ، وکشمیر وغیرہ) میں دورِ مضمر مجمل مروج ہے۔ اور مندرجہ بالا تمام دلائل وبراہین سے ثابت ہوا کہ دور مضمر مجمل جائز ہے سو مسلمان دور مضمر مجمل کے عامل رہیں کہ اس میں مسلمانوں کیلئے بھی آسانی اور مرحوم کے مغفرت کا ساماں بھی۔ (باذن اللہ)

WWW.NAFSEISLAM.COM

دورِ اسقاط کا ثبوت قرآن کریم

کی آیات کی روشنی میں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(1) مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِىۡ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ (الآیۃ)سورۃ نساء پارہ 4

(اللہ حکم دیتا ہے تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں۔

بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔

☆۔۔ پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں ،دو سے زیادہ، تو ان کے لئے ہے جو کچھ تم نے چھوڑا، دو تہائی (حصہ)

☆۔اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کے لئے (ترکہ میں سے پورے مال کا) آدھا (حصہ) ہے

☆۔اور (اگر مرحوم کے والدین زندہ ہوں) تو ہر ایک کو ترکہ میں سے چھٹا (حصہ) ہے۔ بشرطیکہ مرحوم کے لئے اولاد (موجود) ہو۔

☆۔۔۔ پھر اگر مرحوم کی اولاد نہ ہو (صرف) ماں باپ ہوں تو (مرحوم کی) والدہ کو تہائی (حصہ ملے گا)

☆۔۔ پھر اگر مرحوم کے کئی بہن بھائی ہوں، تو ماں کا چھٹا (حصہ) ہے (۔تعلیق۔مترجم)

☆ ۔۔مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِىۡ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ.

اس وصیت (کو پورا کرنے) کے بعد جو (مرحوم) کر گیا ہے۔

آیت مذکورہ میں دُورِ اسقاط کے ثبوت کیلئے لفظ وَصِيَّةٍ ہی میری دلیل ہے کیونکہ لفظ" وَصِيَّةٍ "، مطلق ہے، اس وصیت میں دَور (کیساتھ وصیت کو پورا کرنا اور دَور (کے بغیر میت کی وصیت پورا کرنا) دونوں حالتوں کو شامل ہے، کیونکہ لفظ وَصِيَّةٍ کسی قید کیساتھ مقید نہیں بلکہ مطلق ہے، علم اصول کا قاعدہ ہے (المطلق یجری علی اطلاقہ) مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے، کیونکہ مطلق کا جو بھی فرد پایا جائے وہ اپنے اطلاق پر ایسا قائم رہتا ہے جیسے منصوص علیہ۔ چونکہ دور بھی لفظ وَصِيَّةٍ: کا ایک فرد ہے۔ سو جب دور کیے بغیر کے وصیت کا پورا کرنا ثابت تو دور کیساتھ بھی وصیت پورا کرنا ثابت ہوا۔ سو

اگر کوئی اس کا منکر ہو تو ایسا ہے جیسا وہ، فرض نماز، روزہ، حج، زکواۃ کا ودیگر احکام دین کا منکر یعنی فرد کی تصریح قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔جیسے قرآن کریم میں ایمان لانے کاذکر ہے ،اعمال کاذکر ہے(مگرایمان کن کن ذوات قدسیہ پرلانالازم نیز کن کن اشیاء پرایمان لانالازم ہرفرد کاالگ الگ ذکرنہیں(ان افراد کاذکرپھراحادیث مبارکہ میں ملتا ہے) سووہ شخص جو ذور کا منکرہوگا، وہ لفظ :وَصِيَّةٍ: کے ایک فرد کامنکرہوگا،سومنکراپنی انکارکیوجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔

ثابت ہوا کہ ''وَصِيَّةٍ'' ذو رِمُضْمَر مجمل ہے۔جوبحمدہ تعالیٰ رائج ہے۔

دوسری دلیل

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِيۡنَ بِهَآ اَوۡ دَيۡنٍ. الآیۃ .سورۃ نساء

مرحوم کی وصیت کوپوراکیاجائے اور(اگراس پرقرضہ ہوتو)قرضہ (اداء کیاجائے اسکے بعد ذوالفروض ،عصبہ وغیرہ کے حصص قرآن وحدیث کے بیان کردہ اصول کے مطابق اداء کیے جائیں) آیت مذکورہ میں لفظ وصیت ہی میری دلیل ہے جسکی پوری بحث اوپرگذرگئی

تیسری دلیل

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ تُوۡصُوۡنَ بِهَآ اَوۡ دَيۡنٍ. الآیۃ .سورۃ نساء

آیت مذکورہ میں لفظ وصیت ہی میری دلیل ہے جسکی پوری بحث اوپرگذرگئی۔

چوتھی دلیل

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَآ اَوۡ دَيۡنٍ. الآیۃ .سورۃ نساء

آیت مذکورہ میں لفظ وصیت ہی میری دلیل ہے جسکی پوری بحث اوپرگذرگئی۔

پانچویں،چھٹی ،ساتویں،آٹھویں، دلیل ان ہی مذکورہ آیات میں لفظ (**دَيۡنٌ**) ہے۔

دورِ اسقاط کا ثبوت بالاَحَادِیثِ القَولِیَّہ وَالفِعلِیَّہ

(1) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لا یصوم احد ولکن یطعم عنہ۔

رواہ النسائی،وعینی البخاری ثم حاشیۃ البخاری صوم (262) ومجموعۃ رسائل الشامی جلد 1 (313)ومجمع الانھار صوم (242) والاٰثار جلد 1 (141)والسنن الکبریٰ ثم جوھر النقی جلد 4 والذیلعی جلد 2 (463) ودرایۃ (177)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اگرکسی سے فرض روزہ رہ گیاہواوروفات پاجائے تومسلمان مرحوم کی جانب سے) روزہ نہ رکھیں بلکہ (اسکے ایصال ثواب کے لئے مسکینوں کو) کھاناکھلادے۔

وجہ استدلال اس حدیث میں(ولکن یطعم) کے الفاظ ہیں۔

ولکن یطعم مطلق ہے(سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایاکہ اسکی جانب سے کھلا دے،یہ مطلق ہے کیونکہ کونساکھاناکھلائیں کتناکھلائیں کب کھلائیں کتنے آدمیوں کوکھلائیں کس وقت کھلائیں وغیرہ ذلک) دَور کے بعد کھلائیں یادَور سے پہلے ،معلوم ہوایہ مطلق ہے سویہ دَور اور غیر دَور دونوں حالتوں کوشامل ،نیز میت کی جانب سے کوئی بھی کھلادے چاہے میت کاولی ہو،یاکھلانے والا کوئی اجنبی ہو،یامتبرع ہو(میت کی جانب سے کھلانے والا صرف صدقہ کرنے والاہو، تاکہ مرحوم کوثواب پہنچے، اس طرح صدقہ کرنے والے کومتبرع کہتے ہیں)یاولی کسی سے قرض لے کر فقیروں مسکینوں کومیت کی جانب سے کھلائے،یامیت کا ولی کسی سے عاریتا لیکرکھلائے،"ولکن یطعم" کے الفاظ سب کوشامل ہیں۔

فائدہ۔اس حدیث سے نماز کافدیہ صراحتاً ثابت ہوا۔سوجس نے اس سے قیاساً یا استحساناً اثبات کیاہے سووہ بھی ہمارے لئے مفید ہے کیونکہ یہ دوسرے درجہ کی دلیل ہے۔

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے

(2) عن بنُ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما عن رسول اللہ ﷺ قال من مات وعلیہ صیام شھر رمضان فلیطعم مکان یوم مسکینا۔رواہ الترمذی وقال والصحیح انہ

موقوف علی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ مشکوٰۃ ۔صوم قضاء (194)

حضرت نافع حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص وفات پا جائے (اس حال میں) کہ اس پر (اسکے ذمہ) رمضان کے روزے رہ جائیں، سو (اسکے ولی کو چاہیے کہ اسکی جانب سے فدیہ کے طور پر) ایک مسکین کو کھانا کھلادے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی لکھا اور فرمایا، صحیح یہ ہے کہ حدیث مذکور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔

وجہ استدلال اس حدیث سے (فلیطعم) کے الفاظ ہیں۔

(فلیطعم) مطلق ہے، مطلق اپنے تمام افراد کو شامل ہوتا ہے۔ اور ان افراد میں ایک فرد۔ دَوَرِ مُضمَر مجمل ہے، جو بحمدہ تعالیٰ ہمارے ہاں طریقہ مروجہ ہے، اسی پر عمل ہے۔

مندرجہ بالا دلائل میں فقیر نے احادیث قولیہ پیش کیں اب احادیث فعلیہ ملاحظہ فرمائیں

❁❁❁❁❁❁❁

☆۔۔(2) جاء الصحابی الی النبی ﷺ فقال هلكت اهلكت فقال كيف قال جامعت امرأتي في نهار رمضان فقال فعليك اعتاق رقبة فقال رقبتي هذه وليس لي غيرها فقال (ﷺ) صم شهرين متتابعين فقال ليس لي طاقة صوم واحد جامعت مع امرأتي فكيف اصوم شهرين فقال اعط طعام ستين مسكينا فقال ليس لي طاقة انا بنفسه مسكين فقال اعطني صاعا من تمر لافك به رقبتك فقال والله ليس عندي صاع تمر فقال ﷺ ياعثمان اعط لذلك الرجل صاعا من تمر ففعل عثمان بن عفان كما امر النبي ﷺ اعطى لذلك الرجل فقال له النبي ﷺ اعطني هذا الصاع من التمر من فدية صوم واحد ففعل وقبل النبي ﷺ فكذلك ستين مرة بالايجاب والقبول فقال ﷺ قد فك رقبتك بهذه الحيلة واعط الصاع مسكينا فقال والله ليس المسكين افضل مني فتبسم النبي ﷺ واعطى له الصاع. فتاویٰ املح.

❁❁❁❁❁❁❁

☆۔۔ایک صحابی حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں ہلاک

ہوااور (اپنی زوجہ کو) ہلاک کیا۔

☆۔۔حضور پرنورﷺ نے فرمایا، کیسے۔صحابیؓ نے عرض کیا، میں نے اپنی زوجہ سے رمضان کے مہینہ میں دن کو مجامعت کی۔

☆۔۔حضور پرنورﷺ نے فرمایا (اس کا کفارہ یہ ہے) کہ تو ایک غلام آزاد کر۔

☆صحابیؓ نے عرض کیا سرکار میری گردن تو یہ ہے اسکے علاوہ میرے پاس کوئی گردن نہیں

☆۔۔حضور پر نورﷺ نے فرمایا (اگر تیرے پاس کسی غلام کو آزاد کرنے کے لئے کچھ نہیں تو پھر) دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو۔

☆۔۔صحابیؓ نے عرض کیا مجھ میں ایک روزہ رکھنے کی طاقت نہ تھی (صبر نہ کرسکا اور عمل مذکور صادر ہوا) تو دو مہینے کے مسلسل روزے کیسے رکھ سکوں گا۔

☆۔۔حضور پرنورﷺ نے فرمایا۔(پھر) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادو۔

☆۔۔صحابیؓ نے عرض کیا۔(یارسول اللہ ﷺ) میں خود مسکین ہوں اتنی طاقت نہیں (کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادوں)

☆۔۔حضور پرنورﷺ نے فرمایا۔(پھر یوں کرو کہ) ایک صاع (ساڑے چارکلو) کھجور مجھے دو تا کہ اسکے ساتھ (فدیہ دیکر) تیری گردن آزاد کردوں۔

☆۔۔صحابی نے عرض کیا (یارسول اللہ ﷺ) میرے پاس ایک صاع (بھی) نہیں (جو آپکی خدمت میں پیش کرسکوں)

☆حضور پرنورﷺ نے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ سے) فرمایا اسے ایک صاع کھجور دیدو

☆۔۔حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے اسے ایک صاع کھجور دی۔

☆۔۔حضور پرنورﷺ نے اس سے فرمایا۔ایک روزے کے بدلے یہ ایک صاع کھجور مجھے دے دو۔

☆۔۔صحابیؓ نے ایک صاع کھجور حضور پرنورﷺ کو دے دیا۔

☆۔۔حضور پرنورﷺ نے قبول فرمائے۔

☆۔۔حضور پرنورﷺ نے وہ کھجور اس صحابی کو واپس دے دیں۔

☆۔۔پھر صحابیؓ سے فرمایا(اب یہ) کھجور مجھے دے دو۔

☆۔۔صحابیؓ نے وہ کھجور پھر رسول اللہ ﷺ کو دے دیں۔

☆۔۔اس طرح دور ہوتا رہا۔

☆۔یہاں تک کہ ساٹھ مرتبہ ایجاب وقبول ہوتا رہا(ایجاب وقبول، ایک کا دینا دوسرے کا قبول کرنا)

☆۔۔(جب ساٹھ مرتبہ دَور پورا ہوا)

☆۔۔تو حضور پر نور ﷺ نے اس سے فرمایا۔

☆۔۔بیشک اس حیلہ کیساتھ تیری گردن آزاد ہوگئی۔

☆۔۔(اب جاؤ اور) کھجور کا یہ ایک صاع کسی مسکین کو دے دو۔

☆۔(وہ صحابیؓ پھر عرض گذار ہوا یا رسول اللہ ﷺ) اللہ کی قسم مجھ سے زیادہ مسکین کوئی نہیں (اس بات سے حضور پر نور ﷺ خوب محظوظ ہوئے) تبسم فرمایا اور وہ صاع اسی کو عطا فرمایا

☆۔۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں، حدیث مذکورہ بالا سے دو باتیں ثابت ہوئیں

❀❀❀❀❀

(1) اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

(2) دَورْ۔ جو الحمد للہ ہمارے ہاں رائج ہے۔

اللھم صل علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم

اللھم صل علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم

اللھم صل علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم

اللھم صل علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم

اللھم صل علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم

﴾ذور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ سے بھی ثابت ہے﴿

(4)قال المؤرخ صاحب الفتوح محمد بن عمر الواقدی اخبرنا ابو عاصم عن ابن جریج عن ابن شهاب عن ابی مسلمة عن ابی موسیٰ الاشعری قال فعل عمر رضی الله عنه تداور جزء القرآن من مالی لا(الیٰ) عم یتسآء لون :
فی عشرین رجلا بعد صلوٰة الجنازة لامرأة ملقبة بحبیبة زوجة قلاب (وفی نسخة ملاب)فتاویٰ السمرقندی ثم المنهاج الواضح. ودرة البررة للغزالی.
محمد بن عمر الواقدی رحمت اللہ علیہ (عظیم)
مورخ ومؤلف (الفتوح) فرماتے ہیں،ہمیں ابو عاصم نے خبردی،وہ ابن جریج سے روایت کرتے ہیں وہ ابن شہاب سے وہ ابوسلمہ سے وہ ابوموسیٰ اشعری سے،حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،کہ ایک خاتون حبیبہ جوقلاب یاملاب (بشک راوی) کی زوجہ تھی (وفات ہوئی) توانکی نماز جنازہ سے فارغ ہوکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس آدمیوں کے درمیاں (یعنی بیس آدمیوں کو بٹھا کر) قرآن کریم (کے جو اجزاء موجود تھے جومختلف اشیاء پر لکھے گئے تھے،جو اجزاء میسر آئے،ان اجزاء مبارک کولیکر) ذور فرمایا (اس وقت جو اجزاء مبارک میسر آئے یہ تھے) مَالِیَ لَا. سے لیکر.عم یتسآء لون. تک (انہی کو لیکر ذور فرمایا)
اس حدیث سے چند اشیاء ثابت ہوئیں۔
(1) ذور۔بعد الجنازۃ۔
(2) ذور میں قرآن کریم کا شامل کرنا۔
(3) ذور میں چندافراد کا بیٹھنا۔
الحمد للہ آج بھی مسلمانوں میں یہ عمل رائج ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان

(5) حدثنا العباس بن سفیان عن ابی علیة عن ابن عون عن محمد عن عبداللہ بن عمر قال قال ایها المسلمون اجعلوا القرآن وسیلة لنجاة الموتیٰ فتحلقوا (ای وادار وه) وقولوا (ای فی الدعاء) اللهم اغفر لهذ اا المیت بحرمة القرآن المجید ۔

حضرت عباس بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوعلیہ سے وہ ابن عون سے وہ محمد سے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، اے مسلمانوں مرحومین کی نجات کے لئے قرآن کریم کو وسیلہ بناؤ، سو حلقہ بناؤ (یعنی دَور کرو) اور (اللہ تعالیٰ سے مرحوم کیلئے دعا مانگتے ہوئے یوں) کہو یا اللہ قرآن مجید کی عزت و حرمت کا واسطہ اس مرحوم کو مغفرت نصیب فرما۔

القرآن شافع للمؤمنین حیاتا وبعد ممات

(6) وثبت بهذا السند (الآتی) ایضا اخبرنا سعد عن ایوب عن جمیع عن عبدالرحمٰن عن ابی بکرة انه اوجد دوران القرآن عمرو القرآن شافع للمؤمنین حیاتاوبعد ممات الفتاویٰ السمرقندیة لابی اللیث .ثم منهاج الواضح (264)

آنے والی سند سے بھی دور ثابت ہوا۔

ہمیں خبر دی سعد نے وہ ایوب سے وہ جمیع سے وہ عبدالرحمٰن وہ ابوبکرۃ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے قرآن کریم کے دور (کا طریقہ) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پایا ہے قرآن کریم مسلمانوں کی حیات میں بھی شفاعت کرنے والا ہے اور وفات کے بعد بھی اس سند سے بھی دَور ثابت ہوا۔

دَوَر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں

(7) وشاع فعله (ای فعل الدور) فی زمان خلافة عثمان وقال الامام السمرقندی ثم اشتهر فی خلافة هارون. الفتاویٰ السمرقندی لابی اللیث ثم منهاج الواضح. (264)

دَوَر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عام ہوا، امام سمرقندی فرماتے ہیں پھر ہارون الرشید کے دَورِ خلافت میں بہت شہرت پا گیا۔

﴿امام محمد رحمت اللہ علیہ دوسرے طبقہ کے مجتہد ، دَور﴾

(8) قال الامام محمد اسهل طريقته ان يبيع الوارث على الفقير مصحفا صحيحا قابلا للقرأة بغبن فاحش ثم يهب الفقير ثم فثم حتىٰ يستتم لعل الله تعالىٰ يجعله فدية فى مقابلة الصوم والصلوٰة والزكوٰة والمنذورات ـ كتاب الحيل لمحمد ثم درة البررة للغزالى ثم منهاج الواضح ـ (268)

امام محمد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ (دورِ اسقاط کا) آسان طریقہ یہ ہے کہ (مرحوم) کا وارث ایسا مصحف جو صحیح الاوراق ہو، قابلِ تلاوت ہو، (یعنی حروف واضح ہوں) فقیر کو غالی قیمت کیساتھ فروخت کردے، پھر وہ فقیر اس نسخہ کو (میت کے وارث یا اجنبی کو) بخش دے (وارث یا اجنبی کو قبضۂ شرعی کیساتھ مالک بنادے) اسی طرح ایک دوسرے کو مسلسل ہبہ کرتے رہیں، حتیٰ کہ (مرحوم) کی جتنی نمازیں روزے زکوٰۃ اور مانے ہوئے نذور اسکے ذمے رہ گئے ہوں اسکے لئے دَور مکمل ہو جائے) اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے امید قوی ہے کہ اس حیلہ (دَور اسقاط) کو مرحوم کی نمازوں روزں زکوٰۃ اور مانے ہوئے نذور (جو اسکے ذمہ رہ گئے ہوں) کے بدلے فدیہ بنالے۔

میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں کہ ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ امام محمد رحمت اللہ علیہ جو طبقۂ ثانیہ کے مجتہد ہیں، اس نے دَورِ اسقاط کو صرف تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کو دَورِ اسقاط کا آسان طریقہ بھی سکھادیا۔

﴿دَورِ اسقاط کے بارے میں معتبر علماء کرام کے اقوال﴾

(1) المنصوص عليه فى المذهب وعليه العمل ان يجمع الوارث عشرة رجال ليس فيهم غنى ولا صبى ولا مجنون (الىٰ قوله) ومما تعارفه الناس ونص عليه اهل المذهب ان الواجب اذا اكثر الواجب ادار واصرة مشتملة على نقود اوغيرها كجواهر اوحلى وبنو الامر على اعتبار القيمة ولادارة الصرة طرائق ـ مجموعة رسائل ـ جلد ا (212.211)

جوبات مذہب میں منصوص علیہ ہے اور اسی پر عمل ہے، وہ یہ ہے کہ میت کا وارث ایسے دس آدمیوں کو جمع کرلے جن میں غنی، نابالغ، و مجنون (پاگل) نہ ہو (الیٰ قولہ) وہ قول جس پر اہل مذہب کی تصریح موجود ہے اور مسلمانوں میں مشہور ہے، کہ جب (مرحوم کے ذمے واجبات (فرائض۔نمازیں، روزے، نذور، وغیرہ) کثیر ہوں تو پھر وہ تھیلا جس میں نقدیات

موجود ہوں مثلاً۔ جواہرات، یا زیورات وغیرہ تو اس تھیلے (کا آپس میں بار بار دَور کریں) (اس تھیلے میں جو کچھ ہے) علماء کرام نے اسکی قیمت کا اعتبار کیا (یعنی اسمیں جتنا کچھ ہے اس سے فدیہ کا حساب لگا کر دَور کریں تا کہ میت کے ذمہ جتنے فرائض وغیرہ ہیں اسکے لئے وہ دَور کفایت کرے) نیز صرۃ (تھیلہ) پھیرنے کے کئی طریقے ہیں۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

(2) والمنصوص فی کلامھم متونا و شروحا و حواش ان المیت لولم یترک شیئا یفعل لہ ذلک (ای الدور) الوارث من مالہ انشاء، فان لم یکن للوارث مال یستوھب من الغیر او یستقرض لیدفعہ للفقیر ثم یستوھبہ من الفقیر و ھکذا. مجموعۃ رسائل الشامی جلد ا .(212)

علماء کرام کے قول میں جس قول پر متون، و شروح، وحواشی میں تصریح کی گئی ہے۔ یہ ہے کہ (اگر) میت نے ترکہ میں کچھ بھی نہ چھوڑا ہو، سو اگر وارث چاہے تو اپنے مال میں سے اسکے لئے (دَور اسقاط) کرے، اور اگر میت کے وارث کے پاس مال نہ ہو (جس سے وہ میت کے فرائض وغیرہ کا فدیہ ادا کر سکے) تو کسی سے یا تو بطور ہبہ یا بطور قرض رقم لے لے، تا کہ وہ (وارث یہ مال) فقیر کو (میت کے فدیہ) میں دے، پھر وہ وارث کو ہبہ کر دے (بخش دے اور قبضہ شرعی کیساتھ وارث کو مالک بنا دے پھر وارث اس فقیر کو مال ہبہ کر دے فقیر قبول کر لے وہ فقیر یہ مال پھر وارث کو ہبہ کر دے) اس طرح (دَور کرتے رہیں تا کہ میت کے ذمے جو فرائض وواجبات ہیں اسکے ذمے سے ساقط ہو جائیں)

فقہاء لکھتے ہیں

(3) وان کانت الصلوٰۃ کثیرۃ والحنطۃ قلیلۃ ثم یعطیٰ ثلاثۃ اصواع عن صلوٰۃ یوم ولیلۃ مع الوتر، مثلا الیٰ الفقیر ثم یدفعھا الفقیر الیٰ الوارث ثم یدفعھا الوارث الی الفقیر ثم یدفعھا الفقیر الی الوارث ھکذا یفعل مرارا حتیٰ یستوعب الصلوٰۃ ونحوھا

کبیری فوائت. (583) والتتارخانیہ. ثم مختصر. ثم جواھر النفیس (30) وبرھانہ جلد ا (332) ولملتقط. ثم الاشباہ فن. 5. حیلہ (414) وشرح ھدیۃ ابن العماد عن

والده معزیا الی احکام الجنائز. ثم منحة الخالق. فوائت جلد ۲ (97) وجامع الرموز. صوم (162)

اگر (وارث میت کے فدیہ میں گندم دینا چاہتا ہے) مگر (فدیہ میں دیا جانے والا) گندم کم ہے اور (مرحوم کے ذمے حقوق اللہ مثلاً) نمازیں وغیرہ کثیر ہیں، تو وہ (وارث میت کے فدیہ میں) تین صاع (ساڑے تیرہ کلو) ایک دن کی نمازوں بمع وتر کے بدلے فقیر کو دیدے۔

(ہر نماز کے بدلے سوا دو کلو گندم کا فدیہ بنا وہ فقیر یہ فدیہ قبول کرلے) پھر فقیر وہ فدیہ وارث کو ہبہ کرے (وارث کو قبضہ شرعی کیساتھ مالک بنادے) پھر وہ وارث یہ فدیہ فقیر کو دے پھر وہ فقیر وارث کو ہبہ کردے (وارث کو قبضہ شرعی کیساتھ مالک بنادے) اسی طرح کئی مرتبہ دَور کرلے حتیٰ کہ (یہ فدیہ ان) نمازوں وواجبات وزکوۃ ونذور کی) کفایت کرے۔

﴿میت کی جانب سے ولی کی تبرع﴾

(4) ان تبرع الولی بالاسقاط یجوز.

اگر ولی نے (میت کے ذمے حقوق اللہ کے) اسقاط کیلئے تبرعاً (اپنی جانب سے فدیہ دیا) جائز ہے۔ حوالے ملاحظہ فرمائیں

(1). فتاویٰ الحجة للقاضی خان (2) ثم الهندية. فوائت جلد ۱ (170) (3) وكبيرى. (583) (4) والمراقی (263) (5) وشامی جلد ۱ (292) (6) ومجموعة رسائل الشامی جلد ۱. (210 تا 219) (7) والفاتح صوم (178) (8) واللباب جلد ۱ (143) (9) وجوهرة (43) (10) وجامع الرموز جلد. صوم (162) (11) والملتقى ثم مجمع الانهر صوم (243) (12) وتتارخانيه (13) ثم كبيرى (583) (14) وتنويريه (492) (15) وعين الهداية جلد ۲. (1253) (16) والملتقط ثم الجواهر (17) (17) وبرهنه جلد ۲ (336) (18) ونور الهدى جلد ۲ (260) (19) وقاضى خان (186) (20) ومالابد منه (108)

(5) ویجوز تبرع الاجنبی به.

(میت پر حقوق اللہ ہوں اسکے اسقاط کیلئے اگر) اجنبی تبرعاً (فدیہ بصورت دَور) دینا چاہے تو جائز ہے۔ حوالے ملاحظہ فرمائیں

(1) المراقی (363) (2) والطحاوی (262) (3) شامی جلد ۱. (492) (4) وعینی الهداية (1252) (5) وبرهنه جلد ۱ (221) (6) ومنحة الخالق جلد ۲. صوم (97)

خطبہ دورِ اسقاط

اردو، زبان میں

مرحوم یا مرحومہ کے ورثاء مرحوم یا مرحومہ کے بلوغ سے لیکر وفات تک اسکی عمر کا حساب لگا کر اس حساب سے اسکے ذمہ روزہ اورنمازوں کا حساب لگا کر فدیہ نکال لیں برکت کے حصول کیلئے قرآن کریم بھی ساتھ رکھ لیں اور کسی فقیر کو دے دیں اور اگر فدیہ اس کے روزوں اور نمازوں سے کم پڑھ رہا ہو تو بہتر ہے کہ جنازہ پڑھ کر چند علماء صلحاء دائرہ بنا کر بیٹھ جائیں، مرحوم یا مرحومہ کے ورثاء تبرعاً یا اجنبی تبرعاً یہ فدیہ جسے دے وہ مندرجہ ذیل الفاظ کہے

خطبہ مندرجہ ذیل ہے۔

فرائض وواجبات، اور نذروں کے کفارات بلکہ جمیع حقوق اللہ جو مرحوم یا مرحومہ کے ذمہ واجب الادا تھے، امید قوی ہے کہ اس مرحوم یا مرحومہ نے وہ اداء کئے ہونگے، مگر عذر یا نسیان کے سبب بعض رہ گئے ہونگے، اب ان حقوق کے اداء کرنے سے یہ مرحوم یا مرحومہ بسبب رحلت کے عاجز ہے، سو یہ کلامِ پاک جس کی قیمت بے انتہاء اور برکت بہت زیادہ ہے اور یہ مال ومتاع بغیر ظروف کے ان حقوق کے عوض میں جن کے بدلے میں حضورِ پرنور ﷺ نے فدیہ مقرر ومتعین کیا ہے، میں نے بطورِ حیلۂ اسقاط قبول کیا، پھر وہ دوسرے کو بخشے، دوسرا عالم اسے قبول کرے پھر تیسرے کو بخشے وہ قبول کرکے چوتھے کو بخشے اس طرح دور کرتے رہیں، حتیٰ کہ مرحوم یا مرحومہ کے ذمے سے حقوق اللہ ساقط ہوجائیں۔ (باذن اللہ تعالیٰ) تعلیق مترجم)

خطبہ دورِ اسقاط

پشتو زبان میں

دَفَرَائِضُو دَوَاجِبَاتُو دَنُذُورَاتُو دَ کفارَاتُو بَلکِهٔ جَمِیعُ حُقُوقُ دَبارِیٔ تَعَالیٰ چهٔ وَاجِبُ الْاَدَاءُ وُوِیَهٔ زِمَهٔ دَدِۓ حَاضِرُ مُتَوَفّی یَامُتَوَفَّاۃُ بَاندِۓ سِبَائِیرِیٔ دَشَانُ دَمُسْلَمَانُ سَرَهٔ چهٔ اَکثَرُبَهٔ ئِۓ اَدَاکِړۓ وِیٔ اَوْبَعْضے بَهٔ تِرِینَهٔ فَوْتُ شِوِۓ وِیٔ پَهٔ سَبَبُ دَعُذرُ اَوْ نِسیَانُ سَرَهٔ ،اُوسُ دِۓ دَ اَدَا دَهَغِۓ مَافَاتُو خنے عَاجِزَهٔ دِۓ پِهٔ سَبَبُ دَمَرگ سَرَهٔ دَا کَلَامُ اللّٰهُ چهٔ قِیمَتُ ئِۓ بِلَاانْتِهَاء دِۓ اَوْبَرَکَتُ ئِۓ ډیرُ زِیَاتُ دِۓ اَوْدَامَالُ مَتَاعُ بَغَیرُ دَدِۓ ظُرُوفُ نه پہ بَدَلَهٔ دَهَغَهٔ حُقُوقُو کِښِے چه شَارِعُ ﷺ پَکښے فِدیَهٔ مُقَرَّرُ کړۓ دَهٔ مَاپه حِیلَهٔ دَاِسْقَاطُ سَرَهٔ قَبُوْلَهٔ کِړے وَهٔ مَاتَاسُوْتَهٔ بَخِلِے دَهٔ

دا

خطبه ویونکے به ئے بل ته اوبخی اوهغه به ئے بل ته،یعنی چه څومره کسان دور اسقاط ته ناست وی هغوی به ئے یوبل ته اوبخی،

❁❁❁❁

(بشکریه مولانافضل واحدصاحب نقشبندی القادری.ناظم اعلیٰ دارلعلوم محمدیه حنفه سنیه ،لنڈی شاه مته مردان)

بتعاونِ مولانامحمد عبدالغفورالقادری ایم اے اسلامیات کراچی یونیورسٹی

تعلیق مترجم.محمدعبدالعلیم القادری کان الله له.شیخ الحدیث و ناظم اعلیٰ :دارالعلوم قادریه سبحانیه شاه فیصل کالونی ۵ کراچی ۲۵)

میت کے ایصالِ ثواب کیلئے صدقہ نفلی کے جواز کا ثبوت

انتیسویں بحث:

❀❀❀❀

میت کو دفنانے کے بعد پہلی رات مرحوم کیلئے صدقہ کرنا

(1) وَفِیْ شِرْعَةِ الْاِسْلَامِ اَنْ یَّتَصَدَّقَ وَلِیُّ الْمَیِّتِ لَهٗ قَبْلَ مَضِیِّ اللَّیْلَةِ الْاُوْلٰی بِشَیْءٍ مِّمَّا تَیَسَّرَ لَهٗ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ شَیْئًا فَلْیُصَلِّ رَکْعَتَیْنِ یَقْرَءُ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ فَاتِحَةَ الْکِتَابِ وَاٰیَةَ الْکُرْسِیِّ مَرَّةً وَسُوْرَةَ التَّکَاثُرِ عَشَرَ مَرَّاتٍ . شرح شرعة الاسلام.(568) ومطالعه ثم برهنه جلد ا (363) والطحطاوی جنائز (373) والتجنیس والمزید ثم مجموعه سلطانی جنازه (69) وجواهر النفیس (138)

❀❀❀❀

میت کا ولی مرحوم کیلئے جو کچھ میسر آئے پہلی رات گذرنے سے پہلے ہی صدقہ کرے اور اگر (ولی کے پاس صدقہ کرنے کیلئے کچھ نہ ہو تو وہ مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے) دو رکعات نفل (اس انداز سے) پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ (پھر) آیت الکرسی ایک مرتبہ اور (اسکے بعد) سورۂ تکاثر دس مرتبہ پڑھ لے (اور اسکا ثواب مرحوم کو بخش دے۔ اللہ غفور الرحیم ہے)

(3) وَیَسْتَحِبُّ اَنْ یَّتَصَدَّقَ عَلَی الْمَیِّتِ بَعْدَ الدَّفْنِ اِلٰی سَبْعَةِ اَیَّامٍ کُلَّ یَوْمٍ بِشَیْءٍ مِّمَّا تَیَسَّرَ شرعة الاسلام وشرحها (529) وطحطاوی جنائز (372) واشعة اللمعات (434) ومطالعه ثم برهنه جلد ا (363) وشامی جلد ا (630) وفتح القدیر جلد ۲ خطر (465) وکبیری (658) وانجاح الحاجة لعبد الغنی ثم آفتاب انوار صداقت (438) والمرقات.

❀❀❀❀❀❀❀

میت کو دفنانے کے بعد میت کے (ایصال ثواب کیلئے مسلسل) سات رات جو کچھ میسر ہو صدقہ کرنا مستحب ہے۔

(3) اخرج الامام احمد فی الزهد وابو نعیم فی الحلیة عن طاؤس قال ان الموتیٰ یفتنون فی قبورهم سبعا فکانوا یستحبون ان یطعم عنهم تلک الایام .شرح الصدور.

حضرت امام احمد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل قبور (قبر میں دفن ہونے کے بعد) سات دنوں تک آزمائشوں میں مبتلا کردیئے جاتے ہیں سو اہل اسلام نے (اس امر کو) مستحب جانا ہے کہ مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے سات روز (مسکینوں کو) کھانا کھلادیا جائے۔

t Reader
by Foxit Corporation,2005-2010
n Only.

مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے صدقہ نفلی کا ثبوت

مرحوم کو جب دفنایا جائے تو پہلے ... ثواب ...
،ساتویں، نیز چہلم، برسی، عرس، بمع گیارویں شریف، سب جائز۔ دلائل مندرجہ ذیل ہیں،

(1)وفی دعا الاحیاء للاموات وصدقتهم عنهم نفع لهم خلافاللمعتزلة.

❁❁❁❁❁❁❁

العقائد النسفية. وشرحها (123) ورمضان افندی (213) والمراقی والطحطاوی (341) وزاد اللبیب. تنعیم (78) وشرح القاری للفقه الاکبر (158) وتمهید ابی الشکور السالمی القول الرابع (165.166) وفتح القدیر جلد ۱ .(404)

☆زندوں کی دعاؤں سے مرحومین کوفائدہ ملتا ہے البتہ (فرقہ باطلہ) معتزلہ اسکے خلاف ہے

❁❁❁❁❁❁❁

(2)الصدقة النافلة ممحاة لکثیر من الذنوب المدخلة النار.
قسطلانی شرح بخاری کتاب العلم جلد ۱ .(190)

☆ ---وہ گناہ جوجہنم میں لیجانے وا ہیں صدقہ نافلہ ان گناہوں کومٹانے وا ہے۔

(3)الاطعام بر مبتدأ یصلح ماحیا للسیئات .فتح القدیر صوم جلد ۱ .(404)

❁❁❁❁❁❁❁

(مساکین کو) کھانا کھلانا (بہترین) نیکی ہے نیز یہ (گناہوں کے) مٹانے کی صلاحیت رکھتا ہے

(4)من اعتق عبده عن ابیه المیت فالاجر للمیت ان شاء الله وکذاالصدقات والدعوات لابویه وکل مؤمن یکون الاجر لهم من غیران ینقص من اجر الابن شئ علی الصحیح من مذهب جمهور العلماء. (ملخصا) وهبانیة. ثم المضمرات ثم الدر المختار. والعلامة عبدالبر وقاضی القضاة السروجی والقاضی سعد الدین ثم الشامی جلد ۵ (79)

(اگر کسی مسلمان کا والد وفات پاجائے اور بیٹا والد روح کے ایصال ثواب کیلئے) ایک غلام آزادکردے توانشاء اللہ تعالیٰ اسکا ثواب بنابر قول صحیح، والدِ مرحوم (... روح کو پہنچ جائے گا) جمہور علماء کا مذہب ہے، کہ بیٹا اگر (غلام آزاد کرنے کے علاوہ) اور کوئی شئی صدقہ کرے یاوالدین کیلئے دعا (مغفرت) کرلے یا تمام مسلمانوں کیلئے دعا کرلے (مرحومین) کو بھی اجر ملے گا، اور اسے صدقہ ودعا کا اجراسے بھی بغیر کسی کمی کے ملے گا، (انشاء اللہ وتعالیٰ)

مرنے سے پہلے اپنے لئے صدقہ کرنے کی وصیت کرنا

(1) سئل ابو القاسم عن رجل دفع الی ابنته خمسین درهما قال ان مت فاعمری قبری وخمسة دراهم لک واشتری بالباقی حنطة فتصدقی بهاقال اما الخمسة لهافلایجوز وینظر الی القبر الذی امرت بعمارته ان کان یحتاج الی عمارته للتحصین عمرت بقدر ذلک اما الزیادة علی ذلک یعنی التزیین فالوصیة باطلة ویتصدق بالباقی علی الفقر آء. خلاصة الفتاوىٰ وصایا. جلد ۲. (433)

حضرت ابوالقاسم رحمت اللہ علیہ سے پوچھا گیا (کہ اگر ایک) شخص اپنی بیٹی کو پچاس دراھم دے (اوروصیت کرتے ہوئے اپنی بیٹی سے) کہے کہ جب میں وفات ہوجاؤں تومیری قبر بنوالو (ان پچاس دراھم میں سے) پانچ دراھم تیرے ہیں، اوربقیہ دراھم کا گندم خرید کر صدقہ کردینا (حضرت امام ابوالقاسم رحمت اللہ علیہ)

نے فرمایا کہ وہ پانچ دراھم تو اس لڑکی کے ہیں، اسکے لئے (بقیہ دراھم کہیں اورخرچ کرنا) جائزنہیں (بلکہ اب وہ والد کی) قبرکے بنانے کی طرف متوجہ ہوجائے جسکے بنانے کو اسے حکم دیا گیاتھا، اگرقبرکی مضبوطی مطلوب ہے توبرائے مضبوطی بنالے اسکے سواء تزین وغیرہ کیلئے ہوتووصیت باطل ہوگی (قبر کی مضبوطی سے جو مال بچ گیاہے) وہ فقرا میں تقسیم کرلے

(2) رجل اوصٰی بان یتصدق بثلث ماله فللوصی ان یجعل ماعلی الغاصب صدقة علیه اذاکان فقیرا ولوصرفه الی اولاده الکبار جازو کذا یدفع الیٰ امرأته ولایدفع اولاده الصغار. الخلاصة الفتاوىٰ. وصایة جلد ۲ (438)

صاحب خلاصۃ الفتاویٰ لکھتے ہیں کہ اگرکسی شخص نے وصیت کی کہ (میری وفات کے بعدمیرے مال کاتہائی حصہ خیرات کردیاجائے تو (اگرمال کی کیفیت یہ ہوکہ کچھ حصہ کسی غاصب نے غصب کیاہو) سووصی کوچاہئے کہ اگر غاصب فقیرہوتووصی وہ (مقدار) غاصب کو صدقہ کردے اور اگر وصی نے (تہائی مال جسکے لئے مرحوم کی وصیت تھی کہ اسے صدقہ کردیاجائے) مرحوم کی اولاد کودے دی وہ اولادجوبڑی ہو (بالغ ہوں سمجھ دار ہوں) یامرحوم کی زوجہ کو دے دے (تب بھی جائزہے) مگرمرحوم کی نابالغ اولادکونہ دے۔

مرحومین کو صدقات کا فائدہ پہنچتا ہے

احادیث کی روشنی میں

(2) عن عاصم ابن کلیب عن ابیه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله ﷺ فی جنازة فلما رجع استقبله داعی امرأته فاجاب ،وجیئ بالطعام فوضع یده ووضع القوم ایدیهم فاکلوا ورسول الله ﷺ یلوک اللقمة فی فیه ثم قال انی اجد لحم شاة اخذت بغیر اذن اهلها فسئلت المرأة تقول یارسول الله ﷺ انی ارسلت الی النقیع اشتری شاة فلم توجد فارسلت الی جارلی قد اشتریٰ شاة یرسل بها الی بثمنها فلم یجد. فارسلت الیٰ امرأته فارسلت بها الیَّ فقال رسول الله ﷺ اطعمیه الاساریٰ.

رواه الامام احمد بسند صحیح وابو داود ،والبیهقی فی دلائل النبوة وانجاح الحاجة (438) ومشکوة معجزات (544) وطحطاوی المراقی جنائز (374) وکبیری جنائز (658) ومرقات ،ثم انوارِ آفتابِ صداقت. (438)

❁❁❁❁

عاصم بن کلیب اپنے والد سے وہ ایک انصاری (صحابی سیر رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک دن) ہم (صحابہ) حضور پرنور ﷺ کے ساتھ (ایک صحابی) کے جنازہ کیلئے چلے (اس صحابی کے دفنانے سے فراغت کے بعد) جب حضور پرنور ﷺ (اور ہم) واپس آنے لگے، تو ایک شخص جسے مرحوم کی زوجہ نے بھیجا تھا آیا (اور مرحوم کے گھر میں کھانا تناول فرمانے کیلئے عرض گذار ہوا) سو حضور پرنور ﷺ نے اسکی دعوت قبول کی (حضور پرنور ﷺ مرحوم کے گھر قدم رنجا فرما ہوئے) کھانا سامنے لایا گیا حضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے ہاتھ مبارک کھانے کی طرف بڑ ئے کھانے لگے، تو حضور پرنور ﷺ لقمہ (صرف) چبانے لگے (نگلا نہیں) حضور پرنور ﷺ نے فرمایا میں اس گوشت کو ایسے پاتا ہوں (محسوس کررہا ہوں جیسے کہ) یہ گوشت اسکے مالک کی اجازت کے بغیر لیا گیا ہو۔ سو اس خاتون سے پوچھا گیا (یہ گوشت کہاں سے لایا گیا) وہ خاتون عرض

کرنے لگی یارسول اللہ ﷺ میں نے ایک آدمی کونقیع (بکرامنڈی) بھیجاتھا تاکہ وہ بکری خریدکرلے آئے،مگروہاں بکری نہ مل سکی،پھرمیں نے اپنے پڑوسی کے پاس آدمی بھیجا کہ اس نے (اپنے لئے)ایک بکری خریدی تھی (جانے والے آدمی سے میں نے یہ کہا) کہ (ہمسایہ) نے بکری جس قیمت پر خریدی ہے اسی قیمت پرہمیں دے دے۔مگرمیراہمسایہ گھرپرموجودنہ تھا(وہ آدمی جسے میں نے بھیجاتھا واپس آیا)میں نے دوبارہ بھیجا(جاکرہمسائے کی زوجہ سے کہدوکہ بکری دے دیں)اس نے وہ بکری میرے پاس بھیج دی،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کھانا قیدیوں کوکھلادو۔

حضرت ملاعلی قاری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(2) ھذالحدیث بظاھرہ یردعلی ماقدرہ البعض من انہ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع.

کہ یہ حدیث ان لوگوں کاردکر ہے جوکہتے ہیں کہ پہلی رات کواورسوئم اورساتویں کے بعد (مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے) کھاناپکا کر(فقراء کو کھلانا)مکروہ ہے۔

المرقات شرح المشکوۃ فی ذیل ھذا الحدیث ثم آفتاب صداقت.(438)

(3)والحمل علی الظاھر واجب.مختصر المعانی

قرآن وحدیث کے ظاہرپرحمل کرنا واجب ہے(توبعض لوگوں کاکہناغلط ہے)

(4) فھذاالحدیث یدل علی اباحۃ صنع اھل البیت الطعام والدعوۃ الیہ.

طحطاوی المراقی جنائز(374) وکبیری جنائز(658)

(حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ تعالی عنہ) کی یہ حدیث مرحوم کے اہل خانہ کی جانب سے(برائے ایصالِ ثواب)صدقہ(جسے ہمارے عرف میں خیرات کہاجاتا ہے) کرنا اور لوگوں کواسکی طرف بلاناجائزہے۔

(5) واما صنعۃ الطعام من اھل المیت للفقراء فلاباس بہ لان النبی ﷺ قبل دعوۃ المرأۃ التی مات زوجھا .کمافی سنن ابی داود انجاح الحاجۃ للشیخ عبدالغنی ثم انوار آفتاب صداقت(438)

❀❀❀❀

مرحوم کے اہل خانہ اگر(مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے)فقیروں کیلئے کھاناپکائیں(اور فقیروں

کو ہی کھلائیں تو) اس میں کوئی حرج نہیں (کوئی گناہ نہیں)

اس حدیث سے استدلال کے وجوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

❀❀❀❀

(1)مرحوم کے اہل خانہ نے مرحوم وفات کی پہلی رات صدقہ نفلی کا کھانا پکایا اور حضور پرنور ﷺ کو کھانا پکانے کی اطلاع نہیں دی (پہلے سے باقاعدہ اجازت نہیں لی) جس سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ مرحوم کی وفات کے بعد پہلی رات کو مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے کھانا پکانا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں رائج تھا۔

❀❀❀❀

(2)رسول اکرم ﷺ وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خاتون کی دعوت قبول کی اور انکے گھر تشریف لے گئے، سومعلوم ہوا کہ صدقہ نفلی کا کھانا مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے پکانا، کھانے کیلئے بلانا، وہاں جانا، کھانا کھانے کی دعوت قبول کرنا سب جائز ہے

❀❀❀❀

(3) رسول اللہ ﷺ نے ایک لقمہ تناول فرمایا۔ (جو ثبوتِ جواز کے لئے کافی ہے)

❀❀❀❀

(4)صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ کھانا کھالینا اور حضور پرنور ﷺ کا انکو منع نہ کرنا، ثبوت جواز کے لئے کافی ہے

(5)اس خاتون کا بیان کرنا کہ (یہ گوشت کس طرح حاصل کیا گیا) پھر بھی حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو منع نہ فرمایا۔ یہ نہ فرمایا کہ گوشت یا اسکا کھانا حرام ہے (لہذا اے صحابہ تم نے جتنا کھایا ہے اسے ق۔ کردو) نہ حرام فرمایا نہ صحابہ کرامؓ کو ق۔ کرنے کا حکم فرمایا۔

(6)رسول کریم ﷺ نے اس خاتون (صحابیہ) کو حکم فرمایا (اطعمیه الاساری. یہ کھانا قیدیوں کو کھلادو) یہ نہ فرمایا (لا تطعمیه احدالانه حرام. کہ کسی کو نہ کھلانا کیونکہ یہ حرام ہے، جب حرام نہ فرمایا بلکہ قیدیوں کو کھلانا ثابت ہے) سو خوب ظاہر ہوا کہ صدقہ نفلی کا پکا ہوا کھانا کھانا حلال ہے حرام نہیں۔

(7)اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

ایسی دعوتوں میں تشریف لے جایا کرتے تھے،اور ایسے کھانے کی جانب ہاتھ مبارک بڑھاتے تھے، تو ثابت ہوا کہ میت کے گھر پہلی رات برائے ایصال ثواب کھانا پکانا نیز دوسرے ایام، تیجہ،سوم،ساتواں،چہلم ،عرس،وگیارویں،کا کھانا پکا کر کھلانا جائز ہے۔

﴿وہابیہ کے اعتراضات اورانکارد بلیغ﴾

فانقیل۔ بعض وہابیہ نے کہاکہ وہ حدیث جس میں خاتون کے ہاں دعوت کا تذکرہ ہے وہ مرحوم کی بیوی نہ تھی، کیونکہ ابوداود کے دوسرے نسخہ میں لفظ(امرأة) منکربغیر اضافت کے آیاہے،لہذا اس نسخہ کی عبارت اس بات پردلالت کرتی ہے کہ یہ کھانامیت کے گھر نہ تھا

☆۔میں کہتاہوں،حضورپرنورﷺ اورصحابہ کرام کا مزیدتناول ترک کرناعلت کی وجہ سے ہوا نہ کہ حرمت کی وجہ سے، کیونکہ جب عارض لاحق ہواتواحتیاطاً کھاناترک کیا(احتیاط ہے نہ کہ حرمت،اگرحرمت کی وجہ ہوتی توقیدیوں کوکھلانے کاحکم کیوں فرماتے)

قلنابوجوہ. ہم مزید کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتے ہیں۔

(1)پہلے تو یہ سوال ہی غلط ہے کیونکہ یہ عبارت(امرأة غیرالمیت)کسی کتاب میں ہے ہی نہیں

(2)دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ امرأة منکرمبہم متحمل ہے،دونوں احتمالوں(امرأة المیت وامرأة غیرالمیت) کوشامل ہے،توایسی دلیل کی ضرورت پڑھی کہ وہابیہ کے احتمالِ باطل کاردکیاجائے۔

اوروہ ہے نسخہ اول میں اضافت،کیونکہ قاعدہ ہے کہ نصوص میں توفیق ہویہاں توفیق اس صورت میں ہے کہ یہ خاتون مرحوم ہی کی زوجہ ہو۔

(3)تیسری وجہ یہ ہے،کہ امرأةً میں جوتنوین ہے یہ مضاف الیہ کے عوض میں ہے۔ اصل عبارت یوں ہے(امرأة المیت)توظاہرہواکہ مرحوم کے گھر(مرحوم کے)ایصالِ ثواب کیلئے کھاناپکاکرفقیروں کوکھلاناجائز ہے اوراسکے جوازپردونوں نسخے موافق ہیں۔

(4)چوتھی وجہ یہ ہے،کہ ملاعلی قاری رحمت اللہ علیہ نے مرقات میں،صاحب طحطاوی نے طحطاوی المراقی،صاحب الکبیری نے شرح المنیہ میں،عبدالغنی النابلسیؒ نے ابن ماجہؒ کی

شرح میں) اس نسخہ کی عبارت کا تذکرہ فرمایاہے جس عبارت میں اضافت ہے، تو خوب ظاہر ہوا کہ جس نسخہ میں اضافت ہے وہی صحیح ہے اور وہ نسخہ جس میں اضافت نہیں ہے وہ اضافت والے نسخہ کی طرف راجع ہے۔

❀❀❀❀

(5) پانچویں وجہ یہ ہے، کہ اشیاء اپنے نظائر سے ثابت ہوا کرتی ہیں، ان دونوں نسخوں کے اختلاف کی مثال (مقصودِ مذکور کے متحد ہونے پر، یعنی وہ نسخہ جس میں اضافت ہے اور وہ نسخہ جس میں اضافت نہیں دونوں کا مقصود ایک ہے، اگرچہ الفاظ بظاہر مختلف نظر آتے ہوں) یہ ہے، جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول، لمایغدوا مِنْ نِعْمَةٍ، تنوین کیساتھ، اور دوسرے نسخہ میں (مِنْ نِعَمِہٖ) اضافت کیساتھ، دیکھا ایک نسخہ میں نعمۃ تنوین کیساتھ موجود، جبکہ دوسرے نسخہ میں یہی لفظ اضافت کیساتھ موجود، جبکہ دونوں کا مقصود ایک ہے۔ مشکوٰۃ قبیل باب المناقب ازواج النبی ﷺ (583)

﴿ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان﴾

عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها انها كانت اذا مات الميت من اهلها فاجتمع لذلك النساء ثم تفرقن الا اهلها و خاصتها امرت ببرمة من تلبينة فطبخت ثم صنعت ثريدا فصبت التلبينة عليها قالت قلن منهافانى سمعت رسول الله ﷺ يقول التلبينة مجمة لفوادمريض تذهب ببعض الحزن. رواه البخارى كتاب الاطعمة جلد ۲ (815)

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، ہمارے خاندان میں جب کوئی وفات پاتا تو وہاں خواتین جمع ہوجاتیں (تعزیت کے بعد) واپس چلیں جاتیں، سوائے ان خواتین کے جو رشتہ دار ہوتیں یا خواص، تو آپ تلبینہ کا حکم فرماتیں جب ہانڈی (میں تلبینہ) تیار ہوجاتا تو آپ (رضی اللہ عنہا) اس سے ثرید بناتیں، اور اس پر تلبینہ ڈال دیتیں، حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) ان خواتین سے فرماتی، اس سے کھاؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ تلبینہ بیمار کے دل کو سکون واطمینان بخش ہے، اور کسی

قدر غموں کو دور کرتا ہے۔

(تلبینہ) دودھ اور آٹے سے تیار کیا ہوا حریرہ ہوتا ہے جس میں شہد بھی ملایا جاتا ہے (برمہ) کا معنی ہانڈی ۔تعلیق، مترجم)

﴿مرحومین کو صدقات وخیرات کا ثواب پہنچتا ہے﴾

(1) اخرج الشیخان عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها ان رجلا قال یارسول الله ﷺ ان امی افتلت نفسها ولم توص واظنها لو تکلمت تصدقت افلها اجرٌ ان تصدقت عنها قال نعم.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری والدہ اچانک وفات پاگئی وصیت نہ کرسکی (یارسول اللہ ﷺ) مجھے یقین ہے کہ اگر وہ بات (اسے بات کرنے کا موقعہ ملتا تو وہ ضرور) صدقہ کرتیں (صدقہ کرنے کا حکم دیتی، یارسول اللہ ﷺ) اگر میں انکی جانب سے صدقہ کروں، تو کیا اسکو اس (صدقے) کا ثواب ملے گا (یانہ) تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: ہاں؛ (تیرے صدقے کا ثواب تیری والدہ مرحومہ کو ملے گا)

(2) واخرج البخاری عن ابن عباس ان سعد بن عبادة توفیت امه وهو غائب فاتی رسول الله ﷺ فقال یارسول الله ﷺ ان امی ماتت وانا غائب فهل ینفعها ان تصدقت عنها قال نعم قال اشهدک ان حائطی کذا صدقة عنها. شرح الصدور () وبخاری وصایا. ونسائی وصایا. وموطا امام مالک.

WWW.NAFSEISLAM.COM

❀❀❀❀

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کی والدہ انکی غیر موجودگی میں وفات پاگئیں، سو وہ حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری والدہ میری غیر موجودگی میں وفات ہوگئیں ہیں، اگر میں انکے

ملے گا (یانہ) تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: ہاں؛ (تیرے صدقے کا ثواب تیری وال
کو ملے گا)
(2) واخرج البخاری عن ابن عباس ان سعد بن عبادة توفیت امه وهو غ
رسول الله ﷺ فقال یارسول الله ﷺ ان امی ماتت وانا غائب فهل

کہ میرا فلاں باغ میری والدہ کی جانب سے(یعنی والدہ کیلئے)صدقہ ہے۔

❀❀❀❀

(3)واخرج احمدوالاربعة عن سعد بن عبادة انه قال یارسول الله ﷺ ان امی ماتت فای صدقة افضل قال الماء فحفر بیراوقال هذا لام سعد. ابوداود (زکوٰۃ) وشرح الصدور.
احمداورسنن اربعہ نے روایت کی ہے کہ حضرت سعدبن عبادہؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری والدہ وفات ہوگئیں(میں اپنی والدہ مرحومہ کے لئے صدقہ کرنا چاہتا ہوں یارسول اللہ ﷺ)کونسا صدقہ افضل ہے،حضور پرنور ﷺ نے فرمایا"پانی"سوحضرت سعدبن عبادہؓ نے کنواں کھودوایا،اورکہا یہ امِ سعد کے(ایصالِ ثواب) کیلئے ہے۔

❀❀❀❀

(4)واخرج الطبرانی عن عقبة بن عامرقال قال رسول الله ﷺ ان الصدقة لتطفی عن اهلها حرالقبور. شرح الصدور(207)
طبرانی نے عقبہ بن عامررضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسولِ اللہ ﷺ نے فرمایا، بیشک صدقہ اہل قبور سے قبر کی گرمی(آگ)بجھادیتی ہے۔

(5)واخرج الطبرانی عن الاوسط بسند صحیح عن سعد بن عبادةؓ قال قلت یارسول الله ﷺ توفیت امی ولم توص ولم تتصدق فهل ینفعهاان تصدقت عنها قال نعم ولوبکراع من شاة محرق. شرح الصدور(208)
طبرانی نے صحیح سندکیساتھ حضرت سعدؓ بن عبادہ سے روایت کی ہے،وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیایارسول اللہ ﷺ میری والدہ وصیت اور صدقہ کئے بغیر وفات ہوگئیں(یارسول اللہ ﷺ)میرا صدقہ کرنا انکومفید ہوگا(یانہ)حضور پرنور ﷺ نے فرمایا ہاں (انہیں فائدہ ملے گا)اگرچہ بکری کے جلے ہوئے کھر ہی کیوں نہ ہوں۔

❀❀❀❀

(6)واخرج الطبرانی فی الاوسط عن انس سمعت رسول الله ﷺ یقول مامن اهل بیت یموت میت فیتصدقون عنه بعد موته الااهداهاجبرائیل علی طبق من نور ثم یقف علی شفیرالقبرفیقول یاصاحب القبر العمیق هذه هدیة اهداهاالیک اهلک فاقبلها فتدخل علیه فیفرح بها ویستبشرویحزن جیرانه الذین لایهدی الیهم شیٔ. احیاء العلوم .وشرح الصدور(208)

❀❀❀❀❀❀❀

طبرانی نے اوسط میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی وفات پاتا ہے اور اسکے اہل خانہ اسکے (ایصال ثواب کیلئے) صدقہ کریں تو جبریل (امین علیہ السلام) اس (صدقہ کو) نورانی طبق (خوبصورت طشت میں رکھ کر مرحوم کی) قبر کے کنارے کھڑے ہوجاتے ہیں، اور صاحب قبر کو یوں) مخاطب کرتے ہیں (یَاصَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِیْقِ) اے گہری قبر والے، تیرے گھر والوں نے تیرے لئے یہ تحفہ بھیجا ہے (لو) اسے قبول کر، سو مرحوم (بہت) خوش ہوتا ہے، اور دوسروں کے سامنے خوشی کا اظہار کرتا ہے (انکے تحفے تحائف دیکھ کر اور اپنے آپ کو محروم پاکر) اسکے پڑوسی غمگین ہوجاتے ہیں۔

(7) عن ابن عباسؓ ان رجلا قال لرسول اللہ ﷺ ان امہ توفیت اینفعھا ان تصدقت عنھا۔ قال نعم۔ رواہ البخاری و مسلم

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری والدہ وفات ہوگئیں اگر میں اپنی مرحومہ والدہ کے (ایصال ثواب کیلئے) صدقہ کروں تو کیا انہیں نفع ہوگا تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا "ہاں"

(8) قال ابن عباسؓ کان رسول اللہ ﷺ یحث علی الدعاء والصدقة والقرب المھداة للاموات من اقاربھم واخوانھم یقول ان ذلک کلہ ینفعھم۔
کشف الغمہ قبیل التعریبیہ جلد ا۔ (174)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ (صحابہ کرامؓ) کو دعا اور صدقہ کرنے (خصوصا) مرحومین کیلئے انکے بھائیوں اور عزیز واقارب کی جانب سے تحائف بھیجنے کا ترغیب دلاتے تھے، نیز فرماتے تھے کہ یہ تمام اشیاء مرحومین کو نفع پہنچاتیں ہیں (القرب المھداة) وہ عبادت جو نفلی ہوچاہے روزے ہوں یا نفلی نمازیں، یا قرآن کریم کی تلاوت، طواف بیت اللہ شریف، حج، عمرہ، دعا یعنی ہر وہ نیک عمل جو قرب الٰہی کا ذریعہ بنے اسکا ثواب مرحومین کو بخشو کہ یہ مرحومین کیلئے نافع ہیں۔ تعلیق۔ مترجم)

(9) عن انس قال یارسول اللہ ﷺ انا نتصدق عن موتانا و نحج عنھم و ندعوالھم

اَیصل اِلیھم قال نعم انه یصل الیھم وانھم یفرحون به کمایفرح احدکم بالطبق اھدی الیه . کشف الحجاب.(5)وروواہ العبکری.ثم انوار آفتاب صداقت(454)ومسنداحمد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،آپ نے حضور پرنور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم اپنے مرحومین کیلئے صدقہ ،حج،اوردعا کرتے ہیں کیااس کا(ثواب مرحومین کوپہنچتاہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،ہاں،اسکاثواب انہیں پہنچتاہے اوروہ اس سے خوش ہوتے ہیں جس طرح تم میں سے(جب کسی کے پاس)کوئی طشت ہدیہ میں بھیجی جائے(اور وہ اس ہدیہ تحفہ سے خوش ہوتاہے اسی طرح جب تم مرحومین کے ایصالِ ثواب کیلئے صدقہ کرتے ہوتووہ انہیں پیش کیاجاتاہے اوروہ بھی زندوں کی طرح اس ہدیہ سے خوش ہوتے ہیں)

(10)عن ابی عمروقال قال رسول الله ﷺ اذا تصدق احدکم صدقة تطوعا فلیجعلھا عن ابویه فیکون لھما اجره ولاینقص من اجره شیئ.رواہ الطبرانی اوسط.ثم شرح الصدور (208)(122)

طبرانی نے ابوعمررضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب تم میں کوئی نفلی صدقہ کرے تووہ کردے اپنے والدین کیلئے(یعنی اسکاثواب اپنے والدین کوبخشے)سواسکااجرانکے لئے ہوگا (والدین کے ارواح کواس صدقہ کاثواب پہنچے گا)بخشنے والے کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

(11)عن انس قال قال رسول الله ﷺ الصدقة تطفی غضب الرب .

رواہ احمد والترمذی. وشرح الصدور(313)وشرح العقائدالنسفیة(123)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاصدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کوٹھنڈا کرتاہے

(12)عن انس قال قال رسول اللهﷺ الصدقة تطفیٔ الخطیئة کماتطفیٔ الماء النار.

رواہ ابن ماجه..

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاصدقہ گناہوں کواس طرح مٹادیتاہے جس طرح پانی آگ کوبجھادیتی ہے۔

(اللہ کیاجہنم اب بھی نہ سردہوگا۔۔رو،روکے مصطفیٰؐ نے دریابہادئے ہیں)

(سیدی الشاہ امام احمدرضاخانؒ افغانی ثم بریلوی،تعلیق،مترجم)

❀❀❀❀❀❀❀ ❀❀❀❀❀❀❀

اللھم احفظنامن عذاب القبر،آمین یارب العلمین ،بجاہ رحمة للعلمین صلی الله علیه وسلم(مترجم)

﴿میت کے گھر میں تین دن تک ضیافت ممنوع ہے﴾

فان قیل .بعض لوگ کہتے ہیں کہ میت کے گھر میں تین دن تک کھانا پکانا مکروہ ہے
قلنا بو جوہ. میں (مفتی شائستہ گل) کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں۔

(1) لا یباح اتخاذ الضیافة عند ثلا ثة ایام .

(اگر کوئی وفات ہوجائے) تو مرحوم کے گھر تین دن تک ضیافت (مہمان نوازی کرنا) مباح نہیں

خلاصة الفتاوی جلد ۲ .کراھیة (538) کذافی التتارخانیة () ثم الھندیة جلد ۱ .جنائز (235)

❀❀❀❀❀❀❀

(2) ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اھل المیت

مرحوم کے گھر (مہمان نوازی) ضیافت طلب کرنا مکروہ ہے

فتح القدیر .جنائز .جلد ۱ (302) و کبیری جنائز (657) وطحطاوی المراقی .جنائز (474) وشامی جنائز جلد ۱ (603)

❀❀❀❀❀❀❀

(3) وعللوہ بانه شرع فی السرور لا فی الحزن وقالوا ھی بدعة مستقبحة .

فتح القدیر جلد ۱ جنائز (302) و کبیری جنائز (657) وشامی جنائز جلد ۱ (603)

❀❀❀❀❀❀❀

(علماء کرام نے مہمان نوازی کے ممانعت کی علت) یہ بیان کی ہے کہ چونکہ مہمان نوازی خوشیوں کے مواقع پر ہوا کرتی ہے نہ کہ مواقع غم میں، (اس لئے فقہاء نے ضیافت کو منع لکھا ہے)

نیز علماء نے کہا ہے کہ (مرحوم کے گھر تین دن تک مہمان نوازی) بدعتِ قبیحہ ہے۔ (نہ کہ انکے لئے خیرات وصدقات منع ہیں ,نعوذ باللہ)

فان قیل ؟ کچھ لوگ میت کے گھر تین دن تک کھانا پکانے کو مطلقا ممنوع قرار دیتے ہیں اور اس پر حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ کی روایت کردہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀

عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنه قال کنا نعد (وفی روایة نریٰ) الاجتماع الیٰ اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحة .رواہ الامام احمد وابن ماجة کبیری (657)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میت کے گھر اجتماع اور مرحوم

کے اہل خانہ کی جانب سے کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے ہیں۔

قلنابوجوہ. اس اعتراض کا ہم کئی وجوہ سے جواب دیتے ہیں۔

وجہ اول یہ ہے

(فقہاء اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سیدنا جریرؓ کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مرحوم کے گھروالوں سے ضیافت طلب کرنا منع، اور بدعتِ قبیحہ ہے او ہم سارے فقہاء اسکے قائل ہیں کہ مرحوم کے گھروالوں سے ضیافت طلب کرنا منع اور بدعتِ قبیحہ ہے، صدقہ وخیرات منع نہیں، تعلیق، مترجم) وضاحت ملاحظہ فرمائیں

(1) ویکرہ اتخاذ الضیافة من اهل المیت لانه شرع فی السرور لافی الحزن قالوا هی بدعة مستقبحة لماروی الامام احمد و ابن ماجة باسناد صحیح عن جریر ابن عبدالله قال کنانعد الاجتماع الیٰ اهل المیت و صنعهم الطعام من النیاحة....

کبیری جنائز (657) وفتح القدیر جلد ا (302) جنائز. وطحطاوی المراقی (374) والشامی جلد ا. جنائز (603)

❁❁❁❁❁❁❁

میت کے گھروالوں سے مہمان نوازی طلب کرنا مکروہ ہے، کیونکہ مہمان نوازی خوشیوں کے مواقع پر ہوا کرتی ہے نہ کہ مواقع غم میں نیز علماء نے کہا ہے کہ (مرحوم کے گھر تین دن تک مہمان نوازی) بدعتِ قبیحہ ہے، کیونکہ امام احمد اور ابن ماجہ نے سندِ صحیح کے ساتھ حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے، حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میت کے گھر اجتماع اور وہاں (دعوت ضیافت کو) نوحہ شمار کرتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے

دوسری وجہ یہ ہے کہ فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صرف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مرنے والے کے گھر ضیافت کی کراہت عندالموت ہے (اس وقت مکروہ ہے جب موت طاری ہو) ای عندنزع الروح فقط. یعنی جب نزع کا عالم ہو۔

(2) قول البزازی یکره اتخاذ الطعام (الیٰ قوله) لایخلوا عن نظر لانه لادلیل علی

الکراھۃ الاحدیث جریر بن عبداللہ المتقدم وانما یدل علیٰ الکراھۃ ذلک عند الموت فقط. کبیری جنائز (678) وطحطاوی المراقی جنائز (374)

❀❀❀❀❀❀❀

علامہ بزازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرحوم (کے گھروالوں) سے ضیافت طلب کرنا مکروہ ہے، بزازی کا یہ قول بھی نظر سے خالی نہیں کیونکہ انہوں نے بھی کراہت پرکوئی دلیل پیش نہ کی، رہاحضرت جریربن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سواس سے مراد ضیافت عند الموت ہے اوروہ مکروہ ہے۔

(اس وقت مکروہ ہے جب موت طاری ہو)ای عندنزع الروح فقط۔یعنی جب نزع کاعالم ہو۔

تیسری وجہ یہ ہے

مرحوم کے اہل خانہ کی جانب سے مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے وفات کے بعد تین دن تک صدقہ وخیرات کرنے کے جوازپرمیں نے بحمہ تعالیٰ چودہ احادیث صحیح، صحاح ستہ واز کتب، امام مالک وطبرانی، احیاء العلوم، کشف الغمہ، امام احمد، شرح الصدور، شرح العقائدالنسفیہ، سے پیش ہیں۔

ظاہر ہواکہ حضرت عبداللہ بن جریررضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے مرادضیافت عند الموت ہی ہے اوروہ احادیث جو(برائے ایصال ثواب برائے مرحوم) پرصریح ہیں، ان دونوں میں توفیق وتطبیق اسی طرح ہوگی کہ عبداللہ بن جریررضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے مراد ضیافت عندالموت لیاجائے، کیونکہ نصوص میں اصل توفیق ہے۔اوریہاں توفیق کی ایک ہی صورت ہے جواوپربیان ہوئی۔

وجہ چہارم یہ ہے

وجہ چہارم یہ ہے کہ جریربن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث غیرمقبول ہے جیسے کہ فقہاء کرام نے تصریح کی ہے۔

(4)علی (علاوہ ازیں) انہ قد عارضہ ما رواہ الامام احمد بسندصحیح وابوداود عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار (الیٰ آخرہ ومرتمامہ) الیٰ قول الحلبی فھذا یدل علی اباحۃ صنع اھل المیت الطعام والدعوۃ. کبیری جنائز (658) وطحطاوی المراقی جنائز (374)

WWW.NAFSEISLAM.COM

جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس حدیث سے معارض ہے جو حضرت امام احمدؒ نے سند صحیح کیساتھ اور ابوداود نے عاصم بن کلیب سے اورانہوں نے اپنے والد کلیب سے اورانہوں نے انصاری سے روایت کی ہے، سومعلوم ہوا کہ یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ مرحوم کے گھر (مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے) کھانا تیار کرنا اور (کھانے کیلئے فقراء کو) بلانا جائز ہے

﴿پانچویں وجہ یہ ہے﴾

کہ جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث غیر مقبول ہے، کیونکہ میت کے دفن کے بعد مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے

(1) پہلی رات صدقہ وخیرات کرنا آٹھ کتابوں سے ثابت ہوا کہ سنت ہے۔

(کما مر مفصلا) جیسے کہ ابھی تفصیلا گذرا۔

(2) پہلی رات تا ساتویں شب، مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے صدقہ کرنا پندرہ کتابوں سے ثابت ہے کہ یہ مستحب ہے، جسکی بحث تفصیلا گذر چکی۔

(3) کتب فقہ، وقسطلانی، وعلم العقائد تقریبا اٹھارہ کتابوں سے ثابت ہوا کہ صدقہ وخیرات کرنے سے مرحوم کو نفع (فائدہ) پہنچتا ہے، انکار کرنے والا معتزلہ ہے۔

شرح العقائد النسفی۔ رمضان افندی ونبراس، وتمہید ابی الشکور السالمی۔ کما مر انفا، جسکی بحث تفصیلا گذر چکی۔

❁❁❁❁❁❁❁

میں نے دین اسلام کی اکتالیس کُتُب سے ثابت کیا کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے صدقہ وخیرات کرنا (مرحوم کے گھر میں حسب استطاعت کھانا پکا کر فقیروں کو کھلانا) بعد از دفن تا سوئم جائز ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اگر اس دعوتِ ضیافت کے بارے میں تسلیم کیا جائے تب تو صحیح ہے جسے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دعوتِ ضیافت کرنا منع ہے۔

اور اگر اس حدیث سے مراد یہ ہو کہ مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے کچھ پکا کر فقیروں کو کھلانا منع ہے تو پھر یہ حدیث اہل سنت والجماعت کے نزدیک غیر مقبول ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁❁❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعا بعد نماز جنازہ

مصنف

مفتی شائستہ گلؒ القادری

مفتی اعظم سرحد زبدۃ العارفین حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مترجم : محمد عبدالعلیم القادری

ناظم اعلیٰ: دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

ناشر مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی، شاہ فیصل کالونی 5 کراچی 25 پاکستان

فون! 03332108534

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿نماز جنازہ کے بعد دعاء مانگنے کا ثبوت﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومتین دریں مسئلہ کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا شرعا جائز ہے یا نہ ،بینوا وتوجروا۔المستفتی بادشاہ گل صاحب کیمپلپور۔خصوصا در بار لالاجی صاحب رحمت اللہ علیہ

❁❁❁❁❁❁❁

جواب۔نماز جنازہ کے بعد دعا بیٹھ کر مانگنا یقیناً جائز ہے یہ نبی کریم ﷺ کا امر بھی ہے اور فعل بھی نیز یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین اورامت مرحومہ کا فعل بھی ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

(1)عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذاصلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعاء

ابو داود جلد ۲ .جنائز (456) وابن ماجہ جنائز (109)ثم مشکوۃ صلوۃ الجنائز فصل ۲ .(138)

❁❁❁❁❁❁❁

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میت پرنماز پڑھو تو خلوص سے اسکے لئے دعا کرو اس حدیث سے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت ہوا جولوگ اس دعا سے وہ دعا مراد لیتے ہیں جو نماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہے ان کو اس حدیث کے اس جملہ (فاخلصوا لہ الدعاء) میں غور کرنا چاہئے۔

کیونکہ وہ دعاء جونماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہے وہ خالصتا میت کے لئے کہاں ہوتی ہے،وہ تو تمام زندوں،مُردوں،غائب،حاضر،مردوں،عورتوں،سب کے لئے ہوتی ہے، جبکہ حدیث کے الفاظ ہیں،کہ جب تم نماز جنازہ پڑھ لوتو مرحوم کیلئے خلوص سے دعا مانگو،سو معلوم ہوا کہ اس دعا سے مراد جنازہ پڑھنے کے بعد کی دعا ہے(کہ جب تم نماز جنازہ پڑھ چکو تو اخلاص کیساتھ میت کے لئے دعاء مانگو)

(2) نیز (اذاصلیتم علی المیت)شرط ہے اور(فاخلصوا لہ الدعاء) اسکی جزا ہے۔شرط اور جزا میں تغائر ہوتا ہے۔

(3) حدیث مبارک میں (صلیتم) ماضی کا صیغہ ہے،اور(فاخلصوا)امر کا صیغہ ہے، اور یہاں (فا) برائے تعقیب مع الوصل ہے۔ثابت ہوا کہ نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد فورا دعا مانگنے کا حکم ہے۔

(2) عن ابن عمر قال ان سبقتمونی بالصلوۃ فلا تسبقونی بالدعاء لہ .

مبسوط السرخسی جلد ۲ .باب غسل المیت (67)

(ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازہ میں شرکت کیلئے اسوقت پہنچے جب کہ نماز جنازہ پڑھا جا چکا تھا) تو فرمایا اگر تم نے نماز جنازہ پڑھنے میں سبقت کی تو (میت کے لئے دعا کرنے میں) سبقت نہ کرو (بلکہ آؤ ملکر دعا کریں)

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے قولاً وفعلاً ثابت ہوا نیز (فلاتسبقونی) مجھ سے آگے نہ بڑھو یہ جملہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل رہا، پھر (فلاتسبقونی) میں بھی (ف) برائے تعقیب مع الوصل ہے، جو بتا رہا ہے کہ دعا بعد نماز جنازہ عملِ صحابہؓ ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

(3) بعد از سلام بخواند) اللھم لاتحرمنا اجرہ ولاتفتنا بعدہ واغفرلنا ولہ .

النھر الفائق. والبحر الذخائر ثم زاد الآخرۃ. رواہ ابوداود. واحمد، والترمذی، وابن ماجہ، ثم مشکوۃ. (138)

(میت پر جب نماز جنازہ پڑھ لے سلام پھیر لے تو اسکے بعد کہے) یا اللہ ہمیں اسکے اجر سے محروم نہ کر۔ اور اسکے بعد ہمیں فتنے میں نہ ڈال۔ ہمیں اور مرحوم کو بخش دے۔

❁❁❁❁❁❁❁

()عن عبداللہ بن ابی اوفیٰ وکان من اصحاب الشجرۃ فماتت ابنت لہ (الیٰ ان قال) ثم کبر علیھا اربعا ثم قام بعد الرابعۃ قدرما بین التکبیرتین یدعوا ثم قال کان رسول اللہ ﷺ یصنع فی الجنائز ھکذا. رواہ البیھقی جلد ۴ (42) وفتح الربانی (126) وکنز العمال کتاب الجنائز

❁❁❁❁❁❁❁

عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ جوان صحابہ میں سے ہیں جنھوں نے درخت کے نیچے حضور پرنور ﷺ کی بیعت کی تھی (ابراہیم رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایت ہے کہ جب) انکی صاحبزادی وفات ہوئی (الیٰ ان قال) تو آپ نے ان پر چار تکبیریں کہیں، پھر چار تکبیروں کے بعد جتنی دیر دو تکبیروں میں فاصلہ ہوتا ہے کے مقدار کھڑے ہو کر دعا کی (بیٹھ کر نہ بقیام حقیقی) (پھر حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ اسی طرح دعا کرتے دیکھا ہے۔

اس حدیث میں (یصنع) مضارع کا صیغہ ہے جو دوام واستمرار پر دلالت کرتا ہے (دیکھئے) شرح جامی بحث مجموع (261) مختصر المعانی (181)

ثابت ہوا کہ حضور پرنور ﷺ نے نماز جنازہ کے بعد ہمیشہ دعا فرمائی ہے۔ نیز فتح القدیر۔ امامت۔ جلد ا (343) وکبیری۔ امامت (57) وشامی امامت جلد ا (282.271) نے تصریح فرمائی ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

(5)عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ ﷺ لایرد القضاء الا الدعاء.

رواہ الترمذی جلد ۲. ابواب القدر (261)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قضاء (غیر مبرم) کو دعا کے سواء اور (کوئی چیز) نہیں ٹال سکتی۔

اس حدیث میں لفظ (دعا) مطلق ہے۔ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے (المطلق یجری علی اطلاقہ) سو اس حدیث میں لفظ دعا اُس دعا کو بھی شامل ہوا جو دعا جنازہ کے بعد مانگی جاتی ہے۔

6)عن ام سلمة قالت قال رسول اللہ ﷺ اذا حضرتم المریض او المیت فقولوا خیرا فان الملائکة یؤمنون علی تقولون. رواہ الترمذی جلد ا. جنائز (124) ومسلم جلد ا. جنائز.

❁❁❁❁❁❁❁

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کسی مریض (کی عیادت) یا میت کے پاس جاؤ تو (وہاں) کلمہ خیر کہو (مریض کو تسلی اور مرحوم کیلئے دعا مغفرت کرو) کیونکہ فرشتے تمہارے ان کلمات پر آمین کہتے ہیں۔

میت کے پاس دعا اور اس پر فرشتوں کا آمین کہنا یہ بھی مطلق ہے۔ اس میں نہ زمان کی قید نہ مکان کی قید لہذا یہ دعا جب بھی میت کے لئے مانگی جائے جائز ہے تو پھر یہ مطلق نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو بھی شامل ہوا (اور یہ دعا ہم جنازہ سے فراغت کے بعد بیٹھ کر مانگتے ہیں اسے بھی شامل ہوا)۔

(7)وترفع الایدی فی دعاء الاستسقاء ونحوہ لان رفع الید فی الدعاء سنة و کذ لک عند دعائہ بعد فراغہ من التسبیح و التہلیل و التکبیر و عقیب الصلوات کما علیہ المسلمون فی سائر البلدان. نور الایضاح المراقی و الطحطاوی قبیل الامامة (170)

❁❁❁❁❁❁❁

دعاء استسقاء میں اور اسکے مثل (جیسے نماز جنازہ کے بعد کی دعا) میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ کیونکہ دعاؤں میں ہاتھ کا بلند کرنا سنت ہے۔ اسی طرح جب تسبیح و تہلیل، و تکبیر سے فارغ ہوں اور نمازوں سے فراغت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگنا سنت ہے۔ تمام مسلمانوں کا تمام شہروں میں یہی معمول ہے۔

دیکھئے اصل مسئلہ کا عموم اور لفظ (صلوات) کا عموم اس دعا کو بھی شامل ہے جو نماز جنازہ کے بعد بیٹھ کر بھیئیۃ اجتماعیہ کی جاتی ہے۔ اور جمیع مسلمانوں کا معمول ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

(8) ولا یقوم بالدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فیھا کذا فی المحیط ثم القنیۃ

ثم برجندی جنائز (181) ثم حاشیۃ شرح الیاس جلد ۱ (233) وجامع الرموز جلد ۱ جنائز (125) والمرقات علی المشکوۃ والزخیرۃ ثم کبیری.

نماز جنازہ کے بعد دعا کیلئے کھڑے نہ ہوں (بلکہ نماز جنازہ کے بعد بیٹھ کر دعا مانگو) کیونکہ (کھڑے ہو کر دعاء) زیادت (فی الجنازۃ) کے مشابہ ہے۔

عبارت مذکورہ بالا غور طلب ہے کہ عبارت مذکورہ قیام کی حالت میں دعا مانگنے کی نفی کر رہا ہے نہ کہ بیٹھ کر دعا مانگنے کی۔ سو مفہوم مخالف کی نفی کیساتھ نماز جنازہ کے بعد دعا بحالت جلوس (بیٹھنے کی حالت میں) ثابت ہوگئی اور مفہوم مخالف فقہاء کرام کی روایات میں حجت ہے جیسے کہ فرضیت جمعہ میں آزاد (ہونا شرط ہے تو اگر کوئی مسلمان آزاد نہ ہو بلکہ غلام ہو اور غلام جمعہ کی نماز ادا کرے تو اسکی نماز ہو جائیگی)۔

(9) وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتھم نفع لھم خلافا للمعتزلۃ. شرح العقائد (122).

زندوں کی دعاؤں اور صدقات میں مرحومین کیلئے نفع ہے (البتہ) معتزلہ اس کے خلاف ہیں

(10) وتحقق ماذکروا ان کون الدعاء غیر جائز لم یقل بہ احد کما نقل عن حمقۃ زماننا ممن لاشعور لھم فی علم الدین بوجہ من اھل البدعۃ المستحدثۃ طھر اللہ الارض منھم بمنہ.. تتمہ مجمع البحار (65)

(اقوال مذکورہ سے) یہ بات محقق ہوگئی (تحقیق تک پہنچ گئی) کہ (بعد نماز جنازہ) دعا کرنا جائز ہے (دعا بعد نماز جنازہ کا انکار کسی نے نہیں کیا سوائے) ہمارے زمانے کے ان احمقوں نے جو علم دین سے نابلد ہیں جو دین کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے (یہ احمق) اہل بدعت ہیں (انہوں نے دعا بعد الجنازۃ سے انکار کر کے دین میں) ایک نئی بدعت ایجاد کی۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص کرم کیساتھ ان (پلیدوں سے) زمین کو پاک فرمادے

(11) عن انس قال اتی النبی ﷺ بجنازۃ فلما قام یکبر فسأل ﷺ ھل علی صاحبکم دین قالوا نعم دیناران فعدل النبی ﷺ وقال صلوا علی صاحبکم فقال علیؓ دینہ علیَّ یارسُولَ اللہ ﷺ بریٔ منھما فتقدم رسول اللہ ﷺ ثم قال لعلی جزاک اللہ خیرا

فک اللہ رھانک کمافکت رھان اخیک وانه لیس من میت یموت وعلیه دین الاوھومرتھن بدینه ومن فک رھان میت فک اللہ رھانه یوم القیامة فقال بعض القوم یارسول اللہ ﷺ ھذالِعَلِي خاصة ام للمسلمین عامة قال للمسلمین عامة

فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۲ (422) وکشف الغمة من جمیع الامة جلد ۲ ،22 ،مطبوعة مصر

❁❁❁❁❁❁❁

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ ایک جنازہ میں تشریف لائے جب تکبیر کہنے کیلئے کھڑے ہوئے (اس سے قبل کہ تکبیر کہتے) صحابہ کرام سے پوچھا کیا تمہارے اس ساتھی پر کسی کا قرض تو نہیں؟

توصحابہ کرام نے عرض کی جی ہاں (یارسول اللہ ﷺ) مرحوم پر دودینار قرض ہے تو حضور پر نور ﷺ (جہاں کھڑے تھے) وہاں سے ہٹ گئے اور فرمایا تم اپنے ساتھی پر جنازہ پڑھ لو (سرکار دوعالم ﷺ کا یہ) فرمانا تھا کہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (آگے بڑھے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ) انکے دو درھم کا میں ضامن ہوں یہ ان دو درھم سے بری الذمہ ہیں (آپ تشریف لائیں جنازہ پڑھائیں) حضور نبی کریم ﷺ اپنی جگہ تشریف لائے اور جنازہ پڑھایا پھر علیؓ سے فرمایا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جس طرح تو نے اپنے بھائی کی گردن آزاد کردی اللہ تعالیٰ تیری گردن بھی اسی طرح آزاد کردے۔

(اے صحابہ) جب کوئی شخص مقروض وفات ہوتا ہے تو اس کی گردن اس قرض میں گروی رہتی ہے (یعنی جب کوئی شخص اس حال میں اس دنیا سے رحلت کرتا ہے کہ اس پر کسی کا قرض ہو تو وہ اس قرض میں گروی رہتا ہے) (لہذا) جس نے مرحوم کی گردن آزاد کی اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن اسکی گردن کو آزاد فرمائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا یہ (فضیلت) صرف علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے؟ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا یہ (فضیلت) تمام مسلمانوں کیلئے ہے۔

☆ میں کہتا ہوں کہ حدیث مذکورہ بالا سے دعا بعد جنازہ اور وعظ ونصیحت کرنا ثابت ہوگیا۔

(12) روی عن عاصم بن عمر بن قتادة وعن عبداللہ بن ابی بکرة استشھد زیدابن حارثة وجعفر بن ابی طالب فصلی علیھما (علحدة علحدہ) ودعالھما وقال

عاصم بن عمر قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (کہ جب) زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تو حضور پر نور ﷺ نے ان پر الگ الگ نماز جنازہ پڑھی اور دونوں کیلئے دعا کی (پھر) حضور پر نور ﷺ نے فرمایا (اے صحابہ) مرحومین کے لئے استغفار کرو (دعا مغفرت کرو)

فان قیل؟ اگر معترض اعتراض کرے کہ یہ دعا بیچ نماز کے تھی، نہ کہ نماز جنازہ کے بعد؟

قلنا! ہم جواب دیتے ہیں کہ جناب تمہارا یہ اعتراض لغو ہے، لگتا آپ نے حدیث مبارک کی عبارت پر غور نہیں کیا کیونکہ حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں (فصلیٰ علیهما و دعا لهما حضور ﷺ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور انکے لئے دعا کی) اس عبارت میں فصلیٰ علیهما اور دعا لهما کے درمیان (و) حرف عطف ہے. فصلیٰ علیهما معطوف علیہ ہے اور دعا لهما معطوف ہے، قاعدہ یہ ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مغائرۃ ہوا کرتی ہے (یعنی معطوف اور ہوتا ہے اور معطوف اور دونوں ایک چیز نہیں ہوتی بلکہ دونوں میں فرق ہوتا ہے) اسکی مثال یوں سمجھ لیجئے جاء نی زید و عمر، آیا میرے پاس زید اور عمر، دیکھیں، زید اور عمر دونوں کے آنے کی بات کی گئی مگر زید اور ہے اور عمر اور ہے، سو معلوم ہوا کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مغائرۃ ہوا کرتی ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ حضور پر نور ﷺ نے جب نماز جنازہ پڑھی تو اسکے بعد دعا کی۔ یہ دعا نماز جنازہ کے بعد ہے۔

(اَے مُسلمَانهٔ دُعَا اُو کهٔ پَس دَ جَنازِ ے
ثَوَاب دِے سَتَا دِپَارَه هُم دَمِيے بِيَابَهٔ زِ ے.

مُترجِم. محمد عبدالعلیم القادری کان اللہ لہ)

سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کا ثبوت

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق اجتماعی دعا سنتوں کے بعد ہے۔

(۱) وعندالحنفیة یکره المکث قاعدا یشغل بالدعاء والصلوٰة علیه السلام قبل ان یصلی السنة. قسطلانی باب یستقبل الامام الناس اذاسلم. جلد ۲. (126) نقلا من فتح الباری

احناف کے نزدیک فرض کے بعد سنت پڑھنے سے پہلے دعا مانگنے اور درود وسلام پڑھنے کیلئے کچھ دیر بیٹھنا مکروہ ہے۔

(۲) والمختار عند الحنفیة ان یشتغل بعداداء المکتوبة بالسنة ویکره ان یشتغل بالدعاء والتسبیح قبل اداء السنة. کذافی الباری والقسطلانی. عقائد السنیة (37)

احناف کے نزدیک مختار (قول) یہ ہے، کہ فرض پڑھنے کے بعد سنت ادا کرے، سنت ادا کرنے سے پہلے دعا اور تسبیحات پڑھنے میں مشغول ہونا مکروہ ہے۔

(۳) عندنا السنة مقدمة علی الدعاء الذی هوعقب الفراغ. بحرالرائق. صفة الصلوٰة. جلد ۱. ۳۷۱

ہم احناف کے نزدیک سنت مقدم ہیں اس دعا پر جو سنتوں کے بعد (اللہ جل جلالہ سے) مانگی جاتی ہے

(۴) اذا اراد الامام ان یتنفل فی المحراب ویقبل علی الناس للدعاء والذکر والدعاء جازله ان یتنفل کیف شاء والافضل ان یجعل یمینه الیهم ویساره الی المحراب وعکسه وبه قال ابوحنیفة ومن فوائد هذاالحدیث مکث الامام فی موضعه ومکث القوم فی اماکنهم. عینی البخاری باب التسلیم جلد ۳ (189)

امام (جب فرض پڑھنے سے فارغ) ہو اور محراب میں ہی سنت، نوافل پڑھنا چاہے نیز یہ ارادہ ہو کہ نفل پڑھکر میں قوم کی طرف دعا، وذکر، کیلئے رخ کروں گا، تو اسکے لئے جائز ہے کہ محراب میں جہاں چاہے کھڑا ہو البتہ (جب سنت ونوافل سے فارغ ہو تو) افضل یہ ہے کہ قوم کی طرف دایاں پہلو اور محراب کی طرف بایاں پہلو ہو اسکا عکس (یعنی قوم کی طرف بایاں پہلو اور محراب کی طرف دایاں پہلو) کرے تب امام (جب فرض پڑھنے سے فارغ) ہو اور محراب میں ہی سنت، نوافل پڑھنا چاہے نیز یہ ارادہ ہو کہ نفل پڑھکر میں قوم کی طرف دعا، وذکر، کیلئے رخ کروں گا تو اسکے لئے جائز ہے کہ محراب میں جہاں چاہے کھڑا ہو۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

البتہ (جب سنت ونوافل سے فارغ ہوتو)افضل یہ ہے کہ قوم کی طرف دایاں پہلواور محراب کیطرف بایاں پہلو ہواسکاعکس کرے تب بھی صحیح ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں،اس حدیث سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوا(کہ اگر)امام اسی جگہ (جہاں اسنے فرض نماز پڑھی ہے)ٹہرے(تب بھی جائز ہے)اورقوم(نے جہاں فرض پڑھے ہیں)وہیں ٹھریں(یعنی سنن،و نوافل وہیں پڑھیں)تب بھی جائز ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

(۵) والسنة فی الادعیة تاخیرھاعن الصلوٰة.ھدایة. کسوف.(225)

دعاؤں میں سنت(طریقہ)یہ ہے کہ(جب)نماز(یعنی فرض سنت ونوافل سے فارغ ہو) تو دعائیں مانگیں جائیں(ادعیہ میں تاخیراز تکمیلِ نمازسنت طریقہ ہے)

❁❁❁❁❁❁❁

(۶)روی عن امام المسلمین انه اذادعاالامام بعد الفراغ من الصلوٰة حول وجهه الی الجماعة.مقدمة الفقیه ابی اللیث (19)ثم شرح شرعة الاسلام(116)

امام المسلمین سیدنانعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب امام نماز سے فارغ ہواوردعامانگے توقوم (مقتدیوں) کی طرف منہ کرلے۔

❁❁❁❁❁❁❁

(۷)الاشتغال بالسنة عقیب الفرض افضل من الدعاء .الاشباہ فن.۲ صلوٰة.(128)

فرض کے بعد سنت پڑھنے میں مشغول ہونا دعا میں مشغول ہونے سے افضل ہے۔

☆۔۔۔مذکورہ بالاتمام عبارات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ دعامانگناسنت پڑھنے کے بعدہے نیزدعا احناف کے نزدیک بہیئت اجتماعیہ بھی ثابت۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

سنتوں کے بعداجتماعی دعاء

قرآن واحادیث،واقوال علماء کی روشنی میں

سنتوں کے بعداجتماعی صورت میں دعا کرناقرآن کریم،واحادیث،واقوال علماء کی روشنی میں۔

(۱) سب سے پہلے چندقواعد ذکرکروں گاتاکہ آنے والی آیات واحادیث واقوال علماء آسانی سے سمجھ آجائیں۔

قاعدہ اولیٰ یہ ہے

احناف کے نزدیک جس حدیث میں یہ الفاظ آجائیں (دبر المکتوبۃ. بعد المکتوبۃ. عقیب الفرض) اس سے (ہروہ کام جو) فرضوں، سنتوں کے بعد ہو، مراد ہوا کرتا ہے، نہ کہ فرض وسنت کے درمیان۔

میرے پیش کردہ قاعدہ پر چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

واما روی من الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلوٰۃ فلادلالۃ فیھا علی الاتیان بھاعقیب الفرض قبل السنۃ بل یحمل عل الاتیان بھابعد السنۃ لان السنۃ من لواحق الفریضۃ ولایخرجھا تخلل السنۃ بینھا وبین الفرض عن کونھا بعد الفرض وعقیبہ لان السنۃ من لواحق الفریضۃ وتوابعھاومکملا تھافلم تکن اجنبیۃ منھا فمایفعل بعد السنۃ یطلق علیہ انہ فعل بعد الفریضۃ وعقیبھا۔

کبیری صفۃ الصلوٰۃ (389) وشامی صفۃ جلد ۱ (356) والمراقی اذکار (187) وفتح القدیر نوافل جلد ۱ (191) وبحر الرائق

❀❀❀❀❀❀❀❀

وہ احادیث جوان اذکار کیلئے وارد ہیں جو نماز کے بعد پڑھی جاتیں ہیں سوان احادیث میں ان اذکار کا فرض نماز کے فورا بعد سنتوں سے پہلے پڑھنے کی دلیل نہیں بلکہ یہ اوراد، واذکار فرض کے بعد سنتوں کے پڑھنے پر محمول ہیں کیونکہ سنن فرائض کے لواحقات میں سے ہیں (اگر سوال ہو کہ کیا فرض کے فورا بعد اگر ہم سنت پڑھیں گے تو یہ سنت فرض اور وہ اوراد جنکا تذکرہ احادیث میں آیا ہے مخل نہیں ہونگے ؟

توہم جواب دینگے) کہ ان اوراد، اذکار اور فرضوں کے درمیاں (سنت جو پڑھی گئیں ہیں) مخل نہ ہونگیں، کیونکہ سنن فرائض کے لواحقات، توابع، اور مکملات میں سے ہیں یہ فرائض کیلئے اجنبی نہیں۔

سو جو اذکار سنتوں کے بعد پڑھے جائیں گے اس پر فرضوں کے بعد پڑھنے کا اطلاق کیا جائیگا

قاعدہ مذکورہ کے ثبوت کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں

حدیث قدسی ہے۔

(1) قولہ علیہ الصلوٰۃ السلام (حکایۃ عن اللہ تعالیٰ فی حدیث قدسی طویل) قال

الرب تعالیٰ انظروا هل لعبدی من تطوع فیکمل به ماانتقص من الفريضة.......

رواه ابوداود، ثم مشکوٰة صلوٰة التسبيح (117) وفتح القدير

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا میرے بندے کے سنن، ونوافل کو دیکھو کیا میرے بندے کے (صحیفہ اعمال میں) نوافل ہیں (اگر صحیفہ اعمال میں نوافل ہوں) تو اسکے فرائض میں جو کمی واقع ہوئی ہوان نوافل سے پوری کی جائے گی

(2) الفرائض تكمل بالنوافل. احياء العلوم

فرض نوافل سے پورے کیئے جائیں گے

(3) السنن مكملات للفرائض. هداية.

سنن فرائض کو مکمل کرنے والے ہیں۔

(4) السنة تبع للمفروض. فتح القدير .... سنت فرض کے تابع ہے۔

جب یہ ثابت ہوا کہ سنن فرع ہیں اور فرض اصل ہیں تو فرع حکم اصل میں داخل وشامل

دلائل ملاحظہ ہوں

(5) قوله تعالیٰ. يابنی اسرايل اذكروا نعمتی التی انعمت عليكم. الاية.

اے بنی اسرائیل یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تم پر کی۔

(6) لان هذا خطاب للموجودين فی زمان نبينا ﷺ ولاشک ان الانعام كان على اصولهم فی زمان موسیٰ عليه السلام.

خطاب ان بنی اسرائیل سے کیا جارہا ہے جو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں موجود ہیں۔

حالانکہ نعمتیں انکے ان آباؤ اجداد پر کی گیں تھیں جو موسیٰ علیہ السلام کے دور میں گذرے ہیں دیکھیے انعام بنی اسرائیل کے اباؤ واجداد پر مگر خطاب انکی اولاد، دراولاد سے۔ چونکہ اولاد فرع ہے اباؤ اجدا اصل، سو جو حکم اصل کا وہی فرع کا۔

دوسری دلیل

(7) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔وَاِذْنَجَّیْنٰکُمْ مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ. الآية.

اور یاد کرو اے بنی اسرائیل جب ہم نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی۔

یہاں بھی خطاب ان بنی اسرائیل سے ہے جو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں موجود ہیں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انکے اباؤ واجداد کو فرعونیوں سے نجات عطا فرمائی تھی۔ (نہ کہ انکو)

پھر خطاب ان سے ہوا معلوم ہوا کہ اولاد فرع ہے اباؤ واجداد اصل ہیں، تو جو حکم اصل کا وہی حکم فرع کا۔

ثابت ہوا کہ فرض اصل ہیں جبکہ سنت اسکی فرع، سو جو حکم اصل کا وہی حکم فرع کا تو لا محالہ ماننے پڑے گا، کہ یہ اوراد، و وظائف سنتوں کے بعد ہیں نہ کہ فوراً فرضوں کے بعد۔

فقہاء کرام کے اقوال کو ملاحظہ فرائیں۔فقہاء فرماتے ہیں۔

(8)قول الفقهاء .التبع كالعبد والجندى وامراة اوفاها مهرها والتلميذ والمكترى يعتبر نية الاقامةوالسفر من متبوعهم دونهم فيصيرو ن مقيمين ومسافرين بنية متبوعهم. فتح القدير. مسافر. جلد ا (557) والخلاصة.مسافر. جلد ا (163)

❁❁❁❁❁❁❁

تابع (کی مثال) جیسے غلام، سپاہی، زوجہ، شاگرد، ان افراد کی نیت نہ تو سفر کیلئے معتبر ہے نہ اقامت کیلئے، جب تک انکے متبوع نیت نہ کریں ان کا مسافر ہونا یا مقیم ہونا متبوع کی نیت پر منحصر ہے اگر متبوع سفر کی نیت کرے گا تو یہ مسافر اور اگر متبوع اقامت کی نیت کرے گا۔تو یہ مقیم،

معلوم یہ ہوا کہ سفر واقامت کا دارومدار متبوع کی نیت پر ہے نہ کہ تابع کی نیت پر۔

(توضیح۔ عام مؤمنین و مسلمین کیلئے۔تابع، ومتبوع کی چند مثالیں۔

متبوع	تابع
متبوع۔جسکی تابعداری کی جائے اسے متبوع کہتے ہیں	تابع۔تابعداری کرنے والے کو تابع کہتے ہیں
مالک	غلام
امیر لشکر	سپاہی
شوہر	زوجہ
استاد	شاگرد

تابع جو بھی نیت کرے وہ غیر معتبر۔متبوع جو نیت کرے وہ معتبر، اسی کی نیت پر دار ومدار ہے۔کیونکہ متبوع اصل اور تابع فرع۔سو جو حکم اصل کا وہی حکم فرع کا۔تعلیق۔مترجم)

☆۔۔۔نتیجہ یہ نکلا کہ سنن توابع ہیں اور فرائض اصل ہیں۔

سو ثابت ہوا کہ اذکار و وظائف سنن کے بعد ہیں۔

کہ احکام شرعیہ عام ہیں(احکام شرعیہ میں عموم ہے)احکام شرعیہ حضور نبی کریم ﷺ اور جمیع امت کو شامل ہیں۔جیسے،کہ اللہ تعالیٰ کا امر ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ.

اس امر میں حضور نبی کریم ﷺ اور جمیع امت شامل۔

اسی طرح،اللہ تعالیٰ کا یہ امر۔

فَاِذَافَرَغْتَ فَانْصَبْ.

اس امر میں حضور نبی کریم ﷺ اور جمیع امت شامل۔

سوائے ان احکام کے جن میں نص صریح سے حضور پرنور ﷺ کی تخصیص کی گئی ہو۔

(اس میں حضور پرنور ﷺ اورامت شریک نہیں جیسے رات کو تہجد حضور ﷺ پر فرض امت کیلئے نفل۔وغیرہ ذلک۔مترجم)

اس قاعدہ پردلیل ملاحظہ ہو

علامہ صاوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(1)قولہ تعالیٰ.(قل اعوذ) ای اتخذ الامر للنبی ﷺ ویتناول غیرہ من امت لان اوامرالقرآن ونواھیہ لاتخص فردا دون فرد.صاوی جلد۴،پارہ.30 سورۃ الناس(268)

❀❀❀❀❀❀

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا(قل اعوذ،میں پناہ مانگتاہوں لوگوں کے رب کیساتھ)یہ امر تورسول اللہ ﷺ سے ہے مگرجمیع امت اس امر میں شامل،کیونکہ قرآن کریم کے اوامرونواہی کسی فردِواحد کیلئے نہیں۔(چونکہ یہ حکم عام ہے خاص نہیں تونبی کریم ﷺ وجمیع امت شامل)

قاعدہ مذکورہ پردوسری دلیل

(2)قولہ تعالیٰ.فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ (الخ)

قد حوت ھذہ الآیۃ احکاما(الیٰ قولہ) والثالث ان الامۃ مساویۃ للنبی ﷺ فی الحکم الاماخصہ اللہ تعالیٰ بہ لانہ اخبر انہ احل ذلک لنبی ﷺ لیکون المؤمنین

مساوین لہ۔احکام القرآن للجصاص جلد۳۔احزاب (444)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

جب زید کی غرض اس سے پوری ہوئی (حضرت زینب کو طلاق دی اور عدت پوری ہوگئی) تو ہم نے (زینب) تیرے نکاح میں دے دی تاکہ مسلمانوں پر حرج نہ ہوانکے منہ بولے بیٹوں کے ازواج میں (علامہ جصاص لکھتے ہیں) یہ آیت کئی احکام کو شامل ہے۔الی آخرہ۔

(والثالث) تیسرا حکم یہ ہے

کہ احکام شرعیہ میں امت نبی کریم ﷺ کے ساتھ شامل ہیں سوائے ان احکام کے جن احکام کیساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو مختص کیا ہو۔

علامہ جصاص لکھتے ہیں

کہ (مساوات فی الاحکام کی یہی آیت مثال ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس نکاح کی حلت کی خبر دی۔ کہ (منہ بولے بیٹے زید کی مطلقہ حضرت زینب) آپ کے لئے حلال ہے، تاکہ مسلمان (اگر کبھی اس طرح منہ بولے بیٹے کی مطلقہ یا بیوہ سے نکاح کرنا چاہیں تو وہ بھی) اس حکم میں شامل ہوں۔

سو وہ حکم جس میں فرمایا گیا (فاذافرغت فانصب۔

اے محبوب ﷺ جب آپ فارغ ہوجائیں نماز سے تو دعا میں خوب کوشش کرو)

اس حکم میں امتی بھی شامل، ان قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے معنیٰ یہ ہوا کہ اے میرے محبوب ﷺ، اور اے میرے محبوب ﷺ کے امتیو تم جب بھی نماز سے فارغ ہوجاؤ۔ تو دعا میں خوب کوشش کرو۔

میں نے ثابت کیا کہ سنت فرائض کے توابع، ومکملات میں سے ہیں اور حکم ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہوجاؤ، تو اس نماز سے یقیناً سنت بھی مراد ہیں، سو ثابت ہوا کہ جب تم فرائض وسنن سے فارغ ہوجاؤ تو دعا میں خوب کوشش کرو۔

☆۔۔۔دلائل مذکورہ بالا وقواعد سے ظاہر ہوا کہ امام اور مقتدیوں کا سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا جائز ہے۔

تیسرا قاعدہ

تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ جو شئی مطلق ذکر کیا جائے۔ تو وہ اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔
قاعدہ مذکورہ کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

(بل) العمل به (ان يجزى كل ماصدق عليه) المطلق(من المقيدات)بيان لما يعنى ان يحمل على اطلاقه بحيث يمكن للمكلف ان يأتى بماشاء من افراده سواء كان ذلك المقيد المنصوص اوغيره فيكون كل فردمن افراد المطلق مجزيا مماهو الواجب عليه.تحرير الاصول مع شرحه (٣٣١)

بلکہ اس پر عمل کیا جائے گا تا کہ جائز ہو جائے ہر وہ عمل جس پر مطلق صادق آئے مقیدات میں سے، یعنی مطلق کو محمول کریں گے اس کے اطلاق پر اس حثیت سے کہ مکلّف (مطلق کے افراد میں سے جسے چاہے) عمل کر سکے چاہے، وہ مقید منصوص علیہ ہو یا نہ ہو، سو مطلق کا ہر فرد ہر اس شئ کو جو اس پر لازم ہو، جائز کرنے والا ہو گا۔

اس قاعدہ کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) **حكم المطلق ان يجرى على اطلاقه.**

شاشی، وفصول (۱۱) وتنقیح وتوضیح (۱۶۹) ومنار، ونورالانوار.

مطلق کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے

(۲) ولناقوله تعالىٰ.(ولاتسئلوا عن اشياء ان تبدلكم تسؤكم)فهذه الأية على ان المطلق يجرى على اطلاقه .تنقيح وتوضيح (١٧٣)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اشیاء کے بارے میں سوال نہ کرو اگر ظاہر ہو جائے تمہارے لئے سو تمہیں برا لگے گا۔
یہ آیت دلالت کرتی ہے، کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ ہمارے لئے یہی دلیل کافی ہے۔

☆ ۔۔۔ میں کہتا ہوں کہ چونکہ لفظ (دعا) ایات واحادیث واقوال علماء میں مطلق آیا ہے سنت کے بعد دعا بھی اس مطلق کے افراد میں سے ہے لہذا سنتوں کے دعا ثابت ہوگئی۔

﴿قرآن کریم سے فرض وسنتوں﴾

کے بعد اجتماعی دعاء کا ثبوت

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(۱) **فَاِذَافَرَغْتَ فَانْصَبْ**

اے حبیب ﷺ جب آپ فارغ ہوں نماز سے پس دعامیں خوب کوشش کیجئے ۔سورۃ الشراح

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

(۲) **عن ابن عباس اذافرغت من صلوتک فاجتهد فی الدعاء.**

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ (اذا فرغت) کامعنی ہے کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوں تودعامیں خوب کوشش کیجئے۔

❁❁❁❁❁❁❁

مدارک جلد۴ (390) وخازن جلد۴ (390) وجلالین وجمل جلد ۴ (550) وابن جریروتفسیرابن عباس (514) ومعالم جلد۴ (220) وکبیرللرازی جلد۸ (457) وابوالسعودجلد۸ (485) واحکام القرآن للجصاص (582)

(۳) **عن علی وابن عباس فَاِذَافَرَغْتَ فَانْصَبْ فی الدعاء بسند صحیح .تفسیرابن جریرطبری.**

حضرت علیؓ وعبداللہؓ ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما اس آیت (فَاِذَافَرَغْتَ فَانْصَبْ) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ فاذافرغت کامعنیٰ یہ ہے کہ ارشادخداوندی ہے جب آپ نماز سے فارغ ہوں توخوب کوشش کیجئے دعامیں۔

(۴) **عن ابن عباس فاذافرغت ممافرض علیک ومن الصلوٰۃ فاسئل اللہ وارغب الیه وانصب .تفسیرابن جریرطبری.**

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت (فاذافرغت) کامعنی یہ ہے کہ جب آپ ان فرائض سے فارغ ہوجائیں جوآپ پرفرض کی گئیں ہیں اورنماز سے سواللہ سے مانگیئے اوراللہ ہی کی طرف راغب ہوں اور دعامیں خوب کوشش کیجئے۔

(۵) **عن مجاهدوقتادۃ قالفَاِذَافَرَغْتَ فَانْصَبْ (لیٰ آخرہ) امرہ اذافرغ من الصلوٰۃ ان یبالغ فی دعائه .خازن ومعالم.**

حضرت مجاہدؒ اورقتادہؒ فرماتے ہیں (فَاِذَافَرَغْتَ فَانْصَبْ) کامعنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم فرمایا کہ جب نماز سے فارغ ہوں، سوچاہیے کہ اپنی دعامیں خوب مبالغہ کیا جائے۔

(۶) عن قتادة بسند صحیح قال فاذا فرغت من صلوتک فانصب فی الدعاء .خازن ومعالم.
حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (فاذا فرغت) کا معنی یہ ہے کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوں تو دعا میں خوب کوشش کیجئے۔

(۷) قال ابن عباس وقتادة والضحاک ومقاتل الکلبی فاذافرغت من الصلوٰة المکتوبة فانصب الیٰ ربک فی الدعاء وارغب الیه فی المسئلة یعطیک . خازن.
☆۔۔عبداللہ بن عباسؓ قتادہؓ ضحاکؒ، مقاتل الکلبیؒ فرماتے ہیں (فاذافرغت) کا معنی یہ ہے کہ اے محبوب ﷺ آپ جب فرض نماز سے فارغ ہوجائیں تو اپنے رب کی جانب دعا میں خوب کوشش کریں اور خوب رغبت سے مانگیئے۔ اللہ آپ کو عطا فرمائے گا۔

(۸) وفائدة التعب فی الدنیا ان ینفعه فی الدنیا والآخرة. جمل جلد ۴ .(۵۵۷)
☆ دنیا میں محنت ومشقت کا فائدہ تب ہے کہ اسے دنیا وآخرت میں فائدہ ہو۔

(۹) فان الدعاء بعد الصلوٰة مستجابة کذا هو الماثور عن ابن عباس وقتادة . کمالین.
صاحب کمالین فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد دعا کا مستجاب (قبول ہونا) حضرت ابن عباس و قتادہؓ سے منقول ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۰) وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ. الأیة.

اور تیرے رب کا فرمان ہے۔ تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔
وجہ استدلال یہ ہے کہ یہاں بھی لفظ (دعا) مطلق ہے یہ سنتوں کے بعد دعا کو شامل ہے کیونکہ سنت بھی مطلق کے افراد میں سے ایک فرد ہے سو یہ لفظ اسے بھی شامل۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۱) وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ط
الأیة . پارہ ۲ . بقرة.

اے محبوب (ﷺ) جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں (سو ان سے فرمادیجئے کہ) میں تمہارے قریب ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب بھی (مجھ سے) دعا مانگے۔
وجہ استدلال یہ ہے کہ یہاں بھی لفظ دعا مطلق ہے یہ اس دعا کو شامل ہے جو دعا سنتوں

کے بعد اجتماعی طور پر مانگی جاتی ہے، کیونکہ یہ بھی مطلق دعا کے افراد میں سے ایک فرد ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(12) قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًاo

پارہ (19) سورہ فرقان آیت (77)

آپ فرمادیجئے کہ تمہاری کچھ حیثیت نہ ہوتی اللہ کے ہاں اگر نہ ہوتی تمہاری دعا (عبادت وپکار) (کیونکہ) تم نے جھٹلایا، پس ہوگا اب دائمی عذاب۔

☆...... اللہ اکبر۔ اللہ اکبر، جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اسکی پرواہ نہیں کرتا، سو وہ دوزخی ہوجائیگا (العیاذ باللہ) نیز یہ دعا مطلق ہے لہذا سنتوں کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے اسے بھی شامل ہے (المطلق یجری علی اطلاقہ)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۳) وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ o پارہ ۲۴ سورۃ مؤمن (60)

اور فرماتا ہے رب تمہارا، مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کرتا ہوں، جو لوگ میری عبادت (دعا مانگنے) سے تکبر کرتے ہیں، عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

☆ ۔۔۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ دعا نہ مانگنے پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وعید آئی ہے ملاحظہ ہو حدیث مبارک۔

(۱۴) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من لایدعو اللہ یغضب علیہ. رواہ الحاکم فی المستدرک (۱۹۴۱)

حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں جو اللہ سے دعا نہیں مانگتا اللہ اس پر غضب کرتا ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۵) قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ o إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ o فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ o پارہ ۱۸ ۔مؤمنون۔ رکوع ۔ ۶/۶ ۔

رب فرمائے گا، پڑے رہو اس (جہنم) میں رسوا اور بات نہ کرنا (مجھ سے) بیشک ایک گروہ

(جیسے حضرت عمارؓ، حضرت بلالؓ، حضرت خبابؓ) میرے بندوں میں سے کہتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی بہتر رحم کرنے والا ہے، تو تم نے انکا مزاح بنایا (انکے ساتھ تمسخر کیا انکا مزاح اڑایا) یہاں تک کہ (اس تمسخر کی وجہ سے) تم ہمارے ذکر کو بھول گئے (اور تم) ان سے ہنستے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۶) وَالَّذِیْنَ جَآءُ وْمِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ ۝

پارہ ۲۸ سورہ حشر رکوع ۱/۴

اور وہ لوگ جو انکے بعد آئے کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں انکے لئے حسد نہ ڈال جو صاحبانِ ایمان ہیں اے ہمارے رب بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

☆۔۔۔معلوم ہوا کہ ایمان والے اپنے رب سے ہر حال میں مانگا کرتے ہیں سو اگر یہی دعا سنتوں کے بعد بہیئۃ اجتماعیہ کی جائے تب بھی جائز ہے۔

(اَے مُسْلِمَہ غَوَارَہ دُعَادَخپلِ اَللّٰہُ نَہ

اِعْتِمَادُپَہ جَمْدُن نِشْتَہ ،دَصبَا،نَہ دَبیْگَاہ نَہ. مترجم)

WWW.NAFSEISLAM.COM

احادیث سے سنتوں

کے بعد اجتماعی دعاء کا ثبوت

(۱) عن النعمان بن مقرن قال شهدت القتال مع رسول الله ﷺ فكان اذالم يقاتل اول النهار انتظر حتىٰ تهب الرياح وتحضر الصلوٰة. رواه البخاری. مشکوٰة قبيل القتال فی الجهاد (334)

نعمان بن مقرن فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزو میں شریک تھا اگردن کے حصۂ اول میں جہاد نہ فرماتے تو ہواؤں کے چلنے کا انتظار فرماتے اور (ظہر کی) نماز کا وقت ہوتا۔

(۲) عن النعمان بن مقرن قال شهدت مع رسول الله ﷺ فكان اذالم يقاتل اول النهار انتظر حتىٰ تزول الشمس وتهب الرياح ينزل النصر. رواه ابوداود. مشکوٰة قبيل القتال فی الجهاد (334)

نعمان بن مقرن فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزو میں شریک تھا اگر دن کے اول حصہ میں جہاد نہ فرماتے تو ہواؤں کے چلنے اور سورج کے ڈھل جانے کا انتظار فرماتے اور فتح (کی نوید) نازل ہوتی (تو مقاتلہ شروع فرماتے)

(۳) عن قتادة عن النعمان بن مقرن قال غزوت مع النبی ﷺ فكان اذا طلع الشمس فاذا طلعت قاتل فاذا انتصف النهار امسک حتىٰ تزول الشمس قاتل حتىٰ العصر ثم يقاتل قال قتادة كان يقال عند ذلک تهيج الرياح النصر ويدعو المؤمنون لجيوشهم فی صلوٰتهم. رواه الترمذی. مشکوٰة. قبيل القتال فی الجهاد (334)

❁❁❁❁❁❁❁

حضرت قتادہؓ نعمان بن مقرن سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کیساتھ کئی غزوات میں شریک ہوا (نبی کریم ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی) جب فجر طلوع ہوتا امساک فرماتے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوتا سو جب سورج طلوع ہوتا جہاد کرتے، اور جب دوپہر کا وقت ہوتا تو جہاد روک دیتے پھر جب آفتاب ڈھل جاتا تو (ظہر کے بعد پھر) قتال شروع

www.NAFSEISLAM.com

کرتے یہاں تک کہ عصر کا وقت آجاتا، مقاتلہ بند کردیتے تھے یہاں تک کہ عصر کی نماز ادا فرماتے عصر کے بعد پھر مقاتلہ فرماتے، حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ان اوقات میں (جن میں آپ ﷺ مقاتلہ کرتے) فتح کی ہوائیں چلتیں تھیں اور مسلمان نمازوں میں اپنے لشکر کی فتح کی دعائیں مانگتے تھے۔

(۴) ای ویقول الصحابة بالحکمة فی امساک النبی ﷺ عن القتال الی الزوال .مرقات علی المشکوٰۃ.(334)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا زوال تک جہاد کو روکنے میں حکمت یہ ہوا کرتی تھی۔

مندرجہ بالا احادیث میں یہ الفاظ مبارک قابل غور ہیں (ویدعو المؤمنون) مسلمان مجاہدین کے لئے نمازوں کے بعد دعا کرتے تھے۔یعنی فرض وسنتوں کے بعد۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ مجاہدین کا کافروں سے مقاتلہ فرض وسنتوں کے بعد ہوا کرتا تھا۔

سو صحابہ کرام کا مجاہدین کے لئے فرض وسنتوں کے بعد دعائیں مانگنا بہیئة اجتماعیہ ثابت ہو گئیں۔

(دُعَاثَابِتْ شوَهْ دَمَحْبُوبْ ﷺ نَهْ سَرَهْ دَصَحَابَیَانُو رض.
شَهْ کَلَکْ سُنِّیْ خَبَرَهْ مَهْ وَاوْرَهْ دَ وَابیَانُوْ. مترجم)

﴿نماز عیدین کے بعد اجتماعی دعا﴾

(۱) عن ام عطیة قالت امرنا رسول الله ﷺ ان نخرج الحیض یوم العیدین و ذوات الخدود فیشهدن جماعة المسلمین و دعوتهم و تعزل الحیض عن مصلهن قالت امرأة یارسول الله ﷺ احدانا لیس لها جلباب قال رسول الله ﷺ تلبسها صاحبتها من جلبابها .رواه البخاری جلد ۱ .ومسلم جلد ۱ .(730)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم (عورتوں کو) رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا (یہ کہ عیدین کیدن حیض والی عورتیں اور پردہ دار خواتین (عیدگاہوں کی جانب) نکلیں اور مسلمانوں کے اجتماع اور دعاؤں میں حاضر ہوں (البتہ) حیض والی عورتیں نماز نہ پڑھیں، یک خاتون نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے (ایسی غریب خواتین بھی ہیں) جنکے پاس بالاپوش نہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ (کوئی حرج نہیں جن خواتین کے پاس بالاپوش نہ ہو تو) اسکے ساتھ والی اپنے بالاپوش سے اسے ڈھانپ لے۔

وجہ استدلال یہ ہے۔کہ حضور پرنور ﷺ کا خواتین کو حکم دینا کہ (اگر نماز نہیں پڑھ سکتیں بوجہ عذر ماہواری کے تو کوئی حرج نہیں نہ پڑھیں مگر) وہ ان دعاؤں میں شریک ہوجائیں جو دعائیں رسول اکرم ﷺ وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہیئۃ اجتماعیہ مانگتے ہیں اس سے ثابت ہواکہ رسول اکرم ﷺ اورصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کرتے تھے حتیٰ کہ مسلمان خواتین بھی ان دعاؤں میں شریک ہوتیں تھیں

(۲) الادعیة بعد الصلوٰت تواترت لاینکر .فیض الباری شرح صحیح البخاری.

نمازوں کے بعد دعائیں (حضور پرنور ﷺ کے زمانہ مبارکہ سے لیکر آج تک اس) تواتر سے کی جارہی ہیں کہ اسکا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

(۳) هذا هو الحق لان مافعله النبی ﷺ ومانسخه فهو جائز لنافعله لقوله تعالیٰ لکم فی رسول الله اسوة حسنة. یہی حق ہے کیونکہ جوکام حضور پرنور ﷺ خود کریں اوروہ کام منسوخ نہ ہوا ہوتو ہمارے لئے اس کام کا کرنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے (ولکم فی رسول الله اسوة حسنة) تمہارے لئے میرے محبوب (ﷺ) کی زندگی (مبارک) نمونہ ہے

نمازاستسقاء کے بعداجتماعی دعا

(۱)وعن عبدالله بن زیدقال خرج رسول الله ﷺ بالناس الی المصلیٰ یستسقی فصلیٰ بھم رکعتین جھرفیھمابالقرأة واستقبل القبلة یدعواورفع یدیه وحول رداء ہ حین استقبل القبلة.رواہ البخاری جلد ۱ .ثم مشکوة.(123)

عبداللہ بن زیدرضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کہ نبی اکرم ﷺصحابہ کرام رضوان اللہ علیھم کے ساتھ(نماز)استسقاء کے لئے نکلے، سوانہیں دو رکعات پڑھائیں اوران میں جہرکیا(قرأة بلند آواز سے پڑھی)پھردعا کی(اس حال میں کہ حضور پرنور ﷺ)کے ہاتھ مبارک اٹھے ہوئے تھے۔اوراپنے رداء مبارک کو پھیرا (اس حال میں)کہ آپکاچہرہ انورقبلہ شریف کی طرف تھا۔

(۲)عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال ان النبی ﷺ استسقیٰ حتیٰ رأیت اوریٰ بیاض ابطیه.رواہ ابن ماجه.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ(جب بارش ہونے کی دعا مانگتے تودعاکے وقت دونوں ہاتھ مبارک اتنابلندکرتے)کہ میں نے آپ ﷺ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

(۳)وَالدُّعَاءُ بِالْجَمْعِ مُسْتَحَبَّةٌ .اجتماعی دعاکرنامستحب ہے۔

السعایة حاشیة الھدایة.

اجتماعی دعامیں ہاتھ اٹھاکردعامانگناحضور پرنور ﷺاورصحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین سے ثابت ہوئی ،سوہم مسلمان نمازوں،ونماز جنازہ،وہرنیک عمل مثلا افطار،حج ،قرآن خوانی، صدقہ وخیرات وغیرہ کے بعد اگربہیئۃ اجتماعیہ دعامانگیں تویہ بدعت نہیں سنت ہے

(۴)عن ابی ھریرة قال قال رسول الله ﷺ ان الله تعالیٰ قال من عادیٰ لی ولیافقد اذنته بالحرب وماتقرب الی عبدی بشیء احب مماافترضت علیه ومایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احبته فاذا احبته فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصره به ویده الذی یبطش بھا ورجله الذی یمشی بھاوان سألنی لاعطینه ولئن استعاذنی لاعیذنه .الحدیث .رواہ البخاری مشکوة باب الزکوة والتقرب الی اللہ تعالیٰ.(197)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایااللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔
جس نے میرے ولی سے دشمنی کی پس تحقیق میں اس کیساتھ اعلان جنگ کرتاہوں اور میرا بندہ میراتقرب ایسی کسی شئی کیساتھ (کے ذریعہ) حاصل نہیں کرتاجومیرے نزدیک ان اشیاء سے زیادہ محبوب ہوجومیں نے اس پرفرض کیں ہیں (ان ذرائع میں سب سے پسندیدہ ذریعہ فرائض کی ادائیگی ہے) اورمیرابندہ (فرائض کے علاوہ) نوافل پڑھتارہتاہے، یہاں تک کہ میں اسے اپنادوست بنالیتاہوں (کیونکہ وہ فرائض ونوافل دونوں ادا کرتاہے) سو جب میں اسے اپنادوست بنالیتاہوں تومیں اسکی سماعت بن جاتاہوں جس سے وہ سنتاہے، میں اسکی بینائی بن جاتاہوں جسکے ذریعہ وہ دیکھتاہے میں اسکاہاتھ بن جاتاہوں جس سے وہ پکڑتاہے، میں اسکے پاؤں بن جاتاہوں جس سے وہ چلتاہے، اوراگروہ مجھ سے (دعا) مانگے تومیں اسے دیتاہوں اوراگروہ (مکروہات وبرائیوں سے بچنے کیلئے) مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دیتاہوں۔
(حاصل یہ ہے کہ اللہ والے اللہ تعالیٰ سے دعامانگتے ہیں، دعااللہ تعالیٰ کاذکرہے اللہ والے اللہ کے ذکرسے غافل نہیں ہوتے، ذکراللہ والوں کے دل کی حیات ہے اورغفلت موت ہے، دعا مانگنے کیلئے حدیث قدسی میں وقت کاتعین نہیں مطلق ہے المطلق یجری علی اطلاقه، اس قاعدہ کے تحت اگرسنتوں کے بعدبہیئت اجتماعیہ دعامانگی جائے توبدعت نہیں بلکہ اس مطلق کے افرادمیں سے ایک فردہے لہذا عمل علی الکتاب والسنة ہے نہ کہ بدعت ۔نعوذباللہ۔ تعلیق مترجم)

﴿محمد یوسف بنوری دیوبندی کاقول اوراسکارد﴾

یوسف بے نوری لکھتاہے کہ ہاں اسکے خلاف (سنتوں کے بعد دعاکے برعکس) فرض نماز کے بعددعاء قبول ہوتی ہے۔
میں راقم الحروف (مفتی شائستہ گل القادری) کہتاہوں مجھے نہایت افسوس ہے یوسف بنوری کے اس قول پر (کہ ہاں اسکے خلاف (سنتوں کے بعد دعاکے برعکس) فرض نماز کے بعد دعاء قبول ہوتی ہے) میں سمجھتاتھاکہ یہ شخص تفاسیرواحادیث۔ومذاہب اربعہ سے واقف ہوگامگرشخصِ مذکورنے اپنے ہی قول سے ثابت کیاکہ مذکورہ صفات میں سے (اسمیں) ایک صفت بھی موجودنہیں۔

﴿اس مسئلہ میں مذاہب اربعہ کے مستند اقوال﴾

اولاقوال الاحناف رحمهم الله تعالىٰ۔احناف کے اقوال

(1) وعندالحنفية يكره المكث قاعدا يشغل بالدعاء والصلوٰة على النبی ﷺ قبل ان يصلى السنة.قسطلانی باب يستقبل الامام الناس اذاسلم

احناف کے نزدیک(فرض کے بعد)سنت پڑھنے سے پہلے دعاودرود کے لئے کچھ وقت گذارنامکروہ ہے(فرض پڑھ لینے کے بعد متصلا سنت پڑھے)اسکے بعددعاودرود شریف پڑھے۔ جلد۳.(136)نقلا من فتح الباری

(2)والمختار عندالحنفية ان يشتغل بعداداء المكتوبة بالسنة ويكره ان يشتغل بالدعاء والتسبيح قبل اداء السنة .كذافی فتح الباری.والقسطلانی .عقائد سنية

احناف کے نزدیک مختارقول یہ ہے کہ فرضوں کے بعدسنت پڑھے اورسنت پڑھنے سے پہلے دعا وتسبیح میں مشغول ہونامکروہ ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

(3)عندناالسنة مقدمة على الدعاء الذى هوعقب الفراغ.

وہ دعاجونماز سے فراغت کے بعدمانگی جاتی ہے احناف کے نزدیک سنت پڑھنااس سے مقدم ہیں۔بحرالرائق جلد ا .صفة الصلوٰة(304)

❁❁❁

(4)قال فى الاختيار كل صلوٰة بعدها سنة يكره القعود بعدها والدعاء بل يشتغل بالسنة كيلايفصل بين السنة والفرائض .المراقى الفلاح اذكار(187)

کتاب)اختیارمیں کہاگیاہے کہ ہروہ نمازجسکے بعدسنن ہوں توسنت پڑھنے سے پہلے بیٹھنا اور دعامانگنا مکروہ ہے بلکہ وہ سنت پڑھے تاکہ سنت اورفرض میں اتصال ہو انفصال نہ ہو

❁❁❁❁❁❁❁

(5)والقيام الى السنة متصلا بالفرض مسنون غيرانه يستحب الفصل بينهما كماكان النبى ﷺ اذاسلم لايمكث الا قدر مايقول اللهم انت السلام (الى قوله ويستحب للامام ان يتحول الىٰ جهة يساره لتطوع ويستحب ان يستقبل بعده الناس ويستغفرون الله ثلاثاويقرء ون اٰية الكرسى والمعوذات ويسبحون ثلثا

وثلثون ویحمدونه کذلک ویکبرون کذلک ثم یقولون لاالہ الاالله وحده لاشریک لہ لہ الملک وله الحمد وهوعلی کل شئ قدیر.ثم یدعون لانفسهم وللمسلمین رافعی ایدیهم ثم یمسحون بهاوجوههم.

نورالایضاح والمراقی اذکار(186)تا(190) وبمعناه تنویر الابصار والدرالمختارترتیب الصلوة(352) تا(356) والخلاصة قبیل زلة القاری جلد ا .(95)وهندیة قبیل القراءة جلد ا .(106) بالفاظ متقاربة

❀❀❀❀❀❀

فرض پڑھنے کے بعد متصلا سنت پڑھنے کیلئے کھڑاہوناہی سنت ہے البتہ فرض اورسنت کے درمیان اتنافاصلہ مستحب ہے جس طرح حضور پرنور ﷺ فرض پڑھنے کے بعداتنا ٹھہرتے تھے جتنی دیرمیں اللهم انت السلام (الیٰ آخرہ) پڑھا جائے امام کیلئے مستحب ہے کہ وہ (فرض پڑھنے کے بعدسنت پڑھنے کیلئے محراب میں) بائیں طرف ہوکر(سنت اداکرے اسکے بعد)مستحب ہے کہ وہ لوگوں کی طرف منہ کرے اورسب (امام ومقتدی) تین مرتبہ استغفارپڑھیں اورایک مرتبہ آیت الکرسی اورمعوذات تینتیس مرتبہ تسبیح (سبحان اللہ) تینتیس مرتبہ پڑھیں تحمید(الحمد لله) تینتیس مرتبہ تکبیر(اللہ اکبر) پڑھے،پھرلاالہ الا الله وحده لا شرک له ،له الملک وله الحمد وهو علی کل شئ قدیرپڑھے،پھر(امام ومقتدی) ہاتھ اٹھاکر اپنے لیئے اورتمام مسلمانوں کیلئے اجتماعی دعاکریں اورہاتھوں کوچہروں پرمسح کرلیں عبارت مذکورہ سے سنتوں کے بعد دعا بہیئت اجتماعیہ ثابت ہوگئی۔

(6)رفع الیدین فی الدعاء سنة (و) کذلک (عنددعائه بعد فراغه من التسبیح والتحمید والتکبیر الذی سنذکره (عقب الصلوات) کماعلیه المسلمون فی سائر البلدان .نورالایضاح والمراقی(170)

دعامیں ہاتھ بلندکرناسنت ہے اسی طرح (جب وہ نمازی فارغ ہوتسبیحات وتحمیدوتکبیرسے اور دعامانگے تواس وقت بھی ہاتھ دعاکیلئے بلند کرنا سنت ہے)جسے ہم عنقریب ذکرکریں گے،اسی طریقہ پرتمام شہروں کے رہنے والے مسلمان عامل ہیں۔

(7) اذااراد الامام ان یتنفل فی المحراب ویقبل علی الناس للذکروالدعاء جاز له ان یتنفل کیف شاء والافضل ان یجعل یمینه الیهم ویساره الی المحراب و عکسه وبه قال ابوحنیفة ومن فوائد هذا الحدیث وجوب مکث الامام فی موضعه ومکث القوم فی اماکنهم .عنی البخاری باب التسلیم جلد۳(189)

☆۔۔۔۔۔اگر امام کا ارادہ ہو کہ (سنن ونوافل) محراب میں ادا کروں اسکے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے ذکرو دعا کروں گا تو اسکے لئے جائز ہے کہ جہاں چاہے سنن ونوافل ادا کرے (سنن ونوافل پڑھنے کے بعد) افضل یہ ہے کہ امام (اس انداز سے بیٹھے کہ) اسکا دایاں طرف مقتدیوں کی طرف ہو اور بائیاں طرف محراب کی طرف ہو اسکا عکس بھی جائز ہے

مقتدیوں کی طرف بائیاں طرف اور محراب کی طرف دائیں طرف) یہی قول ہے امام اعظم سیدنا نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (چونکہ یہ امام کا قول ہے اور امام اعظم تابعی ہیں اور تابعی کا قول حدیث ہوا کرتا ہے لہذا) اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ امام مقتدیوں کا اپنے اپنے مقام پر ٹھرنا ثابت ہوا۔

عبارتِ مذکورہ بالا سے بھی سنتوں کے بعد دعا بہیئۃ اجتماعیۃ ثابت ہوئی

(8) والسنة فى الادعية تاخيرها عن الصلوٰة .هداية جلد ا . كسوف(275)

دعاؤں میں سنت طریقہ یہ ہے کہ دعا نماز کے بعد ہو۔

(9)والامام مخير ان شاء دعا مستقبلا جالسا او قائما اويستقبل القوم بوجهه و دعىٰ ويؤمنون قال الحلوانى وهذا احسن (الخ) فتح القدير جلد ا . كسوف(275) ثم شامى جلد ا . كسوف(879) وبحر الرائق.

امام کو اختیار ہے چاہے تو قبلہ شریف کی طرف منہ کرے کھڑے ہو کر دعا مانگے یا بیٹھ کر یا قوم کی طرف منہ کرے (دعا مانگے) اور قوم (امام کی دعا پر) آمین کہیں۔ام حلوانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آخری صورت بہتر ہے۔۔

ثابت ہوا کہ بہیئۃ اجتماعیۃ دعا کرنا سنت پڑھنے کے بعد ہے۔

(10)الاشتغال بالسنة عقيب الفرض افضل من الدعاء (الخ) اشباه نظائر كتاب الصلوٰة فن ثانى(128)

فرض (پڑھنے) کے بعد سنت (پڑھنے میں) مشغول ہوجانا دعا سے افضل ہے

ثابت ہوا کہ بہیئۃ اجتماعیۃ دعا کرنا سنت پڑھنے کے بعد ہے۔

اشیاء اپنے نظائر سے ثابت ہوتیں ہے

قاعدہ کلیہ ہے کہ اشیاء اپنے نظائر سے ثابت ہوتی ہیں دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) قرآن کریم کے اعراب لگانا مستحب ہے۔

(2) نماز کی نیت کا زبان سے ادا کرنا مستحب ہے۔

(3) نماز تہجد کی رکعات معدودہ مستحب ہے۔

(4) صلوٰۃ اوابین کی رکعات معدودہ مستحب ہے۔

(5) صلوٰۃ اشراق وصلوٰۃ چاشت کی رکعات معدودہ مستحب ہے۔

(6) لیلۃ القدر کی نماز کی رکعات معدودہ مستحب ہیں۔

(7) معدودہ استراحات تراویح مستحب ہیں (چار رکعات تراویح کے بعد بھیٹنے کو استراحت کہتے ہیں یہ چند استراحات مستحب ہیں)

(8) صلوٰۃ استسقاء کی رکعات معدودہ مستحب ہیں۔

(9) تراویح میں ختم قرآن دوسری مرتبہ تیسری مرتبہ مستحب ہے۔

(10) اگر کنواں پلید ہوجائے اور مفتی نے پلیدی کے لحاظ سے کنویں سے معدود ڈول نکالنے کا حکم دیا اس سے زیادہ نکالنا مستحب ہے۔

(11) حج کے ایام میں (تلبیہ، لبیک اللھم لبیک۔ لبیک لاشریک لک لبیک ۔ ان الحمد والنعمۃ لک والملک۔ لاشریک لک) پر اگر کچھ الفاظ بڑھادیے جائیں جو الفاظ محمود ہوں یعنی اچھے ہوں تو اچھے الفاظ بڑھادینا مستحب ہیں۔

(12) بارہ ربیع الاول یا دیگر اوقات میں جلسہ عید میلاد النبی ﷺ منعقد کرنا مستحب ہے۔

جب یہ بارہ نظائر مستحب ہیں تو سنتوں کے بعد دعا بہیئۃ اجتماعیہ بھی مستحب ہے۔

سوال؟ مولوی کفایت اللہ نے اپنے رسالہ میں لکھاہے کہ دعا بہیئۃ اجتماعیہ سنتوں کے بعد بدعت ہے۔

جواب۔۔۔۔۔میں (مفتی شائستہ گل) اس اعتراض کا کئی وجوہ سے جواب دیتاہوں۔

وجہ اول یہ ہے

ہوسکتا ہے یہ رسالہ مولوی کفایت اللہ کا نہ ہو بلکہ کسی وہابی نے مقاصدِ باطلہ کے لئے اسکی طرف منسوب کیا ہو کیونکہ میں (مفتی شائستہ گل) نے مولوی صاحب کو ایک جلسہ میں بہت قریب سے دیکھا جو صاجبزادہ عبدالقیوم صاحب کے دور میں ایک اعلیٰ افسرو بانی پشاور یونیورسٹی صوبہ سرحد نے منعقد کیا تھا مولانا اس جلسہ میں تشریف لائے صوبہ سرحد کے چیدہ چیدہ علماء مدعو تھے۔ جن علماء میں کاتب الحروف بھی مدعو و موجود تھا۔ اسی جلسہ میں سرحد کے لئے ایک تنظیم بنائی گئی۔ اس تنظیم کا نام جمیعت العلماء صوبہ سرحد رکھا گیا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب اور مولانا عبدالحکیم صاحب صدر منتخب ہوئے کاتب الحروف کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔ مولانا فضل صمدانی صاحب کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ مولای کفایت اللہ نے جتنی نمازیں پڑھائیں سنتوں کے بعد باقاعدہ بہیئۃ اجتماعیہ (اجتماعی دعائیں) کیں۔

دوسری وجہ یہ ہے

سنتوں کے بعد اجتماعی دعا قرآن کریم کی آیات، واحادیث صحیحہ، و شروح احادیث، اور فقہ حنفی، سے ثابت ہے (کمامر) جیسے کہ صفحات گذشتہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا سواسے بدعت کہنا گناہ عظیم ہے، یا جہل ہے، یا عناد ہے، (العیاذ باللہ)

تیسری وجہ یہ ہے

کہ اللہ والے متقی پرہیزگار بغیر عذر شرعی کے سنت و مستحب کو ترک نہیں کرتے۔

والمتقي لايترك سنة ولا مستحبا بغير ضرورة. کبیری فصل الاساریٰ

اللہ والے متقی پرہیزگار بغیر عذر شرعی کے سنت و مستحب کو ترک نہیں کرتے۔

چوتھی وجہ یہ ہے

کہ جب کوئی فعل یا قول مستحب ہو اسکے متعلق کوئی عقیدہ رکھے کہ یہ واجب (لازم) ہے

تو یقیناً یہ عقیدہ غلط ہے بلکہ بدعت ہے، رہا سنت یا مستحب فعل پر مداومت سو یہ مغفرت من جانب اللہ و محبوبیت عنداللہ ہونے کا سبب ہے نہ کہ بدعت (یعنی جو رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عامل ہو کر مداومت کرے یا فعل مستحب کا عامل ہو کر مداومت کرے سو یہ عنداللہ تعالیٰ بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے اور وہ مسلمان اس فعل پر مداومت کے سبب اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہو جاتا ہے)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ.

اے محبوب (ﷺ) فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

(معلوم ہوا کہ اتباع رسول ﷺ اللہ سے محبت کی دلیل ہے اور سبب مغفرت بھی ہے تو جب دعا حضور پر نور ﷺ سے ثابت، تو سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا اتباع رسول ﷺ ہے جو سبب مغفرت اور دلیل محبت خداوند قدوس ہے۔ مخالف دشمن خدا و دشمن رسول ہے منکر یقیناً مغضوب ہے۔ مترجم)

کہ مینہ رضا غواڑی د اللہ (جل جلالہ)

او کڑہ اتباع تہ د نبی حبیب اللہ (ﷺ)

(مترجم)

تین مرتبہ دعا کرنا اور تینوں مرتبہ ہاتھ اٹھانا سنت ہے

(۱) عن عائشة قالت لما كانت ليلتي التي هو عندي فخرج النبي ﷺ رويدا وانطلقت في اثره حتىٰ جاء البقيع فقام فاطال القيام ثم رفع يديه ثلٰث مرات ودعىٰ ثم انصرف فانصرفت (الىٰ قولها) فقال ان ربك يأمرك ان تأتي اهل البقيع فتستغفري لهم

رواه مسلم جلد ا. جنائز (313) ونسائی جلد ا. جنائز.

❁❁❁❁❁❁❁

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات جبکہ حضور پرنور ﷺ میرے حجرے میں موجود ومرقود تھے (اچانک اٹھے) اور آہستہ سے باہر نکلے میں انکے پیچھے پیچھے چلی آپ ﷺ (جنت) البقیع قبرستان پہنچے اور دیر تک قیام فرمایا (کھڑے رہے) پھر آپ نے تین مرتبہ دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی پھر واپس لوٹنے لگے، میں بھی لوٹی (الیٰ قولھا) حضور پرنور ﷺ نے فرمایا (اے عائشہ) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم بقیع جاؤ اور (اللہ تعالیٰ سے) اہل بقیع کیلئے بخشش کی دعا کرو

علامہ نووی شارح مسلم رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۲) قال النووي فيه اى في هذا الحديث استحباب اطالة الدعاو تكريره ورفع اليدين فيه. نووی المسلم جلد ا. جنائز. (313)

کہ طویل دعائیں کرنا بار بار دعائیں کرنا دعاؤں میں ہاتھ بلند کرنا اس حدیث کی رو سے مستحب ہے

(۳) ومن اداب الدعاء ان يكرره ثلثا.

دعا کے مستحبات میں سے ایک یہ ہے کہ دعا تین مرتبہ مانگی جائے۔

حصن حصین (14) وشرحہ (16) ثم طحطاوی علی المراقی. اذکار (189) وخزینة الاسرار. واحیاء العلوم اداب الدعاء جلد ا. ورواه مسلم واصله متفق عليه. سادة المتقين.

❁❁❁❁❁❁❁

(۴) ويدل عليه ماروى عن انس قال قال رسول الله ﷺ من سئل الجنة ثلٰث مرات قالت الجنة اللهم ادخله الجنة ومن استجار من النار ثلٰث مرات قالت النار اللهم اجره من النار. رواه الترمذى والنسائى ثم مشكوٰة (218)

تکرار دعا پر وہ حدیث جو حضرت انس ﷺ سے مروی ہے بھی دلالت کرتی ہے، آپ ﷺ روایت

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو (اللہ تعالیٰ سے) تین مرتبہ جنت مانگنے (کی دعا کرتا ہے) تو جنت کہتی ہے یا اللہ اسے جنت میں داخل فرما، اور جو شخص جہنم سے تین مرتبہ پناہ مانگتا ہے جہنم کہتی ہے یا اللہ اسے جہنم سے پناہ عطا فرما۔

☆ میں کہتا ہوں کہ تین بار دعا مانگنا ثابت، تین بار ہاتھ اٹھانا بھی ثابت ہوا۔

تین بار دعا مانگنا قول۔ اور تین مرتبہ ہاتھ اٹھانا فعل، قول و فعل کی موافقت کیلئے ہاتھ اٹھانا ثابت

❀❀❀❀❀❀❀

(۵) رفع النبی ﷺ یدیہ فدعیٰ ساعۃ ثم خر ساجدا فمکث طویلا ثم قام فرفع یدیہ ساعۃ ثم خر ساجدا فمکث طویلا ثم قام فرفع یدیہ. رواہ ابوداود واحمد.

نبی کریم ﷺ نے ہاتھ اٹھائے کچھ دیر دعا کی، پھر طویل سجدہ کیا پھر کھڑے ہو کر کچھ دیر اپنے ہاتھوں کو بلند کیا پھر طویل سجدہ کیا پھر کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا (اور دعا کی)

❀❀❀❀❀❀❀

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث سے دعا کیلئے بار بار ہاتھ اٹھانا اور بار بار دعا کرنا صَرَاحَتًا ثابت ہوا

❀❀❀❀❀❀❀

اعتراض، مسلم اور نسائی کے روایت کردہ احادیث سے تو یہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی قبرستان جا کر دعا مانگے اور دعا میں تین مرتبہ ہاتھ اٹھائے تو جائز اس سے تو قبرستان میں تین مرتبہ دعا مانگنے کیلئے ہاتھوں کا بلند کرنا ثابت ہو رہا ہے نہ کہ نماز کے بعد دعا مانگتے وقت۔

☆ ۔۔قلنا بوجوہ. میں کئی وجوہ سے اس اعتراض کا جواب دیتا ہوں۔

وجہ اول یہ ہے

کہ دعا مطلق ہے اور قاعدہ ہے (المطلق یجری علی اطلاقہ) مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا بھی مطلق کے افراد میں سے ایک فرد ہے۔ سو مطلق اس پر بھی جاری ہوگا۔

دوسرا جواب یہ ہے

کہ علامہ نووی رحمت اللہ علیہ نے اس حدیث کے مفہوم کی توضیح فرماتے ہوئے لکھا ہے (کہ طویل دعائیں کرنا بار بار دعائیں کرنا دعاؤں میں ہاتھ بلند کرنا اس حدیث کی رو سے مستحب ہے)

تیسرا جواب یہ ہے

کہ دعا کیلئے ہاتھوں کا بلند کرنا حکم شرعی ہے اور حکم (کی تعریف یہ ہے) جس شی پر کسی شیٔ کا اثر مرتب ہوجائے تو اس اثر مرتب کو حکم کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حکم اثر مرتب کو کہتے ہیں۔ شی مناسب تین بار ہاتھوں کا بلند کرنے کیلئے مطلق دعا ہے۔ نہ کہ صرف قبرستان۔ کیونکہ دعا زبان پر تکرار کا مقتضی ہے تو اسی طرح ہاتھوں کے بلند کرنے کے تکرار کا بھی تقاضا کرتی ہے۔

چوتھا جواب یہ ہے

تین بار ہاتھوں کے اٹھانے کا حکم دعاء کی طبیعت ہے۔ من حیث ھی ھی۔ اور طبیعت کے حکم کا قاعدہ کلیہ من حیث ھِیَ ھِیَ یہ ہے، کہ وہ اپنے سارے افراد پر جاری ہوتا ہے جیسے کہ قبرستان میں دعا اور نمازوں کے بعد دعا ہے وغیرہ ذٰلک۔ دیکھئے دعاء مکرر اگرچہ ستر بار ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ. پارہ (10) سورہ توبہ۔ آیت (80)

آپ انکے لئے بخشش طلب کریں یا بخشش طلب نہ کریں اگر آپ انکے لئے ستر بار بھی بخشش طلب کریں (تب بھی) اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا، بسبب اسکے کہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے انکار کیا اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

☆۔۔ میں کہتا ہوں کہ اگر (سبعین مرۃ) سے مراد مرتبہ معدودہ ہو تو مقصود و مطلوب یہ ہوگا کہ کئی بار دعا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

اور اگر اس سے مراد کثرت ہو، تب بھی ہمارا مدعا ثابت کیونکہ کثرت تو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِىْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ پارہ ۲۹ ۔سورہ الحاقۃ ۔آیت ۳۲ ....

اسے پکڑو پھر اسکی گردن میں زنجیر ڈال دو پھر دھنسا دو اسے جہنم میں پھر ایسی زنجیر جسکی (لمبائی) ستر گز ہو میں پرو دو بیشک وہ ایمان نہ لاتا تھا عظمت والے اللہ پر۔

اس آیت میں بھی ﴿سَبۡعُوۡنَ﴾ سے مراد کثرت ہے۔ سو کثرت کی محبوبیت عنداللہ ظاہر وبین ہوگئی۔

رہا ان کافروں کو ستر مرتبہ بخشش کا فائدہ نہ پہنچنا سو یہ انکے کفر کی وجہ سے تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے بیان فرمایا (ذٰلِکَ بِاَنَّھُمۡ کَفَرُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ) اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ بسبب اسکے کہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے انکار کیا (کفر کیا) سو ان کافروں کو اس دعا کا فائدہ نہ پہنچا انکے کفر کے سبب تھا۔ اگر یہ لوگ کفر نہ کرتے تو حضور پرنور ﷺ کا ایک مرتبہ استغفار بھی انکے بخشش کا ذریعہ بن جاتا۔ حضور پرنور ﷺ کا اپنی امت کیلئے ایک مرتبہ بخشش طلب کرنا امت کی بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ دیکھئے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَوۡ اَنَّھُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَھُمۡ جَآءُوۡکَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰہَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَھُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًا. پارہ ۵، سورہ النساء، آیت، ۶۴.

(اے محبوب ﷺ) اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں (پھر) آپکے (حضور) حاضر ہوں اور اللہ سے بخشش مانگیں اور رسول بھی انکے لئے (اللہ تعالیٰ سے) بخشش مانگے تو وہ ضرور ضرور پائیں گے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان۔

دیکھا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ اگر امتی کے لئے ایک مرتبہ بھی بخشش کی دعا فرمائیں تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس خوش نصیب مسلمان کیلئے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ضرور ضرور بخش دیگا۔ اور ضرور ضرور اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

مذکورہ بالا تمام آیات واحادیث واقوال فقہاء کرام وادلہ قاطعہ سے یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح واضح وروشن ہوگئی کہ سنتوں کے بعد بہیئۃ اجتماعیہ بار بار دعا کرنا اور دعا کیوقت ہاتھوں کا بلند کرنا سنت مصطفیٰ ﷺ ہے سنتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے سنتِ سلف وخلف ہے سنتِ فقہاء احناف ہے بدعت نہیں نیز تکرارِ دعا عملِ رسول (ﷺ) بھی ہے اور عنداللہ قبول بھی ہے۔

اۓ مُسۡلِمَہ پاسہ لاس پورتہ پہ دُعاشہ
اُمَّتِیۡ دَ خوږ حبیبؐ یِۍ دَ اللّٰہ دَ دَر گداشہ (مترجم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب عطائی

کا ثبوت

مصنف

مفتی شائستہ گل رح القادری

مفتی اعظم سرحد زبدۃ العارفین حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مترجم : محمد عبدالعلیم القادری

ناظم اعلیٰ: دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

ناشر : مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی،

شاہ فیصل کالونی 5 کراچی 25 پاکستان

ٹیلیفون........03332108534

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

غیب کی تعریف

المرادبالغیب ھو الخفی عن العباد الذی لایدرکه الحس و لا بداھة العقل ابتداءً
غیب سے مراد ہروہ چیز جو بندوں سے مخفی ہو حس اسکاادراک نہ کرسکے (یعنی حواس خمسہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطافرمائے ہیں اس کیساتھ بھی وہ محسوس، یعنی پانہ سکے حواس خمسہ پانچ ہیں باصرہ، سامعہ، شامہ، ذائقہ، لامسہ) نہ عقل پاسکے ابتداءً۔

بیضاوی. جلد ۱. بقرۃ (18) جمل جلد ۲ بقرۃ (120) وابوالسعود جلد ۱ بقرۃ (64) وتبصیر الرحمن جلد ۱ بقرۃ (32) وکبیر جلد ۱ بقرۃ (169) وخازن ومعالم جلد ۱ بقرۃ (23) وجلالین جلد. بقرۃ (12) ومدارک جلد ۱ بقرۃ وغیرھابالفاظ متقاربة.

❁❁❁❁❁❁❁

رسول اللہ ﷺ کا علم غیب عطائی

قرآن کریم کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

(۱) عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا، اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ.
(وہی اللہ) عالم الغیب ہے پس وہ اپناغیب کسی پرظاہرنہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔ پارہ ۲۹ سورۃ جن رکوع ۱۲/۲.

اس آیت میں (من ارتضیٰ) مستثنیٰ ہے، اور (من رسول) اسکابیان ہے، سوخوب ظاہرہوا کہ ہمارے رسول ﷺ کواللہ تعالیٰ نے علم غیب عطافرمایا۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

(2) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ،
اوراللہ کی یہ شان نہیں کہ تم سب کوعلم غیب عطاکردے لیکن اللہ چن لیتاہے اپنے رسولوں میں جسے چاہے (علم غیب عطاکردیتاہے) پارہ ۴. سورۃ ال عمران.

☆۔فقیرکہتاہے کہ من یشاء۔مفعول بہ ہے یجتبی فعل کا۔اور (من رسله) بیان ہے (من یشاء کا) سوخوب ظاہروبین ہواکہ علم غیب عطائی انبیاء کرام علیھم السلام کے لئے ثابت

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

(3) وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ. پارہ ۳ بقرۃ رکوع ۹/۲۴
اللہ کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا مگر جتنااللہ چاہے (کسی کوعطافرمائے)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(4) تِلْکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ پارہ ۳ .ال عمران رکوع.

یہ غیب کی خبریں ہیں ہم آپکی طرف وحی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(5)ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ .پارہ ۳ .ال عمران رکوع.

یہ غیب کی خبریں ہیں ہم آپکی طرف وحی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(6)وَمَاهُوَعَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ. پارہ ۳۰ .سورۃ تکویر.

وہ (میرے نبی ﷺ) غیب کے بتانے پر بخیل نہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

(7) وَاِذْاَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا. فَلَمَّانَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ. فَلَمَّانَبَّاَهَابِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ هٰذَا. قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ. پارہ ۲۸ .سورۃ تحریم. آیت(3)

اورجب (میرے محبوب ﷺ) نے اپنی ازواج میں سے ایک زوجہ کوراز کی بات بتائی۔ سوجب ظاہرکیااس نے اوراللہ نے (اس راز کے فاش کرنے کو) اپنے نبی پرظاہرکردیا۔ (اللہ کے نبی ﷺ نے) اسے (زوجہ کو) کچھ (حصہ) بتایااورکچھ (باتوں سے) اعراض فرمایا سوجب نبی (کریم ﷺ) اپنی زوجہ کو (کچھ باتیں) بتائیں تو کہنے لگی کس نے آپکو یہ (باتیں) بتائیں بولے (اس اللہ نے) جوسب کچھ جاننے والا اورخبررکھنے والا ہے۔

☆۔۔ان تمام آیات سے ثابت ہواکہ اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب ﷺ کوعلوم غیبیہ عطافرمائے ہیں اورحضور پرنور ﷺ نے امت کے اولیاء کرام کے سامنے بیان فرمادیا ہے۔ سومعلوم ہواکہ حضور پرنور ﷺ کاعلم غیب عطائی من جانب اللہ بلاواسطۂ غیرہے جبکہ اولیاء اللہ کاعلم غیب بوسیلہ وبواسطہ سیدنا محمدرسول اللہ ﷺ ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀

ثَابِتُ دےِ عِلْمِ غَیبُ عَطَائِیُ دَخُوږ حَبِیبُ عَلَیه السَّلَامُ

اَےُ رُورَهُ مُسْلُمَانَهُ دَرْتَهُ پَیشُ شُوْلُوْ کَلَامُ. (مترجم)

WWW.NAFSEISLAM.COM

رسول اللہ ﷺ کے علم غیب عطائی کا ثبوت

احادیث کی روشنی میں

روی عن النبی ﷺ یوم فتح مکۃ وفی حفر الخندق اخبر بفتح کسریٰ وقیصر فوقع کما اخبر وامثالہ عنہ ﷺ کثیرۃ لاتنکر. جامع الفصولین. جلد ۲. کلمات الکفر (302)

نبی کریم ﷺ کا مکہ کے فتح ہونے کی خبر دینا، یوم الاحزاب میں کسریٰ وقیصر کے فتح ہونے کی خبریں دینا، اور بعد میں انکا فتح ہوجانا (حضور پر نور ﷺ کو من جانب اللہ علوم غیبیہ کے عطا کئے جانے کی قوی دلیل ہے) نبی کریم ﷺ نے جس طرح فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ اور بہت سارے ایسے واقعات موجود ہیں جن سے انکار ناممکن ہے۔

(2) عن عمر قال قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما فأخبرنا عن بدء الخلق حتیٰ دخل اھل الجنۃ منازلھم. اخرجہ البخاری کتاب بدأ الخلق ثم مشکوٰۃ. جلد ۲.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ ہم میں ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ابتداء خلق سے لیکر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے تک اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک ہمیں تمام خبریں دیں۔

(3) وعن عمر بن الخطاب نحوہ. اخرجہ مسلم.

عمر بن خطاب سے اسی طرح مروی ہے۔ مسلم۔

(4) وعن حذیفۃ نحوہ. اخرجہ الشیخان

امام بخاری امام مسلم دونوں نے اسی طرح روایت کی حضرت حذیفہ رضی اللہ سے ۔

(5) عن معاذ بن جبل (الیٰ قولہ) فرأیتہ عزوجل وضع کفہ بین کتفیی فوجدت بردانا ملہ بین ثدی فتجلیٰ لی کل شئ وعرفت. اخرجہ البخاری والترمذی وابن خزیمۃ والائمۃ بعدھم.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (الیٰ قولہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا پھر اللہ جل جلالہ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندوں کے درمیان رکھا جسکی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی۔ سو ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے جان لیا۔

(6) وعن ابن عباس (الیٰ قوله) فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض. اخرجه البخاری.
عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں (الیٰ قولہ) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (پھر اللہ جل جلالہ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندوں کے درمیان رکھا جسکی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی) سو میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں تھا اور جو کچھ زمینوں میں۔

(7) وعن ابن عباس (الیٰ قوله) فعلمت مابین المشرق والمغرب. اخرجه البخاری.
عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (پھر اللہ جل جلالہ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندوں کے درمیان رکھا جسکی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی) سو میں نے جان لیا جو کچھ مشرق میں تھا اور جو کچھ مغرب میں تھا۔

(8) عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والیٰ ماهو کائن فیها الیٰ یوم القیامة کما انظر الیٰ کفی هذه. اخرجه الصحیحان والطبرانی فی کبیره ونعیم فی کتاب الفتن وابونعیم فی الحلیة
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے پیش فرمادی میں نے اسے اور اس میں قیامت تک ہونے تمام (واقعات واشیاء) کو ایسا دیکھا جس طرح اپنے اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ از عطائے ذوالجلال جل جلالہ
نبی ﷺ است و رسول ﷺ است وحبیبِ ﷺ ذوالجلال

(از نتیجہ فکر مترجم) جمعرات ۹ ستمبر ۲۰۰۴

عدم مساوات

اعتراض، مذکورہ احادیث سے تو یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ علومِ رسول ﷺ علوم باری تعالیٰ جل جلالہ کے مساوی ہوگئے۔ (العیاذ باللہ)

جواب، تمام مخلوق کے علوم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے محبوب ﷺ کے علوم کے سامنے سمندر کے قطرہ کے مانند ہیں اور علوم مصطفیٰ ﷺ اللہ جل جلالہ کے علم کے مقابلہ میں سمندر کے قطرہ کے مانند۔

حاصل کلام یہ ہے۔

کہ علوم باری تعالیٰ و علوم مصطفیٰ ﷺ برابر نہیں۔ وجوہ امتیاز ملاحظہ ہوں۔

(1) اللہ تعالیٰ کا علم کل	اور نبی کریم ﷺ کا علم بعض۔
(2) اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی	اور نبی کریم ﷺ کا علم عطائی۔
(3) اللہ تعالیٰ کا علم محیط	اور نبی کریم ﷺ کا علم غیر محیط۔
(4) اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی	اور نبی کریم ﷺ کا علم متناہی۔
(5) اللہ تعالیٰ کا علم قدیم	اور نبی کریم ﷺ کا علم حادث۔

اتنے تفاوت کے باوجود مساوات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اولیاء کرام کے علم غیب کا ثبوت

قرآن کریم کی روشنی میں

(۱) بدانکہ انکار اطلاع بر غیب مر غیر رسول ﷺ را انکار قرآن است۔

قال اللہ تعالیٰ . و اوحینا الیٰ ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذاخفت علیہ فالقیہ فی الیم ولاتخافی ولاتحزنی انارادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین . پارہ(20)

و مادر موسیٰ علیہ السلام رسول ﷺ نبود و از وقت ولادت تا وقت نبوت مدت مدیدہ بودہ است تفسیر حسینی سورۃ جن۔

رسول ﷺ کے علاوہ دوسرے کے لئے من جانب اللہ علم غیب کے دیئے جانے کا انکار

بعینہ قرآن کریم کاانکارہے (قرآن کریم میں رسول مصطفےٰ کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی علم غیب ثابت ہے دیکھئے) اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ وحی کی (ان پر الہام کیا) کہ اسے دودھ پلاسواگر تجھے ڈرہو (کہ اہل فرعون اسے قتل کردیں گے) تواسے دریامیں ڈال اور خوف نہ کرنہ غمگین ہونا بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے۔صاحب تفسیر حسینی لکھتے ہیں کہ دیکھئے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ رسول مصطفےٰ نہ تھی (باوجوداسکے انہیں الہام کے ذریعہ علم غیب عطا کیا گیانیز ابھی تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی نبوت کااعلان نہیں کیا کیونکہ) پیدائش اورنبوت کے (اعلان کے) درمیاں ایک طویل مدۃ موجود ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ نبیہ نہ تھی بلکہ ولیہ ہے کیونکہ کسی محترمہ کونبوت عطا نہ کی گئی جتنے انبیاءؑ تشریف لائے سارے کے سارے مرد تھے۔

صاحب قصیدہ امالی فرماتے ہیں وماکانت نبیا قط انثی کبھی کوئی خاتون نبی بن کرنہیں آئی دیکھئے حضرت موسیٰؑ کی والدہ ولیہ ہے پھربھی اللہ تعالیٰ نے انہیں علم غیب عطافرمادیا۔

علامہ شامی لکھتے ہیں

ویکفی بذلک ما(ای ثلاث کرامات علم الغیب)اخبربه القرآن عن الخضر بناء علی انه ولی وهو نقل عن جمهور العلماء وجمیع العارفین وان کان الاصح انه نبی .من مجموعة رسائل الشامی جلد۲.(312)

اولیاء کے علوم غیبیہ کے ثبوت کیلئے وہ تین کرامات کافی ہیں جن کاتذکرہ قرآن نے حضرت خضرعلیہ السلام کے حوالہ سے کیاہے۔جنکے بارے میں جمہورعلماء اوراولیاء کاملین وعارفین نے فرمایاہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اگرچہ (بعض علماء نے فرمایاہے) کہ اصح یہ ہے کہ خضرعلیہ السلام اللہ کے نبی ہیں۔

معلوم ہواکہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کوبھی علوم غیبیہ عطا فرمائے ہیں۔

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کاتذکرہ کرتے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا.قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا.قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ. الآية.پارہ ۳.سورہ ال عمران.آیت (37)

ذکریا(علیہ السلام) جب بھی انکے (مریم) کے پاس جاتے پاتے انکے پاس رزق (پھل) کہا(ذکریاعلیہ السلام نے) اے (مریم) کہاں سے (آیا) تیرے پاس یہ (رزق، پھل) کہا یہ اللہ کی جانب سے۔

ملاحظہ فرمائیں حضرت مریم علیہا السلام کے ان کلمات کو (ھو من عنداللہ، یہ پھل اللہ تعالی کی جانب سے ہیں) یہ کلمات بطریقِ الہام کے ہیں نہ کہ بطریق وحی کے کیونکہ حضرت مریم علیہا السلام خاتون ہیں مرد نہیں اور خواتین کے اوپر وحی کا نزول ممکن نہیں کیونکہ منصب نبوت کیلئے مرد کا ہونا شرط اور حضرت مریم مرد نہیں بلکہ خاتون ہیں تو لامحالہ ماننا پڑھے گا کہ یہ الہام تھا الہام کے ذریعہ غیب کا علم دیا گیا۔ کسی خاتون کے نبی نہ ہونے پر قرآن کریم اور قصیدہ امالی سے دلائل آپ نے ملاحظہ فرمائے۔

داخل ہوئے محراب میں فریٰ ثمرات بے موسم
کہاں سے آئے ثمرات اے مریم یہ بے موسم
کہا مریم نے اے ماموں یہ ثمرات بے موسم
اللہ کی عطا ہے دینے والا ثمرات بے موسم

از نتیجہ فکر، محمد عبدالعلیم القادری۔ پیر ۱۱/ اکتوبر ۲۰۰۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

اولیاء کرام کے علم غیب کا ثبوت

احادیث کی روشنی میں

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ساریہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ شریف سے آواز دینا

(۱)(وعن ابن عمران عمر بعث جیشا وامر علیهم رجلایدعیٰ ساریة فبینما عمر یخطب فجعل یصیح یاساریة الجبل فقدم رسول من الجیش فقال یاامیر المؤمنین لقینا عدونافهزمونا فاذابصائح یصیح یاساریة الجبل فاسندنا ظهورناالی الجبل فهزمهم الله تعالیٰ.

رواه البیهقی فی دلائل النبوة) مشهوروعن السلف فی کتب الثقات مزبور. جامع الفصولین جلد۲ .بحث. کلمات الکفر(302)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجااوران پرایک شخص کوامیر بنایا جنہیں ساریہ کہاجاتاتھاتو جب کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک بلند آواز سے پکارا(یاساریة الجبل) اے ساریہ پہاڑ (کا جانب)لو پھر لشکر سے ایک قاصد آیا وہ کہنے لگا یاامیر المؤمنین ہم کو ہمارادشمن ملا انہوں نے ہمیں پیچھے ہٹایاتواچانک ایک بلندآواز سے پکارنے والے نے پکارااے ساریہ پہاڑ کی جانب (ہوجا) ہم نے اپنی پشت پہاڑ کیجانب کی،تب دشمن کو اللہ تعالیٰ نے شکست دی۔ یہ حدیث نہایت مشہورومعروف ہے اور محکم کتب میں موجودومکتوب ہے

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خبر دینا

کہ شکم مادر میں لڑکا ہے یالڑکی

(۲)وماجاء عن ابی بکر الصدیق انه اخبر عن حمل امرأة ذکراو کان کذالک

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے خبردی ایک عورت کے حمل کے بارے میں کہ(اس خاتون کے شکم میں)لڑکا ہے اورایساہی ہوا۔من محموعة رسائل الشامی. جلد۲(312)

(۳)عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ لقد کان فی من قبلکم من الامم ناس محدثون من غیران یکونوا انبیاء وان یکن فی امتی فان عمربن الخطاب منهم .اخرجه البخاری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے امتوں میں ایسے لوگ گذرے جو انبیاء نہ تھے (پھر بھی) انکی جانب الہام ہوتا تھا اور (اس طرح کا) میری امت میں سے عمر بن خطاب ہونگے۔

شارح بخاری محدثون کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محدثون کا معنیٰ ہے ملھمون۔ اردو میں معنیٰ ہے الہام کئے ہوئے۔ (جنکی طرف الہام کیا گیا)

(۴) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا عن النبی ﷺ انہ کان یقول قد کان فی الامم قبلکم محدثون فان یکن فی امتی منھم احد فان عمر بن الخطاب منھم. اخرجہ مسلم و فیہ اثبات علم الغیب للاولیاء.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے امتوں میں ایسے لوگ گذرے جو انبیاء نہ تھے (پھر بھی) انکی جانب الہام ہوتا تھا اور (اس طرح کا) میری امت میں سے عمر بن خطاب ہونگے۔

ان احادیث میں اولیاء کرام رحمت اللہ علیہم اجمعین کے لئے علم غیب عطائی کا ثبوت ہے

غیب دانی اولیاء را بر طریق الہام است
کرامتِ آں معجزہ للانبیاء بتامُ است۔

از نتیجہ فکر مترجم جمعرات ۹ ر ستمبر ۲۰۰۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿انبیاء ؑ کے لئے علم غیب عطائی کا ثبوت﴾

علماء کرام کے اقوال سے

(۱) وایدھم (ای الانبیاء) علیھم السلام (بالمعجزات الناقضات للعادات) کالعلم بالمغیبات کلام الجمادات ... العقائد النسفیة ورمضان افندی (313) وشرح العقائد النسفیة

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیھم السلام کی معجزات سے تائید فرمائی جیسے غیوب کی خبریں دینا اور انبیاء کرام علیھم السلام کا پتھروں سے کلام کرنا (معجزات خرق عادت کو کہتے ہیں)

(۲) ومعجزاته کثیرة (الی قوله) کشق صدره الشریف واخباره عن المغیبات .. جوھرة التوحید. واتحاف المرید. وحاشیة الامیر. (57)

حضور پرنور ﷺ کے معجزات لاتعداد ہیں۔ جیسے حضور پرنور ﷺ کے سینہ مبارک کا چاک ہونا اور حضور پرنور ﷺ کا غیب کی خبریں دینا۔

(۳) وبالجملة العلم بالغیب امر لفرد به الله سبحانه وتعالیٰ. ولاسبیل الیه (ای الی العلم بالغیب) للعباد الا باعلام منه تعالیٰ او الھام بطریق المعجزة او الکرامة او ارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن ذلک فیه.

شرح العقائد النسفیة ورمضان افندی (312) وشرح العلی القاری للفقه الاکبر (82)

حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے بندوں کی اس تک رسائی نہیں سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اعلام والہام کے ذریعے علم غیب عطا فرمادے جیسے کہ (انبیاء علیھم السلام) کو معجزہ کے طور پر اور (اولیاء کرام) کو کرامت کے طور پر عطا فرمایا۔

(۴) ذکروا فی کتب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات . ردالمحتار جلد ۲ .قبیل محرمات النکاح (276)

عقائد کی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ اولیاء کرام کی کرامات میں سے بعض غیوب کی اطلاع دینا بھی (اولیاء کی کرامات میں شامل ہے)

(۵) النصوص تدل علی انه تعالیٰ متفرد بعلم الغیب کله لقوله تعالیٰ .لایعلم الغیب الا الله (وقوله تعالیٰ) وعنده مفاتیح الغیب لایعلمھا الا ھو .وسبب تخصیص الخمس

فی قولہ تعالیٰ. ان اللہ عندہ علم الساعة (الآیة) ان رجلا جاء الی النبی ﷺ فسالہ عنہا. فنزلت لکن لم اراو ان کثیرا من الاولیاء یطلع الغیب من ھذہ الخمسة وغیرھا حملو االآیة علیّ ان یعلمھا بذاتہ الااللہ. رمضان افندی. (312)

تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتیں ہیں کہ علم غیب کلی اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔جیسے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،غیب (بالذات) سوائے اللہ کے (اور کوئی) نہیں جانتا

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہا کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں نہیں جانتا (اس) غیب کو (بالذات) سوائے اس (اللہ) کے،اور علوم خمسہ کی تخصیص اس قول سے یہ ہے کہ ایک آدمی حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوئے اور ان (علوم خمسہ) کے بارے میں دریافت کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

جب علماء نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو علوم خمسة اور بہت سارے علوم غیبیہ پر مطلع فرمایا ہے۔تو (یقیناً مسلمانوں کے ذہنوں میں اضطراب پیدا ہوا کہ ایک طرف علوم خمسہ کی تخصیص اللہ تعالیٰ کے لئے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے ان علوم خمسہ پر اولیاء اللہ کو بھی مطلع فرمادیا ہے تو ان دونوں باتوں میں تطبیق کس طرح ہوگی)

سو علماء اسلام نے علوم خمسہ والی آیت اور (اللہ تعالیٰ کے سوادوسروں سے علوم غیبیہ کی نفی پر جتنی آیات نازل ہوئی ہیں سب کو) اس معنی پر محمول کیا ہے کہ وہ آیات جن میں انبیاء کرام ودیگر سے علم غیب کی نفی ہے اس سے مراد علم غیب ذاتی ہے نہ کہ عطائی۔

☆ ۔۔۔واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے علوم غیبیہ ذاتی ہیں اور حضور پرنور ﷺ اور اولیاء کے علوم غیبیہ عطائی ہیں۔انبیاء کرام کے لئے علوم غیبیہ انکے لئے بطور معجزات ہیں اور اولیاء کرام کیلئے علوم غیبیہ بطور کرامات ہیں۔

☆ .. میں کہتا ہوں۔کہ مذکورہ بالا آیات ودلائل سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیھم السلام اور اولیاء کرام کے علوم غیبیہ ذاتی نہیں عطائی ہیں۔

(۲) دوسرا یہ کہ انبیاء کرام کے علوم غیبیہ انکے لئے بطور معجزات کے ہیں اور اولیاء کرام کے لئے بطور کرامات کے ہیں تو پھر اختلاف واعتراض کیسے۔منکروں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف کرنا چاہیے بارگاہ الہی میں توبہ کرنی چاہیے نیز اپنی خرافات کو چھوڑ کر اہل سنت وجماعت کا مسلک وعقیدہ اپنانا چاہیے۔(تاکہ نار جہنم سے نجات مل جائے انشاء

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ وتعالیٰ ۔تعلیق ۔مترجم)

﴿اعتراض ۔جناب فقہاء نے توفرمایاہے﴾

تزوجها بلاشهود وقال الله تعالیٰ ورسوله او الله والملک شهود کفر اذااعتقد ان رسول والملک یعلم الغیب .جامع الفصولین والدرالمختار .وردالمحتار وغیرها کہ اگرکوئی شخص بغیرگواہوں کے نکاح کرے اورکہاکہ اللہ اوررسول اورفرشتے گواہ ہیں (ایسا کہنے والا) کافرہوجائے گاجب وہ یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اورفرشتے غیب جانتے ہیں۔

﴿اعتراض کے جوابات﴾

محدثین ومفسرین وفقہاء نے اس اعتراض کا نہایت آسان جواب دیاہے۔

(۱)ویجاب بانه یمکن التوفیق بان المنفی هو العلم باستقلال لاالعلم باعلام .

اسکاجواب دیاجائے گاکہ (جن آیات میں رسول کریم ﷺ سے علم غیب کی نفی ہے اورجن آیات میں رسول کریم ﷺ کیلئے علم غیب کااثبات ہے)میں تطبیق ممکن ہے(وہ تطبیق اس طرح ہے کہ (جہاں رسول کریم ﷺ سے علم غیب کی نفی ہواس سے مراد)علم باالاستقلال کی نفی ہے(مطلب یہ ہوگاکہ رسول کریم ﷺ بذاتہ علم غیب نہیں جانتے) اور(جہاں رسول کریم ﷺ کیلئے علم غیب کااثبات ہے اس سے مرادیہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ کے اعلام (بتلانے ،عطاء کرنے) سے وہ علوم حضور پرنور ﷺ کوعطاء کیئے گئے ہیں۔

سوتطبیق ہوگئی کہ حضور پرنور ﷺ بذات علم غیب نہیں جانتے،اورجوعلوم غیبیہ جانتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عطاکرنے سے جانتے ہیں۔یعنی علم غیبِ الٰہی بذات،اورحضور ﷺ کا علم غیب عطائی۔حوالہ جات کے لئے مندرجہ ذیل کتب کامطالعہ کیجئے

جامع الفصولین. جلد۲ .بحث. کلمات کفر.(302) مرانفا.وشرح فقه الاکبرلعلی القاری.(182)وشرح العقائد النسفیه ورمضان افندی.(312) ورد المحتارجلد۲ .قبیل المحرمات(276) وفتاوی حدیثیه (222)(223) والقسطلانی شرح البخاری جلد۱ . کتاب العلم (187)(210) وصاوی جلد۴(337) والخازن جلد۲ .اعراف(266) والفتوحات الالهیة المعروف بالجمل اعراف جلد۲ (317) وصاوی جلد۳ .لقمان (260)(261) وشفاالقاضی عیاض وتفسیر نیساپوری

ان تمام کتب کی عبارات سے معلوم ہواکہ وہ شخص کافرنہ ہوگاکیونکہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطاسے علم غیب جانتے ہیں۔

معدن الحقائق شرح کنزالدقائق نے واضح الفاظ میں جواب دیاکہ وہ شخص کافرنہ ہوگا۔

وفی المضمرات والصحیح انه لایکفر لان الانبیاء یعلمون الغیب ویعرض علیهم الاشیاء فلایکون کفرا۔

اور مضمرات میں ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا کیونکہ انبیاء کرام (اللہ تعالیٰ کی عطاء سے غیب جانتے ہیں (نیز) ان پراشیاء پیش کی جاتیں ہیں۔سووہ شخص کافر نہ ہوگا ،تعلیق۔مترجم)

(رہا یہ سوال کہ اسکا نکاح منعقد ہوا کہ نہیں۔

تو اسکا جواب یہ ہے کہ فقہاء کرام نے نکاح کے انعقاد کے جوشرائط لکھے ہیں وہ یہ ہیں۔

(النکاح ینعقد بالایجاب والقبول بلفظین یعبر بهماعن الماضی اویعبر باحدهماعن الماضی والآخرعن المستقبل مثل ان یقول زوجنی فیقول زوجتک ولاینعقدنکاح المسلمین الابحضور شاهدین حرین بالغین عاقلین مسلمین اورجل وامرأتین۔

ترجمہ: نکاح منعقد ہوتا ہے کہ دونوں ماضی کے صیغے ہوں یاایک ماضی کے صیغہ سے اور دوسرا مستقبل کے صیغے سے،مثلاً کہے کہ تو میرے ساتھ عقدِ نکاح کرلے،اوردوسرا کہے میں نے تیرے ساتھ نکاح کرلیااور مسلمانوں کانکاح منعقد نہ ہوگا مگر یہ کہ دوآزادعاقل بالغ مسلمان بطور گواہ موجود ہوں،یاایک مرداوردوعورتیں موجود ہوں)دومسلمان مردعاقل وبالغ وآزادیاایک مرداوردوعورتوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول شرط قراردیا گیا ۔

چونکہ سوال مذکور میں وہ شرط نہیں پائی گئی سووہ نکاح اس شرط کے مفقودہونے کے بناء منعقد نہ ہوگا کیونکہ قاعدہ ہے اذافات الشرط فات المشروط ۔جب شرط فوت ہوجائے تو مشروط بھی فوت ہوتا ہے۔گواہوں کا ہونا شرط ہے اوریہاں وہ شرط پائی نہ گئی تو نکاح جومشروط ہے بھی منعقد نہ ہوگا۔تعلیق۔مترجم)

فرشتوں کا تذکرہ کرتے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کاارشادِ گرامی ہے۔

لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۔

(فرشتوں نے کہایااللہ)نہیں ہے ہمیں علم سوائے اسکے جوتونے عطافرمایا۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ۔

(حضرت آدم علیہ السلام کاتذکرہ کرتے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کاارشادِ گرامی ہے)

اورآدم کوتمام چیزوں کے ناموں کاعلم عطافرمایا۔

تِلْکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْھَا اِلَیْکَ ۔ پارہ ۱۲۔سورہ یوسف

(رسول کریم ﷺ کا تذکرہ کرتے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشادِ گرامی ہے) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کرتے ہیں آپکی طرف۔

ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ۔ پارہ ۳۔سورۃ آل عمران

(دوسری جگہ اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کرتے ہیں آپکی طرف۔

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ پارہ ۱۳ سورہ یوسف

اور بیشک وہ علم والا ہے کیونکہ ہم نے اسے علم عطا فرمایا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(حضرت آصف بن برخیا کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشادِ گرامی ہے)

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا. پارہ ۱۵ .سورہ کہف،ایت (65)

ہم نے اسے اپنی جانب سے علم عطا فرمایا۔

[redacted]

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

متحقق بقوله تعالیٰ فلایظهر علی غیبه احداء الامن ارتضیٰ من رسول .نسیم الریاض
یہاں اس علم (غیب) کی نفی کی جارہی ہے جو علم بغیر واسطے کے ہو رہا حضور ﷺ کا مطلع ہونا (امور غیبیہ پر) اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے، سو یہ متحقق ہے (اس سے انکار ناممکن ہے) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(فَلاَ یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا ۔ اِلَّامَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْل)

اللہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا مگر جس رسول کو چاہے (علم غیب عطا فرمادیتا ہے)

﴿مزید برآں اس اعتراض کے جواب پر فتاویٰ حدیثیہ کی عبارت سے جواب ملاحظہ فرمائیں﴾

(۳) ولا ینافی ماتقرر من اطلاع الاولیاء علی بعض الغیوب الآیتان المذکورتان فی السوال ووجه عدم المنافات ان علم الانبیاء والاولیاء انماهو باعلام الله لهم وعلمنا بذالک انماهو باعلامهم لنا وهذا غیر علم الله تعالیٰ الذی تفرد به وهی صفة من صفات القدیمة الازلیة الدائمة الابدیة المنزهة من التغیر وسمات الحدوث والنقص والمشارکة والانقسام بل هو علم واحد علم به جمیع المعلومات کلیاتها وجزئیاتها ماکان منها ومایکون اویجوز ان یکون لیس بضروری ولا کسبی ولاحادث بخلاف سائر الخلق. فتاویٰ حدیثیة (223)

سوال میں دو آیات جو مذکور ہیں وہ اولیاء اللہ کے علوم غیبیہ پر مطلع ہونے کے منافی نہیں۔ منافی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کا علم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔ اور ہمارا علم انبیاء کرام واولیاء کے بتانے سے ہے (انبیاء کرام واولیاء کرام کا علم وہ علم نہیں) جو علم اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے،

(انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے علم اور اللہ تعالیٰ کے علوم میں امتیاز کے وجوہ یہ ہیں)

(۱) اللہ تعالیٰ کا (علم غیب) قدیم ہے۔ (۲) ازلی ہے (۳) دائمی ہے (۴) ابدی ہے (۵) تغیر سے پاک ہے (۶) حدوث سے پاک ہے (۷) نقص سے پاک ہے (۸) شرکت سے پاک (۹) تقسیم سے پاک

(۱۰) اللہ کا علم تمام اشیاء کے کلیات وجزئیات کو محیط، ایسا علم جس سے وہ اللہ تمام اشیاء کے کلیات وجزئیات کو جانتا ہے جو ہو چکا، ہوگا اور جس کا ہونا جائز (ممکن) ہو اسے بھی جانتا ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۱۱) ایسا علم (جو علم منطق کی اصطلاح کی حیثیت سے) نہ ضروری ہے نہ کسبی۔
(۱۲) نہ حادث ہے بخلاف تمام مخلوق (کے علم کے، کیونکہ مخلوق کا علم اسی کی عطاء ہے، اور حادث ہے)

قاضی عیاض رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ حضور ﷺ کے علوم غیبیہ درحقیقت حضور ﷺ کا معجزہ ہے

(۵) قال القاضی عیاض ومن ذلک مااطلع علیه من الغیوب وما یکون والاحادیث فی هذا الباب بحر لایدرک قعره ولاینزف غمره وهذه المعجزة من جملة معجزاته المعلومة علی القطع الواصل الینا خبرها علی التواتر لکثرة رواتها واتفاق معانیها علی الاطلاع علی الغیب. شفاء القاضی عیاض (127)

قاضی عیاض رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جنہیں (ماکان) وما یکون کے غیوب پر مطلع کیا گیا اس بارے میں اتنے سارے احادیث موجود ہیں جو ایک سمندر بے کراں ہے ایسا سمندر جس کی تہہ تک پہنچنا ناممکن ہے جسکی گہرائی کا ادراک ناممکن، یہ حضور پر نور ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ حضور ﷺ کے علوم غیبیہ کے متعلق ہم تک کثیر راویوں نے تواتر کیساتھ اور اتفاق معانی کیساتھ خبر پہنچائی ہے۔

فقہاء لکھتے ہیں کہ ایسا شخص جو (بغیر گواہوں کے نکاح کرے اور کہے کہ اللہ اور رسول اور فرشتے گواہ ہیں اس پر کفر کا فتویٰ صادر کرنا غلط ہے)

قال فی التتارخانیة وفی الحجة (لقاضی خان کمافی الکبیری) ذکر فی الملتقط انه لایکفر (بوجوه خمسة

فتاویٰ قاضی خاں، وتاتارخانیہ اور ملتقط اسکا جواب دیتے ہوتے فرماتے ہیں کہ پانچ وجوہ کے بنا وہ شخص کافر نہیں۔

(1) لان الاشیاء تعرض علی روح النبی ﷺ

کیونکہ اشیاء حضور پرنور ﷺ کی روح مبارک پر پیش کی جاتی ہیں

(2) وان الرسل یعرفون بعض المغیبات قال اللہ تعالیٰ. عالم الغیب فلایظهر علی غیبه احدا الامن ارتضیٰ من رسوله.

اللہ تعالیٰ کے انبیاء بعض غیوب کو جانتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، کہ، وہ اللہ عالم الغیب

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں فرماتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے (عطا کر دیتا ہے)

(3) قلت بل ذكروا فى كتب العقائد ان من جملة كرامات الاولياء الاطلاع على بعض المغيبات .

بلکہ میں کہتا ہوں کہ اہل سنت وجماعت کی کتابوں میں موجود ہے کہ اللہ والے بعض غیوب پر مطلع کئے جاتے ہیں اور یہ انکی کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔

(4) وردوا على المعتزلة المستدلين بهذه الآية على نفيها (وجه الرد) بان الاظهار المذكور المثبت فى الأية بالاستثناء) بلا واسطة.

اہل سنت والجماعت نے معتزلہ کا رد کیا ہے کہ وہ جو آیات اپنی استدلال میں پیش کرتے ہیں حقیقت میں یہ اس علم کا اثبات ہے کیونکہ آیت مبارکہ میں اس علم کی نفی ہے جو علم ذاتی ہو (اور ہم حضور ﷺ اور اولیاء کرام کے لئے علم غیب عطائی مانتے ہیں) یہ علوم خود اس استثناء سے ثابت ہو رہی ہیں جو اس آیت میں موجود ہے (وہ یہ ہے الامن ارتضىٰ من رسوله.) (پانچویں وجہ مندرجہ ذیل ہے)

(5) او المراد من الرسول الملك اى لايظهر على غيبه بلاواسطة الاالملك اما النبى ﷺ والاولياء فيظهرهم عليه بواسطة الملك اوغيره .شامى جلد ٢ .قبيل المحرمات.(276)

یعنی آیت میں لفظ رسول سے مراد فرشتہ ہو تو معنیٰ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب پر مطلع نہیں کرتا مگر فرشتہ کے ذریعہ (مطلع فرماتا ہے) نبی کریم ﷺ اور اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے فرشتہ یا اور ذریعہ سے (غیب پر) مطلع فرمایا۔

ثابت ہوا کہ اس مسلمان کو کافر نہ کہیں گے۔

تیسرا جواب یہ ہے

کہ بفرضِ محال اگر یہ مان لیا جائے کہ اس شخص کو مطلقاً تو کافر نہ کہیں گے مگر کفر کا احتمال تو بہر صورت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ صورتِ احتمال میں بھی اس شخص کو کافر کہنا جائز نہیں۔

(١) سئل عمن قال ان المؤمن يعلم الغيب هل يكفر لا يتين اويستفضل بجواز العلم

بجزئيات من الغيب (فاجاب بقوله) لايطلق القول بكفره لاحتماله كلامه ومن تكلم بمايحتمل الكفر وغيره وجب استفصاله كمافى الروضه وغيرها ومن ثم قال الرافعي ينبغى اذانقل عن احد لفظ ظاهره الكفر ان يتأمل ويمعن النظر فيه فأن احتمل مايخرج اللفظ عن ظاهره من ارادة تخصيص اومجاز اونحوهماسئل اللافظ عن مراده وان كان الاصل فى الكلام الحقيقة والعموم وعدم الاعتماد لان الضرورة ماسة الى الاحتياط فى هذاالامر الفظ المحتمل فان ذكرماينفي عنه الكفرمما يحتمله اللفظ ترك. فتاوى حديثية

فتاویٰ حدیثیہ کے مصنف علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا

(حضرت) اگرکوئی شخص کہے کہ مسلمان غیب جانتاہے۔کیاوہ ان دوآیات بینات کی رو سے کافرہوایانہ؟

یااس سے یہ پوچھاجائے (کہ تونے کہاکہ مسلمان غیب جانتاہے توتیری مراد اس غیب سے کچھ) جزئیات ہیں (یاکل علوم غیبیہ ہیں)؟

تو حضرت نے جواب دیاکہ اس شخص پرکفرکا اطلاق نہ ہوگا کیونکہ اس کی بات میں (دونوں یعنی کافر ہونے اورنہ ہونے کا) احتمال پایاگیا،سوجوشخص ایسی بات کرلے جس میں احتمالِ کفرپایاجائے تواس سے اس کی تفصیل پوچھنا ضروری ہے،یہی بات (کتاب) الروضہ وغیرہ موجودہے۔

حضرت امام رافعی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

اگرکسی شخص (کی زبان سے) ایساکلمہ نکلاجوبظاہر کفرہے تو(نہایت) تأمل (غوروفکر) کرنا (ضروری ہے) نیزاس میں امعان نظر (گہری سوچ وبچار) لازمی ہے،اگراس کلام میں ایسا احتمال موجودہوکہ (اس لفظ سے ظاہرجومطلب لیاجاسکتاہے) جیسے کہ اس مسلمان سے (مراد مخصوص مسلمان ہو جیسے انبیاء کرام" یااولیاء کرام" ہوں تو انکے لئے چونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات موجودہیں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے (فلایظهر علی غیبه احدا ، الامن ارتضیٰ من رسول (وہ اللہ عالم الغیب ہے) کسی کواپنے غیب پرمطلع نہیں فرماتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے (عطاکردیتاہے) سواس کلمہ سے وہ کافرنہ ہوگا)

یاہوسکتا ہے کہ اس شخص کا اس لفظ سے مراد مجاز ہو (حقیقت نہ ہو یہ نسبت مجازی ہو تو اس صورت میں بھی وہ کہنے والا کافر نہ ہوگا۔)

حاصل کلام یہ ہے کہ متکلم سے اس کی مراد معلوم کی جائے (اگر وہ کہے کہ میری مراد اس کلمہ سے یہ ہے کہ مسلمان بِذَاتٖ "ازخود" علم غیب جانتا ہے پھر تو کفر میں شک نہیں اور اگر مراد وہ ہو جو ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں تو ان صورتوں میں کافر نہ ہوگا)

اگر چہ کلام میں حقیقت ،عموم ،وعدم الاضمار، ہی اصل ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے محتمل کلمہ کے صدور میں (کفر کا فتویٰ صادر کرنے میں نہایت احیاط کی جائے)

سو اگر ایسا کلمہ ذکر کیا گیا جس سے اسکے کفر کی نفی ہو بوجہ احتمال کے، تو اسے چھوڑ دیا جائے گا (اس پر ہرگز کفر کا فتویٰ صادر نہیں کریں گے)

حسام الھندی سے جب اس سوال کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیا کہ

ثم سئل الحسام الهندی جلد ۲ (312) ومتی استفصل فقال اردت بقولی المؤمن یعلم الغیب ان بعض الاولیاء قد یعلمه الله ببعض المغیبات قبل من ذلک لانه جائز عقلا وواقع نقلا اذ هو من جملة الکرامات الخارجة عن الحصر علی ممر الاعصار فبعضهم یعلمه بخطاب.

جب اس سے پوچھا گیا اور اس نے کہا کہ اس "کلمہ" کہ مؤمن غیب جانتا ہے سے مراد یہ ہے کہ بعض اولیا اللہ بعض غیوب پر اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے مطلع ہیں (تو اس کا یہ قول قبول کیا جائے گا اور اس پر کفر کا فتویٰ صادر نہیں کریں گے)

کیونکہ ایسا ہونا عقلاً و نقلاً جائز ہے ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے واقع ہوئی ہیں نیز یہ انکے کرامات سے ہے (ایسی کرامات اتنی کثیر ہیں) جو زمانے کے گذرنے سے (اور بڑھی ہیں کم نہیں ہوئیں سو) ان (کرامات کا) حصر ناممکن ہے (اولیاء کرام کے مراتب مختلف ہیں) کوئی ولی اللہ تو ان غیوب کو بطور خطاب جانتے ہیں

(۲) وبعضهم یعلمه بکشف حجاب. اور بعض اولیاء اللہ اس (غیب کو) بطریق کشف جانتے ہیں کہ انکے سامنے سے تمام پردے ہٹادیئے جاتے ہیں اور وہ اسے جان لیتے ہیں۔

(۳) وبعضهم یکشف له عن اللوح المحفوظ حتی یراه. الحسام الهندی ،

اور بعض اولیاء اللہ تو وہ ہیں کہ انکے لئے لوح محفوظ سے پردے ہٹادئے جاتے ہیں سو وہ لوح محفوظ پر سب کچھ دیکھ لیتے ہیں۔ مجموعۃ رسائل الشامی جلد ۲ (212)

(سوان براہین قاطعہ کے بنا اس شخص کو کافر نہ کہا جائے گا۔ تعلیق۔ مترجم)

ان غیوب سے جمیع غیوب مراد نہیں (وہ جمیع جو اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں)

دیکھئے السید شریف فرماتے ہیں

(۱) قال السید الشریف الاطلاع علی جمیع المغیبات لایجب للنبی ﷺ (فلغیرہ بالاولیٰ) ولذاقال سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر شرح المواقف. والکبیر نیشاپوری واتحاف المرید. شرح جوھرۃ التوحید والخازن.

کہ جمیع غیوب پر مطلع ہونا حضور ﷺ کیلئے ثابت نہیں تو دوسروں کیلئے بطریق اولی ثابت نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے اے محبوب ﷺ آپ فرما دیجئے کہ) اگر میں علم غیب جانتا ہوتا تو میں خیر کثیر پالیتا۔۔

﴿پانچواں جواب﴾

پانچواں جواب یہ ہے کہ نصوصِ نفی، قبل الاعلام تھے، اور نصوصِ اثبات، بعدالاعلام ہیں لہذا منافات نہیں (یعنی وہ آیات جن میں حضور پرنور ﷺ کے علومِ غیبیہ کی نفی ہے وہ علومِ غیبیہ کی عطا سے پہلے ہیں اور وہ آیاتِ بینات جن میں حضورِ پرنور ﷺ کے علوم غیبیہ کا اثبات ہے وہ علومِ غیبیہ کی عطا کے بعد ہیں، لہذا آیاتِ قرآنی میں کوئی اختلاف نہیں بظاہر تضاد میں تطبیق یوں ہے جو بیان کردی گئی) اس پر دلیل ملاحظہ ہوں۔

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں

(۱) ویحتمل ان یکون قال ذلک قبل ان یطلعه اللہ تعالیٰ علیٰ علم الغیب فلما اطلعه اللہ تعالیٰ فلایظهر علی غیبه احدا الامن ارتضیٰ من رسول خازن واتحاف المرید

احتمال ہے کہ یہ آیت اطلاع بالغیب سے پہلے ہو مگر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو علوم غیبیہ عطا فرمائے تو ارشاد فرمایا فلایظهر علی غیبه احدا الامن ارتضیٰ من رسول

اللہ کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا مگر (ہاں) جس رسول کو چاہے (عطا کر دیتا ہے)

﴿چھٹا جواب یہ ہے﴾

﴿چھٹا جواب یہ ہے، کہ حضور پرنور ﷺ کا اپنی ذات سے علم غیب کی نفی کرنا برائے تواضع وادبِ ربانی ہے (گویا) حضور ﷺ امت کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ میرا علم اللہ تعالیٰ کے علوم کے سامنے نہ ہونے کے برابر ہے۔اس پر دلیل ملاحظہ ہو،

صاحب تفسیر جمل فرماتے ہیں

(۱) فان قلت قد اخبر النبی ﷺ عن المغیبات وجاء احادیث فی الصحیح بذلک وھو من اعظم معجزاتہ ﷺ فکیف الجمع بینہ وبین قولہ تعالیٰ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب اوالمعنیٰ لااعلم الغیب الاان یطلعہ اللہ تعالیٰ علیہ ویقدرہ لہ۔

خازن جلد۲ .سورہ اعراف(266)ثم جمل جلد۳ اعراف(217)

اگر کوئی سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ محبوب ﷺ آپ فرما دیجئے کہ اگر میں غیب جانتا تو خیر کثیر پاتا،جب کہ حضور پرنور ﷺ نے بہت سارے غیوب کی خبر دی اور اس باب میں (یعنی رسول اللہ ﷺ کیلئے غیب کے علم کے ثبوت میں) احادیث کثیرہ وارد ہیں (نیز ان غیوب کی خبر دینا) حضور پرنور ﷺ کے عظیم معجزات ہیں پھر قرآن کریم کی آیت اوراحادیث (بلکہ خود قرآن کریم کی آیات میں تطبیق کس طرح ہوگی صاحب جمل و صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں اسکا جواب یہ ہے)

کہ (جن آیات میں حضور پرنور ﷺ سے علم غیب کی نفی ہے وہاں مراد علم غیب ذاتی ہے اور جن آیات میں حضور پرنور ﷺ کیلئے علم غیب کا اثبات ہے وہاں علم غیب عطائی مراد ہے) پھر اس آیت میں دواحتمال موجود ہیں

(۱) ہوسکتا ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے یہ بات ازروئے تواضع (عاجزی وانکساری) کے کہی ہو

(۲) دوسرا احتمال یہ کہ اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ میں غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے بتلانے کے۔اوراللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے (کہ اپنے محبوب ﷺ کو جس قدر چاہے علوم غیبیہ عطا فرما دے)

﴿ساتواں جواب یہ ہے﴾

(۱) (قل لا اقول لکم) ولم یقل لیس (عندی خزائن الله) لیعلم ان خزائن الله تعالیٰ عنده وهی العلم بحقائق الاشیاء وماهیاتها عنده بأراة الله سنریهم ایاتنا فی الأفاق وفی انفسهم باستجاب دعائه ﷺ

فی قوله أرنا الاشیاء کماهی ولکنه یکلم الناس علی قدر عقولهم (ولا اعلم الغیب) ای لا اقول لکم هذا مع انه ﷺ کان یخبرهم مما مضی وعما سیکون باعلام الحق تعالیٰ وقد قال فی قصة المعراج قطرت فی فیّ قطرة علمت ما کان وما یکون.

تفسیر نیشاپوری (علامہ نیشاپوری اس آیت کی تفسیر کرے ہوئے فرماتے ہیں)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے محبوب ﷺ (آپ فرمادیجئے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں) نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس خزانے نہیں تاکہ (امت پر) ظاہر ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے حضور پرنور ﷺ کے پاس ہیں (خزانے حقیقت میں) اشیاء بمع حقائق وماہیات کے علم کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) سنریهم ایاتنا فی الأفاق وفی انفسهم) عنقریب ہم انکو دنیا کے اطراف واکناف میں اپنی نشانیاں دیکھادیں گے اور انکے نفسوں میں) یہ آیت درحقیقت حضور پرنور ﷺ کی دعا کی قبولیت کی نشانی ہے۔کہ حضور پرنور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، یااللہ ہمیں اشیاء دیکھاوہ جس انداز میں موجود ہیں (اللہ نے دیکھادی مثلا فتح مکہ، اور مشرق ومغرب کی فتوحات وغیرہ) لیکن (بات دراصل یہ ہے کہ) حضور پرنور ﷺ ان سے اتنی بات فرماتے تھے جتنی کہ وہ آسانی سے سمجھ جائیں۔

علامہ نیشاپوریؒ فرماتے ہیں

دوسری آیت مبارک (ولا اعلم الغیب) میں غیب نہیں جانتا، کا مطلب یہ ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میں (ازخود) غیب جانتاہوں۔باوجوداسکے حضور پرنور ﷺ نے صحابہ کرام کوان اشیاء وحالات کی خبردی جوگذرے ہوئے زمانے سے متعلق ہوں یاآنے والے زمانے سے متعلق ہوں، یہ سب اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے ہے (یعنی علم غیب عطائی ہے، ذاتی نہیں)

نیز نبی کریم ﷺ معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، یااللہ تونے میرے منہ میں قطرہ (رحمت) ٹپکایا سو میں نے جان لیا جو کچھ پہلے گذرا ہے اور جو کچھ آنے والے زمانے میں ہوگا۔

قطرہ رحمت ہے ثابت مصطفیٰ کے قول سے (صلی اللہ علیہ وسلم)
اٹھ گئے پردے حجابی ارض وسماں کے حول سے

علم غیبِ مصطفیٰ ثابت از قرآن ہے
معجزہ سرکار کا یہ رحمتِ منان ہے

مستور تھے مجوب تھے اشیاءِ ارضی اور سماں
دے دیئے علوم سارے رب کا یہ اعلان ہے

راسخ فی العقیدہ ہے خادم قادری ہے بے نوا
ہے کرم اس رب کا یارو جو مالک الرضوان ہے

لکھ دئے اغراض بھی مقاصد بھی ہیں افکار بھی
مفتیٔ اعظم بلاریب مفسر قرآن ہے

از نتیجہ فکر۔ محمد عبدالعلیم القادری جمعرات ۹ ستمبر ۲۰۰۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

ثبوتِ بیعت

وشرائطِ مرشد

مصنف

مفتی شائستہ گل رح القادری

مفتی اعظم سرحد زبدۃ العارفین حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مترجم : محمد عبدالعلیم القادری

ناظم اعلیٰ: دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

ناشرمفتی اعظم سرحداکیڈمی العالمی،

شاہ فیصل کالونی 5 کراچی 25 پاکستان

فون! 03332108534

WWW.NAFSEISLAM.COM

الحمدلله رب العلمين ،الذی جعل اهل السنة والجماعة ورثت النبین والصلوة والسلام علی افضل الأنبیاء والمرسلین ﷺ وعلی اله واصحابه المتمسکین بالحق المبین. امابعد

حضرت علامہ ✿ امام المتکلمین ✿ زبدة العارفین ✿ حجة الله علی العلمین ✿ تاجدار اہلسنت ✿ شیخ التفسیر والحدیث ✿ محبوب العارفین ✿ زبدة العاشقین ✿ حجة الواصلین ✿ غوث العارفین ✿ خواجہ خواجگاں ✿ مبلغ اسلام ✿ مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل رحمت اللہ علیہ (ساکن لنڈی شاہ متہ مردان، مغربی پاکستان) فرماتے ہیں کہ

میں نے جب وہابیوں کو بیعت مسنونہ سے انکار کرتے ہوئے سنا تو میں نے ازروئے غیرت اسلامیہ یہ رسالہ مسمی

(اثبات البیعة بالکتاب والحدیث واجماع الامة) ۱۳۸۳ھ میں مرتب کیا۔

بتوفیقه وکرمه ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم

یہ رسالہ ایک مقدمہ اور تین ابحاث پر مشتمل ہے۔ پھر مقدمہ چار امور پر مشتمل ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

امر اول

واعلم ان البیعة من سنن الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام ومن سنن الخلفاء الراشدین الیٰ یوم القیامة باق بلانکیر (الیٰ آخر الکلام) السید الجلال ثم تذکرة الابرار والاشرار۔

بیعت انبیائے کرام علیهم الصلوۃ والسلام اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت ہے اور بغیر کسی انکار کے قیامت تک باقی رہے گا۔

☆.....دخوله فی حکم شیخه دخوله فی حکم الله ورسوله واحیاء سنه المبایعة۔

مرید کا اپنے مرشد کے حکم میں داخل ہونا اللہ جل جلالہ ونبی کریم ﷺ کے حکم میں داخل ہونا ہے، اور بیعت مسنونہ کے طریقہ کو زندہ کرنا ہے۔ عوارف المعارف ثم اثبات البیعۃ (۳۱)

امر دوم۔ بیعت کی تعریف میں ہے

فهو بیع لغوی والبیع فی اللغة مقابلة شیٔ بشیٔ علی وجه العوضیة وفی شیخ زاده سمیت المعاهدة مبایعة تشبیهالهابها فان الامةاذا التزموا قبول شرط علیهم من تکالیف الشرع طمعا فی ثواب الرحمن وهربا من عقابه وضمن علیه الصلوٰة والسلام ذلک فی مقابلة وفائهم بالعهدالمذکور فصار کان کل واحد منهم باع ماعنده بما عندالآخر. (تفسیر جمل جلد ۴ ممتحنه. ص ۳۳۴)

بیعت لغت میں معاہدہ اور معاقدہ کو کہتے ہیں، یہ بیع لغوی ہے اور لغت میں بیع اسے کہتے ہیں کہ ایک شئ کو دوسری شئے کے عوض میں دینا گویا ایک شئے مقابل ہے عوض کے۔ اور شیخ زادہ نامی کتاب میں ہے، کہ "معاہدہ" مبایعت ہے، کیونکہ امت اپنے اوپر جب تکالیف شرع بمع شروط کے قبولیت کا التزام کرلیتی ہے، اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید اور عذاب الٰہی سے بچنے کیلئے، تو رسول اللہ ﷺ ان کے عہد مذکور کو پورا کرنے کی بناء پر ان کے (دخول جنت کے) ضامن ہوجاتے ہیں، سو تکالف شرعی اور ان کا پورا کرنا ثواب آخرت کے بدلے، اور حضور ﷺ کا ضامن ہونا۔ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کسی شئ کو دوسرے کے ہاتھوں عوض کے بدلے بیچ ڈالے۔

﴿امر سوم﴾

ذکر اللہ ورسولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی صفۃ البیعۃ خصالا ستا (کمایأتی فی الآیۃ الاولیٰ) صرح فیھن بارکان النھی ولم یذکر ارکان الامروھی ستۃ ایضا الشھادتان والصلوٰۃ، والزکوٰۃ، والصیام، والحج، والاغتسال من الجنابۃ وغیر ذلک۔

اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ نے ذکر بیعت میں چھ اشیاء کا ذکر فرمایا ہے (جو عنقریب آیت اولیٰ میں ذکر کروں گا) ان چھ (خصال) اشیاء میں نہی کے ارکان مذکور ہیں۔ امر کے ارکان کا ذکر نہیں۔ حالاں کہ وہ بھی چھ ہیں۔

(1) شہادتین (2) نماز (3) زکوٰۃ (4) روزہ (5) حج (6) طہارت از جنابت (غسل جنابت)

اگر ذہن میں یہ بات آئے کہ خصائل مذمومہ سے نہی کا ذکر، اور خصائل امر کا ترک کیوں؟

جواب! یہ ہے کہ ان خصائل مذمومہ (شرک نہ کرنا وغیرہ) سے نہی (اللہ تعالیٰ کا منع کرنا) اور امر کے ارکان کا ذکر چھوڑنے کی دو وجوہات ہیں۔

﴿وجہ اول﴾

(۱) لان النھی دائم فی کل الازمان و کل الاحوال فکان اشتراطہ للتنبیہ علی ان الدائم اکد.

وجہ اول یہ ہے کہ نہی ہر زمانہ واحوال میں دائم ہے، یعنی جس شئ سے روکا گیا ہے اس حکم کو ہمیشہ دوام رہے گا، چاہے حالات کچھ بھی ہوں، زمانہ کوئی بھی ہو۔

نہی کے حکم کو دوام ہے اور جس شئ کے لئے حکم دوام کا ہو، وہ آکد ہے۔

سو معلوم ہوا کہ نہی، امر سے زیادہ آکد ہے۔ (سو بیعت میں ان خصائل مذمومہ سے اجتناب کی شرط، اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ جس شئ کو دوام ہو، وہ زیادہ آکد ہے)

﴿وجہ دوم یہ ہے﴾

(۲) وقیل لان ھذہ المناھی کان فی النساء کثیر من یرتکبھا ولا یحجزھن عنھا شرف النسب فخصت بالذکر لذلک (جمل جلد ۴ ممتحنۃ ۳۲۴ وعن القرطبی)

بعض علماء کرام نے اسکی یہ توجیہہ بیان فرمائی ہے کہ عورتوں کی شرافتِ نسب کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، ان میں ان منہیات کا پایا جانا بکثرت ہوتا ہے، حتیٰ کہ شرافتِ نسب بھی انہیں ان منہیات سے روک نہیں سکتی۔ کیونکہ منہیات مذکورہ عورتوں میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔

سو خاص کر منہیات کا ذکر کیا گیا۔ اور امر کے ارکان وخصائل کو ترک کیا گیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

امر چہارم

مرشد کے شرائط کا بیان

(۱)

شرط اول

مرشد کون ہوسکتا ہے

آنکہ شخصی باید۔عالمی تبحرکہ درانواع علوم دینی وعقائد یقینی حظ وافر داشتہ باشد تادریقین وعقیدہ او خلل واقع نہ گردد،آنگاہ طالب ایں علم گردد،والا بساعلماء ناقص بسبب نقصانیت علم دینی،دریں علم خوض نمایند،وکافرگردد،چہ ازادراک عبارات واشارات ایں علم عاجز آیند، یاآنکہ ایں علم بتمامہ اشارات است،وعبارات واضح نگنجند،ایضاشایدوبایدکہ علم کلام راکما حقہ دریافتہ باشد،تاطریق توفیق میاں ہردوعلم ممیّز گردد،وداندکہ معرفت ذات وصفات باری تعالیٰ درہر دوعلم متحداند،ہرکہ امتیاز بینھما جائزداند،اوضال اومضل است،مگرآنکہ درعلم کلام قال است وقیل،اماایں جاحال است وتخیل،وآنجا کارِ دلائل نقل است وعقل،اماایں جاانقیاد، وبرہردوبانفراد ازعقل،

پس علماء ناقص را احترازازچناں بایدکرد،کہ آدمی را از شیر مردم خور۔

بیعت لینے کے لئے پہلی شرط یہ ہے

کہ وہ پیرتبحر فی العلم ہو(علم کا سمندرہو)اسی طرح علوم دینیہ اورعقائد یقینی اورتمام علوم کاماہرہو،تاکہ پہلے تواس کے اپنے عقائد ویقین میں خلل واقع نہ ہو،تب وہ اس علم (روحانیت) کاطالب ہوگا،کیونکہ بہت سارے جہلاء یاکم علم بوجہ علم دین نہ جاننے کے اس میں آئے(یعنی پیربن بیٹھے)اورکافرہوئے،کیونکہ وہ اس علم(روحانی) کے عبارات واشارات کے ادراک سے عاجزہیں،یایہ کہ یہ علم بتمامہ اشارات ہیں،یہ علم صرف عبارات سے واضح نہیں ہوتا،ان علوم(کسبی ظاہری) کاحصول اس لئے بھی لازم ہے کہ بغیراس کے دونوں علوم(شریعت وطریقت)میں نہ توتفریق کرسکتاہے اورنہ وجہ امتیازجان سکتا ہے یادرکھوکہ ذات باری تعالیٰ جل جلالہ کی معرفت دونوں علوم سے یکساں حاصل ہوتی ہے اگرکوئی شخص دونوں علوم کے تفریق کاقائل ہو۔دونوں علوم کوایک دوسرے سے الگ

سمجھتا ہو ،وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔
رہا علم کلام اس میں صرف قیل وقال ہے،جب کہ یہاں حال ہی حال ہے،علم کلام میں نقل وعقل کو دخل،جب کہ یہاں انقیاد،سوان پڑھ تو اپنی جگہ ،وہ لوگ جو عالمِ کامل نہ ہوں، معمولی سا علم رکھتے ہوں،
وہ بھی پیر بننے سے احتراز کریں،ایسا احتراز (بچنا)،جس طرح (اپنی حفاظت کے لئے) شیر سے احتراز کرتا ہے۔ (احتراز بمعنیٰ بچنا)

﴿پیر کیلئے دوسری شرط﴾

(۲)شرط دوم:آنکہ باید شخصی زاھد وعابد مھیا از برائے زادِ آخرت،تا بنور عبادت وطاعت وکثرتِ ریاضت دل خود را مصفا کردہ کہ آئینہ قلبیہ اوشایاں قبول آن علم گردد،والا ھر چند پیر معلم شفقت ورزد،تعلیم وتکریم نماید مرید جد وجہد تام کشد بحاصل کلی نرسد بلا خوف الحاد زندقہ باشد،کقول مَنْ قَالَ.

تو بدیں رفتن بمنزل کی رسی
تو بدیں سیرت بحاصل کی رسی
پس اگر آن جانے وبس اشتر ولی
باسبک روحاں بدیں دل کی رسی

دوسری شرط یہ ہے

کہ وہ پیر عابد وزاہد ہو،توشہ آخرت کا مفکر (آخرت کا فکر کرنیوالا ہو توشہ زادراہ کو کہا جاتا ہے یعنی پیر ایسا ہو جسے دنیا کی لالچ نہ ہوں وہ توشہ آخرت پر نظر رکھے) تا کہ عبادت وطاعت وکثرت ریاضت کے نور سے اس کا دل (ہر طرح کے نقائص) سے پاک وصاف بلکہ مصفا ہو جائے ،اوراسکا آئینہ دل علم روحانیت کو قبول کرے،اگر ایسا نہ ہو یعنی وہ پیر عالم نہ ہو آئینہ قلبیہ،علم روحانیت کی قبولیت کی استطاعت نہ رکھتا ہو،باوجو اشیاء مذکورہ (کہ وہ تبحر فی العلم نہ ہو عابد وزاہد نہ ہو توشہ آخرت کا مفکر نہ ہو آئینہ قلبیہ متوجہ الی الدنیا ہو) وہ شخص پیر بن کر مرید پر نہایت شفیق بن جائے اس کا معلم بنے،اور مرید بھی نہایت کوشش کرتا ہے وہ مرید اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا،بلکہ بلا نکیر وکسی خوف کے (مجھے کہنے دو) کہ وہ مرید (ایسے بے علم وطالب دنیا پیر) کا مرید ہو کر ملحد وزندیق ہو جائے گا۔

اشعار کا ترجمہ باختصار، اے چلنے والے اگر تو اس رفتار سے چلا (کہ پیر بے علم ہے شرائط مذکورہ اس میں نہیں پائے جائیں) تو اپنی منزل کو کیسے پہنچے گا تو اس سیرت کے ساتھ مقصود کو کیسے پائے گا (ہرگز نہیں پہنچ سکتا بلکہ کامل پیر کی تلاش کر جس میں مذکورہ شرائط موجود ہوں)

سیدنا اخون درویزہ بابا رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں
کہ اس باب میں یہ قول بھی نہایت مشہور و معروف ہے۔

وایضا دریں باب کلام مشہوراست

اجیعوا بطونکم واظماؤا اکبادکم واعرؤا اجسادکم ترون اللہ عیانا۔

مراد از برھنہ ساختن تن نہ ایں ست کہ چوں گمراہاں زمانہ فروض خودراھم برھنہ سازند بلکہ تحتِ ناف تازانو پوشیدہ داری اماہر چہ میسراز گلیم وبوریا، یابرگ درختاں وریگ بیاباں کہ عورت مستور سازد وقانع وشاکرباشی وایضادرلباس فاخروکمین خودرا یکسان بنی تاشایان محبت دوستی دوست گردی وبشرف رؤیتِ اللہ مشرف شوی۔

☆۔۔۔پیر اپنے پیٹ کو بھوکا رکھے (جو ملے اس پر قانع وصابر ہو) اپنے آپ کو پیاسا رکھے (دیدار انوارِ الٰہی کیلئے) ایسا قانع وصابر وشاکر ہو تو اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات کو بے حجاب دیکھے گا، جسم برہنہ رکھنے سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ جس طرح زمانہ کے بعض گمراہ (جو کپڑوں سے بالکل عاری ہوتے ہیں) اور سترعورت کو بھی مستور نہیں کرتے (نہیں چھپاتے) بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زیر ناف تازانو پردہ فرض ہے، جسم کے اس حصے کو ڈھانپ لے اگر کپڑا میسر نہ ہو تو کیچڑ، بوریا، درختوں کے پتوں، جنگل وبیاباں کے ریت ومٹی سے اپنے سترعورت کو چھپالے، قانع وشاکر ہو، لباس فاخرہ وغیرِ فاخرہ کو یکساں جانے، تاکہ دوستیِ رب کے قابل بن جائے اور وہ وقت آئے کہ رب کریم جل جلالہ کی رؤیت سے مشرف ہوجائے۔

پیر کیلئے تیسری شرط

(۳) شرط سوم: آنکہ خداترس باید کہ باشد وبکتابھا فلسفہ واھل ھوا (ای وھابیہ وغیرھم) معتقد ومتیقن نباشد وآنھار امطالعہ نکند. والا یقین اوثبوت نخواھد یافت. وحلاوت دین محمد ﷺ نخواھد دید چہ ھر کہ خداترس نباشد اوطالب حق بحقیقت نباشد.. بلکہ طالب ھو گفتہ باشد. وارادت شیطانی را مطلوب

دانستہ باشد. تابع ہوا ضال و مضل باشد. کقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام. بئس العبدعبد الھویٰ یضلہ. درتفسیر چرخی آوردہ است کہ نصیب درویش ایں است کہ تقویٰ شعار خود سازد، وبداند کہ قرآن ہمہ وعدہائے نیکو مر خدا ترساں رااست نہ مرد دانشمنداں راونہ حاجیاں را. ونہ غازیاں را. ونہ شیخاں را. نہ سیداں را. ونہ زاہداں ظاہری را. کہ بظاہر زاہداند. ونہ خواجگاں را.. کہ ازحرام گیرند. وگمراہ کنند. ونان دہند وخلق راصید خود کنند انتہیٰ کلامہ.. وایضا فیہ. بدانکہ ایں بہشتاں راحق تعالیٰ بترسیدن یاد کرد..نہ بایمان.. یعنی گفت.. الذین یخشون ونگفت الذین آمنوا. تابدانی کہ مقصود بزرگ از ایمان ترس خدا است قال النبی ﷺ..من قال لاالٰہ الا اللہ خالصا مخلصا دخل الجنۃ قالوا وما اخلاصھا قال ان تحجرہ عن المحارم تامعلوم شود کہ ایمان آوردن بے اخلاص نتیجہ نمیدھد، واخلاص کلمہ طیبہ باز استادن است ازحرام وترس خداتعالیٰ ،انتہیٰ.

تیسری شرط یہ ہے

کہ وہ پیر رب کریم سے ڈرنے والا ہو، اہل ہوا (وہابیہ وغیرہ) اور کتب فلسفہ کا معتقد نہ ہو، نہ ان کتب کی صداقت پر یقین رکھتا ہو، یہاں تک کہ کتب مذکورہ کا مطالعہ بھی نہ کرے، ورنہ اعتقادات میں ثابت قدمی نہ رہے گی، اور مقام یقین سے محروم ہوجائے گا، نیز نبی کریم ﷺ کے دین (دین اسلام) کی مٹھاس نہ پائے گا کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہ ہو، وہ حقیقت کو پانے کا حقیقی طالب نہ ہوگا، بلکہ وہ خواہشات نفسانیہ کا طالب کہلائے گا۔اور ارادات شیطانیہ اس کی مطلوب بن جائیں گی تو وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا..

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندوں میں برا بندہ وہ ہے کہ جو خواہشات نفسانیہ کا بندہ بنے، خواہشات نفسانیہ اسے گمراہ کردیتی ہیں.تفسیر چرخی میں مکتوب ہے کہ درویش کا خاصہ یہ ہے کہ وہ پرہیزگاری کو اپنا شعار بنائے، یادرکھو کہ قرآن کریم میں جتنے وعدے مذکور ہیں، وہ صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جو متقی و پرہیزگار ہوں (ظاہری) عقل مندوں، (ریاکار) حاجیوں، (رسمی)

نمازیوں (برائے نام) مشائخ (ذات پر فخر کرنے والے بدعقیدہ)
سیدوں، ظاہری زاہدوں اور (نام نہاد) خواجوں جو نام ونمود کے لئے کھانا کھلانے کا اہتمام کرتے ہیں، حقیقت میں افعالِ حرام کرتے ہیں، دراصل ان اوصاف سے متصف لوگ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا شکار کرتے ہیں، یہ شکاری ہیں، اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں سے ایسے لوگ مستثنیٰ ہیں۔

کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اہل بہشت (جنت والوں) کو. الذین یخشون عن ربھم . کی صفت سے متصف کیا ہے۔

مصنف چرخی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہی مقصودِ ایمان ہے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے خالص ومخلص ہوکر لا الہ الا اللہ پڑھا، جنت میں داخل ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اخلاص (کے ساتھ کلمہ توحید) پڑھنا کیا ہے؟ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا، اخلاص سے کلمہ پڑھنے کا مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو اشیاء حرام فرمائی ہیں، ان سے بچنا، معلوم ہوا کہ بغیر اخلاص کے ایمان لانا مفید نہیں ہے۔

☆۔خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اخلاص کے ساتھ کلمہ توحید پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان تمام حرام اشیاء سے بچے اور رب کریم کے عذابوں سے ڈرنے والا بنے۔

شرط چہارم

(۴) شرط چهارم: آنکه چوں طالب موصوف بدیں اوصاف گردد. باید که خود را بخدمت پیر کامل متشرع متدین که زاهد ظاهری وباطنی باشد. وازتنگنای هوا اهل آں رسته.. ومعتمد طریقه سنت وجماعت گردید. واذن ارشاد وهدایت راازشیوخ متقدمین اکابرعن اکابرمن حضرت النبی ﷺ الی زمان الوصال الیه رسیده باشد رساند. خدمت ظاهروباطن اورابجاآرد تابعداز ادائے ماوجب. آنچه شیخ مصلحت بیند. بداں طریق که مناسب حال باشد. عنایت نموده تعلیم نماید کلمة کلمة حرفاً حرفاً.

طالب میں بھی جب یہ صفات موجود ہوں تو پھر وہ ایسے مرشد کو تلاش کرے،

(1) جو کمل متشرع ہو۔

(2)ظاہراً وباطناً زاہد ومتقی ہو،

(3)اہل سنت وجماعت کے طریقہ معتمدہ پرقائم ودائم ہو۔

(4)خواہشات نفسانیہ کا مرید نہ ہو۔

(5)اس کو جواذن ملا ہے، یہ اذن وارشاد اس کے شیخ (مرشد) سے لے کر حضور پرنورﷺ تک متصل ہو

(ایسے پیر کامل کا مرید بن جائے)حکم ظاہری وباطنی کو پورا کرنے کیلئے ہروقت مستعد ہو مَا وَجَبَ (فرائض وواجبات وسنن) کی ادائیگی کے بعد حسب حال امرشد اپنے مرید کو کلمہ توحید کی حرفاً حرفاً تعلیم دے، اور جوعنایت فرمانا چاہے عنایت کرے۔

﴿پانچویں شرط﴾

(۵)شرط پنجم: آنکہ نیت وقصد طالب باید کہ وجہ اللہ باشد۔وجویاں۔رضائے مولیٰ تعالیٰ نہ آنکہ مشقت لغیر اللہ باشد۔۔درعوارف المعارف است۔۔ ھرآں طالبی کہ دربدء طلب نیت کشف وکرامت باشد۔۔۔ھماں نیت اوشیطان مشخص گردد۔ ۔اوراگمراہ سازد۔۔۔۔

پانچویں شرط یہ ہے

کہ اس طالب (مرید ہونے)والے کی نیت خالصتالوجہ اللہ ہواوررضائے الٰہی کا متلاشی ہو۔ اس طلب میں غیر اللہ کے لئے مشقت نہ ہو۔

عواف المعارف میں لکھا ہے کہ اس (مرید) کی نیت طلب کشف وکرامت کی نہ ہو۔ کیونکہ اگروہ (مرشد کے کشف وکرامت) کا منتظر رہے، یہی اس کا مطلوب ومقصود ہوتواس کی نیت مین شیطان دخیل ہوگا یہاں تک کہ شیطٰن اسے گمراہ کردے گا۔

﴿چھٹی شرط﴾

(۶)شرط ششم آنکہ شیخی راجوید۔۔کہ اونیز موصوف بدیں اوصاف باشد۔۔۔اصلی است دریں باب کہ شخصی کہ خود نرسید وکامل نباشد۔۔۔۔دیگرے راچوں رساند ومکمل سازد۔۔۔

کہ مرشد توہر حال میں اوصاف مذکورہ سے متصف ہو،اگر پیر میں شرائط مذکورہ نہ ہوں،وہ خودنہ تو کامل ہوگا،اورنہ عارف باللہ ہوگا،سووہ دوسروں کو کس طرح درجہ کمال پرپہنچائے گا،اورعارف بنائے گا(ہرگزنہیں ہوسکتا)

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۷) شرط هفتم آنکه شیخ رابایدکه اندرخورطالب کلام کند.. کقوله علیٰ الصلوٰة والسلام... تکلموا الناس علی قدرعقولهم...
ودرآوانِ تعلیم باید... که غیرشیخ وآن همان مریدهیچ فردی ازافرادِعالم نباشد.. (نقل است) که عبدالله شطاری رحمت الله علیه تلقین ذکرمیکرد.... اسپے دران جابودممانعت نمود.. که این نیز حیوانی ازحیوانات است. شاید که طاقت تحمل این بارنداشته باشد میگویدمولف این رساله.. روزی ازروزهاباحضرت پیردربیابانی بودم سخنی میخواست. که باماگوید.. دهن مبارک خودرابگوش فقیر نزدیک رسانیده اداکرد. باآنکه هیچ فرداز افراد آنجانبوده. گفتمش
یاامام زمان وجه چه باشد.. گفت سندمشائخ برین جمله رفته است. وایضا. هر طالبی ازطلاب زمانه مخصوص باشاراتی دیگراست. بعض باشارات یابند. وبعض بعبارت.. وبعض ازتأمل ومحنت ومشقت. تذکرة الابراروالاشرار۔ص۔۲۷۔۲۴

ساتویں شرط یہ ہے

کہ مرشداپنے مرید کے عقل کے مطابق کلام کرے (جتنااورجس انداز سے وہ سمجھ سکتاہے، اتنی ہی بات کرے) کیونکہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایاہے کہ لوگوں سے ان کی عقل (سمجھ) کے مطابق کلام کرو (یہ بات ذہن نشین رہے کہ) مرشداپنے مریدکواس وقت تعلیم روحانیت دے، جب وہاں (ذوی الارواح) میں سے کوئی موجودنہ ہو۔ حضرت عبداللہ شطاری رحمت اللہ علیہ اپنے مریدکوکلمہ توحید کی تلقین فرمارہے تھے، دیکھاکہ وہاں گھوڑانمودارہوا، خاموش ہوگئے اورفرمایا یہ بھی ذوی الارواح میں سے ہے، شاید یہ حیوان اس (رازونیاز) کے ثقل کو برداشت نہ کرسکے ،

سیدنااخون درویزہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں،

ایک دن میں اپنے مرشد کامل کے ساتھ جنگل وبیابان میں سفرکررہاتھا، پیرصاحب نے چاہاکہ مجھ سے گفتگوفرمائیں، توانھوں نے اپنامنہ مبارک میرے کان کے قریب کیا، اور

(نہایت آہستگی والطافت سے) گفتگوفرمائی، جب کہ وہاں ذوی الارواح میں سے کوئی بھی نہ تھا، میں نے عرض کیا حضور اس اندازکو اختیارکرنے میں کون ساراز پوشیدہ ہے. نہایت ہی مشفقانہ اورلطیف انداز میں فرمایایہ اندازگفتگو(مریدوں کیساتھ)طریقہ مشائخ ہے. یہ بات بھی ذھن نشین رہے کہ طلبہ (مریدین مختلف الحال ہوتے ہیں کچھ تومرشد کے صرف اشارات سے مطلوب تک پہنچ کرباکمال ہو جاتے ہیں، کچھ تعلیم وتعلم سے ،اورکچھ خاص توجہ اور محنت شاقہ کے بعد درجاتِ کمال کوپہنچتے ہیں۔

پیرکامل کی مختصراوراہم شرائط

شرطِ اول

(۱) آنکہ عالم بعلم تفسیرواحادیث شریفہ باشد۔

پیر طریقت کے لئے پہلی شرط یہ ہے

کہ وہ مفسرقرآن اورمحدث ہو۔علم تفسیروعلم حدیث کاماہرہو۔

دوسری شرط

(۲) آنکہ مسائل شریعت راآنچہ کردنی وگفتنی باشد.بتمام دریافتہ باشد

دوسری شرط یہ ہے

کہ شریعتِ مطہرہ کے وہ مسائل جواعمال سے متعلق ہوں یااقوال سے۔کوجانتاہو۔

تیسری شرط

(۳) شرط سوم آنکه علم مناظره که درمیان علماءِ اسلام ومبتدعان ناتمام است دریافته باشد.تاخود رامتابعانِ خودرا ازوساوس شیطانی واز خیالِ فاسدمبتدعان بدان طریق نگهدارد.چه اگرمدعی ناقل باشد..صحت نقل جوید..والااقامت دلیل خواهد.

تیسری شرط یہ ہے کہ وہ (پیر) علم مناظرہ کوجانتاہو۔کیونکہ کبھی کبھارعلماء حق۔۔۔اور بدعتیوں(وہابیوں ودیگرمفسدین) کے درمیان مناظرہ بھی ہوتاہے۔۔جب(پیرطریقت) علم مناظرہ جانتا ہو تووہ اپنے آپ کواوراپنے مریدیں کوبدعتیوں(وہابیوں ودیگرمفسدین) کی گمراہیوں اورشیطن لعین کے وسوسوں سے بچاسکے گا۔۔کیونکہ اگرمدعی ناقل ہوتوصحتِ نقل ضروری ہے ورنہ مدعی اپنے دعویٰ پردلیل قائم کرے(کیونکہ دعویٰ بلادلیل مردود ہے)

شرط چہارم

شرط چهارم :آنکه علم تعاط....وآں سیراست میان نفس وروح...ومیان روح ورب الارباب..بایدکه عالم بایں اشیاء باشد..کماحقهم.....تادرسلوک بضلالت نه افتد...بسامردم دریں ورطه هلاک شده.....وبے دین وبے ایمان رفته...چه بساوقت باشدکه برزخ روح رادریابد.....وآنراخداداند..کافر گردد (نعوذباالله من ذلک)وایں علمی است که درتحریر نیاید . مگر بطول صحبت مرشد..

چوتھی شرط یہ ہے

کہ حقیقت میں اس علم کانفس اورروح کے درمیان ایک خاص تعلق ہے،پھرروح اوررب کریم جل جلالہ کے درمیان اخص تعلق ہے،سوپیرطریقت کاکماحقہ ان علوم کاعالم ہونا چاہئے تاکہ سلوک کے منازل طے کرتے ہوئے گمراہیوں میں نہ پڑجائے،کیونکہ بہت سارے (نام نہاد پیر)ان راہوں میں (بغیرعلم کے)پڑے اوردین وایمان سے ہاتھ دھوبیٹھے، اور ہلاک ہوگئے۔

بسااوقات(جاہل پیر)برزخ روح کوپاکراسے اپنارب سمجھتا ہے اورکافرہوجاتا ہے۔(نعوذ باللہ من ذلک)چونکہ یہ علم اشارات ونکات ہیں،صرف عبارات سے سمجھے نہیں جاسکتے، سو ضروری ہے کہ،وہ(مرید)مرشد کامل کی صحبت کوطویل عرصہ تک اختیارکرے،توجہ مرشد وطوالتِ صحبت سے منزل تک پہنچ جائے گا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

پانچویں اہم ترین شرط

(۵) پنجم اهم ترین شرط آنکه ..شایدوبایدکه ایں پیرماذون ومرخص ومجازباشد...ازجانب پیری که اونیزموصوف بدیں اوصاف باشد.....هکذاالیٰ عهدرسول الله ﷺ .والاهلاک ابد گردد..

پانچویں اہم ترین شرط یہ ہے

کہ وہ پیر! اپنے پیرطریقت کاماذون وخلیفہ مجازہوکہ وہ پیراوصاف بالاسے متصف ہو۔ اسی طرح تمام مشائخ کاحال ہو.....زمانہ مصطفوی ﷺ تک،ورنہ ہمیشہ ہمیشہ کے

لئے ہلاک ہوجائے گا۔

بحث اول

بیعت کا ثبوت قران کریم کی روشنی میں

یَاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْلَھُنَّ اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ O

(سورۃ الممتحنہ :پارہ ۲۸ آیت ۱۲)

ترجمہ :اے غیب کے جاننے والے نبی (مکرم) جب حاضرہوں آپ کی خدمت میں مؤمنہ عورتیں،تاکہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کوشریک نہیں بنائیں گی اورنہ چوری کریں گی اورنہ بدکاری کریں گی اورنہ اپنے بچوں کوقتل کریں گی اورنہیں لگائیں گی جھوٹاالزام جوانہوں نے گھڑلیاہواپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اورآپ کی نافرمانی نہیں کریں گی کسی نیک کام میں،تو(اے محبوب ﷺ) انہیں بیعت فرمالیاکریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہافرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺکاعورتوں سے بیعت صرف کلاما تھا،(بیعت کے لئے بھی) کسی عورت کاہاتھ نہ چھوا۔

ولمافرغ من ھجرۃ المکان ذکرھجرۃ الافعال فقال (یاایھاالنبی)الذی لہ الاطلاع المبشرلضمان الثواب والمغفرۃ (اذاجاءک المؤمنات یبایعنک)لضمان الثواب والمغفرۃ(علی) اعمال القلب(لایشرکن باللہ شیئاو)اعمال البدن بشھوۃ البطن (لایسرقن و)لشھوۃ الفرج الحاصلۃ من شھوۃ البطن (لایزنین) وللغضبیۃ المتعلقۃ بماحصل من شھوۃ الفرج(ولایقتلن اولادھن ولایاتین ببھتان یفترینہ) ای یختلقنہ فی الولد لان تقول لزوجھاھذی ولدی منک یستقطنہ علیھم من مواقعتھم اباھن لمصیرھم (بین ایدیھن وارجلھن ولایعصینک فی) امرک ایاھن بفرض (مروف) عن فریضۃ (فبایعھن) علی ضمان الثواب والمغفرۃ علی استغفارھن عن اضداد ماذکر(واستغفرلھن اللہ)فانہ تعالیٰ یحقق الضمان ایضا(ان اللہ غفور)لمن

استغفرلہ (رحیم) بالثواب والمغفرۃ لمن ضمنہ. تبصیر الرحمن: ممتحنۃ جلد ۲. ص: ۳۳۸

ہجرۃ مکان کا تذکرہ کرنے سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہجرت افعال کا ذکر فرمایا اللہ نے فرمایا اے نبی ﷺ! (وہ نبی جسے اللہ تعالیٰ نے اجر وثواب ومغفرت کی بشارت دینے والا بنایا) جب مؤمن عورتیں ثواب واجر کے حصول اور اعمال قلبیہ، پر آپ سے بیعت لینے آئیں، یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھرائیں گی (اور شہوت بطن کا اعمالِ بدن کیساتھ) چوری نہیں کریں گی

(اور شہوت فرج جو شہوت بطن سے حاصل ہوتی ہے، جیسے) زنا نہیں کریں گی، اور وہ غضب وغصہ جو شہوت فرج سے متعلق ہے جیسے اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اور جھوٹا (گھڑا ہوا) الزام نہیں لگائیں گی، یعنی کسی نوزائیدہ بچے کو اچک کر اپنی گود میں ڈال لینا اور پھر یہ دعویٰ کرنا کہ یہ میرا بچہ ہے، اسی طرح بدکاری سے جو حمل قرار پائے، اسے اپنے خاوند کی طرف منسوب کر دینا، ایسا نہیں کریں گی نیز یہ کہ فرائض یعنی اوامر من جانب اللہ میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی، تو اے حبیب ﷺ! آپ مغفرت وثواب کے ضمان پر ان سے بیعت لے لیں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں کیونکہ آپ کے ضمان مغفرت کو محقق کرنا بھی اللہ کا کام ہے، اس لئے کہ جو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو بے شک میں (اللہ) ان کے گناہوں کو بخشنے والا مہربان ہوں۔

﴿ثبوتِ بیعت پر دوسری آیت﴾

(۱) اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا.

ترجمہ: (اے پیارے نبی ﷺ) بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں در حقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا دست قدرت انکے ہاتھوں پر ہے، پس جس نے توڑلیا اس بیعت کو تو اسکے توڑنے کا وبال اسکی ذات پر ہے اور جس نے ایفا کیا عہد کو جو اسنے اللہ

تعالیٰ سے کیا تو وہ اسکو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔سورۃ الفتح پارہ ۲۶ آیت ۱۰

تیسری آیت۔۔ثبوت بیعت پر

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَافِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا سورۃ الفتح پارہ ۲۶ آیت ۱۸

یقیناً اللہ راضی ہوگیا ان مومنوں سے،جب وہ بیعت کررہے تھے آپ کی،اس درخت کے نیچے،پس اسے معلوم ہے،جو ان کے دلوں میں تھاپس اس نے ان پراطمینان اتارا اور (بطور انعام)انہیں یہ فتح بخشی۔

چوتھی آیت۔ثبوت بیعت پر

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ المائدۃ پارہ ۶ .آیت ۳۵)

اے ایمان والواللہ سے ڈرتے رہواور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو،اور اسکی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

پانچویں آیت ۔ثبوت بیعت پر

مَاکَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا.(سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲)

اور نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اورنہ کسی مومنہ عورت کو کہ جب فیصلہ فرمادے اللہ اوراسکا رسول کسی معاملہ میں تو پھر جونافرمانی کرتا ہے،اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوگیا۔۔

بحث دوئم

بیعت کا ثبوت احادیث صحیحہ کی روشنی میں

میں(مفتی شائستہ گل) کہتاہوں کہ بیعت کاثبوت رسول اللہ ﷺ سے محتف بالقرائن مسلسل

بالائمة الحفاظ المتقنین کے ساتھ ثابت ہے۔جس طرح ہمارے روحانی پیشواسراج الاولیاء سیدنا وسندنا عبدالغفورالقادری رحمت اللہ علیہ(جوسیدؒ وغوث اورصاحب سوات کے نام سے مشہور ہیں)جوبالیقین اپنے زمانہ کے امام اورحافظ متقن اورمعتمدعلیہ تھے،صحیح العقیدہ مسلمانوں میں اسی طرح ایک ہی زمانہ میں سلسلہ قادریہ ہو،نقشبندیہ ہو،چشتیہ ہو،یاسہروردیہ کے متعدد پیر تھے اور ہیں،اوریہ نسبت نبی کریم ﷺ تک یدابید(ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ تک) پہنچی ہے،توخوب واضح ہواکہ نقل اس حدیث مبارک(بیعت)کاحدیث بالقرائن مسلسل بالائمة الحفاظ المتقنین ہم تک پہنچاہے،اورحدیث رسول ﷺ جومحتف بالقرائن مسلسل بالائمة الحفاظ المتقنین ہوتووہ علم یقینی کومفید ہے۔سومعلوم ہواکہ یہ حدیث خبرمتواتر ہے۔

(۱) وقد يقع فيهامايفيدالعلم النظرى بالقرائن على المختار(الىٰ قوله

مختارقول یہ ہے کہ حدیث محتف بالقرائن علم نظری کومفید ہے۔

(۲) والخبرالمحتف بالقرائن انواع منهامااخرجه الشيخان فى صحيحيهما ممالم يبلغ حد التواتر (الىٰ قوله) ومنهاالمشهوراذاكانت له طرق مباينة سالمة من ضعف الرواة والعلل(الىٰ قوله) ومنها المسلسل بالائمة الحفاظ المتقنين حيث لايكون غريبا كالحديث الذى يرويه احمد ابن حنبل مثلا ويشاركه فيه غيره عن الشافعى ويشاركه غيره عن مالك ابن انس فانه يفيد العلم عند سامعه بالاستدلال من جهة جلالة رواته.وانه فيهم من الصفات اللائقة الموجبة للقبول مايقوم مقام العدد الكثيرمن غيرهم ولايتشكك من له ادنىٰ ممارسة بالعلم واخبار الناس ان مالكا لوشافه بخير لعلم انه صادق فيه .فاذاانضاف اليه ايضا من هوفى تلك الدرجة ازداد(الحديث) قوة وبعد عما يخشىٰ عليه من السهو.وهذه الثلثلة التى ذكرهالايحصل العلم لصدق الخبر منها.الاللعالم بالحديث (اصوله وفروعه)المتبحر فيه العارف باحوال الرواة (على الكمال) المطلع على العلل القادحة وكون غيره لايحصل له العلم بصدق ذلك لقصوره عن الاوصاف المذكورة لاينفى حصول العلم للمتبحر المذكور.نخبة الفكرونزهة النظر:ص: ۲۱۔۷

ترجمہ :وہ خبرجس کے ساتھ قرائن منضم ہوتے ہیں،کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ خبرغیر متواتر جس کی تخریج شیخین (امام بخاری وامام مسلم) نے بالاتفاق کی ہے، اس خبر کے ساتھ چند قرائن منضم ہوتے ہیں۔

(۲) وہ حدیث جس کے متعدد اسانید مختلف طرق سے ثابت ہوں اور وہ اسانید ضعف اور علل سے محفوظ ہوں (حضرت ابومنصور بغدادی اور حضرت ابوبکر بن فورک رحمت اللہ علیہما وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث بھی مفید علمِ نظری ہوتی ہے۔مترجم۔)

(۳) وہ حدیث جو غریب نہ ہو، اور جس کے سلسلہ سند میں تمام رواۃ ائمہ حفاظ ہوں، مثلاً ایک حدیث کی روایت امام احمد بن حنبل نے ایک اور شخص کے ساتھ امام شافعی سے کی۔ پھر امام شافعی نے ایک اور شخص کے ساتھ امام مالک سے اس کی روایت کی، بے شک یہ حدیث بھی مفید علم نظری ہوگی۔اس لئے کہ ان رُوات میں ایسے اوصاف قابل قبول موجود ہیں، جن کے سبب سے یہ راوی جم غفیر کے قائم مقام ہوسکتے ہیں، جس شخص کو فن حدیث میں تھوڑی سی بھی واقفیت ہے، اگر امام مالک رحمت اللہ علیہ نے اس کو بالفرض دوبدو کوئی خبر دی تو کبھی وہ اس خبر کی صداقت میں شک نہیں کرے گا البتہ احتمال سہو کا باقی رہتا ہے۔ مگر جب ان کے ساتھ ان کے ہم پلہ شخص روایت میں شریک ہوگیا تو یہ (سہو وابہام) بھی رفع ہوجائے گا۔

(کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی حدیث میں تینوں قرائن مجتمع ہوجاتے ہیں، پھر تو اس کے مفید علم نظری ہونے میں کچھ بھی شبہ باقی نہیں رہتا۔۔۔مترجم)

البتہ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اخبار ثلاثہ مع قرائن مفید علم نظری تو ہوتے ہیں، مگر اسی شخص کو جسے فن حدیث میں تبحر ہو اور وہ رواۃ کے حالات سے واقفیت رکھتا ہو اور علل قادحہ کو بھی جانتا ہو، باقی جو شخص ان امور سے نابلد ہو اس کے لئے اخبار مذکورہ مع قرائن مفید علم نظری نہیں ہوسکتیں۔

(۱) حدیث اول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ثبوت بیعت میں

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ ﷺ یبایع النساء بالکلام بھذہ الایۃ (لایشرکن باللہ شیأ) قالت ومامست ید رسول اللہ ﷺ الا امراۃ یملکھا

(رواہ البخاری جلد ۲ باب بیعة النساء ص : ۱۰۷۱).

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کہ حضور ﷺ یہ آیت مبارکہ (لا یشرکن باللہ) پڑھ کر عورتوں سے زبانی بیعت لیتے تھے، نبی اکرم ﷺ کے ہاتوں نے کبھی کسی عورت (کے ہاتھ) کو نہ چھوا۔ سوائے اپنی مملوکہ کے۔

﴿(۲) حدیث دوم ---ثبوت بیعت میں﴾

عن عائشتہ رضی اللہ عنہا قالت فمن اقربھذا (الشرط) من المؤمنات قال لھا رسول اللہ ﷺ قدبایعتک کلاما ولا واللہ مامست یدرسول اللہ ﷺ یدامراۃ قط فی المبایعة مابایعھن الا بقول قد بایعتک علی ذالک (بمعناہ) مسلم جلدثانی صفحة ۱۳۱ رواہ البخاری: جلد ۲: ص: ۱۰۷۱

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مؤمن عورتوں میں سے جو بھی مذکورہ بالاشرائط کا اقرار کرلیتی تو حضور پرنور ﷺ اس سے فرماتے کہ میں نے تجھ سے کلاما (زبانی) بیعت لے لی، اللہ کی قسم! حضور پرنور ﷺ نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ نہ چھوا مگر یہ کہ حضور پرنور ﷺ کی بیعت عورتوں سے صرف زبانی ہوتی تھی۔

﴿(۳) حدیث سوم ------- ثبوت بیعت میں﴾

عن اسماء بنت یزید بن سکن انما قالت انا من النسوة البیعة الا تی اخذ علیھن رسول اللہ ﷺ وکنت جاریة باکرة جریة علیٰ مسئلة فقلت یارسول اللہ ﷺ ابسط یدک حتی اصافحک فقال لا اصافح النساء ولکن اخذ علیھن ما اخذ اللہ علیھن (رواہ الطبرانی فی معجم الکبیر والبخاری: جلد ۲ ص ۱۷.

حضرت اسماء بنت یزید بن سکن فرماتی ہیں، کہ میں ان خواتین میں سے ہوں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی تھی، اس وقت عالم شباب تھا اور مسائل پوچھنے میں جرأت سے کام لیتی تھی (جب حضور ﷺ خواتین سے بیعت لے رہے تھے) تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہاتھ آگے لائیں تاکہ میں مصافحہ (کرکے) آپ کی بیعت کروں حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں (عورتوں سے) مصافحہ نہیں کرتا، ہاں جو عہد وپیمان (عورتوں) سے اللہ تعالیٰ نے لیا ہے، وہی میں (زبانی) لیتا ہوں۔۔

﴿(۴) حدیث چہارم ------- ثبوت بیعت میں﴾

عن محمد بن المنکدر عن امیمة قالت اتیت النبی ﷺ لِاُبَایِعَهٗ فقال انی لست اصافح النساء(ای الاجنبیات)..وروی احمد عن ابن عمر انه ﷺ کان لایصافح النساء فی البیعة (ای فی بیعة النساء)التی یتضمنها قوله تعالیٰ یایھاالنبی اذاجاء ک المؤمنات یبایعنک.شرح القاری للفقه الاکبر:ص:۱۱۰،نسائی جلد۲ص:۱۶۳

ترجمہ۔محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ حضرت امیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھافرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس(یہ نیت لے کر)حاضر ہوئی کہ آپ ﷺ سے ہاتھ ملاکربیعت کروں(جس طرح مردوں کے رائج تھا) مگرحضور پرنور ﷺ نے فرمایاکہ میں عورتوں(کسی اجنبیہ) سے ہاتھ نہیں ملاتا۔۔

سیدنا احمد رحمت اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمررضی اللہ عنھماس روایت کرتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت کبھی ہاتھ نہیں ملایاوہ بیعت جوآیت مذکورہ یعنی ایھاالنبی اذاجاء ک .الیٰ آخرہ۔کومتضمن ہے۔

(۵) پانچویں حدیث شریف

عن عروۃ ان عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھااخبرته عن بیعة النساء قالت مامس رسول اللہ ﷺ بیده امراۃ قط الا ان یاخذ علیھا فاذااخذ علیھافاعطته قال اذھبی فقد بایعتک.رواہ مسلم جلد۲.ص ۱۳۱ .احکام القران جلد۳.ص.۵۳۷

حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھانے رسول اللہ ﷺ کاخواتین سے بیعت لینے کاتذکرہ کرتے ہوئے فرمایاکہ(بوقت بیعت) نبی کریم ﷺ نے کسی عورت کاہاتھ نہ چھوا،سوائے اسکے کہ حضور پرنور ﷺ ان سے عہد وپیمان لیتے،جب(کسی عورت سے)عہدوپیمان لے لیتے توفرماتے ،اب چلی جاؤ،میں نے تم سے بیعت لے لی۔

حضرت امام نووی رحمت اللہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

قال النووی ھذا الاستثناء منقطع وتقدیرہ الکلام مامس امراۃ قط لکن یاخذ علیھا البیعة بالکلام فاذا اخذھا بالکلام قال اذھبی فقد بایعتک ھذا التقدیر مصرح به فی الروایة الاولیٰ ولابد منه.(نووی مسلم جلد۲ صفحه ۱۳۱ .احکام القران جلد۳.ص.۵۳۷)

کہ اس حدیث میں جو استثناء آیا ہے، وہ استثناء منقطع ہے، (متصل نہیں) سو اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے کبھی کسی (اجنبی) عورت کو نہ چھوا، بلکہ بیعت لیتے وقت صرف زبانی عہد و پیمان لیا کرتے۔۔ پھر فرماتے کہ اب جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی۔

چھٹی حدیث بیعت کے ثبوت پر

عن ام عطية قالت بايعنا رسول الله ﷺ فقرأ لايشركن بالله شيأ ونهانا عن النياحة فقبضت امرأة منا يدها فقالت فلانة اسعدتني فانا اريد ان اجزيها فلم يقل شيأ فانطلقت ثم رجعت فبايعها. (بخاري جلد ٢ صفحه: ١٠٧١، خازن: جلد ٥ ص: ٣٦٠، معالم: جلد ٧ ص. ٦٩)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت لی (بیعت لیتے وقت) حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت مبارک پڑھی۔ لايشركن بالله شيأ.
اور ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا تو ہم میں سے ایک عورت نے یہ کہہ کر ہاتھ واپس کھینچ لیا کہ (زمانہ جہالت میں) ایک عورت نے میرے ساتھ اسعاد کیا ہے (اسعاد کا مطلب ہے میت کے گھروالوں کے ساتھ چیخنے چلانے میں مدد دینا) میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ اتار دوں حضور نبی کریم ﷺ نے (یہ کلمات سن کر) خاموشی اختیار فرمائی (مگر یہ خاموشی اسعاد کے جواز کے لئے نہ تھا، سوائے شفقتِ امت کے) اور وہ عورت چلی گئی حتیٰ کہ پھر لوٹ آئی اور نبی کریم ﷺ سے بیعت لی۔

ساتویں حدیث ثبوتِ بیعت پر

عن انس ان رسول الله ﷺ اخذ على النساء حين بايعهن ان لاينحن فقلت يارسول الله ﷺ! نساء اسعدتنا في الجاهلية فنسعدهن فقال رسول الله ﷺ لااسعاد في الاسلام. رواه نسائي: جلد ٢ صفحه: ١٦٣

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت عورتوں سے بیعت لے رہے تھے ہاتو یہ عہد و پیمان بھی لیا (کہ تم) نوحہ نہ کروگی، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ زمانہ جاہلیت میں ایسی خواتین تھیں، جنہوں نے ہمارے میتوں پر ہمارے ساتھ نوحہ میں ہماری امداد کی تھی (نوحہ، میت پر رونا چیخنا چلانا) سو ہم چاہتے ہیں کہ ان کا یہ بدلہ اتار دیں۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا (خبردار) اسلام میں اسعاد نہیں۔

آٹھویں حدیث بیعت کے ثبوت پر

عن اسید ابن ابی اسید عن امراۃ من المبایعات قالت کان فیما اخذ علینا رسول اللہ ﷺ ان لا نعصیہ فیہ ان لا نخمش وجھا ولا ندعوا ویلا ولا نشق جیبا ولا ننشر شعرا. ابو داود. جلد ۲. صفحہ ۹۱. خازن. جلد ۴. صفحہ ۲۶۱

حضرت اسید بن ابی اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون جسنے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی، نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے ہم سے جو عہد و پیمان لیا تھا، وہ یہ تھا کہ ہم اشیاء معہودہ (جن کا عہد لیا گیا میں سے یہ بھی تھا) کہ ہم رسول کریم ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گی، اور (کسی مصیبت کے وقت) واویلا نہیں کریں گی، اور اپنے گریبان چاک نہیں کریں گی اور نہ ہی (مصیبت کے وقت) اپنے بال بکھیریں گی۔

نویں حدیث بیعت کے ثبوت پر

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ یقول قال لنا رسول اللہ ﷺ ونحن فی مجلس تبایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیأ ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تأتوا ببھتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوانی فی معروف فمن وفیٰ منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب من ذالک شیأ فعوقب بہ فی الدنیا فھو کفارۃ لہ ومن اصاب من ذالک شیأ فسترہ اللہ فامرہ الی اللہ ان شاء عاقبہ وان شاء عفی عنہ فبایعناہ علی ذالک. رواہ البخاری: جلد ۲. صفحہ ۱۰۷۱. جمل: جلد ۴. ص. ۳۳۲. نسائی جلد ۲. صفحہ ۱۹۲.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مجلس میں ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے اس بات پر بیعت کرلو کہ تم اللہ تعالیٰ ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھراؤ گے، چوری نہیں کروگے، زنا نہیں کروگے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کروگے، الزام تراشی سے باز رہوگے، نیک کاموں میں میری نافرمانی نہیں کروگے، سو جس نے اس عہد و پیمان کو پورا کیا اس کو اللہ تعالیٰ اجر دے گا اور اگر کسی سے امر بیعت میں خطا ہوگئی اور دنیا میں اسے سزا ملی تو یہی اس کا کفارہ بن جائے گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اسکی پردہ پوشی فرمائی تو پس اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، چاہے تو عذاب دے چاہے تو معاف فرمادے۔ سو ہم نے رسول اللہ ﷺ کی شرائط مذکورہ پر بیعت کرلی۔

دسویں حدیث ثبوتِ بیعت پر

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ ﷺ علی السمع و الطاعة فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ والاثرۃ علینا وان لا ننازع الامر اھلہ۔ (نسائی جلد۲ صفحہ ۱۶۳۔ اثبات البیعۃ ص ۲۰)

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی،ان باتوں پر کہ،خوشی ہو یا غم،تنگ دستی ہو یافراخی،ہم آزاد ہوں یا مجبور ہمیشہ آپ ﷺ کے ارشادات کو سنیں گے،اور عمل کریں گے، نیز ہم کسی بھی شخص کو اس کے منصب سے نہیں ہٹائیں گے، جو اس منصب کا اہل ہو۔

حضرت شداد بن اوس اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

قالا کنا عند رسول اللہ ﷺ فقال ھل فیکم غریب (یعنی اھل الکتاب) قلنا لا یارسول اللہ ﷺ فامر بغلق الباب فقال ارفعوا ایدیکم فقولوا لا الہ الا اللہ. فرفعنا ایدینا ساعۃ ثم وضع رسول اللہ ﷺ یدہ ثم قال الحمد للہ .اللھم انک بعثتنی بھذہ الکلمۃ وامرتنی بھا ووعدتنی علیھا الجنۃ انک لا تخلف المیعاد ثم قال ابشروا فان اللہ غفر لکم............

ان دونوں نے کہا کہ ایک روز ہم بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر تھے،کہ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا۔تم میں کوئی بے گانہ(اہل کتاب) تو نہیں،ہم نے نفی میں جواب دیا،ارشاد فرمایا، دروازہ بند کردو،اور اپنے ہاتھ بلند کردو اور کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .ایک گھڑی ہم نے اپنے ہاتھوں کو بلند رکھا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک نیچے فرمایا۔اور گویا ہوئے۔الحمد للہ اے اللہ تو نے مجھے اس کلمہ کیساتھ مبعوث فرمایا،اور اس کلمہ کا حکم دیا،اور میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ جو اس کلمہ پر پکا رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا،اور تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا،پھر فرمایا اے فرزندانِ اسلام،تمہیں خوشخبری ہو،اللہ تعالیٰ نے تم سب کو معاف فرمادیا ہے۔(بحوالہ ضیاء القرآن،تعلیق، مترجم)

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ﷺ۔

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ﷺ

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ﷺ

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ، ﷺ

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ، ﷺ

......بحث سوئم......

بیعت کا ثبوت اجماع امت کی روشنی میں

اعلم ان البیعة من سنن الانبیاء علیهم السلام ومن الخلفاء الراشدین رضوان الله علیهم اجمعین الی یوم القیامة باق بلانکیر ولکن لایجوز لاحدمن العلماء والصلحاء والسادات فی الخلافة والبیعة باختیاره الاان یکون له رخصة من الشیخ الذی هوماذون ومرخص به للتحقیق کابراعن کابرالیٰ نبینا علیه ﷺ ومن لم یبلغه الرخصة من مثل هذا الشیخ الذی ذکرنا فهوضال ومضل وکان عاقبة امره بالکفر لانه مدعی کذاب ومفترله علی صاحب الشریعة بالحقیقة والافتراء علی الله تعالیٰ من محض الکفر. انتهی کلام السید الجلال ثم تذکرة الابرار ص۸۳

حضرت سید جلال وسیدنا اخون درویزہ بابا رحمت اللہ علیہما فرماتے ہیں

کہ بیعت انبیائے کرام علیہم السلام اورخلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے

جو بلانکیر تاقیام قیامت باقی رہے گا۔لیکن یادرہے کہ علماء ہوں یاسادات یاصلحاء ہوں، بیعت وخلافت کے سلسلہ میں اپنے اختیارات کواستعمال نہیں کرسکتے ،ہاں اگروہ (متبحرفی العلم ہوں یاعالم ہوں مفسرومحدث ہوں)اوراپنے مرشد سے اجازت یافتہ ہوں یہاں تک کہ یہ نسبت حضور پرنور ﷺ تک یداً بیدٍ پہنچی ہو(ایسا پیرطریقت کسی کومرید بناسکتا ہے اورجب مرید کمال کوپہنچے تواگرمرشد چاہے تواسے خلافت دینے کامُجاز ہوگا)

اگروہ پیرشرائط مذکورہ (متبحرفی العلم نہ ہو،عالم نہ ہو، مفسرقرآن نہ ہو،ماذون نہ ہو،مرخص نہ ہو)اورپھربھی پیر بن جائے تووہ خودبھی گمراہ ہے

اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے اور ایسے گمراہوں کا آخری انجام کفر پر ہوتا ہے،وہ شخص کذاب (جھوٹا) ہے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ پر افتراء (جھوٹ) باندھنے والا ہے،اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ پر بہتان باندھتا ہو،وہ کافر ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ پر افتراء باندھنا کفر ہے

﴿تمام مفسرین کرام بیعت کے قائل ہیں﴾

(۲) قال المفسرون لما فتح رسول الله ﷺ مکة وفرغ من بیعة الرجال وهو علی الصفاء اتته النساء یبایعنه. تفسیر خازن ،ومعالم،ابوالسعود،مدارک،صاوی،جمل.

تمام مفسرین لکھتے ہیں کہ،فتح مکہ کے دن حضور پرنور ﷺ جب مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے،جب کہ آپ جبل صفا پر تھے۔تو اسکے بعد خواتین کی بیعت کی طرف متوجہ ہوئے

﴿صاحب معالم التنزیل فرماتے ہیں﴾

(۳) اذا بایعنک علی هذه الشروط فبایعهن. (خازن جلد۴ صفحة ۲۶۱ ،معالم جلد۷ .صفحه. ۲۹)

جب خواتین آپ سے شرائط مذکورہ بالا (شرک باللہ نہ کرنا،مصیبت کے وقت گریبان چاک نہ کرنا،وغیرہ) پر آپ ﷺ کی بیعت کرنا چاہیں،سوان سے بیعت لو۔۔

﴿صاحب تفسیر جمل اور صاحب قرطبی فرماتے ہیں﴾

(۴) قال عبادة ابن الصامت اخذعلینا رسول الله ﷺ کما اخذعلی النساء ان لاتشرکوا بالله شیأ. (قرطبی ثم جمل: جلد۴ .صفحة. ۳۳۳ .)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سے بھی انہی شرائط پر بیعت لی،جن شرائط پر خواتین سے بیعت لی۔

﴿سیدنا امام نووی کا حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے استدلال﴾

(۵) قول عائشة مامست یدرسول الله ﷺ یدامرأة قط غیرانه یبایعهن بالکلام فیه ان بیعة النساء بالکلام من غیراخذکف وفیه ان بیعة الرجال باخذالکف مع الکلام. نووی :(جلد۲ .صفحة ۱۳۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ (نے بیعت لیتے وقت) کبھی بھی کسی عورت کا ہاتھ نہ چھوا کیونکہ آپ ﷺ خواتین سے زبانی اقرار لے کر بغیر ہاتھ چھوئے بیعت

لیتے ،البتہ مردوں سے ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت فرماتے تھے۔

﴿مفتی مکہ شریف ملاعلی قاری رحمت اللہ علیہ کی وضاحت﴾

(۶) الحاصل انهاتريدان مبايعة ﷺ مع النساء كانت بالكلام لابوضع اليدفی ايديهن: مرقات شرح مشكوٰة.

شارح مشکوٰۃ ملاعلی قاری حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ذکرکرکے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس قول(مامست) کاخلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کاخواتین سے بیعت کلامی(زبانی)ہوتی تھی،ان کے ہاتھوں میں(حضور پرنور ﷺ)نے کبھی ہاتھ مبارک نہ رکھا۔

﴿صاحب العوارف المعارف دوسری جگہ لکھتے ہیں﴾

(۷) سمعت كثيرامن المشائخ يقولون من لم مفلحا لايفلح. عواف المعارف. ص. ۱۴

میں نے بہت سارے مشائخ سے سناہے کہ جس نے رسول کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق (علم،وعمل،میں دیکھ بھال کر) کامیاب شخص (شيخ فى الطريقة) سے بیعت نہ کی وہ شخص کبھی کامیاب نہ ہوگا۔

(۸) روى عن ابى يزيدانه قال من لم يكن له استاذه فامامه الشيطان.

ابویزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔جس کااستاد(شیخ شریعت وطریقت) نہ ہو،اس کا پیشوا(پیر) شیطٰن ہے۔عوارف المعارف،ورساله الامام القشيرى :ص. ۱۴.

(۹) قوله قد بايعتک كلامااى بقول و كان ذلک كلاما فقط لامصافحة باليد كما جرت العادة بمصافحة الرجال عندالمبايعة. (فتح البارى ،وارشادالسارى)

حضورنبی کریم ﷺ کاخواتین سے یہ فرماناقدبايعتک كلاما،اے خاتون میں نے تجھ سے کلامابیعت لے لی،یعنی یہ بیعت قولی(زبانی)ہواکرتی تھی،نہ کہ مصافحہ کیساتھ،حضورنبی

کریم ﷺ خواتین سے بیعت لیتے وقت ہاتھ نہ ملاتے تھے،جس طرح مردوں سے بیعت لیتے وقت مردوں سے ہاتھ ملا کر بیعت کی عادتِ شریفہ تھی۔۔

(۱۰) فعل ذالک رسول الله ﷺ ولم يصافح واحدة منهن هذا هو الصحيح (صاوی: جلد۴. صفحة ۱۹۹).

رسول اللہ ﷺ نے شرائط مذکورہ کے ساتھ خواتین سے بیعت لی،مگراس بیعت کا طریقہ صرف قولی(زبانی)تھاان خواتین میں سے کسی ایک سے بھی رسول اللہ ﷺ نے مصافحہ نہ فرمایا

بحمدہ تعالیٰ میں نے مذکورہ بالاتمام دلائل سے ثابت کیاکہ بیعت سنت ہے بدعت نہیں

هذا وماتوفيقى الأبالله العلى العظيم

صنفه وحرره

مفتی شائستہ گل (رحمت اللہ علیہ)

مہتمم دارلعلوم محمدیہ سنیہ حنفیہ متہ مردان۔پشاور

صوبہ سرحد

WWW.NAFSEISLAM.COM

از نتیجہ فکر محمد عبدالعلیم القادری ، ہفتہ ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۴

بیعتِ رضوان ہو یا بیعتِ تقویٰ
دے دیا محبوبؐ کو رب نے فتحِ مبیں

بیعت پہ لکھی آپؒ نے کتاب لکی حسیں
موتی پرودیئے ہیں جواہر ہیں بِالیقیں

مفتیِ سرحد تیری عظمت کو ہو سلام
سنیت ہی عقیدت ہے ہر جا ہے یہ کلام

محمد علیؒ بابا متہ شریف والے
دامن کو بھر گئے ہیں صابر ہے یہ حزیں

ہے کرم اللہ کا صدقہ ہے غوثؓ کا
رہنمائے قافلہ، ہیں سید کبیرالدینؒ

عبدالعلیم خادم اللہ کا شاکر
باباشائستہ گلؒ ہیں حُجَّةُ لِلمُؤمِنِیں

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

از نتیجہ فکر محمد عبدالعلیم القادری، ہفتہ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۴

کتاب میں مرشد کے شرائط ہوئے عیاں
بیعت کے طریقے اور شرائط ہوئے بیاں

بیعت میں ہے یہ شرط مُرشِدُ ہو مُناظِر
مُحدِّث بھی ہو عالِم بھی مُفسِّر قرآں

پیر ہو مَاذُون مُتسلسل الی النبی ﷺ
قانع و صابر ہو مثلِ حبیبِ عجمیؒ

مرشد میں گر شرائطِ مذکور مَعْدُوم ہوں
وہ ضَال ہے مُضِل ہے وہ پیرِ اَرمُغانؔ

قادری ہوں میں لارَیبُ اللہ کے کرم سے
ہاتھوں میں میرے دامن عبدالقادرِ میراںؒ

والدہی مربی ہیں مرشد ہیں باکمال
مشغلہ ہے میرا درس، تو افکار میں قرآں

عبدالعلیم خادم حنفی ہے یا کریم
زائرِ کعبہ ہے، مدینہ ہے میری جاں

کردے عطا یارب ہمیں جنان میں مقام
نجات دے مسلم کو از حُفرَۃِ نِیرَان

نذرِ اولیاء اللہ کا ثبوت

مصنف

مفتی شائستہ گلؒ القادری

مفتی اعظم سرحد زبدۃ العارفین حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مترجم : محمد عبدالعلیم القادری

ناظم اعلیٰ: دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

ناشر مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی،

شاہ فیصل کالونی5 کراچی 25پاکستان

فون!03332108534

نذرِ اولیاء اللہ کا ثبوت

بزرگوں کیلئے جو نذر مانی جاتی ہے اسکی حقیقت

(۱) نذر بزرگان کہ برائے قضائے حوائج معمول ومرسوم است حقیقتِ آں نذر آنست کہ اہداء ثواب طعام وانفاق وبذل مال بروح میت کہ امریست مسنون، ازروئے احادیث صحیحہ ثابت است، مثل آنچہ در بخاری ومسلم از حال سعدؓ وغیرہ آں۔ الفوائد البرہانیہ للحاج رفیع الدین المرادآبادی۔ ترجمہ بدور السافرہ، مصنفہ، جلال الدین السیوطی رحمت اللہ علیہ۔

☆۔۔حاجت روائی کیلئے بزرگوں کیلئے جو نذر مانی جاتی ہے (مسلمانوں کا) معمول رہا ہے اور (مسلمانوں) میں رائج ہے، اس نذر کی حقیقت یہ ہے، کہ کھانے اور مال خرچ کرنے کا ہدیہ میت کی روح کو پیش کرنا ہے، یہ مسنون کام ہے، صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ودیگر (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے حالات بخاری ومسلم شریف میں موجود ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۲) حقیقت ایں نذر آنست کہ اہداء ثواب طعام وانفاق وبذل مال بروحِ میت کہ امر مسنون واز روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ماوَرَدَ فی الصحیحین من حالِ اُمِّ سَعْدٍ وغیرہ ایں نذر مستلزم میشود، پس حال ایں نذر آنست کہ مثلا اھ۔اء ھذاالقدر الیٰ روح فلان، وذکر ولی برائے تعیین عمل منذوراست، نہ برائے مصرف، ومصرف ایں نذر نزدایشاں متوسلاں آں ولی میباشند از اقارب وخدمہ، وہم طریقاں وامثال ذلک وہمیں است مقصد نذر کنندگاں بلاشبہ وحکمہ انہ صحیح یجب الوفاء بہ لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع، شاہ ولی اللہ، ثم اعلاء الکلمۃ اللہ (62) وفتاویٰ عزیزیہ (128)

☆۔اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ ناذر کھانے پینے وانفاق اور مال ودولت خرچ کرنے کا ثواب میت کی روح کو ہدیہ کرتا ہے یہ عمل مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسا کہ صحیحین (بخاری ومسلم) میں حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کے واقعات موجود ہیں، ایسی نذر، کا پورا کرنا نذر ماننے والے پر لازم ہے۔

(اس نذرکی توضیح وتشریح یہ ہے) کہ جوچیز نذر کیلئے متعین کی ہے اس متعین کردہ مقدار کاثواب فلاں شخص کی روح کو ہدیہ ہے، (رہا ولی کا ذکر) سوولی کا ذکراس لئے ہوتا ہے کہ ناذر کیلئے نذرمانی ہوئی چیز کے عمل کاتعین ہوسکے نہ کہ مصرف کیلئے، نذرماننے والوں کے نزدیک اس نذرکا مصرف اس ولی کے متوسلین (پیروکارواحباء) مثلاً انکے قریبی لوگ اورخدام اورہم مشرب لوگ ہیں، بلاشبہ نذرماننے والوں کامقصد بھی یہی ہوتا ہے (کہ ان اولیاء کے ارواح کوثواب پہنچ سکے) سوااورکچھ نہیں ہوتا،سواس نذرکاحکم یہ ہے کہ یہ نذر بالکل صحیح ہے،ناذرپر اس کاپوراکرناواجب ہے اس لئے کہ یہ ایک ایساکارِثواب ہے جو شریعتِ مطہرہ میں معتبر ہے۔

☆..(۳) درجانور منذورللاولیاء مقصود تقرب بذبح آنست بایں طوق که ثواب خوردن گوشت مذبوح بروح آں بزرگ رسانیده شودپس حلال است وهمیں معنیٰ راناذریں برائے اهل الله مراد میدارند کماصرح به ولی الله.الاعلاء(11)

﴿شاہ ولی اللہ دہلوی رحمت اللہ علیہ نے الاعلاء میں تصریح فرمائی﴾

اولیاء اللہ کے لئے نذرمانے ہوئے جانوروں کے ذبح سے تقرب بایں معنیٰ ہے کہ ذبیحہ کے گوشت کھلانے کاثواب بزرگ کی روح کو بخشا جائے،اولیاء اللہ کیلئے نذرماننے والوں کامقصودومطلوب یہی معنیٰ ہوتا ہے،سواس جانورکاگوشت حلال ہے۔

﴿نذرِاولیاء کی وجوہات﴾

وجہ اول یہ ہے

(۱) ومن هٰهنا(ای عبارة الهداية الأتية)اعلم ان البقرة المنذ ورة للاولياء كماهو الرسم فی زماننا حلال طیب لانه لم يذكر اسم غير الله عليهاوقت الذبح وان كانوا ينذرونها .تفسيراحمدی (۴۲)

﴿صاحب تفسیراحمدی فرماتے ہیں﴾

یہاں (یعنی ہدایہ کی مندرجہ ذیل عبارت) سے معلوم ہواکہ وہ بچھڑاجواولیاء اللہ کیلئے نذر مانا گیا ہے جیسے کہ ہمارے زمانے میں رائج ہے اورلوگ نذرمانتے ہیں(یہ) حلال اور پاکیزہ ہے،اس لئے کہ ذبح کرنے والا بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اورکانام نہیں لیتا (بلکہ اللہ کانام لیتا ہے،بسم اللہ اللہ اکبرکہکرذبح کرتا ہے سواس کاگوشت حلال وطیب ہے)

﴿وجہ دوم یہ ہے﴾

(۲)وفی باب الصید ـ المنیة ـ انه لایکره ولایکفربه لانالانسیی الظن بالمسلم انه یتقرب الی الآدمی بهذاالنحوونحوه فی شرح عن الزخیرة ـ فتاویٰ عزیزیہ جلد ۱ (22) ودرمختار

اورمنیہ کے باب الصید میں ہے کہ نذرمان کرذبح کرنامکروہ نہیں اوراس کی وجہ سے نذر ماننے والے کوکافرنہیں کہاجاسکتااس لئے کہ ہم مسلمان کے بارے میں ایسی بدگمانی نہیں کرسکتے کہ وہ اس عمل کے ذریعے کسی ولی کاتقرب (یعنی عبادۃ) کررہاہے (بلکہ اسکا مقصد صرف ایصالِ ثواب ہے) اسی طرح بروایۃ ذخیرہ ،درمختار،فتاویٰ عزیزیہ میں مذکور ہے۔

﴿وجہ سوم یہ ہے﴾

کہ ان دونوں عبارات سے اس شخص کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس نے خالصتالوجہ اللہ ،اللہ تعالیٰ کے نام پراپنے نذرمانے ہوئے جانورکوصرف اس غرض سے ذبح کیاکہ اس کاثواب سید الانبیاء علیہ التحیة والثناء یاولی اللہ کی روح کوبخشے۔کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خودہی ارشاد فرمایاہے انماالاعمال بالنیات (اعمال کادارومدارنیتوں پرہے) سویہ نیت یقیناً صحیح اور درست ہے،لہٰذاخوب ظاہرہواکہ یہ نذرصحیح ودرست ہے۔جبکہ مہمانوں کی مہمانوازی اورعزت افزائی کی نیت سے بھی جانورذبح کیے جاسکتے ہیں مہمانوں کی عزت افزائی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عزت ہے (کیونکہ اللہ کی مخلوق کی عزت واحترام سے اللہ تعالیٰ راضی اورخوش ہوتاہے)

☆۔۔میں کہتاہوں کہ عام مخلوق کی نسبت اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی عزت افزائی بطریق اولیٰ اللہ تعالیٰ کی رضاوخوشنودی کاسبب ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿وجہ چہارم یہ ہے﴾

(۴)قال البزازی ومن ظن انه (ای الذبح للضیف) لایحل لانه ذبح لاکرام ابن ادم فیکون اهل به لغیر الله تعالیٰ فقدخالف القرآن والحدیث والعقل فانه لاریب ان القصاب یذبح للربح ولوعلم انه ینجس لایذبح فیلزم هذاالجاهل ان لایاکل ماذبحه القصاب وماذبح للولائم والاعراس والعقیقة .ردالمحتار

☆علامہ بزازی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگرکوئی کہے کہ مہمانوں کے لئے ذبح کرنا

حلال نہیں ہے (اگرکسی نے مہمان کیلئے ذبح کیا) سو یہ ذبیحہ (اھل بہ لغیر اللہ) کے حکم میں داخل ہوا۔

(علامہ بزازی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں، مسلمان کے بارے میں) ایسا گمان کرنے والا قرآن کریم اور احادیث مبارکہ اور عقل سلیم کی مخالفت کرنے والا ہے، اس لئے کہ قصائی جب جانور ذبح کرتا ہے تو صرف نفع کمانے کی غرض سے ذبح کرتا ہے اگر اسے معلوم ہو جائے کہ اسے اس میں نقصان ہوگا تو ہرگز ذبح نہ کرے گا، تو اس جاہل (منکرِ نذرونیاز) کیلئے ضروری ہے، کہ قصائی کے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت نہ کھائے (کیونکہ اس نے خالصتاً لوجہ اللہ تو ذبح کیا نہیں سوائے اپنی منفعت کے) نیز اس جاہل (منکرِ نذر ونیاز) کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ شادی، ولیمہ، اور عقیقہ، وغیرہ کے مواقع پر ذبح کئے جانے جانوروں کا گوشت بھی نہ کھائے۔

☆۔۔ثابت ہوا کہ نذر مانا ہوا جانور جو ولی اللہ کے روح کے ایصالِ ثواب کی نیت سے اللہ جل جلالہ کا نام لیکر ذبح کیا ہو مااھل بہ لغیر اللہ کے حکم میں داخل نہیں جو شخص اس ذبیحہ کو اس حکم میں شمار کرے گا یا کفروشرک کہے گا وہ شخص ازروئے کتاب واحادیث، جاہل وبے عقل ہے (فالوھابیون کلھم جاھلون) چونکہ وہابی اسے حرام کفروشرک کہتے ہیں اور ایسے جانور کے گوشت کو مااھل بہ لغیر اللہ کے حکم میں داخل کرتے ہیں سو یقیناً وہابیہ تمام کے تمام جاہل ہیں۔

﴿وجہ پنجم یہ ہے﴾

کہ مہمانوں کیلئے جانور ذبح کرنا کارِثواب ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۵) عن جابر ابن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ من ذبح لضیفہ کانت فدائہ من النار رواہ الحاکم۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے مہمان کیلئے جانور ذبح کرے گا تو وہ (ذبیحہ) اسکے لیئے جہنم سے بچاؤ کا فدیہ ہوگا اس حدیث کو حاکم نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اس حدیث سے ہمارے نظریہ کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔ صاحب درمختار لکھتے ہیں اگر مہمان کیلئے جانور ذبح کیا جائے تو یہ اسکا اکرام ہے۔

ولو ذبح للضیف لایحرم لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ ۔ درمختار

اگر میزبان مہمان کیلئے ذبیحہ کرے تو حرام نہیں بلکہ یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔
☆۔۔۔ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ مہمان کیلئے جانور ذبح کرنے سے اجر ملتا ہے اور وہ جہنم سے بچنے کا ذریعہ بنتا ہے نہ کوئی حرمت اور نہ کوئی کفر، تو پھر اللہ کے نام پر ذبح کر کے اگر اسکا ثواب اولیاء اللہ کو بخشا جائے تو (یہ نذر) کیونکر حرام وشرک ہو گا۔

﴿وجہ ششم یہ ہے﴾

وہ جانور جو اللہ تعالیٰ کے نام پر کسی ولی کے ایصال ثواب کیلئے ذبح کیا جائے اور معترضین اعتراض کرتے ہیں کہ یہ حرام ہے اسکا جواب دیتے ہوئے علامہ شامیؒ فرماتے ہیں

(۶) قال العلامة الشامی فی ذیل قول در المختار لانسیئ الظن بالمسلم انه یتقرب الیٰ الأدمی بهذا النحو (الیٰ آخره) ای علی وجه العبادة لانه مکفر وهذا بعید من حال المسلم .ردالمحتار

علامہ شامی درمختار کی عبارت (لانسیئ الظن بالمسلم انه یتقرب الیٰ الأدمی. ہم کسی مسلمان کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں کرسکتے کہ بندۂ مسلم اس طرح کسی انسان کا تقرب حاصل کرتا ہے) کے تحت لکھتے ہیں
کہ تقرب کا معنیٰ علی وجه العبادة ہے (یعنی مسلمان جب کسی ولی اللہ کے ایصال ثواب کیلئے ذبح کرتا ہے تو اسکا مقصود اس ذبح سے وہ تقرب نہیں ہوتا جو مفضی الی الکفر ہو۔ یعنی اس ذبیحہ سے اس مسلمان کی نیت اس ولی کی عبادت نہیں بلکہ صرف ایصال ثواب کیلئے صدقہ ہے) اس لئے کہ مسلمان کسی ولی کے عبادت کا قائل ہی نہیں ہے، یہ بات کہ کسی مسلمان کے ذہن میں (نعوذ باللہ یہ آئے کہ میں کسی ولی کی عبادت کرتا ہوں یہ) مسلمان کے حال سے کوسوں دور ہے(کیونکہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کا تصور بھی نہیں کرتا)

﴿وجہ ہفتم یہ ہے﴾

(۷) کہ مسلمان پر بعید از قیاس باتوں کی تہمت کو محمول کرنا قطعاً حرام ہے۔
اذا کان لکلام المسلم محمل حسن فحمله علی غیره حرام .الطریقة المحمدیة.
طریقہ محمدیہ میں لکھا ہوا ہے کہ جب کسی مسلمان کے کلام کا بہتر محمل اور عمدہ مصداق بنتا ہو

تو بری چیزوں پر محمول کرنا حرام ہے۔اولیاء اللہ کی نذر ونیاز کیا ہے،صرف حصول برکت اور ایصالِ ثواب ہے، کسی ولی ،غوث، قطب،یاکسی مخلوق کی عبادت وپرستش ہرگز مقصود نہیں ہوتی،ایسی صورت میں اولیاء اللہ کی نذر ونیاز کوکفر وشرک بتانا بالکل حرام ہے، بلکہ ایک مسلمان کوکافرومشرک بتانے کے مترادف ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کہنے والا خودکا فر ہوجاتا ہے(العیاذباللہ من الشیطٰن الرجیم) نذراولیاء جائزحلال وطیب ہے۔

﴿وجہ ہشتم یہ ہے﴾

(۸) کہ نذرونیاز کوحرام کہنا مسلمانوں پر بدگمانی ہے جبکہ سوء ظن سے بچنے کاحکم قرآن میں موجود ہے ﴿اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴾

﴿یَاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًامِنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾

اے ایمان والو!بہت گمان اورقیاس کرنے سے بچوکیونکہ بعض گمان(وقیاس) گناہ ہے (گمان)جیسے بعض لوگ نذر ونیاز کرنے والے مسلمانوں کے بارے میں غلط گمان کرتے ہیں (قیاس)جیسے مانعین نذر ونیازکرنے والوں پرگناہ کفروشرک کا قیاس کر کے خودگناہ میں مبتلا ہوتے ہیں

﴿وجہ نہم یہ ہے﴾

(۹)جب تک کسی کام کی حرمت وممانعت پرنص قطعی،علم یقینی نہ ہو اس وقت تک محض اپنے زعم باطل سے کسی پر برائی کا حکم لگانا تہمت وبہتان تراشی ہے ،تہمت وبہتان تراشیحرام ہے ،لہٰذاالزام تراشی وتہمت سے بچنا لازم ہے۔

تہمت والزام تراشی وبدگمانی سے حضور پرنور ﷺ نے منع فرمایا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ایاکم و الظن فان الظن اکذب

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاتم لوگ گمان سے بچو کیونکہ محض گمان بدترین جھوٹ ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

عن اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ ﷺ افلاشققت عن قلبہ حتیٰ اقالھا ام لا

تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا، تاکہ تمہیں یقین ہو جاتا کہ اس نے کلمہ شہادت دل سے پڑھا تھا یا جان بچانے کیلئے (یا صرف زبان سے پڑھا تھا) ان احادیث سے ثابت ہوا کہ محض گمان سے نہیں بلکہ یقین کامل سے حکم لگایا جاسکتا ہے، اور یہ بات اظہر من الشمس (سورج سے زیادہ روشن) ہے کہ نذرونیاز کرنے والے وحدانیت ربانی، ورسالت رسول ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت اوراولیاء اللہ کی کرامات پر ایمان ویقین رکھتے ہیں سوایسے کامل مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کرکے انہیں برا کہنا کافر ومشرک ٹھرانا کہاں کا انصاف واسلام ہے۔

﴿عارف باللہ سیدی وسندی حضرت احمد زروقی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

انماینشأ الظن الخبیث عن القلب الخبیث

بیشک خبیث گمان خبیث دل سے پیدا ہوتا ہے۔

نقله عبدالغنی النابلسی فی الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة

خوب واضح ہوا کہ نذراولیاء کا عقیدہ رکھنے اوراولیاء کے ارواح کے ایصال ثواب کیلئے نذر کرنیوالے مسلمانوں پر براگمان کرنیوالوں کے دل خباثت سے بھرے ہوئے ہیں، انکے دل خبیث ہیں (العیاذ باللہ)

یہ کہنا (یعنی هذالکبش لعبدالقادر الجیلانی رحمت الله علیه. یہ مینڈھا سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ہے) کومجاز عقلی پر محمول کریں گے۔ جیسے کوئی کہے یہ مسجد کا تیل ہے، یا یہ فلاں کی مسجد ہے، یایوں کہا اشاب الصغیر (اس نے بچے کو بڑا کیا) یایوں کہا افنی الکبیر (اس نے بڑے کوفنا کیا) یایوں کہا، کرالغد (صبح کا وقت بار بار لوٹ آیا)۔ یایوں کہا۔ مرالعشی (شام کا وقت گذرگیا) یایوں کہا. وانبت الربیع البقل (موسم بہار نے سبزیاں اگائیں) یہ جتنی بھی چیزیں بطور مثال کے بیان کی گئیں ان سب میں اللہ تعالیٰ کے بجائے مخلوق کی طرف نسبت کی گئی ہے جسکے بارے میں علماء اصول نے لکھا کہ یہ اسنادمجازعقلی ہے جس سے کفروشرک لازم نہیں آتا۔ لہذا یہ کہنا کہ یہ بکرا حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے یہ بھی مجازعقلی ہے اس طرح کہنا جائز ہے سوخوب واضح ہوا کہ نذراولیاء اللہ جائز ودرست ہے۔

جولوگ نذرونیاز کو حرام یاناجائز کہتے ہیں انکاقول باطل ومردود ہے
اس لئے کہ فی نفسہ نذر جائز ہے اوراسکاپورا کرنانذرماننے والے پرلازم ہے۔
دیکھئے فتاویٰ شبلی میں لکھاہے

انہ لورکب البحرونذرعلی نفسہ عموماان وصلت الی البرسالماان یقرب قربانا یلزمہ الوفاء بہ ولایأکل منہ ویتصدق بہ علی الفقراء لاالاغنیاء۔حموی،فن ثالث ذبائح (۴۵۰)
اگرکوئی شخص سمندرمیں سفرکرتے ہوئے منت(نذر)مانے کہ اگرمیں صحیح وسالم کنارے پہنچا تو(اللہ کے نام)جانورذبح کروں گا،تواس پرمانی ہوئی نذرپوری کرنالازم ہے۔

﴿وجہ دہم یہ ہے﴾

(۱۰) حضرت شیخ رافعی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

ذکرالشیخ الرافعی من اصحابنا ھذاانمایذبحونہ استبشارابقدوم السلطان وغیرہ فھو کذبح العقیقۃ لولادۃ المولود ومثل ھذالایجری فیہ التحریم .فتاویٰ عزیزیہ،جلد ا (۲۲)
بادشاہوں وصاحب منصب کی آمدپرلوگ خوشی کااظہارکرتے ہوئے جانورذبح کرتے ہیں سو وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص بچے کی ولادت اورعقیقہ یا دیگرمواقع پرجانورذبح کرتے ہیں (اس کاحکم یہ ہے کہ) یہ حرام نہیں۔

﴿وجہ یازہم یہ ہے﴾

صاحب حموی لکھتے ہیں

(۱۱)حاصل الکلام فی ھذہ المسئلۃ ان الذبح المقترن بذکراسم اللہ تعالیٰ اذاکان قبل قدوم قادم للتھی الضیافۃ اوبعد قدومہ ببرھۃ لذلک (ای للضیافۃ) فلاشبھۃ فی جوازہ اکل ذلک المذبوح واما اذاکان عندالقدوم فان کان لقصدذلک (ای للضیافۃ)فالحکم ماذکر .حموی .فن الثانی ذبائح (۴۵۰)
حاصل کلام یہ ہے کہ اگرکسی مہمان کے آنے سے پہلے یامہمان کے آنے کے بعد اسکی ضیافت کیلئے(کوئی جانور اس طرح)ذبح کیاجائے کہ بوقت ذبح اللہ کانام لیاجائے تو اس کھانامستحب ہے۔ (دوسری صورت یہ ہے کہ)اگرعین آنے کے وقت اسکی مہمان نوازی کیلئے ذبح کیاجائے تب بھی وہی حکم ہے جو (ہم نے ابھی) ذکرکیا۔

﴿وجہ دوازدہم یہ ہے﴾

(۱۲) مہمانوں کی ضیافت کیلئے جانور ذبح کرنا سنت ابراہیمی ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۞ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۚ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۞ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۞ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۞ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۚ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۞

پارہ 26 سورۃ الذٰریات۔ آیت (24)(25)(26)(27)(28)

(اے محبوب ﷺ) کیا آئی آپکے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر جب وہ انکے پاس آئے پس کہا انہوں نے سلام (ابراھیم علیہ السلام) نے کہا سلام (ہو تم پر) ناآشنا لوگ ہو پھر آئے (ابراھیم علیہ السلام) اپنے گھر والوں کی طرف پس لے آیا انکے پاس (بہترین بھنا ہوا) فربہ بچھڑا۔ پھر (ابراھیم علیہ السلام نے بھنا ہوا گوشت) انکے قریب رکھا (ابراھیم علیہ السلام) نے کہا کیا تم کھاتے نہیں، سو دل (میں) ان سے ڈرنے لگے (کہ یہ تو فرشتے ہیں کہیں اس قوم پر عذاب کیلئے بھیجے گئے ہوں) فرشتے بولے گھبرایئے نہیں (ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں) اور بشارت دی انہوں نے (ابراھیم علیہ السلام کو) ایک علم والے بیٹے کی۔

☆۔ دیکھا آپنے۔ سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کیلئے بچھڑا ذبح کیا اور گوشت بھون کر مہمانوں کے سامنے پیش کیا،

معلوم ہوا کہ مہمانوں کے اعزاز میں جانور ذبح کرنا سنت ابراھیم علیہ السلام ہے، جو ہماری شریعت میں بھی قابل عمل ہے (سوجب مہمانوں کے اعزاز میں جانور ذبح کرنا جائز ہے تو اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور ولیوں کے ایصالِ ثواب کیلئے جانور ذبح کرنا کیونکر شرک وکفر ہو سکتا ہے نعوذ باللہ من ذلک)

﴿وجہ سیزدہم یہ ہے﴾

(۱۳) حضرت امام فخر الدین رازی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

انما کلفنا بالظاھر لا بالباطن فاذا ذبحہ علی اسم اللہ وجب ان یحل ولا سبیل لنا الی الباطن

ہم ظاہری حالات کے مکلف ہیں نہ کہ باطنی حالات کے،سو جب جانور پر بوقت ذبح اللہ کانام لیا گیا (ہم پر) واجب ہے کہ ہم ایسے (جانور کے گوشت کو) حلال کہیں (ہم باطنی احکام کے مکلف نہیں بنائے گئے ہم اسکے دل میں تونہیں جھانک سکتے) کیونکہ باطن پر کوئی سبیل نہیں (توجب ذبح کرنے والے نے بوقت ذبح اللہ کانام لیااور کسی کواسکا ثواب بخشاتو ہم نے اسکے ظاہرکودیکھنا ہے اور ظاہراً اس نے اللہ کا نام لیکر ذبح کیاہے تواب ذابح (ذبح کرنے والے) کوکیونکرکافرومشرک کہاجائے)

﴿وجہ چہاردہم یہ ہے﴾

(۱۴) صاحب درمختاروصاحب فتاویٰ عزیزیہ لکھتے ہیں

یااللہ :انی نذرت لک ان شفیت مریضی او نحوہ ان اطعم الفقراء الذین بباب السیدۃ النفیسۃ اونحوھااواشتری حصیر لمسجدھااوزیتایوقدھااودراھم لمن یقوم بشعائرھا الیٰ غیرذلک ممایکون فیہ نفع للفقراء والنذرللہ تعالیٰ وذکرالشیخ انماھومحل تصرف النذرلمستحقہ العاکفین برباطہ اومسجدہ اوجامعہ فیجوز بھذاالاعتبار اذ مصرف النذرالفقراء وقدوجدالمصرف ولایحل صرفہ الاالی الفقرآء لاالیٰ ذی علم لعلمہ ولالذی نسب لنسبہ ولالحاضری الشیخ الاان یکون واحدامن الفقرآء۔

نھرالفائق۔وبحرالرائق۔ودرمختار۔والھندیۃ،وشرح العلامۃ القاسم للقدوری،ثم الفتاویٰ العزیزیۃ جلد۳،(107)

یااللہ میں نے نذرتیرے لیئے مانی ہے کہ اگرتونے میرے مریض کوشفاء دی یا (میرا فلاں کام ہوگیا) وغیرہ،تومیں ان فقیروں کوجوسیدہ نفیسہ (سیدناغوث اعظمؒ یاحضرت امام لیثؒ رضی اللہ عنہم اجمعین) کے آستانے پرہتے ہیں یاان کی مسجدکی چٹائیاں اوروہاں روشنی کیلئے تیل خریدوں گا یااس شخص کودراھم (روپے) دوں گا جواس مسجدکی اورشعائراللہ کی خدمت پرمأمورہویااورایسا کوئی کام (کروں گا) جس میں فقیروں کا فائدہ ہو (اگرکسی مسلمان نے ایسی نذرمان لی) تویہ نذراللہ ہی کیلئے ہے۔

(سوال توپھر سیدہ نفیسہؒ یادیگراولیاء اللہ کاذکرکیوں۔

اسکاجواب دیتے ہوئے فقہاء لکھتے ہیں کہ) شیخ کاذکرتو صرف اس لیے ہے کہ نذر کے مال کا مصرف فقراء ومساکین ہیں، اور یہاں فقراء ومساکین جوانکے آستانہ یامسجد یادرگاہ میں رہتے ہیں موجود ہیں، اس نذرکامصرف پایاگیاجو فقراء ہیں اوروہ موجود ہیں سو یہ نذر جائز ہے نذرکامال فقیروں کے علاوہ کسی اور کودیناجائزنہیں جب تک فقیرپایاجائے اسکے ہوتے ہوئے کسی عالمِ دین کواسکی (شرافتِ) علمی کی وجہ سے نیز کسی رشتدارکودیناصحیح نہیں۔

﴿وجہ پانزدہم یہ ہے﴾

(١٥) ویکرہ ان یذکرمع اسم اللہ تعالیٰ غیرہ وان یقال عند الذبح اللھم تقبل من فلان بن فلان وان قال ذلک قبل التسمیة اوقبل ان یضجع للذبح فلاباًس بہ
.الجامع الصغیروالکنز، وشرحھا وغیرھامتونا وشروحا، وحواشی،

جانورذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ کسی اورکانام لیناجائزنہیں ہاں اگرذبح سے پہلے یوں کہا، یااللہ یہ ذبیحہ فلاں بن فلاں کی جانب سے قبول فرمایہ کلمات بسم اللہ، اللہ اکبر کہنے سے پہلے کہے یاجب جانورکوذبح کیلئے لٹایا تب کہے سوایسے کلمات کہنے میں کوئی حرج نہیں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں

قال العلامة العینی (ای اذکان کذلک) فیکرہ فعلہ ھذاولاتحرم الذبیحة .عینی الکنز.
اقول وبہ ظھران الفاعل لقولہ فیکرہ لفظ ان یذکر(وان یقال) فلاکراھة ولاحرمة فی المذبوحة
علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اگرایساہوتواسکایہ فعل مکروہ ہے البتہ ذبیحہ حلال ہے
میں کہتاہوں کہ علامہ عینی کویکرہ کافاعل ذکرکرناچاہئے تھالہذانہ توکوئی کراہت ،اورنہ مذبوحہ حرام

(1)ذبح بقدوم الامیرونحوہ کواحدمن العظماء یحرم لانہ اھل بہ لغیر اللہ .درمختار
(2)واذاکان عندالقدوم فان کان لمجردالتعظیم فحرام. درمختار
(3)والثالثة ان یذکرموصولاعلی وجہ العطف والشرکة بان یقول بسم اللہ واسم فلان فتحرم الذبیحة لانہ اھل لغیراللہ بہ.ھدایة ذبائح .(436)

اگرامیرکی تعظیم (یعنی امیرکی مہمان نوازی کی نیت سے نہیں بلکہ صرف تعظیماً) جانورذبح کیا جائے توحرام ہے (یہاں یاتوتقرب بغیراللہ پایاگیا، اوریاصرف تعظیمِ امیرمرادہے گوشت مقصودنہیں، ان دونوں صورتوں کوفقہاء نے حرام لکھاہے،)یااگربوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اورکانام بطریقہ عطف یاشرکة کے لیا(جیسے کہا) بسم اللہ واسم فلان، اللہ اور فلاں

کے نام کیساتھ،تواس صورت میں ذبیحہ حرام ہوجائے گا کیونکہ اس نے بوقت ذبح اس جانور پراللہ کے نام کیساتھ دوسروں کا نام لیا۔

لیکن جب ذبح سے پہلے کسی کے نام منسوب کیایاذبح کے بعد برائے ایصالِ ثواب کسی کوبخشااور بوقت ذبح بسم اللہ اکبر کہکر ذبح کیاتو کوئی حرج نہیں یہ ذبیحہ حلال اوراس کا گوشت کھانا جائز ہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمان اولیاء اللہ کے نام جونذر مانتے ہیں یہ نذرشرعی نہیں نذر لغوی ہے تواس صورت میں حرمت کیسے، کیونکہ نذرشرعی عبادت ہے اللہ تعالیٰ کے سواء کسی کیلئے نذرشرعی ماننا جائزنہیں کفر ہے۔

میں نے مندرجہ بالا تمام عبارات متون وشروح سے ثابت کیا کہ یہ نذرلغوی ہے اور یہ جائز ہے

﴿نذرکرنے والے سے اسکی نیت معلوم کرنا﴾

نذرکرنے والے کی نیت معلوم کرنااس لیئے ضروری ہے کہ نیت کاتعلق دل سے ہے جو ایک امرِ باطن ہے(چونکہ باطن کاہمیں علم نہیں) سوناذر کی نیت کا معلوم کرناضروری ہے فقہاء لکھتے ہیں۔

نعم لوسئلوا عن تفسیرہ فقال الناذرلیس فی ھذاالکبش شیٔ للہ بل کلہ تقرب للشیخ واعتقد وا ھذاالیٰ ان ذبحہ باسم الشیخ فیحرم قطعا.

اگر(کسی نے مذبوحہ کے بارے میں نذرکرنے والے) سے پوچھا کہ تونے یہ ذبح کس کیلئے کیاہے اورناذر(نذرماننے والا)یوں جواب دے کہ اس دنبہ(یعنی اس کے گوشت میں) اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ نہیں ہے(العیاذباللہ) بلکہ یہ تمام کاتمام(گوشت) شیخ کے تقرب کے (حصول) کیلئے ہے اورپھرفقہاء نے بھی اس بات کااعتقاد کرلیاکہ اس شخص نے(بوقتِ ذبح) شیخ کا نام لیکر ذبح کیاہے تویقیناً وہ(گوشت)قطعاً حرام ہے۔

(۲) وان قال الناذرھوللہ وثوابہ للشیخ فلایحرم.

اوراگرناذرنے کہاکہ یہ ذبیحہ اللہ جل جلالہ کیلئے ہے اوراسکاثواب اللہ تعالیٰ کے ولی کیلئے ہے توپھروہ ذبیحہ(یعنی وہ گوشت)حرام نہیں ہوگا۔

البتہ اگرآنے والے کیلئے کوئی مسلمان ذبح کرے تویہاں ایک وہم پیدا ہوتاہے کہ آیاوہ ذابح کافرہواکہ نہیں؟

﴿صاحب [الاشباہ] شیخ زین الدین بن ابراھیم بن نجیمؒ (المتوفی ۹۷۰ھ)﴾

اسکا جواب دیتے ہوئے فتاویٰ بزازیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (واختلفوا فی کفر الذابح) ای للقادم علی قولین .الاشباہ، القاعدۃ الثانیۃ (۱۴) نقلامن البزازیۃ. اسمیں دواقوال ہیں ایک قول کے مطابق وہ شخص کافرنہیں جبکہ قولِ ثانی کے مطابق وہ شخص کافرہوا

﴿اَلْقَوْلُ الْاَوَّلُ عَدَمُ الْکُفْرِ بِدَلَائِلِ﴾

قول اول کے مطابق وہ کافرنہیں

دلائل ملاحظہ فرمائیں

(۱) فالشیخ السفکری وعبدالواحد الدرنی الحدیدی والنسفی علیٰ انہ لایکفر.

البزازیۃ ثم الاشباہ القاعدۃ الثانیۃ. (۲۱)

شیخ سفکری اورشیخ عبدالواحدؒ الدرنی اورشیخ النسفیؒ فرماتے ہیں کہ وہ شخص کافرنہیں

(۲) لانسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الأدمی بھذا النحو (درمختار)

ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفروھذابعیدمن حال المسلم (ردالمحتار)

کیونکہ ہم کسی مسلمان کے بارے میں ایسی بدگمانی نہیں کرسکتے کہ مسلمان (اللہ جل جلالہ کی ذاتِ اقدس کے تقرب کوچھوڑکر) انسان کے تقرب کیلئے ذبح کریگا۔یعنی عبادت کی نیت سے کیونکہ (اگراللہ کے سواکسی کی عبادۃ کی نیت سے ذبح کرے گا) توعبادۃ کی (نیت سے ذبح کرنا) کفرہے (لانہ المکفر) اوریہ بات مسلمان سے کوسوں دورہے (یعنی ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ مسلمان تَقَرُّبْ اِلَی اللّٰہ چھوڑکرتَقَرُّبْ لِلْعَبْد کیلئے ذبح کرے)

۵

(۳) وفی الصید المنیۃ انہ لایکرہ ولایکفربہ لانالانسیئ الظن بالمسلم (الخ) کمامرشرح الوھبانیۃ عن الذخیرۃ ثم الفتاویٰ العزیزیۃ (۲۲)

اورصید المنیۃ کے باب میں ہے کہ نہ تووہ (گوشت) مکروہ،اورنہ وہ شخص کافر،کیونکہ ہم کسی بھی مسلمان کے بارے میں ایساگمان کرہی نہیں سکتے (یعنی ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ مسلمان

تقرب الی اللہ چھوڑ کر تقرب للعبد کیلئے ذبح کرے)سو نہ تو وہ (گوشت) مکروہ،اور نہ وہ شخص کافر،

﴿القول الثانی کفر الذابح المذکور﴾

قولِ ثانی کے مطابق ذابحِ مذکور کافر ہے

(۱)اجمع العلماء لوان مسلماًذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب الیٰ غیر الله تعالیٰ صار مرتدا و ذبیحته مرتد. نیساپوری ثم الاعلاء (۱۸) وحاشیة البیضاوی بقرة رکوع ۵/ ۲۱

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر مسلمان نے جانور ذبح کرنے سے غیر اللہ کے تقرب کی نیت کی تو وہ شخص مرتد ہو جائے گا اور اسکا ذبیحہ مردار ہو جائے گا۔

(۲) ذکر الشیخ ابراهیم المروزی عن اصحابنا ان مایذبح عند استقبال السلطان تقربا الیه انه افتیٰ مشائخ بخاریٰ بتحریمه لانه مما اهل لغیر الله به .فتاویٰ عزیزیة (۲۲)

شیخ ابراہیم المروزی نے ہمارے فقہاء سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا ہے،کہ جب بادشاہ کے آمد پر اسکے تقرب کیلئے (جانور) ذبح کیا۔تو بخاریٰ کے مشائخ نے اس ذبیحہ کے حرمت کا (فتویٰ) دیا۔کیونکہ اس نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا۔

﴿اَلتَّوفِیقُ بَینَ الْقَولَینِ﴾

خلاصہ کلام

دونوں اقوال پیش کیے گئے۔کفرِ ذابح وغیرِ کفرِ ذابح،ان اقوال میں توفیق کس طرح ہوگی

☆۔۔۔۔۔دونوں اقوال میں توفیق اس طرح ہوگی۔کہ ذابح (جانور ذبح کرنے والا) کی نیت معلوم کی جائے اگر ذابح اقرار کرے کہ ذبح سے میرا مقصد غیر اللہ کی عبادت ہے تو بیشک وہ شخص مشرک ہے اور اگر اسکی نیت یہ نہ ہو بلکہ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام اور ثواب کسی ولی یا والدین یا پیر ومرشد وغیرھم کو بخشے تو اسے ہرگز مشرک نہ کہیں گے (بلکہ وہ مسلمان ہے)

مزید برآں:میں کہتا ہوں کہ قول ثانی میں حوالہ نمبر(۱) کی عبارت میں جو صیغہ (اَجْمَعَ) گذرا وہ مخالف کو مفید نہیں اس لئے کہ اس سے قبل یہ صیغہ گذرا (اختلفوا) اس صیغہ سے صیغہ (اَجْمَعُ) خلاف تحقیق ہوگیا (یعنی جب فقہاء نے کہا اِخْتَلَفُوْا تو اَجْمَعَ صیغے کی حیثیت ختم

ہو گئی) جیسے کہ ہم (فتاویٰ بزازیہ) اور (الاشباہ) سے ذکر کر آئے ہیں لہذا یہ مخالفین کو مفید نہیں۔

﴿نذر اولیاء پر اعتراض کے ترپن (53) جوابات﴾

اعتراض: نذر اولیاء حرام ہے اسکی حرمت مندرجہ ذیل آیت سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

اور حرام ہے وہ جانور جو غیر اللہ کے نام ذبح کیا گیا۔

لہذا جو لوگ اولیاء اللہ کے نام جانور ذبح کرتے ہیں اس کا گوشت حرام ہے؟ اور آپ لوگ (اہل سنت والجماعت) اُهِلَّ کا معنیٰ ذبح یا عندالذبح کرتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ تحریف فی القرآن ہے

﴿پہلا جواب یہ ہے﴾

کہ تم نے جو اعتراض کیا ہے کہ اُهِلَّ کا معنیٰ ذبح یا عندالذبح کرنا تحریف فی القرآن ہے تمہارا یہ کہنا غلط ہے اس لیئے کہ یہ قید (ذبح یا عندالذبح) کلمہ (بہ) سے مستفاد ہے۔ کیونکہ عندالذبح کلمہ (بہ) کیلئے عطف بیان ہے، تو واضح ہوا کہ (کہ اُهِلَّ کے ساتھ عند الذبح) کی قید لگانا صحیح ہے، نیز مذکورہ بالا آیت کے مفہوم کے عین موافق ہے۔ دیکھئے

﴿حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمت اللہ علیہ حاشیہ بیضاوی میں فرماتے ہیں﴾

وما اهل به لغير الله (الآية) اى رفع به الصوت عندذبحه للصنم (الیٰ آخره. بیضاوی) الضميران لماوزادعلى الكشاف لفظ عندذبحه بيانا للتلبس اوالسببية المستفاد من الباء فهوبدل من به اوعطف بيان. حاشية البيضاوى لعبدالحكيم السيالكوٹى.

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور حرام ہے وہ جانور جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا گیا۔ یعنی اس جانور کا گوشت حرام ہے جس پر بوقت ذبح بت کا نام پکارا گیا ہو۔ (پھر یہ عبارت قابل غور ہے اس میں) دونوں ضمائر (بہ، میں :ہٗ :، اور ذبحہ میں :ہٗ :دونوں) ما موصولہ کی طرف راجع ہیں۔

اور بیضاوی نے کشاف کے الفاظ (عندذبحہ) پر مزید اضافہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ لفظ عندذبحه بيانا للتلبس او السببية المستفاد من الباء فهوبدل من به اوعطف بيان.

یہ یاتوتلبس کابیان ہے یا سببیت کیلئے آیاہے،جو(بہ) میں حرف(ب) سے مستفاد ہے سویہ یاتو(بہ) سے بدل ہے یاعطف بیان ہے۔

☆۔۔علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی،اور بیضاوی کی تحقیق سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ اس جانورکا گوشت کھانا حرام ہے جس پر بوقت ذبح غیراللہ کا نام لیاگیا۔

نیز انکی تحقیق سے معترض کااعتراض اور استدلال باطل،نیز معترض کایہ کہنا کہ یہ قید تحریف فی القرآن ہے،سواس کایہ قول بھی باطل ہوگیا یہ بھی معلوم ہواکہ معترض علم نحو کے قواعد وضوابط سے اور مفسرین کے تفاسیر سے نابلد ہے۔

﴿دوسرا جواب یہ ہے﴾

کہ یہ قید(ذبح یاعندالذبح) آیت مذکورہ بالاسے اس طرح بھی مأخوذ ہے کہ (بہ) میں (ب) فی: ظرفیة کے معنیٰ میں آیاہے یعنی (بہ) بمعنیٰ (فی) ہے،یہاں(ب)حرف جر اور(ہٗ) کے درمیاں ذَبْحٌ مصدر مقدر ہے۔تواصل عبارت یوں ہوگئی وماأهل في ذبحه دیکھئے

﴿علامہ سلیمان جمل رحمت اللہ علیہ اس کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں﴾

(۲) وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ط والباء في به بمعنیٰ في ولابد من حذف المضاف ای في ذبحه لان المعنیٰ وما صيح في ذبحه لغير الله .تفسير الجمل حاشيه الجلالين جلد ا

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اورحرام ہے وہ جانورجس پر بوقت ذبح غیراللہ کا نام لیاگیا،اور(بہ) میں(ب) حرف جربمعنیٰ (فی) کے ہے،یہاں مضاف مقدر ماناضروری ہے،جویہ ہے(ذبحہ) توعبارت یوں ہوگئی(فی ذبحہ) توآیت کامعنیٰ عربی میں یہ ہوا(وما صيح في ذبحه لغير الله) جسکا اردو میں ترجمہ اس طرح ہوگا،وہ جانورجس پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اورکانام لیا جائے (جیسے بسم الله الله اکبرکے بجائے یوں کہا بسم الات و العزیٰ وغیرہ)تواس جانورکاگوشت کھانا حرام ہے۔

☆۔۔یہ قید جسکاہم اوپرتذکرہ کرآئے ہیں چہاروں آیات میں ثابت ہوگا تومعترض کاقول واستدلال دونوں باطل ومردودہوگئے۔

﴿تیسرا جواب یہ ہے﴾

کہ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ : سے پہلے یہ آیت موجود ہے(۳) فمن اضطر غیر باغ ولا عاد

فلااثم علیہ ان اللہ غفوررحیم ۔جس میں (فمن اضطر) کے الفاظ موجود ہے ہیں،اصول فقہ،علم نحو،وعلم معانی، کے علماء نے اس کی تصریح کرتے ہوئے فرمایا کہ(فمن اضطر) میں (ف)برائے تعقیب مع الوصل ہے،دیکھئے لکھتے ہیں الفاء خاص لمعنیٰ مخصوص وھو الوصل والتعقیب(الیٰ آخرہ) کشف الاسرار،ونور الانوار، والفصول،والمولوی بحث حروف المعانی،والمطول وغیرھا

﴿چوتھا جواب﴾

(۴)اس آیت میں(اوفسقا) موصوف ہے،اور(اھل بہ لغیر اللہ) صفت موضحہ ہے۔جیسے کہ مفسرین کرام نے فرمایاہے

اوفسقا۔اھل بہ لغیر اللہ صفۃ موضحۃ ای ذبح علی اسم الاصنام.

صفت و موصوف کی وضاحت کے بعداھل بہ لغیر اللہ کامعنیٰ یہ ہواکہ جوجانوربتوں کے نام ذبح کیا جائے سویہ فسق ہے(یعنی ایسے جانورکاگوشت کھاناحرام ہے جس پربوقتِ ذبح غیراللہ کا نام پکاراگیا)

﴿پانچواں جواب﴾

(۵)وَلَاتَاْكُلُوْا مِمَّالَمْ یُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ۔یہ آیت وماھل بہ لغیر اللہ کیلئے مُفَسِّرْ ہے تومفسَّر اورمُفَسِّر کافائدہ یہ ہواکہ جس جانورپربوقت ذبح غیراللہ کانام پکاراجائے وہ حرام ہے۔سومعترض کااعتراض واستدلال دونوں باطل ہوگئے۔پارہ،۸،رکوع،۱

﴿چھٹاجواب﴾

(۶) اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے

اِنَّمَاحَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ (الیٰ آخرہ) تعلیل لحل مامرھم باکلہ ممارزقنھم ای انماحرم ھذہ الاشیاء دون ماتزعمون حرمتہ من البحائروالسوائب ونحوھا۔ابوالسعود۔پارہ ۱۴،ایت،۱۱۵

حرام کردیاتم پرمردار(جانورکاگوشت کھانا)اور(بہنے والا)خون اورخنزیر کاگوشت اور(گوشت ان جانوروں)کاجن پربوقتِ ذبح غیراللہ کانام پکاراگیا۔اس آیت میں تعلیل ہے اس طرح کہ جوچیزیں اللہ نے تمہیں عطاکیں ہیں اسے کھاؤیعنی(وہ جانورجن کااوپرتذکرہ ہوا انکاگوشت کھانا)تمہارے لئے حرام ہے اوروہ جانورجنہیں تم مردارسمجھتے ہواپنے اوپرحرام کئے

ہوئے ہیں جیسے بحیرہ، اورسائبہ، وصیلہ، حامی، یہ حرام نہیں (بلکہ تم نے ازخود اپنے اوپر حرام کیئے ہوئے ہیں سو تمہارا یہ وہم وگمان غلط ہے)

﴿ساتواں جواب﴾

(۷) فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ ۝ سورۃ انعام۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے، پس کھاؤ تم ان جانوروں (کے گوشت میں سے) جن پر (بوقت ذبح) اللہ کا نام لیا گیا، اگرتم مؤمن ہو۔

☆۔ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ اعتراض کرنے والا (وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) میں (ذبح، یا عند الذبح) کی قید تسلیم نہیں کرتا، تو اس آیت (مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ) میں بھی تسلیم نہیں کریگا کیونکہ یہاں بھی بظاہر ذبح کا لفظ نہیں۔

☆۔۔میں کہتا ہوں کہ ذبح کی قید تسلیم نہ کرنا ایک عظیم غلطی ہوگی، اس لئے کہ اگر یہاں (ذبح) کی قید تسلیم نہ کی جائے تو لازم آئے گا کہ حلال جانور کے گوشت کی حلت ذبح پر موقوف نہ ہو (نعوذ باللہ) جب کہ حلال جانور کے گوشت کی حلت (یعنی اسکے گوشت کا حلال ہونا) حلال جانور کے ذبح کرنے پر موقوف ہے۔

﴿آٹھواں جواب﴾

(۸) وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ سورۃ انعام۔

اور تمہیں کیا ہوا کہ نہیں کھاتے تم ان (جانوروں کے گوشت میں سے) جن پر (بوقت ذبح) اللہ کا نام لیا گیا اور تحقیق تفصیل سے بیان کی گئیں ہیں تمہارے لئے وہ جانور جو تم پر حرام کی گئی ہیں۔ اس آیت (مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ) میں بھی (ذبح) کی قید نہیں،

☆میں کہتا ہوں کہ یہاں بھی ذبح کی قید تسلیم نہ کرنا ایک عظیم غلطی ہوگی، اس لئے کہ اگر یہاں (ذبح) کی قید تسلیم نہ کی جائے تو لازم آئے گا کہ حلال جانور کے گوشت کی حلت ذبح پر موقوف نہ ہو (نعوذ باللہ) جب کہ حلال جانور کے گوشت کی حلت (یعنی اسکے گوشت کا حلال ہونا) حلال جانور کے ذبح کرنے پر موقوف ہے، اگر یہاں ذبح کی قید تسلیم نہ کی جائے تو اسلامی قواعد وضوابط میں ایک عظیم بگاڑ پیدا ہوگا۔ سو معترض کا قول واعتراض باطل ہوگیا۔

﴿نواں جواب﴾

(۹) وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ،
اور ہر امت کے لئے ہم نے مقرر کیا ایک قربانی، کہ وہ (لوگ) اللہ کا نام لیں اس بے زبان چوپایوں پر جو انہیں (اللہ) نے دیئے۔ سورہ حج، آیت (34)

☆ ملاحظہ فرمایا آپ، نے کہ اعتراض کرنے والا (وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ) میں (ذبح، یا عند الذبح) کی قید تسلیم نہیں کرتا، تو اس آیت (لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم) میں بھی تسلیم نہیں کریگا، کیونکہ یہاں بھی بظاہر ذبح کا لفظ نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ذبح کی قید تسلیم نہ کرنا ایک عظیم غلطی ہوگی۔ اس لئے کہ اگر یہاں (ذبح) کی قید تسلیم نہ کی جائے تو لازم آئے گا کہ حلال جانور کے گوشت کی حلت ذبح پر موقوف نہ ہو (نعوذ باللہ) جب کہ حلال جانور کے گوشت کی حلت (یعنی اسکے گوشت کا کھانا) حلال جانور کے ذبح کرنے پر موقوف ہے۔

﴿دسواں جواب﴾

(10) وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ. سورہ الحج.

اور اونٹ (اور گائے) بنائے ہم نے تمہارے لئے نشانیاں، اس میں تمہارے لئے بہتری ہے،

سو، لو اللہ کا نام ان (جانوروں) پر (ذبح کے وقت اس حال میں) کہ ایک پاؤں بندھے ہوں اور تین پاؤں پر کھڑے (تو انہیں ذبح کرو، اونٹ کے ذبح کرنے کا یہی سنت طریقہ ہے) سو جب ان (جانوروں) کی روح نکل جائے (ٹھنڈے ہو جائیں) سو (خود بھی) کھاؤ اور کھلاؤ (اس کے گوشت میں سے) قناعت کرنے والے فقیروں کو، اور مانگنے والے کو۔

☆۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ اعتراض کرنے والا (وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ) میں (ذبح، یا عند الذبح) کی قید تسلیم نہیں کرتا، تو اس آیت (فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا) میں بھی تسلیم نہیں کریگا۔ کیونکہ یہاں بھی بظاہر ذبح کا لفظ نہیں۔

☆۔ میں کہتا ہوں کہ ذبح کی قید تسلیم نہ کرنا ایک عظیم غلطی ہوگی۔ اس لئے کہ اگر یہاں (ذبح) کی قید تسلیم نہ کی جائے تو لازم آئے گا کہ حلال جانور کے گوشت کی حلت ذبح پر

موقوف نہ ہو(نعوذ باللہ)جب کہ حلال جانور کے گوشت کی حلت (یعنی اسکے گوشت کا کھانا) حلال جانور کے ذبح کرنے پر موقوف ہے۔

☆۔(آیت مذکورہ بالامیں چندمشکل الفاظ کی اختصار کیساتھ تشریح ذکر کرتاہوں، انشاء اللہ مفید رہے گا،بُدْنٌ ،بُدْنٌ بَدَنَةٌ کی جمع ہے جیسے ثَمرٌ،وثُمرٌ،ثَمرتٌ،کی جمع ہے،یہ بدانۃ سے مأخوذ ہے جسکا معنیٰ ہے موٹا تازہ ہونا،امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بُدْنٌ کا اطلاق اونٹ اورگائے دونوں پر ہوتاہے۔البتہ آیت مذکورہ میں ذبح کا جوطریقہ بتایاگیاہے وہ صرف اونٹ کے ذبح کرنے کاطریقہ ہے۔

(صَوَّافٌ) کی تشریح کرتے ہوئے صاحبِ قاموس لکھتے ہیں وہ اونٹ جس کابایاں ہاتھ باندھا جائے اوروہ اپنے دونوں پاؤں اوردائیں ہاتھ کے سہارے کھڑاہو،اس کوصواف کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کے نحر کرنے کایہی طریقہ منقول ہے،کہ اونٹ کواس طرح کھڑاکر کے اس کے حلقوم میں زور سے تیزنیزہ ماراجاتاجس سے خون کافوارہ بہہ نکلتا۔

(وَجَبَتْ)اسکامعنیٰ ہے گرنا،سورج غروب ہوتوعرب کے لوگ کہتے ہیں وجبت الشمس، سورج غروب ہوگیا،اگردیوارگرجائے توکہتے ہیں وجب الحائط،دیوارگرگیا،قرطبی(اَلْقَانِعُ) **الجالس فی بیته المتعفف یقنع بما یعطیٰ ولا یسال** ۔وہ فقیرجوگھربیٹھارہے اورکسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا(اَلْمُعْتَرُ) الذی یسأل۔وہ فقیرجوبھیک مانگے۔تعلیق،مترجم)

﴿گیارواں جواب﴾

(۱۱) وَلَاتَاكُلُوامِمَّالَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ (سورہ انعام رکوع۔ا؍۱۴)

اورنہ کھاؤ ان(جانوروں کے گوشت سے)جن پر(بوقتِ ذبح)اللہ کانام نہ لیاگیا،اور بیشک (جانور کے ذبح کرنے کے وقت اللہ کانام نہ لینابہت بڑا) گناہ ہے۔

☆۔ملاحظہ فرمایاآپ نے کہ اعتراض کرنے والا (وَمَااُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِاللّٰهِ) میں(ذبح،یاعند الذبح) کی قیدتسلیم نہیں کرتا،تواس آیت (مِمَّالَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ) میں بھی تسلیم نہیں کریگا۔کیونکہ یہاں بھی بظاہرذبح کالفظ نہیں۔

☆۔۔میں کہتاہوں کہ ذبح کی قیدحلت وحرمت دونوں میں یکساں ہے(یعنی جس طرح مذبوحہ کی حلت والی آیات میں ذبح کی قیدنہیں اسی طرح حرمت والی آیات میں ذبح کی قیدنہیں)سوتسلیم کرناپڑھے گاکہ (وَمَااُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِاللّٰهِ)میں(ذبح،یاعندالذبح)کی

قید ہے، سو معترض کا قول واعتراض دونوں باطل ہوگئے۔

☆۔۔صاحبو! آج کل شرک فی الحکم کا بڑا زور ہے، بڑا چرچا ہے جسے چاہا حرام کہدیا جسے چاہا حلال کہدیا، ان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ کوئی شی بغیر دلیل قطعی کے حرام نہیں ہوتی۔

☆۔۔ان نادانوں کا خیال ہے، کہ جب کسی مسلمان نے کہا کہ یہ چیز فلاں بزرگ کی ہے (بس اسکے لئے اتنی دلیل ہی کافی ہوجاتی ہے اور شور مچاتا پھرتا ہے کہ یہ حرام ہوگئی) گویا حرمت اس شی میں ایسے سرایت کرگئی کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کا نام بھی اسے پاک نہیں کرسکتا

☆۔۔ان نادانوں کو یہ بھی نہیں معلوم کہ اضافت ادنیٰ تعلق سے بھی ہوسکتا ہے۔جیسے کہا جاتا ہے، ہمارا بادشاہ، یا ہمارا ملک، یا ہمارے دوست، میری زوجہ، میرے بچے، مذکورہ تمام اشیاء میں اضافت ہی تو ہے تو کیا اضافت سے شرک لازم آیا یا حرمت (اگر کہو گے کہ نسبت واضافت سے حرمت لازم آتی ہے تو سوچ لو کہ جب تم نے کہا میرا بچہ تو تو نے بچہ کی نسبت اپنی جانب کی اسکے بارے میں کیا کہو گے نیز جب تم نے اپنی زوجہ کی نسبت اپنی طرف کی اسکے بارے میں کیا کہو گے ظاہر ہے بقول تمہارے کہ غیر اللہ کی طرف نسبت کرنے سے اشیاء حرام ہوجاتی ہیں یا غیر اللہ کی طرف نسبت واضافت شرک ہے اور یقیناً تو خود بھی غیر اللہ ہے اور تو نے صاحبزادے کی نسبت اپنی طرف کی کیا خیال ہے یا تو تو نے شرک کرلیا یا آپکا صاحبزادہ ۔۔۔۔ہوگیا؟

اسی طرح آپکی زوجہ محترمہ کا حال، کہ جب تو نے زوجہ کی نسبت اپنی طرف کی تو، یا تو آپکی زوجہ محترمہ آپ پر، حرام، ہوگئی، یا تو نے شرک کیا (تعلیق۔مترجم)

☆۔۔اے نادانو، ان نسبتوں کو غلط کہنے والو، نسبتوں کے مخالفو، تمہارے ذہنوں میں تو یہ ہے کہ کسی بھی چیز کو اللہ کے سوا کسی کی جانب منسوب کرنے سے وہ چیز حرام ہوجاتی ہے تو تمہارے اس مفروضے کی وجہ سے کل اپنے ہی گھر کو اللہ تعالیٰ کا گھر کہہ دوگے تمہاری اس جہالت کی وجہ سے تمہارا گھر وقف ہوجائے گا (کیونکہ وہ خدا کا گھر ٹہرا اور اللہ کا گھر وقف ہوتا ہے) نیز یہ بھی بعید نہیں کہ اپنی زوجہ کو (نعوذ باللہ) اللہ کی بیوی کہہ دوگے تو کافر ہو جاؤ گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ بیوی واولاد سے پاک ومنزہ ومبرہ ہے۔معلوم ہوا کہ کسی شی کو صرف منسوب کرنے سے حرمت وشرک لازم نہیں آتا۔

تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ (مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ) اور (وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ) سے مراد یہ ہے کہ وہ جانور جس پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے، ایسے جانور کا گوشت حرام ہے۔

﴿بارواں جواب﴾

بارویں جواب سے قبل یہ بات ذہن نشیں رہے، کہ بعض احباب یہ کہتے ہیں کہ (اھلال) لغت میں رفع الصوت (آواز بلند کرنے) کو کہتے ہیں، حالانکہ جب قرآن کریم نازل ہو رہا تھا اس وقت عرب کے عرف عام میں اھلال (جانور) ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کرنے کو کہا جاتا تھا، میں انشاء اللہ عنقریب احادیث صحیحہ، مفسرین، اور شارحین، کے اقوال سے ثابت کروں گا، البتہ اس سے قبل کہ میں احادیث، تفاسیر، شروح سے دلائل پیش کروں، ایک قاعدہ ذہن نشین فرمالیں۔

قرائن کے ہوتے ہوئے حقیقت کو چھوڑ کر مجاز پر عمل ہوا کرتا ہے، چاہے وہ قرائن یعنی (1) دلالت عادت (2) دلالت لفظ فی نفسہ (3) دلالت سیاق نظم (4) دلالت حال متکلم (5) دلالت محل کلام۔

دلالت عادت، جیسے، نذر، نماز، حج،

دلالتِ عادت کا مطلب یہ ہے کہ الفاظ کے استعمال اور الفاظ کے معنی سمجھنے میں انسان کی جو عادت ہوتی ہے اس عادت کے دلالت کرنے کی وجہ سے متکلم کی نیت کے بغیر ہی معنیٰ حقیقی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور معنیٰ مجازی پر عمل ہوتا ہے۔ اور دلالتِ عادت کی وجہ سے حقیقی معنیٰ کے ترک کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ کلام کی وضع اس لئے ہوتی ہے تاکہ سامع کو سمجھایا جاسکے، پس جب کلام عرفاً یا عادتاً کسی چیز کیلئے استعمال ہوا اور اسکو معنیٰ لغوی سے نقل کیا گیا ہو، تو استعمال کی اس عادت اور عرف کو ترجیح حاصل ہوگی، اور اس کا معنیٰ حقیقی یعنی لغوی معنی متروک ہوگا۔

اس قاعدہ پر دلیل ملاحظہ فرمائیں صاحب نور الانوار حقیقت اور مجاز کی بحث میں تحریر فرماتے ہیں

(۱۲) **وتترک الحقیقۃ اللغویۃ بدلالۃ العادۃ فی استعمال الالفاظ المنقولۃ شرعا او عرفا عاما او خاصا**۔ نور الانوا بحث الحقیقۃ والمجاز (۱۱۵) ثم الاعلاء (۱۲)

حقیقتِ لغویہ کو دلالتِ عادۃ کے ہوتے ہوئے ترک کریں گے۔ الفاظ منقولہ کے استعمال

میں،وہ الفاظ منقولہ شرعاً ہوں،یا عرفاً،عام ہوں یا خاص ہوں،
(پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں)والحقیقة تترک بدلالة العادة کالنذربالصلوٰة والحج فان الصلوٰة فی اللغة الدعاء کمافی قوله تعالیٰ یاایهاالذین اٰمنوا صلوا علیه وقوله واذا کان صائما فلیصل ای لیدع،ثم نقلت الی الارکان المعلومة والعبادة المعهودة وهجر معناه الاول،(الیٰ آخره) وفی حکمها سائر الالفاظ المنقولة شرعا،اوعرفا، عاما، او خاصا.نورالانوار.(ص، ۱۱۱)

حقیقت کودلالۃ حال کے ہوتے ہوئے ترک کریں گے،جیسے کسی نے صلوٰۃ کی نذرمان لی یاحج کی،کیونکہ کہ صلوٰۃ لغت میں دعاء کوکہتے ہیں،جیسے اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے،اے ایمان والو ان پرصلوٰۃ پڑھو،یایہ مثال(واذاکان صائما فلیصل ای لیدع،ثم نقلت الی الارکان المعلومة والعبادة المعهودة وهجرمعناه الاول) (واذاکان صائما فلیصل)جب روزہ دار ہوتو(فلیصل،لیدع) تواسے چھوڑدے۔

دیکھئے کہ صلوٰۃ کالغوی معنیٰ دعاہے اوربمعنیٰ چھوڑنے کے بھی آیا،مگرپھرارکانِ معلومہ اورعبادۃِ معہودہ کی جانب منقول ہوا،اورلغوع معنیٰ کوچھوڑدیاگیا،توجوحکم صلاۃ وحج کاہے وہ حکم ایسے تمام الفاظ کاہوگا،جومنقول شرعی یاعرفی ہوں،یعنی صلوٰۃ،وحج،کی طرح ان تمام الفاظ کاحقیقی معنیٰ متروک ہوگا،اورمجازی معنیٰ پرہی عمل کرناواجب ہوگا۔

والمنقول الشرعی کاالصلوٰة فانهافی الاصل وضعت للدعاثم نقلها صاحب الشرع الیٰ ارکان مخصوصة معلومة.

والمنقول العرفی العام،کدابة فانهافی الاصل وضعت لکل مایدب علی الارض ثم نقلها العرف العام الیٰ الخیل والبغال والحمیر،

والمنقول العرفی الخاص،(المنقول الاصطلاحی) کاالفعل فانه فی اصل اللغة اسم لما صدر عن الفاعل کاالاکل والشرب ثم نقله النحوی الیٰ کلمة دلت علی معنی فی نفسه مقترنة باحدالازمنة الثلاثة (تعلیق،مترجم،محمدعبدالعلیم القادری)

﴿سوال﴾

بعض ناداں لوگ،حضراتِ مفسرین پریہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر(وَمَآاُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ) یادیگرآیات میں(ذبح، یَاعِنْدَالذَّبْح) کی قید لگائی جائے تو(مَا) موصولہ صرف جانوروں

کیساتھ خاص ہو جائے گا حالانکہ یہ (مَا) عام معنوی ہے، جوتمام غیر ذوی العقول کوشامل ہے خواہ وہ غیر ذوی العقول جانور ہوں یادیگراشیاء، مگرمفسرین کی قید سے (مَا) خاص ہو جائے گا۔ جوغلط ہے۔

﴿جواب﴾

اس اعتراض کے میرے پاس بحمدہ تعالیٰ، بوجوہاتِ کثیرہ [41] اکتالیس جوابات ہیں، اس سے قبل جوبارہ (12) جوابات گذرے ہیں وہ صرف اعتراض اول کیساتھ خاص تھے۔ البتہ آگے جوجوابات آرہے ہیں وہ سوالِ اول، اوردوم، دونوں [سوالوں] کے جوابات کوشامل ہونگے اگلے جوابات دیتے ہوئے میں ساتھ میں وجہ اول وجہ دوم سوم وغیرہ لکھوں گا سوا سے سوال دوم کا جواب بھی سمجھیں۔

﴿لفظ :مَا: کے عموم کا جواب﴾

موصولات یاموصوفات اپنے صلات، وصفات کے اعتبار سے خاص ہوتے ہیں جیسے لفظِ مَا) جسکا فائدہ یہ ہوا کہ یہ افرادِ غیر موصوفہ کوشامل نہ ہونگے، لیجئے میں قرآن کریم سے سمجھانے کی غرض سے مثال پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔

(فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ)

ترجمہ: نکاح کروتم جوتمہیں پسند آئیں عورتوں سے۔

اس آیت میں (مَا) بمعنیٰ (مَنْ) صفت کا لحاظ کرکے (مَا) سے تعبیر کیا گیاہے، یا، مَا، مَنْ، کی جگہ استعمال ہورہاہے یعنی ذوی العقول ہی مراد ہیں۔

معلوم ہواکہ یہاں :مَا: سے مراد وہ خواتین ہیں، جوطیبات وحلال ہیں (یعنی تم پاکیزہ خواتین سے نکاح کروحالانکہ [مَا] کواگرعموم ہی پر رکھاجاتا تو پھرمعنیٰ یہ ہوتا کہ تم نکاح کروعورتوں سے چاہے طیبات ہوں یانہ ہوں جبکہ اس طرح معنیٰ کرنے سے مقصود مفقود ہوجائے گا اوریقیناً منشاء الٰہی میں تبدیلی آجائے گی) سو (وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) میں بھی :مَا: بلحاظِ صلہ خاص ہے۔

اوروہ یہ ہے کہ ہروہ جانور جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیاجائے حرام ہے۔

رہا یہ امرکہ اہلال بمعنیٰ رَفْعُ الصَّوْتِ عِنْدَالذَّبْحِ (یعنی اگراہلال کا یہ معنیٰ کیاجائے۔ آواز بلند کرنا بوقتِ ذبح) آیا یہ معنیٰ صحیح ہوگا یامطلقاً آواز بلند کرنے کواہلال کہیں گے، ان دونوں

میں کونسا معنیٰ اختیار کرنا صحیح ہوگا، سومیرے نزدیک اہلال کا معنیٰ رفع الصوت عند الذبح (آواز بلند کرنا بوقتِ ذبح) والا معنیٰ ہی صحیح ہے، اور مطلقاً آواز بلند کرنا، مراد لینا، بوجوہ کثیرہ غلط ہے۔

(صاحب فتح البیان لکھتے ہیں)

(۱۳) وجہ اول آنکہ (اُھِلَّ) درعرفِ عرب آن وقت بمعنیٰ ذبح آمدہ . بدلیل قول افصح الفصحاء وابلغ البلغاء سیدناعلی کرم اللہ وجھہ الکریم اذا سمعتم الیھود والنصاریٰ یھلون لغیر اللہ (ای یذبحون باسم غیر اللہ (فلا تأکلوا) واذا لم تسمعوھم فکلوا فان اللہ قداحل ذبائحھم وھو یعلم مایقولون .فتح البیان جلد ۱ .(222)

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (اُھِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے،

اسکی دلیل حضرتِ اَفْصَحُ الْفُصَحَاءِ اَبْلَغُ الْبُلَغَاءِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے۔ آپؓ نے فرمایا، کہ جب تم یہودونصاریٰ سے جانور کے ذبح کرتے وقت غیراللہ کا نام سن لو (کہ یہودونصاریٰ غیراللہ کے نام پر ذبح کررہے ہیں) توپھراس جانور کے گوشت میں سے مت کھاؤ۔ اورجب تم ان سے (جانورکوذبح کرتے وقت) غیراللہ کا نام نہ سنو توپھراس مذبوحہ کا گوشت کھاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کاذبح کیاہوا (مسلمانوں کیلئے) حلال کردیاہے اللہ انکے اقوال کوبہتر جانتاہے۔

وجہ استدلال اس قول سے یہ ہے۔

کہ اس عبارت میں صراحتاً یہ الفاظ موجود ہیں (یھلون لغیر اللہ)، سومعلوم ہواکہ اھل بمعنیٰ ذبح کے ہے اسکی دلیل اسی عبارت میں قد احل ذبائحھم کے الفاظ ہیں

﴿چودھواں جواب، ووجہ دوم﴾

(۱۴) اھل :درعرفِ عرب آں وقت بمعنیٰ ذبح آمدہ بدلیل قول امام المفسرین حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔ وماأھل بہ لغیر اللہ اخرج ابن المنذر عن ابن عباس وماأھل قال ذبح (الیٰ آخرہ) درمنثور للعلامۃ السیوطی ثم الاعلام (۱۳)

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (اُھِل) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے، اسکی دلیل حضرتِ امام المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے، حضرتِ ابن منذر رضی اللہ عنہ حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا(وَمَااُھِلَّ) کا معنیٰ (ذُبِحَ) ہے

☆-----وجہ استدلال اس قول سے یہ ہے کہ اس زمانے کے لوگوں کے عُرف میں(اُھِلَّ) بمعنیٰ ذبح تھا۔

﴿پندرواں جواب،ووجہ سوم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں(اُھِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے(اُھِلَّ) کا معنی کرتے ہوئے حضرتِ امام المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۵) وَمَاذُبِحَ بِغَیْرِ اسْمِ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَمَدًا فَاِنَّہُ رِجْسٌ حَرَامٌ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ(وَمَااُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس جانور پر بوقت ذبح قصداللہ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا سو اس جانور کا گوشت پلید اور اسکا کھانا حرام ہے۔تفسیر ابن عباس پارہ ۱۸ .سورۃ انعام رکوع ۱۸/۵ .(۱۲۶)پارہ ۶ مائدہ رکوع ۱/۵ (۸۹) پارہ ۱۴ ، نحل رکوع ۱۵/۲۱ (۲۳۶)

☆۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ حضرتِ امام المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بِنِسْبَتِ دوسرے مفسرین کے افصح اللسان،ابلغ اللسان،اور تمام مفسرین سے زیادہ اعلم ہیں بحرالعلم ہیں اپنی تفسیر میں چار جگہ (اُھِلَّ) کا معنیٰ ذبح کر رہے ہیں،معلوم ہوا کہ اُس وقت عرب کے عرفِ عام میں(اُھِلَّ) کا یہی معنیٰ رائج تھا، اس معنیٰ سے انکار جہالت پر مبنی ہے۔

﴿سولھواں جواب،ووجہ چہارم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں(اُھِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے،دیکھیے حضرتِ امام المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور جمہور مفسرین نے(اُھِلَّ) کا معنیٰ ذبح ہی کیا ہے۔

(۱۶)ومعنیٰ ماا ھل بہ لغیر اللہ قال ابن عباس ماذبح للاصنام و ذکر علیہ غیر اسم اللہ وھو قول جمھور المفسرین .تفسیر الواقدی.سورۃ مائدۃ.

(وَمَااُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ) کا معنیٰ کرتے ہوئے حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں(ماذبح للاصنام و ذکر علیہ غیر اسم اللہ) کہ اس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے جو بتوں کے نام ذبح کیا گیا ہو۔

(خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس جانور پر بوقتِ ذبح)غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو(اس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے)۔جمہور مفسرین کا بھی یہی قول ہے۔

☆۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اورجمہور مفسرین کا قول ہی میرا استدلال ہے۔ نیز یہ بات بھی خوب واضح ہوگئی کہ اس زمانے میں عرب کے عرف میں (اُہِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی رائج وشائع تھا۔

﴿سترواں جواب، وجہ پنجم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (اُہِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے۔ دیکھئے حضرتِ مجاہد تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

(۱۷) واخرج ابن ابی حاتم عن ابی مجاهد وما اهل قال ماذبح لغیر الله .

درمنثور للعلامة السیوطی ثم الاعلاء(۱۳)

حضرت ابن ابی حاتم حضرتِ مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپؓ نے فرمایا کہ (مَااُہِلَّ) کا معنیٰ (ماذبح لغیر الله) ہے، یعنی وہ جانور جو غیراللہ کے نام ذبح کیا گیا ہو اسکا گوشت کھانا حرام ہے)

﴿اٹھارواں جواب، وجہ ششم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (اُہِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے۔ دیکھئے حضرتِ ربیع بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

(۱۸) قال الربیع بن انس یعنی ماذکر عند ذبحه اسم غیر الله (الیٰ قوله) وکان الکفار اذاذبحوا لألهتهم یرفعون اصواتهم بذکرها فجریٰ ذلک من امرهم حتیٰ قیل لکل ذابح وان لم یجهر مهل .

تفسیر مظهری ثم الاعلاء(۱۳)

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ (مَااُہِلَّ) کا معنیٰ کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ (مَااُہِلَّ) کا معنیٰ یہ ہے، (ما ذکر عند ذبحه اسم غیر الله کہ وہ جانور جس پر بوقت ذبح غیراللہ کا نام لیا گیا ہو) (سو ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام ہے الی قولہ) کافر جب اپنے بتوں کیلئے ذبح کرتے تھے تو (بوقتِ ذبح) اپنی آوازوں کو بتوں کا نام لیکر بلند کرتے (یعنی اپنے خداؤں کا نام لیکر ذبح کرتے) یہاں تک کہ یہ عادت اتنی عام، رائج، وشائع ہوگئی کہ ہر ذبح کرنے والے کو ((مُہِلّ) بوقتِ ذبح آواز بلند کرنے والا) کہا جانے لگا، اگرچہ وہ جہر بھی نہ کرتا تب بھی اسکو (مُہِلّ) کہا جاتا تھا۔

☆۔۔وجہِ استدلال صاف ظاہر ہے اس عبارت میں یہ الفاظ (یعنی ماذکر عند ذبحه اسم

غیر اللہ)اور یہ الفاظ،(وکان الکفار اذاذبحوا لألھتھم)اور یہ الفاظ(حتیٰ قیل لکل ذابح، مُھِلٌ) ہیں،ترجمہ اوپر گذرگیا۔نیز الفاظ مذکورہ اس بات کوواضح کررہے ہیں کہ عرب کے عرفِ عام میں اس زمانے میں(اُھِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی رائج وشائع تھا۔

﴿انیسواں جواب،ووجہ ہفتم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں(اُھِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے،دیکھئے حضرتِ ابی العالیہؒ فرماتے ہیں

(۱۹)واخرج ابن ابی الحاتم عن ابی العالیة وماا ھل به لغیر اللہ یقول ماذکر علیه اسم غیر اللہ. درمنثور للعلامۃالسیوطی ثم الاعلاء(۱۳)

حضرت ابن ابی حاتم حضرتِ ابی العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں،آپؒ نے فرمایا کہ(وَ مَااُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِاللّٰہِ) کا معنیٰ (ماذکرعلیه اسم غیر اللہ)یعنی وہ جانور جوغیراللہ کے نام ذبح کیا گیاہو(اسکا گوشت کھانا حرام ہے)

☆---وجہ استدلال اظہرمن الشمس ہے جویہ ہے(ماذکرعلیه اسم غیراللہ) یعنی وہ جانورجو غیراللہ کے نام ذبح کیا گیاہو،معلوم ہواکہ(وَمَااُھِلَّ) کا معنیٰ ذبح ہی ہے۔

دلیل ملاحظہ ہو

قول النبی ﷺ لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ تعالیٰ.

رسول کریم ﷺ نے فرمایااللہ کی لعنت ہواس پرجس نے اللہ کانام چھوڑکرکسی اورکا(نام لیکر)ذبح کیا

﴿بیسواں جواب،ووجہ ہشتم﴾

(۲۰) عرب کے عرف میں اس زمانے میں(اُھِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے۔

دیکھئے حضرتِ علامہ شہاب الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔کہ علامہ بیضاوی کا یہ فرمانا

وماا ھل به لغیراللہ ای رفع به الصوت عندذبحه (الیٰ آخرہ) بیضاوی

اوروہ جانورجوغیراللہ کیلئے ذبح کیاگیایعنی جس پر بوقت ذبح آوازبلندکیا گیا ہو۔

علامہ شہاب الدین رحمت اللہ فرماتے ہیں

ای ھذااصله ثم جعل عبارۃ عماذبح لغیر اللہ . حاشیۃ بیضاوی للشھاب الدین.

کہ حضرت علامہ بیضاوی نے جومعنیٰ کیاہے(آوازبلندکرنا)یہ لغوی معنیٰ ہے،مگر(زمانے کے گذرنے کیساتھ ساتھ کثرتِ استعمال کے بنا)اسے(ذبح لغیر اللہ) سے تعبیرکیاگیا۔یعنی وہ

جانور جو غیر اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا ہو(اس کا گوشت کھانا حرام ہے)

﴿اکیسواں جواب، وجہ نہم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (اُهِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے۔

دیکھئے حضرتِ صاحب روح البیان، وخازن، ومعالم، رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔

(۲۱) ای وحرم مارفع بہ الصوت عندذبحہ للصنم واصل الاھلال رفع الصوت وکانوااذاذبحوا لألھتھم یرفعون اصواتھم بذکرھا ویقولون باسم اللات والعزیٰ فجریٰ ذلک من امرھم حتیٰ لکل ذابح مھل .تفسیرروح البیان والخازن والمعالم

کہ حرام ہے اس(جانورکا گوشت کھانا) جس پر بوقتِ ذبح بت کا نام لیا گیا ہو،اہلال کا لغوی معنیٰ ہے آواز بلند کرنا،اور کافرومشرک جب اپنے بتوں کیلئے ذبح کرتے تو انہی کا نام لیکر آوازوں کو بلند کرتے،اور(ذبح کرتے وقت یوں کہتے باسم اللات والعزیٰ) لات اور عزیٰ کے نام،سو یہ(عادت ایسی عام ہوئی) کہ ہر ذبح کرنے والے کو(مُھِلٌّ) کہا جانے لگا (مُھِلٌّ)واحد مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے اسکا معنیٰ ہے بوقتِ ذبح آواز بلند کرنے والا۔مترجم)

﴿بائیسواں جواب، وجہ دہم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (اُهِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے۔

دیکھئے حضرتِ صاحب تفسیر معالم التنزیل،فرماتے ہیں۔

(۲۲)وما اھل بہ لغیر اللہ ای ذبح للاصنام والطواغیت واھل والاھلال رفع الصوت وکانواا ذا ذبحوالألھتھم یرفعون اصواتھم بذکرھافجریٰ ذالک من امرھم حتیٰ قیل لکل ذابح مھل . تفسیرمعالم التنزیل

(مَااُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) کا معنیٰ (ای ذبح للاصنام)یعنی وہ جانور جو بتوں وشیاطین کے نام ذبح کیا گیا ہو(اسکا گوشت کھانا حرام ہے(اُهِلَّ) اور (اھلال) کا معنیٰ ہے(جانور پر بوقتِ ذبح) آواز بلند کرنا۔کافرومشرک جب اپنے بتوں کیلئے ذبح کرتے تو انہی کا نام لیکر آوازوں کو بلند کرتے،اور(ذبح کرتے وقت یوں کہتے،باسم اللات والعزیٰ)لات اورعزیٰ کے نام سو یہ(عادت ایسی عام ہوئی) کہ ہرذبح کرنے والے کو(مھل) کہا جانے لگا۔

﴿تیسواں جواب، وجہ یازدہم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (اُهِلَّ) بمعنیٰ ذبح ہی آیا ہے۔

دیکھئے حضرتِ صاحب تفسیر فتح البیان، فرماتے ہیں۔

ماذبح للاصنام والطواغیت وصیح فی ذبحہ.فتح البیان

کہ (وَ مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ) کا معنیٰ (ماذبح للاصنام والطواغیت) ہے (وہ جانور جو) بتوں، وشیاطین کیلئے ذبح کیا گیا ہو، اور ذبح کرتے وقت انہی (بتوں اور شیاطین) کا نام بلند کیا ہو

﴿چوبیسواں جواب، ووجہ دوازدہم﴾

اس باب میں اَحادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لعن اللہ تعالیٰ من ذبح لغیر اللہ تعالیٰ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے سوا کسی اور کیلئے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اخرجہ مسلم واحمد وابوداود، والنسائی، ثم سبل الاصفیاء.(۴۱)

میں کہتا ہوں۔ کہ یہ حدیث (وَ مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ) کی تفسیر ہے۔

﴿پچیسواں جواب، ووجہ سیزدہم﴾

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال النبی ﷺ یاعائشۃ ھلمنی بالمدیۃ ثم قال استشحذیھا بحجر ففعلت ثم اخذھا واخذ الکبش فاضجعہ ثم ذبحہ (ای اراد ذبحہ) ثم قال بسم اللہ اللھم تقبل من محمد ومن آل محمد ومن امۃ محمد ثم ضحیٰ بہ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسولِ کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا! عائشہ! چھری دو پھر فرمایا (عائشہ چھری) پتھر سے خوب تیز کر کے دے دو، میں نے حکم کی تعمیل کی، پھر نبی کریم ﷺ نے دنبے کو زمین پر لٹا کر (ذبح کرنے کا) ارادہ فرمایا پھر (یوں دعا کی) بسم اللہ اللھم تقبل من محمد (ﷺ) ومن آل محمد (ﷺ) ومن امۃ محمد (ﷺ)، اللہ کے نام سے، یا اللہ مجھ محمد (ﷺ) کی جانب سے اور میری آل کی جانب سے اور میری (جمیع) امت کی جانب سے (یہ قربانی) قبول فرما۔ رواہ مسلم وابوداود.

☆۔۔وجہ استدلال یہ ہے، کہ دیکھو اللہ کے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ذبح سے پہلے اس جانور پر اپنا اور اپنی اولا، وجمیع امت کا نام بلند کیا (کیا) وہ جانور حرام ہوا؟ (جواب ہے) اس جانور کا گوشت حرام نہیں ہوا بلکہ حضور پرنور ﷺ کے ہاتھوں کا ذبح ہوا جانور تو اور بھی طیب ہو گیا اور اس گوشت میں تو ہر حیثیت سے برکتیں آگئیں۔

معلوم ہوا کہ ذبح سے پہلے اگر اللہ کے سوا کسی اور کا نام بلند کیا جائے (کسی کے نام سے منسوب کیا جائے) اور بوقت ذبح بسم اللہ، اللہ اکبر کہا تو اس جانور کا گوشت کھانا حرام نہیں، ہوتا اگر ذبح سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کا نام لینے سے وہ جانور مطلقاً حرام ہوتا تو نبی کریم ﷺ نے جس جانور کو ذبح کیا وہ جانور بھی حرام ہوتا حالانکہ ایسا ہرگز نہیں، سو جب تالی باطل، تو مقدم بھی باطل

﴿چھبیسواں جواب، وجہ چہاردہم﴾

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ حین ذبح الاضحیۃ اللھم منک والیک عن محمد وامتہ بسم اللہ واللہ اکبر ثم ذبح ۔

رواہ احمد، وابوداود، جلد ۲ (۳۰) وابن ماجہ، والدارمی، وقال فی المرقات قال ابن حجر صححہ الحاکم۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اکرم ﷺ جب جانور ذبح کر رہے تھے تو (یوں دعا کی) یا اللہ (یہ جانور) تیرا عطیہ ہے اور تیرے لیے ہی (میں نے قربانی کی) جو مجھ محمد (ﷺ) اور (میری) امت کی جانب سے ہے (پھر) بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے (جانور) کو ذبح کیا۔ ☆۔۔وجہ استدلال **بعینہ** اوپر گذر گیا۔

﴿ستائیسواں جواب، وجہ پانزدہم﴾

(۲۷) قال ابن عباس وما ذبح بغیر اسم اللہ تعالیٰ عمدا فانہ رجس حرام ۔

تفسیر ابن عباس۔ پارہ ۸۔ سورۃ انعام ۔ وتفسیر ابن عباس۔ پارہ ۶ (۲۱) سورۃ مائدۃ۔ (ص، ۲۹) وپارہ ۱۴۔ سورہ نحل (ص۔ ۲۳۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس جانور پر بوقت ذبح قصداً اللہ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا سو اس جانور کا گوشت پلید اور اسکا کھانا حرام ہے۔

﴿اٹھائیسواں جواب، وجہ شانزدہم﴾

(۲۸) (وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) ای رفع الصوت لغیر اللہ عند ذبحہ کقولھم باسم اللات والعزیٰ۔ ابو السعود جلد ۳۔ سورہ مائدۃ۔ (ص۔ ۵۲۱)

(وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) سے مراد (رفع الصوت لغیر اللہ عند ذبحہ) ذبح کیوقت آواز بلند کرنا جیسے کہ مشرکین جانور ذبح کرتے وقت یوں کہا کرتے تھے (باسم اللات و العزیٰ)

لات،اورعزیٰ کے نام۔

﴿انتیسوار جواب،ووجه هفدهم﴾

(۲۹)(وماأهل لغير الله به)والاهلال رفع الصوت ومنه يقال اهل فلان بالحج اذالبى، ومنه استهل الصبى وهوصراخه اذاولد،وكانوايقولون عندالذبح باسم اللات والعزى فحرم الله تعالىٰ ذلك. كبير جلد۳.سوره مائدة.(ص.۵۲۴)

(وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) یہاں اہلال بمعنیٰ (رفع الصوت) ہے یعنی آوازبلند کرنا۔جیسے کہ حاجی جب تلبیہ پڑھتے ہوئے آوازبلند کرتا ہے(توعرب کے لوگ کہتے ہیں)(اهل فلان بالحج)فلاں نے حج کیلئے تلبیہ کیساتھ آوازبلندکی،یاجب کسی بچے کی بوقتِ ولادت چیختے ہوئے آوازبلندہوتی ہے تو(عرب کے لوگ کہتے ہیں استهل الصبى)آوازبلندکی بچے نے، اورجب مشرکین،لات، وعزیٰ، کانام لیکرذبح کرتے تواللہ تعالیٰ نے اس(جانورکے گوشت کی)حرمت کاحکم فرمایا۔

﴿تیسواں جواب،ووجہ ہشتدہم﴾

(۳۰)اوفسقا اى خروجا من الدين الذى هو كالحيوٰة المطهرة (اهل) اى صوت فيه باسم (لغير الله به) اى بسبب ذبحه فانه لوقرن به اسم الله لايؤثرمعه فى التطهير. تبصيرالرحمن .سورة انعام ۔(ص۔۲۴۰)

(اَوْفِسْقًا) کامعنیٰ کرتے ہوئے صاحب تفسیرتبصیرالرحمٰن فرماتے ہیں کہ فِسقًاکامطلب ہے، دین سے نکلنا،حالانکہ دینِ(اسلام) کی مثال تو(ہمارے لیئے)پاکیزہ زندگی کی ہے(اُهِلَّ) کامطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں(اَیْ صُوِّتَ فِیْهِ) یعنی آوازبلند کرنا غیراللہ کیلئے (اَیْ بِسَبَبِ ذَبْحِهٖ) اس جانورکے ذبح کے سبب،اپنی گفتگو کاخلاصہ بیان کرتے ہوئے علامہ لکھتے ہیں،سواگر(بوقتِ ذبح بتوں کے)نام کیساتھ اللہ تعالیٰ کانام بھی ملاکرآوازبلند کرے(تب بھی اس جانورکاگوشت کھاناحرام ہے اس لئے)کہ(بتوں کے نام کے ساتھ اگرچہ ذبح کرنے والا)اللہ کانام لے تب بھی وہ ذبیحہ کی حلت کیلئے مؤثرنہیں۔

﴿اکتیسواں جواب،ووجہ نوازدہم﴾

(۳۱) قوله تعالىٰ: (الفسق) وهو الذى اهل به لغير الله . كبير جلد۲.سوره مائده.(۱۲۱)
صاحب تفسیرکبیر(الفسق) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ(الفسق)کامطلب ہے

(وهو الذی اهل به لغیر الله)

وہ جانور جس پر بوقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔

﴿بتیسواں جواب، وجہ بستم﴾

(۳۲) قوله تعالیٰ (او لفسق) اهل لغیر الله به وهو منسوق علیٰ قوله (الا ان یکون میتة اودما مسفوحا) فسمی ما اهل لغیر الله به. فسقا لتوغله فی باب الفسق.

تفسیر کبیر. سورۃ نحل جلد ۵. (۳۵۶)

صاحبِ تفسیر کبیر سورہ نحل میں (الفسق) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (الفسق) کا مطلب ہے (وہ جانور جس پر بوقتِ ذبح) غیر اللہ کا نام لیا جائے، اور فسقاً کا (الا ان یکون میتة اود ما مسفوحا) پر عطف ہے، اسی بناء پر ما اهل لغیر الله به کو فسق (گناہ) کہا گیا کیونکہ اس میں فسق کی انتہاء ہے۔

﴿تینتیسواں جواب، وجہ بست ویکم﴾

صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہیں۔

(۳۳) ثم قال وماذبح علی النصب وهو احد الاقسام الداخلة تحت قوله تعالی (وما اهل لغیر الله به) تفسیر کبیر سورہ نحل. جلد ۲ (ص. ۳۵۶)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا (وماذبح علی النصب) اور وہ جانور جو بتوں کے تھان پر ذبح کیا گیا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے حکم میں داخل ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (وما اهل لغیر الله به) وہ جانور جو بتوں کے تھان پر ذبح کیا جائے یا اس پر بوقتِ ذبح غیر اللہ کا نام پکارا جائے اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

﴿چونتیسواں جواب، وجہ بست ودوم﴾

(۳۴) (انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغیر الله به) تعلیل لحل ما امرهم باکله ممارزقهم ای انما حرم هذه الاشیاء دون ماتزعمون حرمته من البحائر والسوائب ونحوها. ابوالسعود جلد ۱. سورہ نحل. (ص. ۴۸۰)

بیشک حرام کیا گیا تم پر مردار (جانور کا گوشت کھانا) اور (بہتا) خون، اور خنزیر کا گوشت (کھانا) اور وہ جانور (جس پر بوقتِ ذبح غیر خدا کا نام) پکارا گیا ہو، یہ آیت ان اشیاء کے

کھانے کے جواز کی دلیل ہے جو اشیاءِ معدودہ کے علاوہ اللہ نے کھانے کو عطا فرمائیں ہیں، یعنی مذکورہ معدودہ اشیاء تم پر حرام ہیں سوائے ان جانوروں کے جنہیں تم نے بزعم خود حرام ٹھہرائیں ہیں، جیسے، بحیرہ، اور سائبہ۔

﴿پنتیسواں جواب، ووجہ بیست وسوم﴾

(۳۵) قال فی الجمل (والباء) بمعنیٰ (فی) ولابد من حذف مضاف، ای فی ذبحه لان المعنیٰ وماصیح فی ذبحه لغیر الله تعالیٰ. جمل. سوره بقرة.

صاحبِ جمل رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں (بہ) میں (با) بمعنیٰ (فی) کے ہے، اور یہاں مضاف الیہ محذوف ہے (جو یہ ہے ای فی ذبحہ) کیونکہ آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اس (جانور کا گوشت حرام ہے) جس پر بوقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کے سواکسی اور کا نام لیا گیا۔

﴿چھتیسواں جواب، ووجہ بست وچہارم﴾

صاحبِ جلالین فرماتے ہیں

(۳۶) ای ذبح علی اسم غیره. جلالین. سوره بقرة.

(وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) کا معنیٰ ہے وہ جانور (حرام ہے) جو اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

﴿سینتیسواں جواب، ووجہ بست وپنجم﴾

صاحبِ تفسیر خازن فرماتے ہیں

(۳۷) وماذبح للاصنام والطواغیت. تفسیر خازن. سوره بقرة.

وہ جانور (حرام ہے) جو بتوں اور شیاطین کے نام ذبح کیا گیا

﴿اڑتیسواں جواب، ووجہ بیست وششم﴾

صاحبِ تفسیر مدارک فرماتے ہیں

(۳۸) ای ذبح للاصنام. تفسیر مدارک. سوره بقرة.

(حرام ہے اس جانور کا گوشت کھانا) جو بتوں کیلئے ذبح کیا گیا ہو

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿انتالیسواں جواب، ووجہ بیست و ہفتم﴾

صاحب تفسیر بیضاوی فرماتے ہیں

(۳۹) ای رفع به الصوت عند ذبحه للصنم ۔بیضاوی۔سورہ بقرہ۔

(حرام ہے اس جانور کا گوشت کھانا) جس پر بوقتِ ذبح بت کا نام پکارا گیا ہو۔

﴿چالیسواں جواب، ووجہ بیست و ہشتم﴾

تفسیر بیضاوی کے محشی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۴۰) ومعنی وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰهِ بِهٖ ذکر علیه بغیر اسم الله واقام الصنم مقام غیر الله حاشیه بیضاوی۔سورہ بقرۃ

(وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰهِ بِهٖ) کا معنیٰ یہ ہے کہ (اس جانور پر) اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام لیا جائے (اس طرح کہ) اللہ، کے بجائے (صنم) بت کا نام لیا جائے۔

﴿اکتالیسواں جواب، ووجہ بیست و نہم﴾

صاحب تفسیر سراج المنیر فرماتے ہیں

(۴۱) ای ذبح علی اسم غیره ۔تفسیر السراج المنیر۔سورۃ بقرۃ۔۔

(حرام ہے اس جانور کے گوشت کا کھانا) جس پر بوقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔

﴿بیالیسواں جواب، ووجہ سی﴾

حضرتِ ابوالسعودؒ فرماتے ہیں

(۴۲) ای رفع الصوت عند ذبحه للصنم ۔ابوالسعود۔سورۃ بقرۃ۔جلد ۱۔(ص۔۳۹۳

(حرام ہے اس جانور کے گوشت کا کھانا) جس پر بوقتِ ذبح بت کا نام پکارا گیا ہو۔

﴿تینتالیسواں جواب، ووجہ سی ویکم﴾

(۴۳) واخرج جریر عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما۔یعنی وما اهل للطواغیت

حضرتِ جریر سیدنا عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں (حرام ہے اس جانور کا گوشت) جس پر بوقتِ ذبح شیاطین کا نام لیا گیا ہو۔ ۔درمنثور۔

﴿چوالیسواں جواب، وجہ سی و دوم﴾

صاحب تفسیر سراج المنیر فرماتے ہیں

(۴۴) وماأهل لغير الله به اى رفع الصوت به لغير الله بان ذبح علىٰ اسم غيره

کہ (وَمَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ) یعنی ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام بلند کرنا (سو ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام ہے جس جانور پر بوقتِ ذبح اللہ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے)۔ التفسير السراج .سورة المائدة

﴿پینتالیسواں جواب، وجہ سی و سوم﴾

صاحب جلالین فرماتے ہیں

(۴۵) وماأهل به بان ذبح علىٰ اسم غيره. جلالين .سورة المائدة.

(وماأهل به) کا معنیٰ ہے (جب جانور) اللہ کے نام کے علاوہ کسی اور کے نام ذبح کیا جائے (تو ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام ہے)

﴿چھیالیسواں جواب وجہ سی و چہارم﴾

صاحب تفسیر بیضاوی فرماتے ہیں

(۴۶) اى رفع الصوت لغير الله به .بيضاوى .سورة المائدة

(حرام ہے اس جانور کا گوشت کھانا) جس پر (بوقتِ ذبح) اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔

﴿سینتالیسواں جواب وجہ سی و پنجم﴾

صاحب تفسیر مدارک لکھتے ہیں

(۴۷) اى رفع الصوت به لغير الله .مدارك ،سورة المائدة

(اى رفع الصوت به) (حرام ہے اس جانور کا گوشت کھانا) جس پر (بوقتِ ذبح) اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔

﴿اڑتالیسواں جواب و وجہ سی و ششم﴾

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں

(۴۸) يعنى ما ذكر على ذبحه غير اسم الله. تفسير خازن .سورة المائدة.

(حرام ہے اس جانور کا گوشت کھانا) جس پر (بوقتِ ذبح) اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔

﴿اونچاسواں جواب ووجہ ی وہفتم﴾

صاحب تفسیر روح البیان لکھتے ہیں

(۴۹) (وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) وذلک هو الذبح على اسم الاوثان قاله الامام،

(وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) کا معنیٰ یہ ہے (کہ جانور) بتوں کے نام ذبح کیا جائے (حرام ہے اس جانور کا گوشت کھانا) روح البیان۔سورۃ المائدۃ

﴿پچاسواں جواب ووجہ ی وہشتم﴾

صاحبِ عینی شارح بخاری لکھتے ہیں

(۵۰) وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ذکر علیه غیر اسم الله من اسماء الاوثان و کل اسم سوی الله عزو جل۔عینی البخاری۔

(وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) کا معنیٰ یہ ہے (کہ جس جانور پر بوقتِ ذبح) بتوں کا نام لیا جائے نیز (بوقتِ ذبح) اللہ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے (تب بھی اس کا گوشت کھانا حرام ہے)

﴿اکیاونواں جواب ووجہ ی ونہم﴾

صاحب تفسیر واقدی لکھتے ہیں

(۵۱) ومعنیٰ ،وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ قال ابن عباس ماذبح للاصنام وذکر علیه غیر اسم الله تعالیٰ وهو قول جمهور المفسرین۔تفسیر الواقدی۔سورۃ المائدۃ

حضرتِ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا (وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) کا معنیٰ یہ ہے (کہ جو جانور) بتوں کے نام ذبح کیا جائے (اس کا گوشت کھانا حرام ہے اس لئے) کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا (بلکہ بت جو غیر اللہ ہیں کا نام لیا گیا)

﴿باونواں جواب ووجہ ی وچہلم﴾

(۵۲) اصل الاهلال رفع الصوت وذلک لان العرب فی الجاهلیة کانوا یذکرون و یقولون برفع الصوت اسماء اصنامهم عندالذبح لألهتهم فیقولون باسم اللات والعزیٰ اذاذبحوا

ھذا ملتقط، ھذہ الکتب جلالین ،وخازن، ومدارک،والسراج المنیر،وجمل، وبیضاوی،وابو السعود،سورۃ بقرۃ

تقریباسات مفسرین کرام نے لکھاکہ (الاھلال) کالغوی معنیٰ ہے آواز بلند کرنا کیونکہ زمانہ جہالت میں عرب کے رہنے والے جانور کے ذبح کرتے وقت بلندآواز سے اپنے بتوں کانام لیتے اوریوں کہتے (باسم اللات والعزیٰ) لات اورعزیٰ کے نام۔

﴿ترپنواں جواب ووجہ ی وپہلم ویک﴾

(۵۳) فحرم اللہ تعالیٰ ذلک بھذہ الآیة وبقولہ تعالیٰ (ولاتأکلوا ممالم یذکراسم اللہ علیہ) خازن ،ومعالم سورة مائدة.

(سووہ جانورجن پربوقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اورکانام لیاجائے) سواس (کاگوشت کھانا) اللہ نے حرام کردیااس آیت کے ساتھ (ولا تأکلوا ممالم یذکراسم اللہ علیہ) اور نہ کھاؤاس (جانورکے گوشت) سے جس پر (بوقتِ ذبح) اللہ کانام نہ لیاگیاہو۔

سوال

(اے سنیوں) اگر اھل کامعنیٰ ذبح کیاجائے تب بھی تمہارامدعا ثابت نہ ہوگا کیونکہ اگراھل کامعنیٰ ذبح کیاجائے توزیادہ سے زیادہ معنیٰ ومطلب یہی ہوگا (ذبح لغیر اللہ) جوجانور غیراللہ کے لئے ذبح کیاجائے (اس کاگوشت کھانا حرام ہے) سوہم بھی تویہی کہتے ہیں کہ جوجانورغیراللہ کے لئے ذبح کیاجائے اس کاگوشت کھانا حرام ہے،اس لئے اگرتم اھل کامعنیٰ ذبح لغیر اللہ کربھی لوتب بھی تمہارامدعاثابت نہیں۔

اسکے تین جوابات ہیں

پہلاجواب:یہ ہے۔۔جی ہاں اگرعبارت یوں ہو کہ (ذبح لغیر اللہ) کہ جوجانورذبح کیاجائے اللہ کے نام کے سواکسی دوسرے کانام لیکربوقتِ ذبح،یاامیرکانام لیکر (ذبح للامیر) یااللہ تعالیٰ کے سوا (ذبح لتقرب غیر اللہ) کسی دوسرے کے تقرب کیلئے ذبح کیا تویقیناًوہ جانورحرام ہوجاتاہے۔دیکھئے

﴿علامہ نووی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۱) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ .مسلم شریف.

واماالذبح لغیر اللہ فالمرادبہ ان یذبح لغیر اللہ کمن ذبح للصنم اوللصلیب اولموسیٰ علیہ السلام اولعیسیٰ علیہ السلام اوللکعبة اونحوھا.شرح السلم للنووی

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر جو اللہ تعالیٰ کے نام کے سواکسی اور کے نام (جانور ذبح) کرے ، رہا (واما الذبح لغیر الله) ذبح لغیر اللہ تو اسکا معنیٰ یہ ہے کہ ذبح کیا جائے (جانور) اللہ تعالیٰ کے سواکسی دوسرے کیلئے ، جیسے بتوں (کا نام لیکر ذبح کیا جائے) یا صلیب کیلئے ، یا موسیٰ علیہ السلام کا نام (بوقتِ ذبح پکارا جائے) یا عیسیٰ علیہ السلام کا نام (بوقتِ ذبح پکارا جائے) یا کعبہ شریف کا نام (بوقتِ ذبح پکارا جائے تو یقیناً اس جانور کا گوشت حرام ہے)

سبحان اللہ! امام نووی رحمت اللہ علیہ نے کیا خوب تشریح کی اب بھی اگر وہابی نہ سمجھے تو وہ جاہل مرکب ہے یا حق سے روگردانی کرنے والا ہے ، العیاذ باللہ (اللہ انکی جہالت سے محفوظ فرمائے)

دوسرا جواب یہ ہے

علامہ نیشاپوری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

اما الذبح لغير الله تعالى فالمراد به ان يذبح باسم غير الله كمن ذبح للصنم

(نیشاپوری . ثم فتاوی عزیزیہ جلد ۱ ، ص ۲۲)

ذبح لغیر اللہ کا مطلب یہ کہ جب (جانور) غیر اللہ کے نام ذبح کیا جائے جیسے کہ کوئی (مشرک جانور) ذبح کرتا ہے بت کیلئے۔

سبحان اللہ! کیا خوب تشریح کی ان بزرگوں نے ، اب بھی اگر وہابی نہ سمجھے تو پھر ازلی بدبخت ہے ، العیاذ باللہ (اللہ انکی جہالت سے محفوظ فرمائے)

آنکس کہ نداند ، ونداند ، کہ نداند۔

درجہل مرکب ابدالدھر ، بماند۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تیسرا جواب یہ ہے

علامہ شامی رحمت اللہ علیہ درمختار میں لکھتے ہیں

لانسئ الظن بالمسلم انه يتقرب الى الآدمى لهذا النحو . درمختار

اى على وجه العبادة لانه المكفر وهذا بعيد من حال المسلم . ردالمحتار

علامہ شامی لکھتے ہیں کہ ہم کسی مسلمان کے بارے یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ مسلمان

کسی انسان کے تقرب کیلئے (ذبح) کریگا۔ در مختار کے شارح صاحب ردالمحتار اسکی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ تقرب کا مطلب یہ ہے کہ (جانور کو اللہ کے سوا کسی کیلئے) تقرب یعنی عبادت کی نیت سے ذبح کرے حالانکہ ایسا کرنے والا (جانور کو اللہ کے سوا کسی کیلئے) ذبح کرنا کفر ہے جبکہ یہ بات حالِ مسلم سے بعید (کوسوں دور) ہے (مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کروں نعوذ باللہ)

﴿تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے﴾

تمام عبارات اس بات پر محمول ہیں کہ وہ جانور جس پر بوقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی دوسرے کا نام لیا جائے حرام ہے۔ اور وہ جانور جس پر بوقتِ ذبح اللہ کا نام پکارا جائے اور اسکا ثواب کسی نبی علیہ السلام، یا کسی ولی اللہ کو یا والدین یا پیر و مرشد کو بخشے، جائز، حلال، و پاک، ہے۔ اولیاء اللہ کیلئے جو لوگ نذر مانتے ہیں انکی مراد بھی سوائے ایصالِ ثواب کے اور کچھ نہیں لہذا ان پر کفر و شرک کے فتوے لگانا صحیح نہیں۔

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

نسبت اور تشہیر سے حرمت لازم نہیں آتی

نسبت سے مراد (جانور کو ذبح سے پہلے انبیاء کرام علیھم السلام یا اولیاء کرام میں سے کسی ولی کے نام سے منسوب کرنا (تشہیر سے مراد ذبح سے پہلے یا بعد اس جانور کو کسی کے نام سے مشہور کرنا جیسے یہ جانور فلاں کا ہے (حرمت لازم نہیں سے مراد، یہ کہ اگر ذبح سے پہلے منسوب یا کسی کے نام سے مشہور کرلیا اور پھر بوقتِ ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا تو ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام نہیں۔ تعلیق۔ مترجم)

سوال

اگر کوئی مسلمان کسی جانور کو ذبح سے پہلے سیدنا علی ترمذی پیر بابا رحمت اللہ علیہ یا (کاکا صاحب) رحمت اللہ علیہ یا سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نام منسوب کرے سو اس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے کیونکہ اس شخص نے مذکورہ بالا بزرگوں کو اپنا معبود سمجھا۔ یہی حال نذر ماننے والوں کا ہے کہ اگر ان سے کہا جائے کہ اس جانور کے بدلے بازار سے گوشت لے آ، اور مرحوم کو ایصالِ ثواب کر، اس لئے کہ دونوں کا ثواب یکساں ہے تو وہ شخص اس پر راضی نہیں۔ ثابت ہوا کہ یہ ذبح غیر اللہ کیلئے ہے جو شرک ہے، جسکی وجہ سے اس جانور کا گوشت حرام ہو جاتا ہے۔

جواب

میں کاتب الحروف کئی وجوہ سے اس اعتراض کا جواب دیتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ذبح سے پہلے یا بعد میں جانور کو کسی ولی کے نام منسوب کرنا نہ شرک ہے نہ اس نسبت سے اس جانور کا گوشت حرام ہوتا ہے، نہ کوئی مسلمان اس ذبح سے تقرب الی اللہ چھوڑ کر تقرب الی الانسان کی نیت کرتا ہے بلکہ اس ذبح سے ذابح کی مراد صرف ایصالِ ثواب ہے۔ پھر شرک اور حرمت کا حکم کیونکر ہو سکتا۔

سوال کے شق نمبر دو کا جواب۔

دوسرے شق کا جواب یہ ہے کہ نذر کرنے والا نہ تو تقرب الی الانسان کی نیت کرتا ہے نہ کچھ اور نیت سوائے اس کے کہ ناذر (نذر کرنے والا مسلمان) اللہ تعالی کے لئے ذبح

اورولی کے روح کوایصالِ ثواب کی نیت کرتا ہے سواس میں قباحت کیا ہے۔پھر یہ سوال کہ بازار سے تیار گوشت لانے پر تیار نہیں اسکاجواب یہ ہے کہ وہ مسلمان بیک وقت دو ثوابوں سے محروم رہنانہیں چاہتا،

(۱) ایک تو یہ ہے کہ جب ذبح اللہ کیلئے کرتا ہے،تواسے اس ذبح کاثواب مل جاتا ہے جب کہ بازار سے تیار گوشت لانے میں اس ثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ وہ صدقہ کرتا ہے،اگربازار سے گوشت لاکرپکاکرمسکینوں فقیروں کوکھلائے گا توصدقہ کاثواب تومل جائے گامگرذبح کے ثواب سے محروم ہوجائے گا۔جیسے قربانی میں یہی صورت موجودہے۔

دیکھئے صاحبِ عنایۃ فرماتے ہیں۔

(۱)التضحية فيهاافضل من التصدق بثمن الاضحية لان فيهاجمعابين التقرب باراقة الدم والتصدق والجمع بين القربتين افضل .ملخصا عناية

ایامِ قربانی میں اس(جانورکی)قیمت صدقہ کرنے سے قربانی کرناہی افضل ہے۔

کیونکہ اس صورت میں دوثواب ہیں ایک تقرب الی اللہ(اللہ سے قربت کیلئے)خون بہانا دوسرا صدقہ کرنا۔لہذا دونوں حسنات کوجمع کرناافضل ہے۔

☆۔۔تیسری وجہ یہ ہے،کہ ناذر(نذرکرنے والے)نے جوجانورکسی ولی کے نام منسوب ومشہورکرلیا ہے،اب اسکے بدلنے سے اللہ کے اولیاء کہاں خوش ہونگے اگرچہ دوسرا جانور (جے اس جانور کے بدلے میں لیاجوپہلے سے کسی ولی کے نام منسوب ومشہورتھا)کاذبح اورصدقہ اجروثواب کی حیثیت سے برابر ہے،اولیاء کاخوش نہ ہونا(بادلہ کیوجہ سے)بوجہ تعین،وتخصیص،کے ہے،نہ کہ وہابیوں کے وہم باطل کے بنا۔

(۴)چوتھی وجہ یہ ہے،کہ اولیاء اللہ کی نذرکیلئے جوجانورپالاگیااسے بغیرکسی عذرشرعی کے تبدیل کرنا مناسب نہیں۔اسکی دلیل یہ ہے کہ اگرصاحب نصاب قربانی کیلئے بغیرنذرمعین ایک جانورخریدے تواب اس جانورکوبدلنا مکروہ ہے اگرچہ اسکا(بیع مع الکراھۃ) منعقد ہوتا ہے

صاحب ہدایہ وصاحب تبین الحقائق لکھتے ہیں۔

بالشراء للتضحية لايمنع البيع ويكره ان يبدل بهاغيرها .هداية اضحية،وتبين الحقائق وغيرها.

اگرقربانی کیلئے جانورخریدا تواس جانورکی بیع کرنا ممنوع نہیں(یعنی جب قربانی کیلئے جانور

خریدا گیا تو اب اگر بیچنا پڑ جائے تو اس جانور کا بیچنا اگرچہ ممنوع تو نہیں) مگر دوسرے جانور سے بدلنا بہر حال مکروہ تو ہے (کراہت سے تو کسی حال خالی نہیں)

(۵) پانچویں وجہ یہ ہے، کہ مسلمانوں پر تہمت و بدگمانی حرام ہے، نیز مسلمانوں کے افعال واقوال کی حتی الامکان احسن توجیہ کرنی واجب ہے۔ نیز کہنے والا جب تک اپنی بات کی وضاحت بیان نہ کرے (جب تک اس کی باتوں میں کفر وشرک کو لازم کرنے والی باتیں نہ ہوں) اس وقت تک متکلم پر کفر وشرک کے فتوے لگانا جائز نہیں۔ بلکہ نہایت احتیاط فرض ہے۔ یہاں تک کہ اگر اسے کفر وشرک کے فتوے سے بچانے کیلئے کوئی کمزور احتمال بھی پایا جائے اسے اختیار کرنا لازم ہے۔

﴿چھٹی وجہ یہ ہے﴾

(۶) کہ اگر ذبح کرنے والے سے پوچھا گیا کہ تو نے یہ جانور کس نیت سے ذبح کیا اور بفرض محال وہ ناداں (نا سمجھ) جواباً کہے کہ اس ذبح سے میرا مقصود غیر خدا کی عبادت ہے سو اس صورت میں کفر و شرک کے فتویٰ کا اطلاق صرف ایسے ہی شخص پر ہوگا، نہ کہ انکی وجہ سے تمام مسلمان اس فتویٰ کی ضد میں آئیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى. الآیۃ

ترجمہ! اور نہ اٹھائے گا (کوئی انسان بروز قیامت) دوسرے کا گناہ۔

سوایک کی نادانی سے تمام مسلمانوں کو جب کہ انکی نیتیں اچھیں، افعال نہایت پاکیزہ تو پھر سب پر کفر وشرک کا فتویٰ کیسے درست ہوگا۔

﴿ساتویں وجہ یہ ہے﴾

(۷) ساتویں وجہ یہ ہے کہ علماء احناف نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر ذبح کرتے وقت کوئی مسلمان یوں کہے (بنام خدا بنام محمد ﷺ) تو علماء احناف نے فرمایا کہ بیشک ایسا کہنا مکروہ تو ہے مگر کہنے والے کی نیت چونکہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا تو صرف تعظیم رسول ﷺ کی نیت کی وجہ سے اگر یہ کلمات منہ سے نکل بھی گئے تب بھی وہ مسلمان نہ مشرک ہوا نہ کافر، اور نہ وہ ذبیحہ حرام ہوا۔ بلکہ وہ کہنے والا کامل

WWW.NAFSEISLAM.COM

مسلمان، اور ذبیحہ پاک وحلال ہے۔

صاحب فتاویٰ قاضی خان فرماتے ہیں

(۱)رجل ضحی وذبح وقال بسم الله بنام خدا بنام محمدﷺ قال الشيخ الامام ابوبكر محمدبن الفضل ان اراد الرجل بذكر النبی ﷺ تبجيله وتعظيمه جازو لاباس وان ارادبه الشركة مع الله تعالىٰ لاتحل الذبيحة. فتاوىٰ قاضی خان. جلد ۴ (اضحية)

(امام ابوبکر محمد بن فضل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر ایک آدمی جانور کو ذبح کرنے والا ہو اور بوقتِ ذبح یوں کہا بسم الله بنام خدا بنام محمد ﷺ) (اب ذبیحہ کا کیا حکم ہے)؟

(امام ابوبکر محمد بن فضل رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں اسکی دوصورتیں ہیں)

(۱)(دیکھنا یہ ہے کہ ذابح نے یہ کلمات) حضور نبی کریم ﷺ کیلئے تعظیماواحتراماً کہے ہیں یا حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ کا شریک بنا کر کہے ہیں،

اگر یہ کلمات حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم واحترام میں کہے ہوں پھر تو جواز میں کوئی شک نہیں۔ نیز اس جانور کا گوشت بھی حلال، وطیب ہے۔

(۲)اور اگر یہ کلمات حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ جل جلالہ کا شریک بنا کر کہے ہیں، سو پھر اسکے شرک میں کوئی شک نہیں۔ نیز اس جانور کا گوشت حرام، وپلید ہوگا۔

صاحبِ ھدایہ وصاحبِ عینی وصاحبِ کنز

(سے جب یہ مسئلہ پوچھا گیا تو ان تمام اصحابِ فقہ حنفی نے جواب دیا)

(۲) احد ها ان يذكر موصولا لامعطوفا فيكره (الذكر) ولاتحرم الذبيحة. هداية ذبائح وجامع الصغير، وعيني الكنزوغيرها

(سوال کا جواب یہ ہے ہم دیکھیں گے کہ اس نے حضور پرنور ﷺ کا نام بوقتِ ذبح) موصولاً لیا ہے، یا معطوفاً۔ سو اگر (سرکارِ مدینہ ﷺ کا نام مبارک) موصولاً لیا گیا ہو۔ (تو بوقتِ ذبح حضور پرنور ﷺ کا نام مبارک لینا) ناپسندیدہ ہے (کیونکہ بوقتِ ذبح صرف اللہ جل جلالہ کا نام لیا جائے اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو رحمت للعٰلمین بنا کر بھیجا ہے یہ وقت نہ تو سرکار دوعالم ﷺ کا نام لینے کا ہے اور نہ سرکار دوعالم ﷺ پر دورد پڑھنے کا

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے)(پھر سوال ہوا کہ اس وقت نبی کریم ﷺ کا نام لینا اگر مکروہ ہے تو کیا اس جانور کا گوشت حرام ہوا کہ نہیں تو علماء فقہ نے جواب دیا)(ولاتحرم الذبیحة) یہ ذبیحہ حرام نہیں ہوا رہا یہ سوال کہ اگر عطف کیساتھ کہا ہے یعنی یوں کہا(بسم اللہ وبسم محمد ﷺ)سو اس میں اللہ تعالیٰ کیساتھ شرکت کا معنی بالکل واضح ہے۔اور صحیح مذہب کے مطابق اس جانور کے گوشت کی حرمت میں کوئی کلام نہیں(یعنی کوئی شک نہیں)مگر ذابح پر کفر وشرک کا فتویٰ لگانا پھر بھی صحیح نہیں ہوگا۔کیونکہ جب تک وہ اس بات کا اقرار نہ کرے کہ میں نے ازروئے عطف کے کہا ہے اس وقت تک ہم اس پر کافر و شرک ہونے کا فتویٰ کیسے صادر کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ نیت امر باطن ہے معلوم نہیں کہ اس نے کفر وشرک کی نیت کی یا نہیں ت،تو صرف شک کی بنا کفر وشرک کا فتویٰ کیونکر صادر ہو۔

دیکھئے علامہ صاحب درمختار لکھتے ہیں

(۱) ان عطف حرمت نحو بسم الله واسم فلان. درمختار

اگر عطف کیساتھ اللہ کے نام کیساتھ کسی کا نام لیا گیا اور یوں کہا(بسم الله واسم فلان) اللہ اور فلاں کے نام کیساتھ(ذبح کرتا ہوں سو اس طرح کہنے سے وہ ذبیحہ مردار،وحرام ہوگا) دیکھئے علامہ قاضی خان اپنی شہرہ آفاق کتاب فتاویٰ قاضی خان میں تحریر فرماتے ہیں۔

(۲) هو الصحيح وقال ابن سلمة لاتصير ميتة لانها لو صارت ميتة يصير الرجل كافرا .(خانية)

یہی بات صحیح ہے۔اور حضرت ابن سلمۃ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں(اگر عطف کیساتھ بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نام بوقت ذبح لیا گیا تب بھی وہ ذبیحہ)مردار نہیں کیونکہ اگر ذبیحہ کو مردار کہا جائے تو لامحالہ (اس ذابح کو) کافر (کہنا پڑے گا)وہ کافر ہو جائے گا(حالانکہ ایسا نہیں ،مراد یہ ہے کہ جب وہ ذبیحہ مردار نہیں ہوا تو پھر ذابح مسلمان ہی ہے۔اور اگر اس ذبیحہ کو حرام ومردار ثابت کریں گے تو یقیناً ذابح کو کافر ثابت کریں گے تب اس ذبیحہ کے گوشت کو حرام کہیں گے ورنہ نہیں)

صاحب درمختار،وصاحب شرح مقدی اس قول کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

قلت تمنع الملازمة بان الكفر امر باطنى والحكم به صعب فيفرق.

میں کہتا ہوں کہ یہ ملازمہ باطل ہے کیونکہ (عطف کیساتھ لئے گئے نام میں اب نیت کو دخل ہے) کیونکہ (عطف کی وجہ سے کسی کو کافر کہنا) امرِ باطنی ہے اور امر باطن پر (کفر کا) حکم لگانا نہایت مشکل امر ہے (سوجب دونوں احتمال موجود ہیں) تو دونوں میں جدائی لازم۔ (یعنی اگر ذابح کہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھ کر یوں کہا ہے پھر تو اسکے مشرک ہونے میں شک نہیں، اور اگر وہ کہتا ہے کہ میں نے صرف تعظیم کی نیت کی تھی تو پھر وہ مشرک نہیں۔ ان دونوں احتمالات کے ہوتے ہوئے جدائی لازم۔)

(۹) نویں وجہ یہ ہے۔ کہ یہ بات ہم پہلے اعلاء کلمۃ اللہ (صفحہ ۹) سے ثابت کر آئے ہیں کہ (اھل لغیر اللہ) بمعنیٰ تشہیر وانتساب لغیر اللہ ذبح سے پہلے موجب حرمت نہیں۔

ذبح سے پہلے یا بعد جانور کی تشہیر یا منسوب

کرنے سے حرمت لازم نہیں

دیکھئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۰) فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ . فتح البیان ثم اعلاء (۹)

پس کھاؤ ان جانوروں کے گوشت میں سے جن پر (بوقتِ ذبح) اللہ کا نام لیا گیا۔

یہ آیت مطلق ہے (المطلق یجری علی اطلاقه) لہذا یہ اس جانور کو بھی شامل ہے جس کو (ذبح سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کے نام سے مشہور یا منسوب کیا گیا)

گیارویں وجہ یہ ہے

(۱۱) یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط

قال ابن عباس نزلت فی قوم من ثقیف وبنی عامر بن صعصعة وخزاعة وبن مدلج حرموا من الحرث والبحائر والسوائب والوصائل والحام. تفسیر ابوالسعود ثم الاعلاء (۹)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال وطیب ہے۔ شیطن کی پیروی نہ کرو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ آیت قبیلہ ثقیف اور عامر بن صعصہ اور خزاعہ اور بنی مدلج، کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ان قبائل نے اپنے اوپر از خود (کھیت) بحائر، سوائب، اور وسائل، وحام، حرام کردیئے تھے۔

بارہویں وجہ یہ ہے

(۱۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ،
قال سليمان الجمل تحت قوله تعالىٰ انما حرم وهو قصر قلب للرد على من استحل هذه الاربعة وحرم الحلال كالسوائب وغيرها. جمل ثم الاعلاء (۹)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔اے ایمان والو کھاؤ پاک رزق میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا حضرتِ سلیمان الجملؒ اس آیت (انما حرم) کے تحت لکھتے ہیں، کہ یہ قصرِ قلبی ہے، یہ رد ہے ان لوگوں کا جو لوگ ان چہار (حرام شدہ جانوروں کے گوشت کو حلال سمجھتے ہیں جن کے گوشت کو اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ہے) اور وہ جانور جن کے گوشت کے کھانے کو اللہ نے حلال فرمایا ہے اور یہ اسے اپنے اوپر حرام کرتے ہیں، جیسے سوائب وغیرہ، جنکا ذکر گیارہویں وجہ میں گذرا۔

تیرویں وجہ یہ ہے

(۱۳) قال الله تعالىٰ. وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ بِزَعْمِهِمْ.
فمعنى الآية هذه انعام وحرث فممنوعة يعلمون انها لاصنامهم قال مجاهد يعنى بالانعام البحيرة والسائبة والوصيلة والحام .فتح البيان.

صاحبِ تفسیر فتح البیان لکھتے ہیں۔کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔اور (مشرکین) بولے یہ جانور اور کھیتی ممنوع ہیں (کوئی اس سے نفع نہیں اٹھا سکتا) اسے کوئی کھا نہیں سکتا مگر جسے ہم چاہیں اپنے زعم (باطل سے) اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ مویشی اور کھیت ممنوع ہیں (اس سے کسی کو فائدہ اٹھانا منع ہے) وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ انکے بتوں کیلئے ہیں۔حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ مویشیوں میں وہ جن جانوروں کو ممنوع سمجھتے تھے وہ یہ ہیں، بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، اور حام، مشرکین ان جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور انکی تعظیم واحترام کو عبادت سمجھتے تھے۔
دیکھا آپ نے کہ نص قرآن سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ بحائر، وسوائب، مشرکین اپنے بتوں کے نام منسوب ومشہور کرتے پھر بھی حرمت ثابت نہیں۔معلوم ہوا کہ مطلقاً کسی جانور کا اللہ کے سوا کسی جانب منسوب ومشہور کرنے سے حرمت لازم نہیں آتی۔

چودہویں وجہ یہ ہے

صاحب جامع الفتاویٰ، وصاحب تاتارخانیہ، وغیرہ لکھتے ہیں۔

(۱۴) مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر لألھتھم تؤکل لانہ سمی اللہ تعالیٰ بذبحہ ویکرہ للمسلم ۔جامع الفتاوی ثم التتارخانیۃ ثم الھندیۃ ،وفوائد برھانیۃ ثم اعلاء کلمۃ اللہ (۱۱)

کسی مسلمان نے مجوسی کی وہ بکری جوان کے آتشکدہ کے لئے تھی یا کافروں کے بتوں کے لئے تھی، ذبح کی، تو وہ حلال ہے کھائی جائے (یعنی اسکا گوشت کھانا حلال ہے) البتہ ایسا کرنا (مجوسیوں، ومشرکین کا بکرا انکی معبدگاہوں میں ذبح کرنا) ناپسندیدہ ہے (مگر ناپسندیدہ سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اس جانور کا گوشت حرام ہوگیا بلکہ فقہاء نے لکھا کہ وہ گوشت حلال ہے)

﴿پندرہویں وجہ یہ ہے﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(۱۵) فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ. پارہ ۸، رکوع ۱

پس کھاؤ ان جانوروں میں سے جن پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا گیا، اگر اللہ کی ایات پر ایمان رکھتے ہو۔

یہ آیت بھی مطلق ہے (المطلق یجری علی اطلاقہ) لہذا یہ اس جانور کو بھی شامل ہے جسے (ذبح سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا دوسرے کے نام مشہور یا منسوب کیا گیا)

﴿سولھویں وجہ یہ ہے﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(۱۶) وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

اور تمہیں کیا ہوا کہ نہیں کھاتے اس جانور کے گوشت میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا، حالانکہ جو حرام ہیں تم پر ہم نے واضح طور پر بیان کیں ہیں۔ پارہ ۸، رکوع ۱

یہ آیت بھی مطلق ہے (المطلق یجری علی اطلاقہ) لہذا یہ اس جانور کو بھی شامل ہے جس کو (ذبح سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کے نام سے مشہور یا منسوب کیا گیا)

سوخوب ظاہر ہوا کہ تشہیر اور انتساب سے حرمت لازم نہیں ہوتی۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اَنْعَام سے بحیرہ، اور سائبہ، اور وصیلہ، اور حامی، مراد ہیں

یہ جانور بوجہ تشہیر وانتساب الی غیر اللہ پھر بھی حرام نہیں۔سوخوب ظاہر وبین ہوا کہ تشہیر وانتساب سے جانور حرام نہیں ہوا کرتے۔

سترویں وجہ یہ ہے

کسی چیز کی صرف اضافت یعنی نسبت کرنے کو عبادت پر منحصر کرنا غلط ہے۔ورنہ بہت ساری ایسی اشیاء ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی طرف منسوب ہیں۔چند مثالیں پیش کروں گا۔ دیکھئے۔

(1) نماز ظہر (2) نماز جنازہ (3) نماز سفر (4) نماز پیش امام (5) نماز مفسد (6) حج کعبہ (7) نماز مریض (8) صوم شیخ فانی (9) زکواۃ ابل۔اس طرح اضافت میں نہ تو شرک ہے نہ کفر، نہ حرمت، نہ کراہت۔سو اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ یہ بکرا، پیر بابا سید علی ترمذی رحمت اللہ علیہ یا یہ دنبہ کا کا صاحب رحمت اللہ علیہ یا سیدنا پیران پیر غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کا ہے۔تو اس اضافت سے شرک، وکفر، وحرمت، وکراہت کیوں لازم آئے گی، یہ جانور حلال ہے حرام ہرگز نہیں۔حلال جانور کو مردار کہنا اور صرف اضافت کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر ومشرک گردانا نہایت جرأت اور مسلمانوں پر عظیم افتراء ہے۔اس افتراء اور مسلمانوں پر کفر وشرک کا حکم لگانے سے وہ خود کافر ومشرک ہوجاتا ہے۔

اٹھارویں وجہ یہ ہے

کہ مندرجہ ذیل حدیث میں حضور پرنور ﷺ نے خود نسبت واضافت فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیں

(۱۸) عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ان احب الصیام الی اللہ تعالیٰ داود واحب الصلوٰۃ الی اللہ تعالیٰ صلوٰۃ داود. رواہ احمد والائمۃ الخمسۃ الا الترمذی

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اللہ کے نزدیک روزوں میں پسندیدہ روزہ داود (علیہ السلام کا) روزہ ہے۔اور نمازوں میں سب سے پسندیدہ نماز داود (علیہ السلام کی) نماز ہے۔

صاحب درمختار لکھتے ہیں

عن الشیخ اسماعیل عن شرح شرعۃ الاسلام من المندوبات صلوٰۃ التوبۃ وصلوٰۃ الوالدین

(نیز) شیخ اسماعیل لکھتے ہیں کہ مستحبات میں سے صلوٰۃ توبہ، اور صلوٰۃ والدین ہے۔ردالمحتار

وجہ استدلال یہ ہے، سبحان اللہ جب صیامِ داود، وصلوٰۃ داود علیہ السلام اور صلوٰۃ والدین کی

اضافتیں جائز وصحیح ہیں اوران نمازوں کا پڑھنا جائز، تو پھر اگر کسی جانور کو ولی اللہ کی طرف منسوب کیا گیا تو کیونکر شرک وحرام، کیونکہ صوم، وصلوٰۃ بنسبتِ ذبح کے اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ جب وہ نسبت سے حرام نہیں تو یہ بھی حرام نہیں۔

﴿انیسویں وجہ یہ ہے﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۹) قولہ تعالیٰ : مَاجَعَلَ اللّٰهُ مِنۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَاسَائِبَةٍ وَّلَاوَصِيْلَةٍ وَّلَاحَامٍ ، وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ، وَاَكْثَرُهُمْ لَايَعْقِلُوْنَ ۝ .پارہ ۷ .مائدۃ. آیت (103)

اللہ نے (حرام) نہیں کیا بحیرہ، اور نہ ہی سائبہ، اور نہ وصیلہ، اور نہ ہی حام، لیکن جن لوگوں نے کفر کیا وہ (ان جانوروں کی حرمت کی بات کرکے) اللہ پر افتراء (جھوٹ باندھتے ہیں) اوران میں اکثر بے عقل ہیں۔

﴿بَحِیْرَہ کی وضاحت﴾ زمانہ جہالت میں یعنی اسلام سے پہلے کافروں کا رواج تھا کہ اونٹنی پانچ مرتبہ بچے جنتی اور آخری مرتبہ نر جنتی تو اس اونٹنی کے کان چیر دیتے تھے اور اس اونٹنی پر سواری نہ کرتے تھے اور نہ ہی اس کو ذبح کرتے وہ اونٹنی اگر کسی کے برتن میں منہ ڈالے اور پانی پی لے، یا کسی کا چارہ کھا جائے تو مشرکین اسے نہ ہنکاتے، اس اونٹنی کو اس وقت کے مشرکین بَحِیْرَہ کہتے تھے) تعلیق، مترجم)

﴿سائبہ کی وضاحت﴾ اگر کوئی مشرک دور ودراز کے سفر کا ارادہ کرتا، یا کوئی بیمار ہوتا تو یہ لوگ یوں کہتے کہ اگر میں صحیح سلامت گھر پہنچا، یا بیمار ہوتے تو کہتے اگر میں تندرست ہو جاؤں تو میری اونٹنی سائبہ ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا حرام جانتے اور اس کو آزاد چھوڑ دیتے۔ تعلیق، مترجم)

﴿وَصِیْلَۃ کی وضاحت﴾ بکری جب سات مرتبہ بچے جن لیتی، اگر ساتواں بچہ نر ہوتا تو مشرکین میں سے صرف مرد اسے کھاتے اور اگر مادہ ہوتا تو پھر بکریوں میں چھوڑ دیتے، اور اگر وہ بکری جڑواں بچے جنتی کہ ایک نر اور ایک مادہ، تو مشرکین کہتے یہ تو (وَصَلَتْ مَعَ اَخِيْهَا) اپنے بھائی سے مل گئی ہے، سواسے وَصِیْلَۃ کہتے۔ تعلیق، مترجم)

﴿حَامِیْ کی وضاحت﴾ اور جب اونٹ سے دس گیابھ حاصل ہو جاتے تو اس کو چھوڑ دیتے اس سے کام نہ لیتے، اور نہ اس پر سوار ہوتے نیز اس سے کام نہ لیتے، چارہ پانی سے اسے بھی

نہ روکتے، مشرکین اسے ﴿حامی﴾ کہتے، ماخوذ از تفسیر مدارک، تعلیق، مترجم)

اللہ جل جلالہ نے مذکورہ بالا جانوروں کو حرام قرار نہیں دیا اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب حرمت کی نسبت غلط وفاسد ہے، اسلام نے مشرکوں کے ان خیالاتِ فاسدہ کو غلط قرار دیا، داداجان علیہ الرحمۃ ثابت فرما رہے ہیں کہ جب مذکورہ بالا جانور باوجود منسوب الیٰ غیر اللہ وشھیر الیٰ غیر اللہ ہونے سے حرام نہیں تو وہ جانور جو ذبح سے پہلے اللہ کے اولیاء کی جانب منسوب کردیا جائے تو کیوں کر حرام ہوگا۔ تعلیق، مترجم)

﴿بیسویں وجہ یہ ہے﴾

علامہ نووی شارح مسلم شریف رحمت اللہ علیہ وضاحت فرماتے ہیں

(۲۰) المراد انکار ماحرموا علی انفسھم من السائبة والوصیلة والبحیرة والحام وانھا لم تصر حراما بتحریمھم وکل ماملکه العبد فھو حلال حتیٰ یتعلق به حق

کہ کافروں نے اپنے اوپر جن جانوروں کو حرام کیا ہے، (مثلاً) سائبہ، وصیلہ، بحیرہ، اور حام، یہ جانور مشرکین کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتے (یعنی اس آیت سے ان جانوروں کی حرمت کا انکار مقصود ہے) (انکار۔ سے مراد یہ ہے کہ عنداللہ سائبہ، وصیلہ، بحیرہ، حام، مشرکین کے حرام کرنے سے حرام نہیں) اور جس چیز کا (اللہ تعالیٰ جسے) مالک بنادے، وہ شئ حلال ہے جب تک اس بندے کا حقِ ملک (ملکیت) اس شئ پر ثابت ہو۔ نووی المسلم ثم الاعلاء۔(۷)

﴿اکیسویں وجہ یہ ہے﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(۲۱) اِنَّ اللّٰہَ یَجۡزِی الۡمُتَصَدِّقِیۡنَ. اللہ خیرات کرنے والوں کو اجر دیتا ہے۔

﴿شیخ عبدالغنی النابلسی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

ومن ھذا القبیل زیارة القبور والتبرک بضرائح الاولیاء الصالحین، والنذر لھم تعلیق ذلک علی حصول شفاء اوقدوم غائب فانه مجاز عن الصدقة علی الخادمین لقبورھم کما قال الفقھاء فیمن دفع الزکوٰة للفقیر وسماھا قرضا صح لان العبرة بالمعنی لا باللفظ. حدیقة الندویة للشیخ عبدالغنی النابلسی ثم القلادة الطیبة

صالحین واولیاء اللہ کے مزارات سے تبرک کا حصول اسی قبیل سے ہے، (نیز) مریض کی شفایابی، اور کسی غائب شدہ کی برآمد ہونے کیلئے نذر ماننا اسی پر معلق ہے، کیونکہ یہ (نذر) تو

مزاراتِ مقدسہ کے خدام پرایک طرح کاصدقہ ہے(نذرکوآپ نے صدقہ سے تعبیر کیافقہاء کی کتابوں سے اسکی کوئی مثال پیش فرمائیں تاکہ مسئلہ ھذا واضح ہو)

علامہ شیخ عبدالغنی رحمت اللہ علیہ اسکاجواب دیتے ہیں کہ فقہاء نے لکھا

(قال الفقهاء فيمن دفع الزكوة للفقير وسماها قرضا صح لان العبرة بالمعنى لاباللفظ)

کہ اگرکوئی شخص فقیر کو زکواۃ دے دے اور(اسے کہے)یہ قرضہ ہے(آیامالِ زکواۃ کو قرضہ کہناصحیح ہے یانہ،فقہاء نے فرمایا) (سماها قرضا صح. ہاں اگر)مالِ زکواۃ کو قرضہ کہناصحیح ہے۔اس لئے کہ(مقصودومطلوب ومراد) معنیٰ ہے۔نہ کہ لفظ۔ معلوم ہواکہ مسلمان نے اسے نذرکا نام دیامگر حقیقت میں صدقہ ہی مراد ہے۔ سوصدقہ وخیرات جائزوصحیح ہے۔

﴿صاحبِ اعلاء لکھتے ہیں﴾

واگرتقرب بالذبح بایں غرض است کہ نفس ذبح واخراج روح حیوان برائے آں بزرگ است ویاگوشت واہداء ثواب سروکاری نے تاحرام میشود لیکن ناذربرائے اولیاء اصلاً ایں معنیٰ رامرادنمیدارد بدلیل عدم خوشنودی او،وعدم خروج از عہدۂ نذردرذہن خودش درصورتیکہ گوشت مذبوح او راکسی نخورد۔(الاعلاء ۔۱۱۔۱۲)

اگرذبح سے(ذابح) کامقصود ومطلوب یہ ہوکہ نفسِ ذبح اورجانورکی روح کااخراج فلاں بزرگ کیلئے ہو۔اوراس کی غرض گوشت کاحصول یاکسی ولی کیلئے ایصالِ ثواب نہ تو(اس جانورکاگوشت یقیناً) حرام ہے۔یادرہے کہ اولیاء اللہ کیلئے(نذرکرنے والا)

WWW.NAFSEISLAM.COM

واگرتقرب بالذبح بایں غرض است کہ نفس ذبح واخراج روح حیوان برائے آں بزرگ است ویاگوشت واہداء ثواب سروکاری نے تاحرام میشود لیکن ناذربرائے اولیاء اصلاً ایں معنیٰ رامرادنمیدارد بدلیل عدم خوشنودی او،وعدم خروج از عہدۂ نذردرذہن خودش درصورتیکہ گوشت مذبوح او راکسی نخورد۔(الاعلاء ۔۱۱۔۱۲)

اگرذبح سے(ذابح) کامقصود ومطلوب یہ ہوکہ نفسِ ذبح اورجانورکی روح کااخراج فلاں بزرگ کیلئے ہو۔اوراس کی غرض گوشت کاحصول یاکسی ولی کیلئے ایصالِ ثواب نہ تو(اس جانورکاگوشت یقیناً) حرام ہے۔یادرہے کہ اولیاء اللہ کیلئے(نذرکرنے والا)

حررہ وصنفہ ،

(حجۃ الاسلام والمسلمین) مفتی شائستہ گل القادری المتوی

مہتمم دارالعلوم حنفیہ سنیہ محمدیہ لنڈی شاہ متہ مردان پشاور

صوبہ سرحد

ذیل میں دیئے گئے اشعار، ازنتیجہ فکر محمد عبدالعلیم القادری بتاریخ۔17.7.04

نذرِ اولیاء خوشنودیٔ اللہ کا حصول ہے ایمان قوی ہے تو یہ صدقہ قبول ہے

منکر کو ہو معلوم کہ دلائل دیئے گئے یہ طرز یہ انداز میرے بابا کا اصول ہے

آشکارہ ہو گئے مسائل ومقصودِ جدما اٹل ہے فیصلہ مسلک ومطلوب جدما

قرآن پر نظر نیز قلم میں زور ہے علم کا شہرہ ہے ہر طرف یہ شور ہے

باباشائستہ گل عالم ہے محدث ہے باعمل اللہ میرا حامی ہے ناصر رسول ہے

بحمداللہ تم

الحمدللہ رسالۂ نذراولیاء اللہ کا ترجمہ بتاریخ۔17.7.04 مکمل کیا

مترجم محمد عبدالعلیم القادری۔عفی عنہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

جواز التقبیل والانحناء للمسلمین والفضلاء

بزرگوں کے ہاتھ پیروں کو بوسہ دینا

مصنف

مفتی شائستہ گل رحؒ القادری

المتوی المردانی۔ مفتی اعظم سرحد زبدۃ العارفین حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مترجم : **محمد عبدالعلیم القادری**

ناظم اعلیٰ: **دارالعلوم قادریہ سبحانیہ**

WWW.NAFSEISLAM.COM

شروع، تاریخ کتابت۔ منگل ۲۰؍جولائی ۲۰۰۴ء

الحمدلله رب العلمين والصلوٰة والسلام علی سیدالمرسلین وعلی اله وصحبه اجمعین. امابعد.

(حضرت علامہ حجۃ الاسلام والمسلمین مفتی اعظم سرحد محدث افخم استادالکل) مفتی شائستہ گل القادری بن صدر الشریعۃ مفتی محمد علی القادری بن حضرت علامہ صدرالعلماء مفتی عمردرازخاں رحمۃ اللہ علیہم ساکن لنڈی شاہ ''متہ''(فرماتے ہیں) جب میں نے وہابیہ سے سنا کہ اولیاء وعلماء، وصلحاء کے ہاتھوں کو بوسہ دینا اور انکے سامنے مطلقاً جھکنا شرک ہے، تو بربناءِ غیرتِ اسلامیہ میں نے یہ رسالہ بتوفیقہ تعالیٰ بنام جوازتقبیل والانحناء للمسلمین والفضلاء لکھ کرتین فصلوں پرمرتب کیا۔

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

وَصلی اللہ علی النبی الامی واله واصحابه صلی اللہ علیه وسلم

صلواۃ وسلاماًعلیک یارسول اللہ ﷺ

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿فصل اول﴾

☆۔فصل اول میں بزرگوں کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینااور مطلقاً جھکنے کے جواز کو احادیث صحیحہ سے ثابت کروں گا۔(انشاء اللہ وتعالیٰ)

﴿وجہ اول﴾

(۱)عن زارع بن عامر قال فجعلنا نتبادر من رواحلنا ونتقبل ید النبی ﷺ ورجلہ۔ رواہ ابوداود، کتاب الادب (ص،۳۵۳)والبخاری فی کتابہ المفرد فی الادب ثم نصب الرایۃ جلد۲ .کتاب المکراھیۃ(ص،۲۹۰)

حضرتِ زارع رضی اللہ عنہ(جوعبدالقیس کے وفد میں شامل تھے) کہتے ہیں(کہ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے)توہم اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترے،اورہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں اورپیروں کوبوسہ دیا۔

﴿وجہ ثانی﴾

(۲)عن ابی ھریرۃ ان رجلا اتی النبی ﷺ فقال یارسول اللہ ﷺ ارنی شیأازداد بہ یقینافقال لہ اذھب الی تلک الشجرۃ فادعھا فذھب الیھا فقال ان رسول اللہ ﷺ یدعوک فجاء ت وسلمت علی النبی ﷺ ثم قال لھاارجعی فرجعت(الی قولہ)ثم اذن لہ فقبل رأسہ ورجلیہ وقال لوکنت اٰمر الاحدان یسجد لاحدلامرت المرأۃ ان تسجدلزوجھا.

اخرجہ الحاکم فی المستدرک فی البر والصلۃ،والبزازفی مسندہ،ثم نصب الریۃ جلد۲ .کراھیۃ (ص، ۲۹۸)وشفاء لقاضی عیاض فصل فی کلام الشجرۃ وشھادتھالہ بالنبوۃ.(ص،۱۴۸)

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،ایک آدمی حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں حاضرہو کرعرض گذارہوا یارسول اللہ ﷺ مجھے(اپنی نبوت کی حقانیت پر)ایسی نشانی دکھادیں کہ میرے یقین میں مزیداضافہ ہو،فرمایااس درخت کے پاس چلے جاؤاوراس سے آنے کیلئے کہدو،سووہ شخص اس درخت کے پاس چلاگیا،اوراس سے کہا،اللہ کے رسول ﷺ تجھے بلارہے ہیں،وہ درخت حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضرہوا،سلام پیش

کیا،حضور پرنور ﷺ نے درخت کو واپس جانے کا حکم فرمایا وہ درخت واپس اپنی جگہ چلا گیا (الی قولہ) پھر حضور پرنور ﷺ نے اس آدمی کو (ہاتھوں پیروں کو بوسہ دینے کی اجازت دی) سو اس شخص نے حضور پرنور ﷺ کے سر مبارک اور پیروں کو بوسہ دیا۔حضور پرنور ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو (اللہ کے سوا) کسی کیلئے سجدہ کا حکم دیتا تو (اپنی امت کی) خواتین کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

☆۔اس حدیث سے سر مبارک اور پیروں کو بوسہ دینا ثابت ہو گیا،ظاہر ہے کہ جب پیروں کو بوسہ دیا جائے گا تو جھکنا لازم ہے تو مطلقا جھکنا بھی ثابت ہو گیا،کیونکہ بغیر جھکے بوسہ دینا ناممکن ہے۔

﴿وجہ سوم﴾

(۳) عن صفوان بن عسال ان قوما من الیھود قبلوا یدی البنی ﷺ ورجلیه .

اخرجه الترمذی جلد ۲. کتاب الاستیذان (۲۲۰) وابن ماجه ادب (۲۷۱) ثم نصب الرایة جلد ۲ کراھیة (۲۹۸) وابوداود، والنسائی، ثم مشکوٰة باب الکبائر، فصل ۲.

حضرتِ صفوان بن عسال ؓ فرماتے ہیں کہ یہود نے (چند سوالات کیئے حضور پرنور ﷺ نے انکے تسلی بخش جوابات دیئے پھر انہوں نے) حضور پرنور ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

☆۔اس حدیث سے بھی ہاتھ اور پیروں کو بوسہ دینا ثابت ہو گیا،ظاہر ہے کہ جب پیروں کو بوسہ دیا جائے گا تو جھکنا لازم ہے تو مطلقا جھکنا بھی ثابت ہو گیا،کیونکہ بغیر جھکے بوسہ دینا ناممکن ہے۔

﴿وجہ چہارم﴾

(۴) وفی الکافی کان الاعراب (من الصحابة) یقبلون اطراف الرسول ﷺ .

زیلعی جلد ۶، کراھیة (ص، ۲۵) ثم حاشیة الھدایة جلد ۴. کراھیة (۴۷۲)

اور کافی نامی کتاب میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیهم اجمعین جو اعرابی تھے حضور پرنور ﷺ کے جسمِ اطہر کے اطراف کو بوسہ دیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے بھی ہاتھ اور پیروں کو بوسہ دینا ثابت ہو گیا،کیونکہ اطراف میں ہاتھ اور پیر بھی شامل ہیں ظاہر ہے کہ جب پیروں کو بوسہ دیا جائے گا تو جھکنا لازم ہے تو مطلقا جھکنا بھی ثابت ہو گیا،کیونکہ بغیر جھکے بوسہ دینا ناممکن ہے۔

﴿ وجہ پنجم ﴾

(۵) عن عائشة (رضی الله عنها) انها، قالت اقبل ابوبکر علی فرسه من مسکنه بالسنخ حتیٰ نزل فدخل المسجد فلم یکلم الناس حتیٰ دخل علی عائشة فتیمم النبی ﷺ وهو مسجیٰ ببردة حبرة فکشف عن وجهه ثم اکب علیه فقبله ثم بکیٰ،

رواه البخاری جلد ۱ (۱۳۸)

وفی الباب عن ابن عباس وجابر وعائشة قالوا ان ابابکر قبل النبی ﷺ وهو میت.

رواه الترمذی جلد ۱ جنائز (۱۳۵) وابن ماجة (۱۰۶ و ۲۰۳)

حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں (جب رسولِ اکرم ﷺ کا وصال ہوا) تو ابوبکر رضی اللہ عنہ مقام (سخ) سے اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر مدینہ طیبہ پہنچ کر مسجد نبوی (شریف) میں داخل ہوئے بعدازاں بغیر تکلم کئے حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے (حجرہ مبارکہ) میں داخل ہوئے، اور حضورِ پرنور ﷺ کو دیکھنے لگے جب کہ حضور پرنور ﷺ کا جسم مبارک یمنی چادر سے ڈھانک دیا گیا تھا، حضرتِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور ﷺ کے چہرہ انور سے چادر ہٹا کر سرکارِ مدینہ کے جسمِ اطہر کی طرف جھکے، پھر چہرہ انور کو بوسہ دیا، اور روئے نیز حضرتِ عبداللہ بن عباس، وحضرتِ جابر، وحضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد چہرہ مصطفیٰ ﷺ کو بوسہ دیا۔

☆ ۔۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد چہرہ مصطفیٰ ﷺ کو بوسہ دیا۔ وصال کے بعد چہرے کو بوسہ دینے کیلئے جھکنا لازم ہے سو معلوم ہوا کہ مطلقاً جھکنا جائز ہے

نیز حدیث شریف میں (ثم اکب علیه) کے واضح الفاظ موجود ہیں جسکا معنیٰ ہے پس جھکے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پرنور ﷺ کے جسمِ اطہر کی طرف، معلوم ہوا کہ مطلقاً جھکنا جائز ہے۔

﴿ وجہ ششم ﴾

(۶) عن عائشة ان رسول الله ﷺ دخل علیٰ عثمان ابن مظعون وهو میت فاکب علیه فقبله ثم بکیٰ حتیٰ رأیت الدمع تسیل علیٰ وجهه. رواه الترمذی جلد ۱ جنائز (ص ۱۲۵) وابو داود جلد ۲ جنائز (۹۵) وابن ماجة جنائز (۱۰۶) والحاکم فی المستدرک. ثم نصب الرایة جلد ۲ کراهیة (ص ۲۹۸) ومشکوة المختصر (۱۳۳).

حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں ہیں کہ رسول کریم ﷺ جنابِ عثمان بن مظعون رضی اللہ کے وصال کے بعد وہاں تشریف لائے (اس حال میں کہ جنابِ عثمان بن مظعون وفات پا چکے تھے) سو حضورِ پرنور ﷺ ان پر جھکے اور انہیں بوسہ دیا، حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں ہیں، میں نے دیکھا کہ حضورِ پرنور ﷺ انکی میت پر یہاں تک روئے کہ آپکے آنسو آپکے چہرہ مبارک کو تر کر رہے تھے۔

☆۔ تقبیل میت اس حدیث سے صراحتاً ثابت، میت کو بوسہ دینا بغیر جھکے ممکن نہیں تو ماننا پڑیگا کہ مطلقاً جھکنا ناجائز و شرک نہیں۔ بلکہ اس حدیثِ مبارک میں تو جھکنے کے واضح الفاظ (فاکب علیہ) موجود ہیں، سو معلوم ہوا کہ مطلقاً جھکنا جائز ہے، شرک نہیں،

﴿ وجہ ہفتم ﴾

(۷) عن اسید بن حضیر قال بینما هو یحدث القوم یضحکهم و کان فیه مزاح فطعنه النبی ﷺ فی خاصرته قال اصطبرنی یارسول الله ﷺ قال اصطبر قال ان علیک قمیصا ولیس علی قمیص فرفع النبی ﷺ عن قمیصه و جعل یقبل کشحه و قال انما اردت هذا یارسول الله ﷺ .

رواه ابوداود جلد ۲ (۱۴۸) ثم نصب الرایة جلد ۲ کراهیة (۲۹۸)

حضرتِ اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ (اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں) ایک دن (میں) اپنی قوم سے خوش طبعی کی باتیں کر رہا تھا (میرے) مزاج میں خوش طبعی تھی (تو) حضورِ پرنور ﷺ نے (میرے) پہلو میں چوکہ دیا، حضرتِ اسید بن حضیر انصاریؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے اس کا بدلہ چاہئے (تو) حضورِ پرنور ﷺ نے فرمایا بدلہ لیجئے، حضرتِ اسید بن حضیر انصاریؓ فرماتے ہیں (میں نے عرض کیا) یارسول اللہ ﷺ آپکے جسمِ اطہر پر قمیص (مبارک) ہے جبکہ میرے جسم پر قمیص نہ تھی، سو حضورِ پرنور ﷺ نے اپنی قمیص (مبارک) جسمِ اطہر سے اٹھائی (نبی کریم ﷺ کا جسمِ اطہر سے قمیص اٹھانا تھا کہ) حضرتِ اسید بن حضیر انصاریؓ نے حضورِ پرنور ﷺ کے پہلو کے بوسے لینے شروع کئے، حضرتِ اسید بن حضیر انصاریؓ نے عرض کیا (انما اردت هذا یارسول الله ﷺ) (میرا مقصد پورا ہوگیا) میری یہی تمنا تھی (کہ میں آپکے جسمِ اطہر کو بوسے دے سکوں، اللہ تعالیٰ نے میری تمنا پوری فرمادی)

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ حضرتِ اسید بن حضیر انصاریؓ نے حضور پرنور ﷺ کے پہلو کے بوسے لیے پہلو کو بوسہ دینے کیلئے جھکنا لازم ہے تو ثابت ہوا کہ مطلقاً جھکنا جائز ہے۔شرک نہیں،

﴿ وجہ ہشتم ﴾

(۸)عن عمرو بن اسحاق قال كنت امشى مع الحسين ابن على فى الطريق من طرق المدينة فلقينا اباهريرة فقال للحسين اكشف لى عن بطنك جعلت فداك حتى اقبل حيث رأيت رسول الله ﷺ يقبله قال فكشف عن بطنه فقبل سرته ولو كانت السرة عورة ماكشفها.

اخرجه احمد فى مسنده والطبرانى فى المعجم وابن حبان فى صحيحه والبيهقى فى سننه وابن ابى شيبة فى مسنده ثم نصب الراية جلد ٢ كراهية(٢٩)

حضرتِ عمرو بن اسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں(سیدنا)حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کیساتھ مدینہ طیبہ کے(پاکیزہ)گلیوں میں سے گذر رہا تھا،کہ سامنے سے حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے سوانہوں نے جنابِ امام حسینؓ سے عرض کیا (اے امام)میں آپ پرفداء ہوجاؤں اپنے شکم اقدس سے ذرا سا قمیص اٹھادیں،تاکہ میں اس مقام کو بوسہ دے سکوں جہاں رسول اکرم ﷺ بوسے دیا کرتے تھے،سوجنابِ امام حسینؓ نے اپنے پیٹ سے قمیص ہٹادی،توجنابِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام حسینؓ کے ناف(مبارک)کوبوسہ دیا

☆--(صاحبِ نصب الرایۃ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں) ولو كانت السرة عورة ماكشفها) کہ اگر ناف سترِ عورت میں شامل ہوتا،تو(سیدنا) حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کبھی ناف سے پردہ نہ ہٹاتے،

☆--نیز یہ بات تواظہر من الشمس ہے کہ ناف کوبوسہ دینے کیلئے جھکنا ہرصورت لازم، سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مطلقاً جھکنا جائز ہے شرک نہیں۔

﴿ وجہ نہم ﴾

یہ روایت عینی البخاری میں اس طرح ہے

(۹)وقد سئل ابوهريرة الحسين ان يكشف له المكان الذى قبله رسول الله ﷺ وهو سرته فقبله تبركا باثاره وذريته (ﷺ).عينى البخارى جلد ٢،جنائز(١٥١)

کہ حضرتِ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے امام حسینؓ سے عرض کی(اے حسینؓ)آپ اس مقام

کو ظاہر فرمادیں جس مقام کو حضور پرنور ﷺ بوسے دیا کرتے تھے،اوروہ مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کی ناف تھی سوجناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام حسینؓ کی ناف (مبارک کو) بوسہ دیا (اس لحاظ سے کہ ایک توامام حسین نبی کریم ﷺ کی) اولادمیں سے ہیں (دوسرا یہ کہ یہ وہ مقام ہے جس کے حضور پرنور ﷺ نے بوسے لیئے تھے سویہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کیلئے مقامِ تبرک تھا توابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا تبرک سمجھ کر اس مقام کو) تبرکاً بوسے دئے،

جب ناف کوبوسہ دیناایک محبوب عمل ٹھہرا تویقیناًاسکے ساتھ ہی مطلقاجھکنابھی پسندیدہ عمل ٹھہرا

﴿ وجہ دہم ﴾

(۱۰)ان عبدالله بن عمرحدثه انه كان فى سرته من سرايارسول الله ﷺ قال فحاص الناس حيصة فكنت فى من حاص فلمابرزناكناكيف نصنع وقد فررنا من الزحف وبونا بالغضب فقلناندخل المدينة فنثبت فيهالنذهب ولايراناحد فدخلنا فقلنا لو عرضناانفسناعلى رسول الله ﷺ فان كانت لناتوبة اقمناوان كان غير ذلك ذهبنا قال فجلسنالرسول الله ﷺ قبل صلوٰة الفجرفلماخرج فقمنااليه فقلنانحن الفرارون فاقبل الينا فقال لابل انتم العكارون قال فدنونافقبلنايده فقال انافئة المسلمين

رواه ابوداود .جلد ۱ ،جهاد(۳۵۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہمافرماتے ہیں،رسول کریم ﷺ نے ہمیں ایک چھوٹے سے لشکرمیں بھیج دیا،فرمایاکہ لوگ بھاگ نکلے،میں بھی بھاگنے والوں میں تھا،پس جب ہم رکے توہم نے کہا،ہم مقابلہ سے بھاگ نکلے یہ ہم نے کیاکیا،(یہ کام کرکے ہم تو)غضب

WWW.NAFSEISLAM.COM

من الزحف وبونا بالغضب فقلناندخل المدينة فنثبت فيهالنذهب ولايراناحد فدخلنا فقلنا لو عرضناانفسناعلى رسول الله ﷺ فان كانت لناتوبة اقمناوان كان غير ذلك ذهبنا قال فجلسنالرسول الله ﷺ قبل صلوٰة الفجرفلماخرج فقمنااليه فقلنانحن الفرارون فاقبل الينا فقال لابل انتم العكارون قال فدنونافقبلنايده فقال انافئة المسلمين
رواه ابوداود .جلد ۱ ،جهاد(۳۵۶)
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہمافرماتے ہیں،رسول کریم ﷺ نے ہمیں ایک چھوٹے سے لشکرمیں بھیج دیا،فرمایاکہ لوگ بھاگ نکلے،میں بھی بھاگنے والوں میں تھا،پس جب ہم رکے توہم نے کہا،ہم مقابلہ سے بھاگ نکلے یہ ہم نے کیاکیا،(یہ کام کرکے ہم تو)غضب

اورہم نے حضور پرنورﷺ کے دستِ اقدس کو بوسہ دیاتو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا، میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوں۔

☆۔۔۔حدیثِ کا متن وترجمہ کے بعدیہ بات روزِ نیم سے زیادہ روشن وواضح ہوگئی کہ حضرت عبداللہ ؓ اورانکے ساتھیوں نے حضور پرنورﷺ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا،اور ہاتھوں کوبغیر جھکے بوسہ دیاہی نہیں جاسکتا،سوجھکنالازم،

☆۔۔۔نیزحضور پرنورﷺ کا یہ فرمانا (انافئة المسلمين) میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضور پرنورﷺ مسلمانوں کیلئے ماویٰ وملجا ہیں،

تلک عشرة كاملة) بزرگوں کے ہاتھ پاؤں کوبوسہ دینے پراورمطلقاً جھکنے پردس دلائل پیش کیئے دلائل اوربھی بیشمارہیں۔مگرمیں اسی پراکتفاکرتاہوں۔

(آج لے انکی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھرنہ مانیں گے قیامت میں اگرمان گیا)

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ احمدرضاخان افغانی ثم بریلوی رحمت اللہ علیہ (تعلیق،مترجم)

﴿فصل ثانی﴾

اثبات التقبیل والانحناء

باجماع الامة وباقوال العلماء الاحناف

آیئے اس مسئلہ کے ثبوت میں اجماع امت اورعلماء احناف کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

(1)لاباس بتقبیل یدالعالم والزاهد والمتورع اعزازا للدین والتبرک والسلطان لعدله اولاسلامه .الملتقی،ومجمع الانهر جلد۲،کراهیة،(۵۲۰) ودور،والجامع،وتنویرالابصار، والدرالمختار جلد۵ (۲۴۵)وقاضی خان جلد۴ کراهیة،(۲۷۲)ثم ابوالمکارم جلد۳(۱۶۵)

دین کی عزت کی خاطراورتبرکا علماء اورزاہدین کے ہاتھوں کوبوسہ دیناجائز ہے نیزمسلمان بادشاہ کے ہاتھ کو اسکے عدل وانصاف کی وجہ سے بوسہ دیناجائز ہے۔

(2) قال الشرنبلالی وعلمت ان مفادالاحادیث سنیته اوندبه کمااشارالیه العینی ،ثم الشامی،جلد۵،کراهیة(۲۴۵)

علامہ حسن شرنبلالی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہواکہ (بزرگوں کے ہاتھوں کوبوسہ دینا)سنت ومستحب ہے،جس طرح کہ اسکی جانب عینی اورشامی نے اشارہ فرمایاہے

(3)فقام عبدالله بن المبارک فقبل رأس السفیان الثوری لکون تقبیل الرأس اجود، ای اکثرثوابا .مجمع الانهر،جلد۲، کراهیة(۵۲۰) وتنویرالابصار جلد ۲ (۲۴۵)وطحطاوی ،الدرمختارثم ردالمحتار،جلد۵(۲۴۵)

عبداللہ بن مبارک کھڑے ہوئے اورسفیان ثوری کے سرکوبوسہ دیا،کیونکہ سرکوبوسہ دینازیادہ باعثِ اجر وثواب ہے۔

(4)قال العینی فعلم اباحة تقبیل الیدوالرجل والرأس والکشح کماعلم من الاحادیث واباحتهاعلی الجبهة وبین العینین وعلی الشفتین علی وجه المبرة والاکرام .

تنویرالابصارجلد۲(۲۴۵)ثم شامی جلد۵ کراهیة(۲۴۴)

علامہ عینی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں سو اس سے معلوم ہواہاتھوں اورپیروں کوبوسہ دینا جائز ہے نیزاحادیث سے پیشانی اورآنکھوں کے درمیان بوسہ دینا نیزہونٹوں پربوسہ دینا نیک ارادہ سے جائز ہے،

(5) طلب من عالم اوزاهد ان يمكنه من قدمه ليقبله اجابه. تنویر الابصار جلد ۲ (۲۴۵)

اگر کسی (مسلمان نے) عالم یا زاہد سے کہا کہ مجھے اس بات کی اجازت دے دیں کہ میں آپکے پیروں کو بوسہ دوں تو (عالم کو چاہیے کہ) اسے اجازت دے۔

﴿ امام شافعیؒ کا قول ﴾

وجہ دوم

قال الشافعی واماتقبیل الاماکن الشریفة علی قصد التبرک وکذلک تقبیل ایدی الصالحین وارجلهم فهوحسن محمود باعتبار القصد والنیة. عینی البخاری جلد ۴ جنائز (۱۵۱)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ متبرک مقامات کو حصول برکت کیلئے بوسہ دینا اچھا فعل ہے۔ نیز صالحین کے ہاتھ پیروں کو نیک ارادے سے بوسہ دینا بہترین عمل ہے۔

﴿ امام احمد بن حنبل کا قول ﴾

﴿ وجہ سوم ﴾

واخبرنی الحافظ ابوسعید بن العلائی قال رأیت فی کلام الامام احمدبن حنبل فی جزر قدیم علیه خط ابن ناصروغیره من الحفاظ ان الامام احمد سئل عن تقبیل قبرالنبی ﷺ وتقبیل ممبره فقال لاباس بذلک قال اریناه ابن تیمیة الحرانی فصاریتعجب من ذلک ویقول عجبت احمد عندی جلیل یقوله هذا کلامه.

راوی فرماتے ہیں مجھے حافظ ابوسعید بن علائی رحمۃ اللہ علیہ نے خبردی، میں نے ایک قدیم نسخہ میں امام احمد بن حنبلؒ کا کلام دیکھا جس پر حفاظ محدثین کا خط بھی موجود تھا (اس قلمی قدیم نسخہ میں حفاظ محدثین کا خط اس طرح تھا کہ) حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا تھا کہ آیا حضور پرنور ﷺ کے روضہ اطہر شریف اور منبر شریف کو بوسہ دینا جائز ہے (یا نہ)

☆۔۔۔تو امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کا جواب موجود تھا کہ) اس میں کوئی مضائقہ نہیں، راوی کہتا ہے کہ ہم نے (یہ عبارت امام الوہابیہ) ابن تیمیہ حرانی کو دکھادی، (جب امام الوہابیہ نے یہ عبارت دیکھی) تو حیران ہوا، اور کہنے لگا میں حیران ہوں کہ امام احمد بن حنبل میرے نزدیک اتنے عظیم وجلیل القدر امام ہیں اور انکا یہ کلام۔

علامہ عینی (امام الوہابیہ) ابن تیمیہ حرانی کی اس حیرانگی کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں جوابِ تردیدی یہ ہے

وقال ای تعجب فی ذالک وقد روینا عن الامام احمد انہ غسل قمیصا للشافعی وشرب الماء الذی غسلہ بہ واذا کان ھذا تعظیمہ لاھل العلم فکیف بمقابر الصحابۃ وکیف باٰثار الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام ۔عینی البخاری جلد ۴۔جنائز (۱۵۱)

صاحبِ عینی لکھتے ہیں کمال ہے کہ (امام الوہابیہ ابن تیمیہ الحرانی نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ دیکھکر تعجب کیا حالانکہ) امام احمد بن حنبلؒ نے امام شافعیؒ کا کرتہ دھویا اورتبرکا اسکا پانی نوش فرمایا، جب (امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ) کے نزدیک علماء کے تعظیم کا یہ حال ہے سوانکے دل میں انبیاء کرام علیھم السلام کے آثاراورصحابہ کی قبورکی کتنی تعظیم ہوگی،

(وہ فتویٰ جس میں روضہ اطہراورمنبرشریف کے بوسے کے جوازکاذکرہے آخرابن تیمیہ حرانی کوتعجب کیونکرہوا۔)

☆میں کہتاہوں کہ جب انبیاء کرام **علیھم السلام** اورصحابہ کرام کے مزارات کوبوسہ دینا بقولِ امام احمدؒ جائز،توجھکنابھی جائزکیونکہ قبرکوجھکے بغیربوسہ دیناناممکن، توثابت ہواکہ مطلقاً جھکناجائز،

﴿وجہ چہارم﴾

قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ تَقْبِیْلُ یَدِ الْعَالِمِ وَالسُّلْطَانِ الْعَادِلِ سُنَّۃٌ وَقَالَ الصَّدْرُ الشَّھِیْدُ ھُوَ الْمُخْتَارُ.

مجمع الانہر جلد ۲ (۲۸۶) وابو المکارم جلد ۳ (۱۶۶) وشرح الیاس جلد ۲ (۱۵۱) ودرمختارو ردالمحتار. جلد ۵۔ ۲۴۵) والکافی والکفایۃ.

سفیانِ ثوری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم وسلطانِ عادل کاہاتھ چومنا سنت ہے۔اور حضرت علامہ صدرالشہید رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی مختار (قول) ہے۔

☆۔۔میں کہتاہوں کہ جب ہاتھوں کوبوسہ دینا مختارقول کے مطابق سنت ہے توپھر مطلقاً جھکنابھی بقولِ مختارسنت ہوگا،کیونکہ ہاتھوں کوبوسہ دینے کیلئے جھکنالازم ہے اس لئے کہ

بغیر جھکے ہاتھوں کو بوسہ دینا ناممکن ہے۔

﴿وجہ پنجم﴾

قال المحب الطبری ویمکن ان یستدل من تقبیل الحجر الاسود استلام الارکان جواز تقبیل مافی تقبیله تعظیم الله تعالیٰ فانه ان لم یردفیه خبربالندب (ای صریحا والافقد مرعشر لزوما)لم یرد بالکراهة وقدرأیت فی بعض تصانیف جدی محمد بن ابی بکر عن الامام ابی عبدالله محمدبن ابی الصیف ان بعضهم کان اذارأی الصالحین قبلهاواذارأی اجزاء الحدیث قبلها واذارأی قبور الصالحین قبلها فدل علی حسن تقبیل کلهافیه تعظیم الله تعالیٰ

﴿الله﴾

حضرتِ محب طبری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں(کہ جوعلماء صلحاء کے ہاتھوں اورپیروں کوبوسہ دینے کے جواز کے قائل ہیں)ممکن ہے کہ وہ حجراسود اورارکان کے استلام پرقیاس کرتے ہوں،کہ اس میں(درحقیقت)اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔اوراگر(بالفرض)اس باب میں (علماء وصلحاء کے ہاتھ پیروں کے چومنے)کے استحباب پرکوئی حدیث ودلیل نہ بھی ہوتی تب بھی کراہت کاحکم توکسی حال میں نہ ہوتا،کیونکہ میں نے اپنے جدامجد محمد بن ابی بکر کے تصانیف لطیف میں دیکھا جن میں انہوں نے حضرتِ عبداللہ محمد بن ابی الصیف سے روایت کیاہے حضرت عبداللہ محمد بن ابی الصیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ علماء جب قرآن کریم کودیکھتے تواسے بوسہ دیتے،اورجب اولیاء اللہ کے مزارات کودیکھتے تومزارات کوبوسہ دیتے

☆۔۔میں کہتاہوں کہ جب قرآن کریم واجزاء حدیث اورقبورصالحین کوبوسہ دینا اچھاعمل ہے تویقیناً جھکنابھی اچھاکام تصورکیاجائے گا۔کیونکہ قرآن کریم ہویااجزاء حدیث یاقبوراولیاء کوبوسہ دینے کیلئے جھکنالازم ہے اس لئے کہ بغیرجھکے قرآن کریم واجزاء احادیث وقبورصالحین کوبوسہ دینا ناممکن ہے۔توجھکنابھی ثابت۔۔عینی البخاری جلد۴(جنائز،۱۵۱)

﴿وجہ ششم﴾

وهذا (ای کراهة القبلة)لوعن شهوة واما علی وجه المبرة والاکرام والتعظیم دون الشهوة ونیل الدنیافجائز بالاجماع حقائق،والخانیة،والاختیار،ثم درمختار،وردالمحتار جلد۵ ص۲۴۴،۲۴۵ ومحیط ثم درمختار جلد۵،۲۴۵

فقہاء لکھتے ہیں کہ اگریہ بوسہ برائے شہوت ہو پھرتو(بلاشبہ)مکروہ ہے مگرجب(علماء وصلحاء کی)

عزت وتعظیم وتوقیر کیلئے ہونہ کہ دنیا کے حصول کیلئے توبالاجماع جائز ہے۔
ثابت ہواکہ علماء کے ہاتھوں کوبوسہ دینااوراسکے ساتھ جھکنا باجماع امت جائزوثابت ہے

فصلِ سوم

وہابیہ کے اقوال کی تردید

مولوی عنایت الرحمٰن سواتی کا یہ کہنا . واما الانحناء بین یدی احد فغیر جائز بل حرام ومعصیة کبیرة وفی الزاهدی الایماء الیٰ قریب الرکوع کالسجود وفی المحیط انه یکره الانحناء للسلطان وغیره .شامی جلد۵.(۲۴۶)

(ملاقات کے وقت کچھ لوگ بزرگ یااستاد کے سامنے جھک جاتے ہیں یازمین بوس ہوتے ہیں) سویہ جائزنہیں حرام ہے بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔حتیٰ کہ بعض علماء مثلاامام سرخسی رحمت اللہ علیہ نے مطلقاً کفرکاحکم لگایاہے۔مأخوذازرسالہ،البدعة فی المصافحة،ص(۵۶،۵۵)

وہابیوں کے اقوال بوجوہاتِ کثیرہ مردود ہیں

وجہ اول

رسالہ مذکوہ کے مصنف کا یہ کہنا(امام سرخسیؒ نے مطلقاً کفرکاحکم لگایاہے)غلط ہے،اس لئے کہ امام سرخسی رحمت اللہ علیہ سے ایساکوئی جملہ منقول نہیں جس میں امام سرخسی رحمت اللہ نے یہ فرمایاہوکہ اساتذہ یابزرگوں کے سامنے جھکنے والا کافر ہے،یہ امام سرخسیؒ پرجھوٹ وافتراء ہے۔ بلکہ امام سرخسیؒ توجواز کے قائل ہیں دیکھئے فصل ثانی،

وجہ دوم

کہ تم نے امام سرخسیؒ کی وہ عبارت جوشامی سے منقول ہے میں خیانت کی پوری عبارت پیش نہیں کی کیونکہ اس عبارت میں(بزرگوں کے ہاتھوں کوبوسہ دینے اورانکے سامنے مطلقاً جھکنے سے منع نہیں کیاگیاہے)بلکہ اس عبارت میں کسی کے سامنے سجدہ کرنے سے منع کیاگیاہے(جب کہ ہم بھی غیراللہ کوسجدہ کے قائل نہیں)اب امام سرخسیؒ کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

قال الزاهدی وذکر الصدر الشهیدانه لایکره بهذاالسجودلانه یریدبه التحیة وقال الشمس الائمة السرخسیؒ ان کان لغیر الله تعالیٰ علی وجه التعظیم کفر.

WWW.NAFSEISLAM.COM

شامی جلد۵ (ص ۳۴۶)

علامہ زیلعیؒ نے کہا ہے کہ علامہ صدرالشہیدؒ نے فرمایا ہے کہ (اگرکوئی اپنے استاد وبزرگ کے سامنے) اس ارادہ سے جھکا (اتنا جھکا جسے بظاہر سجدہ سمجھا گیا) سووہ شخص اس طرح سجدہ کرنے سے کافر نہیں کیونکہ اس سجدہ سے جھکنے والے کی نیت صرف تحیۃ (نہایت احترام کیساتھ سلام) کرنا ہے اورشمس الائمہ امام سرخسیؒ نے فرمایا ہے اگر یہ (سجدہ) غیراللہ کی تعظیم کیلئے ہوتو (یقینا) کفر ہے

ملاحظہ فرمایا آپنے کہ امام سرخسیؒ تواس سجدہ کی بات کررہے ہیں جوسجدہ غیراللہ کوبنیتِ عبادت کیا جائے سووہ شخص کافر ہے اس میں کس کواختلاف ہے،

عنایت اللہ (وہابی) پر یہ مثال صادق آتی ہے (من چہ میگویم وطنبورِماچہ میگوئی میں کیا کہہ رہاہوں اوراس ڈھول کی آواز کیسی)

﴿وجہ سوم﴾

امام سرخسیؒ کی جانب یہ الفاظ منسوب کرنا کہ امام سرخسیؒ نے (اس شخص پر) مطلقاً کفر کا حکم لگایا ہے امام سرخسیؒ پرعظیم بہتان وافتراء ہے، کیونکہ امام سرخسیؒ سے جوعبارت شامی نے نقل کی ہے۔وہ اس طرح ہے

(وقال الشمس الائمة السرخسیؒ ان کان لغیر الله تعالیٰ علی وجه التعظیم کفر) عبارتِ مذکورہ میں (علی وجه التعظیم ای العبادة بقرینة المطلقة بالتحیة المذکورة فی قول الصدر الشهید) کی قید موجود ہے۔نتیجہ یہ ہے کہ جوسجدہ برائے عبادت ہویقیناً کفر ہے اوراگر یہ جھکنا برائے تحیۃ (ادب واحترام ہو) تواس سے جھکنے والا کافر نہ ہوگا۔

اورہمارے زمانے کے مسلمان بھی بزرگوں کے ہاتھوں پیروں کوبوسہ دیتے ہوئے صرف ادباً واحتراماً جھکتے ہیں سویہ جھکنا ادباً ہے نہ برائے عبادت، سوامام سرخسیؒ کے قول کوجوسجدہ کیلئے مخصوص ہے کوانحناء پرقیاس کرناجہالت کے سواء اورکچھ نہیں سومعترض کاامام سرخسیؒ کے قول سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ امام سرخسیؒ نے مطلقاً کفر کا حکم لگایا ہے مردود ہے۔

﴿وجہ چہارم﴾

عنایت اللہ سواتی (وہابی) کے رسالہ میں یہ الفاظ،وفی المحیط یکره الانحناء للسلطان وغیره) غیرجائز ،معصیة کبیرة،یکره، سخت قسم کاجرم،وغیرہ،اس کایہ استدلال عبارتِ مذکورہ

سے بھی غلط ہے، کیونکہ عبارتِ مذکورہ بھی مقید ہے مطلق نہیں اور وہ قید یہ ہے کہ اگر بادشاہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا جائے بغرضِ حصولِ دنیاء، یا بغرضِ شہوت ہو تب مکروہ ہے، اور اگر سلطانِ عادل مسلم کے ہاتھوں کو بغرضِ اسلام وعدل کے بوسہ دیا تو کوئی حرج نہیں۔ سو معترض کا یہ قول بھی غلط، اور استدلال کے لئے پیش کردہ عبارت بھی مفید نہیں۔

اس پر عبارات فقہاء ملاحظہ فرمائیں

(1)وهذا(اى كراهة القبلة)ولوعن شهوة واماعلى وجه المبرة فجائز عندالكل

،درمختار، جلد5۔ص،442

اگر بوسہ دینا بوجہ شہوۃ ہو تو مکروہ، اور اگر اچھے اور نیک ارادے سے ہو تو تمام علماء کے نزدیک جائز ہے۔

(2) وفى الحقائق لوكانت القبلة على وجه المبرة دون الشهوة جازبالاجماع.

درمختار جلد۵. ص244. وردالمحتار. جلد۵. ص245

اور حقائق نامی کتاب میں ہے (اگر ہاتھوں کا) چومنا نیک ارادہ سے ہو تو بالاجماع جائز ہے اور اگر بوجہ شہوۃ ہو (تو بالاجماع مکروہ ہے)

(3)وان كانت القبلة على وجه المبرة دون الشهوة جازعندالكل درمختار جلد۵. ص244

(اگر ہاتھوں کا) چومنا نیک ارادہ سے ہو تو تمام علماء کے نزدیک جائز ہے اور اگر بوجہ شہوۃ ہو (تو تمام علماء کے نزدیک مکروہ ہے)

﴿وجہ پنجم﴾

یہ ہے کہ جن علماء نے بوسہ دینے کو مکروہ لکھا ہے وہاں قید بھی تو ذکر کی ہے اور قید یہ ہے کہ مسلمان بادشاہ کے ہاتھوں کو بوسہ اس غرض سے ہو کہ دنیا کا مال مل جائے تو یقیناً مکروہ ہے دیکھئے ،زاہدی نے مجتبیٰ کا ،،رد،، محیط کے قول سے کیا ہے، محیط نامی کتاب میں دونوں باتوں کی توفیق (کراہت وغیر کراہت کے وجوہ) اس طرح موجود ہیں۔

(1)ولارخصة فى تقبيل اليدلغير العالم والعادل ،هو المختار ،مجتبىٰ،وفى المحيط ان كان لتعظيم اسلامه واكرامه جازوان كان لنيل الدنياكره. درمختار جلد۵. ص. ۲۴۵

عالم اور سلطانِ عادل کے سواء کسی کے ہاتھوں کو بوسہ دینا جائز نہیں۔ یہی مختار قول ہے (مجتبیٰ) اور محیط نامی کتاب میں ہے۔ کہ اگر عالم ،وسلطانِ عادل (کے ہاتھوں کو) اسلام کی تعظیم اور اس

عالم یا سلطانِ عادل کی عزت وتکریم کی وجہ سے بوسہ دیا تو جائز ہے اور اگر سلطان کے ہاتھوں کو اس لئے بوسہ دیا کہ دنیا کا مال حاصل ہو جائے تو مکروہ ہے۔

(2) قوله ،وفی الملتقط التواضع لغیر الله حرام ای اذلال النفس لنیل الدنیا والا فحفض الجناح لمن دونه مأموربه سیدالانام علیه الصلوٰة والسلام یدل علیه ماروٰه البیهقی ،عن ابن مسعود من خضع لغنی ووضع له نفسه اعظاماًله وطمعاًفیما قبله ذهب ثلثامروته وشطر دینه .شامی جلد۵ .ص .246

ملتقط نامی کتاب میں ہے، کہ دنیا کے حصول کیلیے (کسی کے سامنے اپنے نفس) کو ذلیل کرنا حرام ہے (اور اگر دنیا کے حصول کی نیت سے نہ ہو پھر تو) اپنے بازوؤں کو (کسی کے سامنے) پست رکھنا (جھکا دینا) حضور پرنور ﷺ کے احادیث کی رو سے ثابت وجائز ہے، جس طرح کہ یہ حدیث بیہقی شریف میں موجود۔ حضرتِ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (حضور پرنور ﷺ نے فرمایا ہے) جس نے مال دار کے سامنے اس لئے عاجزی وتواضع کی کہ مالدار سے مال مل جائے سو اس کی وجہ سے اسکے مروت کے تین حصے زائل ہو گئے اور اسکے دِین کا کچھ حصہ بھی زائل ہو گیا۔

﴿وجہ ششم﴾

شامی نے زاہدی، اور مجتبیٰ کے قولِ مذکور کا (بالاجماع) کہکر رد کیا ہے، دیکھئے شامی جلد۵۔

قوله،هو المختارقدم الشارح عن الخانیة والحقائق ان التقبیل علی سبیل المبرة بلاشهوة جائزبالاجماع .شامی جلد۵ .ص .145

زاہدی اور مجتبیٰ کا یہ قول کہ (هو المختار) اس پر شارح نے خانیہ اور حقائق (سے یہ عبارت) پیش کی ہے کہ اگر ہاتھوں کو بوسہ دینا (بلاشہوة) نیک ارادہ سے ہو تو بالاجماع جائز ہے۔

﴿وجہ ہفتم﴾

بادشاہ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا، جھکنا، تواضع، کی ممانعت تب ہے، جب بغرضِ حصولِ دنیاء، یا بغرضِ شہوت ہو تب مکروہ ہے، کراہت وممانعت کیلیے (قید) غرضِ دنیا وقیدِ شہوت لازم ہے، اگر قیدِ غرضِ دنیا نہ ہو بلکہ یہ بوسہ بغرضِ احترام وادب ہو، سو یہ تو مستحسن وماٴمور ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اولاد کو والدین کے ادب واحترام کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ.

اور (والدین) کیلئے عاجزی کے بازو بچھاؤ رقتِ قلبی کیساتھ (دل کی نرمی کیساتھ)

(۲) المقصود منه المبالغة فی التواضع.

کبیر جلد ۵. سورۃ بنی اسرائیل. وبمعناہ جلالین، وجمل، جلد ۲ ،ص 622 ومعالم وخازن جلد ۴ ص. 126

اس سے مراد مبالغہ فی التواضع ہے یعنی والدین کے سامنے نہایت عاجزی سے پیش آؤ۔

(۳) فان اعزازهما لایکون الابذٰلک. ابوالسعود جلد ۵. ص 518

کیونکہ والدین کا احترام مبالغہ فی التواضع کے بغیر ممکن نہیں۔

﴿وجہ ہشتم﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱) وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ. سورۃ الحجر. آیت (۸۸) رکوع ۶/۶

اور مسلمانوں کیلئے اپنے بازو بچھاؤ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۲) وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ. آیۃ (۲۱۵) شعراء. ۱۱/۱۵

اور بچھاؤ اپنی رحمت کا بازو، ان کے لئے جو آپکی اتباع کرتے ہیں

(۳) فبعد الانذار تواضع لمن اٰمن منهم.

انذار کے بعد تواضع ہے انکے لئے جو ایمان لے آئے

صاوی جلد ۳. شعراء (138) وجمل جلد ۳ (293) وبمعناہ معالم وخازن جلد ۵ (106) وکبیر جلد ۲ وجمل جلد ۲ حجر (554) وکبیر جلد ۵ حجر (280) وابو السعود جلد ۵ (372) وخازن ومعالم جلد ۴ حجر (26)

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿وہابیوں کا حدیث سے استدلال، اور انکا رد﴾

﴿اس حدیث سے وہابیوں کا استدلال چند وجوہ کی بناء مردود ہے﴾

عن انس قال قال رجل یارسول الله ﷺ الرجل منایلقی اخاه او صدیقه اینحنی له قال "لا" قال افیلتزمه ویقبله قال "لا" قال فیأخذه بیده ویصافحه قال "نعم".

رواه الترمذی. استیذان (329) والبیهقی فی شعب الایمان ثم نصب الرایة جلد ۲. کراهیة (298)

حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے حضور پرنور ﷺ سے عرض کیا اگر ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملے، تو کیا اس کیلئے جھکے؟ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا نہیں: عرض کیا "کیا" اس سے لپٹ جائے اور بوسہ دے؟ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا "نہیں" عرض کیا، اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا، "ہاں"
معلوم ہوا، کہ جھکنا اور بوسہ دینا جائز نہیں۔

☆۔۔میں کہتا ہوں کہ وہابیوں کا اس حدیث سے استدلال چند وجوہ کی بناء پر مردود ہے

﴿وجہ اول﴾

وجہ اول یہ ہے کہ نصوصِ متعارضہ میں اصل توفیق ہوتی ہے (کیونکہ ہاتھوں کو بوسہ دینے کے بارے میں دو رائے قائم ہیں ایک کے مطابق بزرگوں کے ہاتھوں کو بوسہ دینا جائز، اور دوسری رائے کے مطابق ناجائز، اب دونوں میں توفیق کس طرح ہو، دادا رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں، دونوں میں توفیق اس طرح ہے) کہ جس قول میں ہاتھوں کو بوسہ دینا ممنوع ہے وہ بوجہ شہوۃ کے ہے (یعنی اگر بغرض مال و دولت ہو) پھر تو ممنوع ہے،
اور اگر بغرضِ حصولِ مال و شہوۃ نہ ہو تو جائز ہے کوئی کراہت نہیں
اسی پر اجماع ہے جیسے کہ وجہ چہارم میں گذر چکا ہے۔ وہاں مطالعہ فرمائیں۔

﴿وجہ دوم﴾

وجہ دوم یہ ہے کہ (حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث مبارک مرجوح ہے اور وہ احادیث جن سے بوسہ دینے کا جواز ثابت ہے وہ راجح ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿وجہ سوم﴾

وجہ سوم یہ ہے کہ حدیث مذکور مرجوح ہے، اس لئے کہ حدیثِ منع کو صرف ترمذی اور بیہقی نے بیان فرمایا ہے جبکہ جواز کی حدیث کو محمد بن اسماعیل البخاری نے اپنی کتاب بخاری میں روایت کیا ہے، ترمذی کے مقابلہ میں بخاری مقدم ہے۔ دیکھئے،
کتاب نخبۃ الفکر صفحہ (30) ومقدمۃ الشیخ عبدالحق محدث دہلوی للمشکوۃ۔ صفحہ (5) ومقدمۃ نووی المسلم صفحہ (21)

﴿وجہ چہارم﴾

وجہ چہارم یہ ہے۔ کہ حدیثِ جواز کو امام بخاری نے اپنی کتاب۔ کتاب الادب المفرد صفحہ

(253. 254) میں نقل فرماکر حدیثِ جواز کو راجح کر دیا ہے۔

﴿وجہ پنجم﴾

وجہ پنجم یہ ہے۔کہ حدیثِ منع کو صرف تین محدثین (احمد، ابن ابی شیبہ، بیہقی، رحمھم الله تعالیٰ) نے روایت کیا ہے۔

جبکہ حدیثِ جواز کو سترہ (17) محدثین (بخاری، ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ، احمد، ابن حبان، بیہقی، ابن ابی شیبہ، طبرانی، حاکم، بزاز، دارِ قطنی، ابن عدی، ابونعیم، ابن سعد، قاضی عیاض رحمھم الله تعالیٰ) نے بیان کیا ہے۔تو حدیثِ جواز، راجح، اور حدیثِ منع، مرجوح،

﴿وجہ ششم﴾

وجہ ششم یہ ہے۔کہ حدیثِ جواز کو دس (10) صحابہ کرام (سیدنا ابو ہریرہؓ، ابن عمرؓ، سیدہ عائشہؓ، حضرتِ صفوانؓ، حضرتِ زارعؓ، حضرتِ اسیدؓ، حضرتِ بریدہؓ، حضرتِ جابرؓ، حضرتِ ابی جحیفہؓ، حضرتِ ابوبکر بن عبداللہؓ) رضوان الله علیھم اجمعین نے بیان فرمایا ہے۔

جبکہ حدیثِ منع کو صرف ایک صحابی حضرتِ انس رضی الله عنہ نے روایت فرمایا ہے۔

سو حدیثِ جواز راجح ہوگئی، اور حدیثِ منع مرجوح۔تو عمل حدیثِ راجح پر ہوگا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تقبیل القبر و الاعتاب للتبرک

مزاراتِ اولیاء اور چوکھٹوں کو بوسہ دینا تبرک کے حصول کیلئے جائز ہے

علامہ اجھوری رحمت اللہ سے منقول ہے

(1) قال ابو موسیٰ دخلت الیٰ ضریح السیدة النفیسة فوضعت یدی علی الضرایح واذا بقائل من داخل القبر یقول اھکذا یدخل علی اھل بیت النبوة .شواھد الحق(96)

حضرتِ ابوموسیٰ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوا اور قبر پر اپنا ہاتھ رکھا۔ تو مزارِ اقدس کے اندر سے آواز آئی، کیا اہل بیت نبوی کے ہاں حاضری کی یہی صورت ہے؟

حضرتِ عبدالغنی نابلسی رحمت اللہ علیہ

کئی سوالات کے جوابات دینے کے بعد فرماتے ہیں

(2) واما تقبیل توابیب الاولیاء واعتابھم فلا خوف فی جوازہ بل ولا کراھة فی تقبیل اعتابھم علی قصد التبرک کما افتیٰ بہ شیخنا الرملی.(الیٰ اٰخرہ) قالہ الشیخ الامام العلامة محمد الشوبری المصری الشافعی ثم الشیخ عبدالغنی النابلسی فی کتابہ جمع الاسرار فی منع الاشرار عن الطعن فی الصوفیة الاخیار ثم شواھد الحق.(96)

رہا اولیاء کرام کے تابوتوں، اور انکی چوکھٹوں کو بوسہ دینا، تو اس کے جواز **میں** اختلاف ہی نہیں ہے بلکہ بطورِ تبرک بوسہ دینے میں کراہت بھی نہیں ہے، جیسے کہ شیخ رملی نے فتویٰ دیا ہے، علامہ شوبری رحمت اللہ علیہ اس فتویٰ کے آخر میں فرماتے ہیں، یہ امر بالکل واضح

وظاہر ہے اورمحتاجِ دلیل نہیں ہے

کیونکہ دلیل کی ضرورت صرف جاہل کو ہوسکتی ہے، یا منکر ومعاند کو، جن کی طرف نہ التفات کیاجاتا ہے اور نہ ہی مباحث شرعیہ میں ان پر اعتماد کیاجاتا ہے۔

﴿حضرتِ علامہ اجہوری رحمت اللہ علیہ سے منقول ہے﴾

(3) وكذالك تمريج الخد على الاعتاب مالم يكن على هيئة السجود والاحرم.

کہ اسی طرح اولیاء کرام کے مزارات کی دہلیزوں پر رخسار رکھنا بھی درست ہے بشرطیکہ ہیئتِ سجود نہ ہو، ورنہ حرام ہے۔ شواهد الحق(96)

﴿حضرتِ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے منقول ہے﴾

(4) عن فاطمة الزهراء انه صلى الله عليه وسلم لما اقبر اخذت قبضة من تراب قبره الشريف وجعلتها على عينها وبكت وقالت منشدة بيتين

کہ انہوں نے جب قبرِ انور واطہر سے مٹی کی مٹھی بھری اور آنکھوں پر لگائی تو روتے ہوئے دو بیت زبانِ اقدس سے پڑھے۔ (جو مندرجہ ذیل ہیں)

ماذا على من شم تربة احمد ان لا يشم مدى الزمان غواليا

صبت على مصائب لو انها صبت على الايام صرن لياليا

جس نے احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی تربت کو سونگھ لیا ہے وہ اگر رہتی دنیا تک غوالی اور بیش بہاقیمت خوشبوؤں کو نہ سونگھے تو کیا حرج ہے، بلکہ اس قریہ اقدس میں محبوب کریم ﷺ کی رچی بسی خوشبو اس دنیا کی تمام خوشبوؤں سے بے نیاز کردے گی۔

مجھ پر فراقِ نبوی میں اسقدر مصائب وحوادث ڈھائے گئے ہیں کہ اگر انہیں چمکتے اور روشن دنوں پر ڈالا جاتا تو وہ چمکتے اور روشن دن شب تاریک میں تبدیل ہوجاتے،

﴿خطیب بن جملہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(5) وذكر الخطيب بن جملة وقالوا لاشك ان الاستغراق فى المحبة يحمله على الاذن

فی ذالک والمقصود من ذلک کله الاحترام والتعظیم والناس فی ذلک مختلف مراتبهم کما کانت تختلف فی حیاته ﷺ والناس حین یرونه لا یملکون انفسهم بل یبادرون الیه ﷺ واناس فیهم اناة یتأخرون والکل علی خیر .شواهد الحق.(54.55) لا یملکون۔

اس روایت کوخطیب بن جملہ نے نقل کیا ہے،اور فرمایا ہے، کہ اس میں شک نہیں ہے کہ محبت واستغراق وشغف ان امور میں اذن ورخصت کا متقاضی ہے،اور مقصد حقیقی ان تمام امور میں احترام واکرام و توقیر و تعظیم ہے،اور لوگوں کے مراتب ان معاملات میں مختلف ہیں جیسے کہ حالتِ حیاتِ ظاہرہ میں مختلف مراتب ہوتے تھے،بعض تو دیکھتے ہی پروانہ وار اس شمع رسالت پر نثار ہونے لگتے اور بعض حلم و حوصلہ اور تمکن و وقار کا مظاہرہ کرتے مگر سب کا مقصد نیک ہے،(نیت درست ہے لہذا محلِ اعتراض وانکار نہیں)

سندِ جید

(6)وجاء بسند جید ان بلالا لما زار النبی ﷺ من الشام للمنام الذی راٰه جعل یبکی ویصرغ وجهه علی القبر الشریف .شواهد الحق(54.55)

سندِ جید کیساتھ مروی ہے کہ حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب خواب میں سرکار دوعالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا،کہ اے بلال یہ کیا جفا کاری ہے کہ ہماری زیارت کو نہیں آتے، تو انہوں نے فوراً شام سے مدینہ منورہ کا قصد کیا،اور راہِ شوق پر سر کے بل چلتے ہوئے جب منزلِ مقصود پر پہنچے تو آنکھوں سے آنسو بہا رہے تھے، اور اپنا چہرہ قبرِ انور کی خاکِ پاک پر مل رہے تھے، جعل یبکی ویمرغ وجهه علی القبر الشریف.

حضرتِ اسماعیل یمنی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(7)عن اسماعیل الیمنی قال کان ابن المنکدر یصیبه الصمات فکان یقوم فیضع خده علی قبر النبی ﷺ فعوتب فی ذلک،فقال انه یستشفی بقبر النبی ﷺ .شواهد الحق

حضرتِ اسماعیل الیمنی رحمت اللہ علیہ سے منقول ہے کہ محمد بن المنکدر تابعی رضی اللہ عنہ کو زبان میں بندش کا عارضہ لاحق ہو جاتا اور وہ بولنے سے قاصر وعاجز ہو جاتے تو آکر نبی کریم ﷺ کے مزارِ اقدس پر اپنا رخسار رکھ دیتے انہیں اس فعل کے ارتکاب پر عتاب کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا

میں محبوبِ خدا ﷺ کے مزارِاقدس سے اپنی بیماری سے شفایابی میں توسل حاصل کرتاہوں

﴿حضرتِ علامہ سید سمہودی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(8)وقال فی الخلاصة الوفاء وایضافی کتاب العلل والسوالات لعبدالله بن الامام احمد بن حنبل سألت ابی عن الرجل یمس منبرالنبی ﷺ یتبرک بمسه وتقبیله ویفعل بالقبرمثل ذلک رجاء ثواب الله تعالیٰ فقال لاباس به .شواهد الحق.

حضرتِ علامہ سید سمہودی رحمت اللہ علیہ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں کہ امام عبداللہ بن الامام احمد نے کتاب العلل والسؤلات میں نقل فرمایاہے کہ میں نے اپنے والدِ گرامی امام احمد سے دریافت کیا کہ جوشخص منبرشریف کوبطورِ تبرک ہاتھ لگاتاہے اوربوسہ دیتاہے اور قبرِانورکے ساتھ بھی برکت حاصل کرنے کے لئے یہ فعل کرتاہے تواسکاکیاحکم ہے جب [illegible] فرمایا،اس میں کوئی حرج نہیں، لاباس به،

﴿حضرتِ عارفِ کبیرسیدی شیخ عبدالغنی نابلسی رحمت اللہ لکھتے ہیں﴾

(9)رأیت کتاباللعارف الکبیرالشهیر سیدی الشیخ عبدالغنی النابلسی سماه جمع الاسرارفی منع الاشرارعن الطعن فی الصوفیة الاخیارلعل فیه فتاویٰ کثیرمن مشاهیر العلماء المذهب الاربعة ومن ذلک قوله وقد رأیت فی فتویٰ رفعت سابقا الی الشیخ الامام العلامة محمد الشوبری المصری الشافعی بماملخصه،

هل کرامات الاولیاء ثابتة بعد موتهم وهل تصرفهم ینقطع بالموت ام لاوهل یجوزتقبیل توابیت الاولیاء واعتابهم ام لا؟

فاجاب شمس الشوبری بماملخصه کرامات الاولیاء ثابتة وتصرفهم لاینقطع بالموت ویجوز التوسل بهم الی الله تعالیٰ والاستغاثة بالانبیاء والمرسلین وبالعلماء والصالحین بعد موتهم لان معجزات الانبیاء وکرامات الاولیاء لاتنقطع بعد موتهم اماالانبیاء علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام فلانهم احیاء فی [illegible] یصلون ویحجون کم وردت به الاخبارولکون هذه الافعال منهم معجزة [illegible] واماالاولیاء فهی کرامة لهم وقال شیخنا الرملی وهذه [illegible]

مشاھدة لایمکن انکارھا والذی نعتقده ثبوت کراماتھم فی حیاتھم وبعد وفاتھم ولاتنقطع بموتھم،

واماتقبیل توابیت الاولیاء واعتابھم فلاخلاف فی جوازه بل ولاکراھة فی تقبیل اعتابھم علی قصد التبرک کماافتیٰ به شیخناالرملی ثم الشیخ محمد الشوبری فی اواخرفتواه المذکورة وھذا الامرظاھر غنی طلب الدلیل اذاالطلب لذلک انمایصدرمن جاھل معاند جاحد لایلتفت الیه ولایعول فیھاعلیه. شواھد الحق.

حضرتِ عارف کبیرسیدی شیخ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ نے ایک کتاب تالیف فرمائی ہے جس کانام "جمع الاسرارفی منع الاشرار عن الطعن الصوفیة الاخیار" رکھا ہے، اس میں انہوں نے مذہب اربعہ کے مشاہیر علماء اعلام کے فتاوے نقل کئے ہیں جن میں سے ایک فتویٰ یہ بھی ہے جوکہ شیخ امام علامہ محمدشوبری مصری شافعی کی خدمت میں پیش کیاگیا

استفتاء۔ کیاکرامات اولیاء ان کے وصال کے بعدبھی ثابت ہیں؟ کیاان کے تصرفات بعداز وصال منقطع ہوتے ہیں یانہیں؟ اورآیااولیاء کے تابوتوں اوران کی چوکھٹوں کو بوسہ دینا جائزہے یانہیں؟

جواب۔ کرامات بعدازوصال بھی ثابت ہیں۔اوران کے تصرفات موت کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتے،

ان کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں توسل جائزہے،اورانبیاء ومرسلین اور علماء وصالحین سے موت کے بعدبھی استغاثہ جائزہے۔کیونکہ معجزاتِ انبیاء اورکراماتِ اولیاء موت سے منقطع نہیں ہوتیں، انبیاء کرام کے معجزات کاعدمِ انقطاع تواس لیے ہے کہ وہ اپنی قبورمیں زندہ ہیں نمازیں اداکرتے ہیں۔اورحج کرتے ہیں۔جیسے کہ اخبارواحادیث اس پر شاہد ہیں،اوربطورِ معجزہ وہ اغاثہ اورفریادرسی پرقادرہیں،لیکن اولیاء کرام کے تصرفات اورفریادرسی تویہ ان کی کرامت ہے اورشیخ شہاب رملی فرماتے ہیں بعدازوصال اولیاء کرام سے کرامات کاصدور مشاہدات کے قبیلہ سے ہے،لہٰذااس کاانکارممکن نہیں ہے،

ہم بہرحال یہی عقیدہ رکھتے ہیں،کہ ان کی کرامات بعدازوفات اسی طرح ثابت ہیں جس طرح حالتِ حیات میں۔اورموت کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتیں۔

☆۔رہا اولیاء کرام کے تابوتوں، اور انکی چوکھٹوں کو بوسہ دینا، تو اس کے جواز میں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے بلکہ بطور تبرک بوسہ دینے میں کراہت بھی نہیں ہے، جیسے کہ شیخ رملیؒ نے فتویٰ دیا ہے، علامہ شوبری رحمت اللہ علیہ اس فتویٰ کے آخر میں فرماتے ہیں، یہ امر بالکل واضح وظاہر ہے اور محتاج دلیل نہیں ہے کیونکہ دلیل کی ضرورت صرف جاہل کو ہوسکتی ہے، یا منکر ومعاند کو، جن کی طرف نہ التفات کیا جاتا ہے اور نہ ہی مباحث شرعیہ میں ان پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل

(10) وان بن عمر کان یضع یده الیمنیٰ علیه. شواهد الحق.

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنا داہنا ہاتھ (منبرِ رسول ﷺ و مزارِ اقدس) پر رکھتے۔

حضرتِ علامہ اذرعی رحمت اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں

(11) ونقل الاذرعی عن ابی الصیف والمحب الطبری جواز تقبیل قبور الصالحین شواهد الحق.

حضرتِ علامہ اذرعی رحمت اللہ علیہ حضرتِ علامہ ابی الصیف اور علامہ محب الطبری سے نقل فرماتے ہیں، کہ اولیاء کی قبور کو بوسہ دینا جائز ہے۔

جواب قول النووی رضؓ وغیره بالکراهة

(1) وذکر ابن حجران العز بن جماعة وغیره اعترضوا علی النوویؒ فی قوله بکراهة مسح جدار القبر الشریف والتقبیل (بیان جواب لقوله) بقول احمد (بن حنبل) لاباس به وقول المحب الطبری وابن ابی الصیف یجوز تقبیل قبر الشریف ومسه وعلیه عمل العلماء والصالحین،

حضرتِ علامہ ابن ابی الصیف اور علامہ محب الطبری فرماتے ہیں، کہ حضور پرنور ﷺ کے مزارِ انور کو بوسہ دینا اور چھونا جائز ہے اور اسی پر علماء اور اولیاء کا عمل رہا ہے۔

امام سبکی رحمت اللہ فرماتے ہیں

وقول السبکیؒ بان عدم التمسح بالقبر الشریف لیس مما قام الاجماع علیه. شواهد الحق. (54)(55)

قبر شریف کے عدم تمسح پر اجماع نہیں ہے۔

(2)وقال فی خلاصة الوفاء وفی کتاب العلل والسوالات لعبدالله ابن الامام احمد بن حنبل سالت ابی عن الرجل یمس منبر النبی ﷺ یتبرک بمسه وتقبیله ویفعل القبر مثل ذلک رجاء ثواب الله تعالیٰ فقال لاباس به. شواهد الحق. (55)

حضرتِ علامہ سید سمہودی رحمتہ اللہ علیہ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں

کہ امام عبداللہ بن الامام احمد نے کتاب العلل والسوٴلات میں نقل فرمایا ہے کہ میں نے اپنے والدِ گرامی امام احمد سے دریافت کیا کہ جو شخص منبر شریف کو بطورِ تبرک ہاتھ لگاتا ہے اور بوسہ دیتا ہے اور قبرِ انور کے ساتھ بھی برکت حاصل کرنے کے لئے یہ فعل کرتا ہے تو اسکا کیا حکم ہے جب کہ اس کا مقصد محض برکت کا حصول ہے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید، تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، لاباس بہ،

(3)نعم ان قصد بتقبیله التبرک لایکره کماافتیٰ به الوالد کماصرحوابانه اذاعجز عن استلام الحجرسن له انی یشیربعصاوان یقبلها.

قال شیخنا العدوی بعد هٰذا ولامریة حینئذ ان تقبیل القبرالشریف لم یکن الالتبرک فهواولیٰ من الجوازذلک لقبورالاولیاء عند قصد التبرک فیحمل ماقاله العارف البوصیری علی هٰذ المقصد ولاسیما وان قبره الشریف روضة من ریاض الجنة .شواهد الحق. (96)

البتہ اگر بوسہ دینے میں اصل مقصود تبرک واستفادہ ہو تو اس میں حرج نہیں ہے، جیسے کہ والدِ گرامی نے فتویٰ دیا ہے، کیونکہ علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر حجرِ اسود کو بوسہ دینے سے عاجز آجائے تو چھڑی کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کرکے اس کو بوسہ دے لے، (تو اگر دور سے چھڑی کے ساتھ اشارہ کرنے پر چھڑی کو بوسہ ازرہِ تبرک درست ہے تو اولیاء کاملین کے مزارات کو بطریق اولیٰ درست)

علامہ شیخ عدوی اسکے بعد فرماتے ہیں کہ جب اولیاء کرام کے مزارات کا بوسہ بطورِ تبرک جائز ہے تو سید الانبیاء ﷺ کے مزارِ اقدس کا بوسہ بطورِ تبرک نہ بھی ہو لامحالہ جائز ہے، لہٰذا امام بوصیری رحمت اللہ علیہ کا وہ قول اسی پر محمول ہوگا علی الخصوص جب کہ نبی کریم ﷺ کی قبرِ انور روضۃ من ریاض الجنۃ ہے۔ (حضور ﷺ کا روضہ اطہر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے)

﴿امام بوصیری رحمت اللہ علیہ کا قول یہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مترجم﴾

لَاطِيْبَ يَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ اَعْظُمَهٗ

طُوْبٰى لِمُنْتَشِقٍ مِنْهُ وَمُلْتَثِمِ

کوئی خوشبو اس ترابِ اطہر کا مقابلہ وبرابری نہیں کر سکتی جو نبی کریم ﷺ کے اعضاءِ مبارکہ سے ملنے والی ہے، مبارک ہے اس کو سونگھنے والے کیلئے اور اس کو بوسہ دینے والے کیلئے، (تعلیق، مترجم)

علامہ یوسف نبھانیؒ فرماتے ہیں

(4) ولایقبل الاعتاب الابقصد التبرک .شواھد الحق(96)

اور چوکھٹوں کو نہ چوما جائے مگر تبرک کے حصول کے ارادے سے۔

﴿علامہ اجھوری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(5)وقال الاجھوری واجازبعضھم تقبیل الاعتاب والمقاصیر اذاکان عند الزائر حسن اعتقاد .شواھد الحق.(96)

اور بعض علماء نے مزاراتِ اولیاء کرام کی دہلیز کو اوران کی پالکیوں کو بوسہ دینا جائز رکھا ہے جبکہ زائر کا اعتقاد درست ہو۔

﴿علامہ یوسف النبھانی رحمت اللہ علیہ خلاصہ پیش کرتے ہیں﴾

(6)وقد ذکربعض العارفین ان الولی بعد موته اشد کرامة منه فی حال حیاته لانقطاع تعلیقه بالمخلوق وتجرد روحه للخالق فیکرمه الله تعالیٰ بقضاء الحاجات المتوسلین به.

کلام شیخنا العدوی فقد علمت مما تقدم ان الامام احمد کمانقله عنه ابنه عبدالله وکثیرمن الائمة العلماء کالمحب الطبری وابن ابی الصیف والشمس الرملی وابن حجر الهیثمی وغیرهم ومن نقل ذلک عنهم من الشافعیة والحنفیة والمالکیة،واقروه وارتضوابه قائلون جمیعهم بجواز التمسح بجدار القبرالشریف وتقبیله لتبرک

بل وقبورسائر الانبیاء والصالحین وبعضهم صرح بجوازتقبیل الاعتاب ایضاً لتبرک کماهوقصد جمیع من یفعلون ذلک من المسلمین .ولوکانوامن اجهل الجاهلین لایقصد احدمنهم غیرالتبرک بذلک النبی ﷺ او ذلک الولی .

علامہ یوسف النبہانی قبرِ انور کو بوسہ دینے کے بارے میں آئمہ اربعہ ودیگر علماء اعلام کی رائے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ بعض علماء عارفین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولی موت کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مکرم ومعظم ہوتا ہے، بہ نسبتِ حالتِ حیات کے، کیونکہ اس کا مخلوق سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے، اوراس کی روح اللہ تعالیٰ کیلئے متجرد وخالص ہو جاتی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ اسکی عزت وکرامت کے طفیل ان کے متوسلین کی حاجات پوری فرماکر اس کی شانِ محبوبی ظاہر فرماتا ہے۔

الغرض، گذشتہ حوالجات سے واضح ہوگیا، کہ امام احمد (بقولِ عبداللہ ابن احمد رحمت اللہ علیہ کے) محب طبری، ابن ابی الصیف، علامہ شمس رملی، ان کے والد گرامی شیخ شہاب رملی، ابن حجر الہیتمی مکی، اور دیگر علماء اعلام اور آئمہ اسلام حنفی ہویا شافعی ہوں یا مالکی اس امر کے قائل ہیں۔ اوراس کے جواز کے معترف ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مزارِانور واطہر کو تبرکاً بوسہ دینا یا دیوار کو بوسہ دینا اوراس کو ہاتھ لگانا، جائز ہے، بلکہ قبورِ صالحین کا بھی ان کے نزدیک یہی حکم ہے، اوران میں سے بعض نے بطورِ تبرک مزارات کی دہلیزوں کو بوسہ دینا بھی جائز رکھا ہے۔ اور جو شرط تبرکاً کی لگائی ہے وہ ہر زائر کا اصل مقصد ہوتا ہے۔ خواہ وہ زائر اجہل الجاہلین ہی کیوں نہ ہو،

لہٰذا سب کے حق میں جواز کا ثبوت واضح ہوگیا، کیونکہ کسی کا مقصد بھی نبی ورسول ﷺ کی ذاتِ مقدسہ اور ولی کی ذاتِ مقدسہ سے تبرک حاصل کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔

﴿علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ فرماتے ہیں﴾

ولایخفیٰ فی تجویز ذلک بقصد التبرک من ھؤلاء الائمة الاعلام وسیما الامام احمد فسحة، تیسیر علیٰ اھل الاسلام وھو اللائق بمحاسن الشریعة وقید ابن حجر فی عبارته السابعة الطویلة جواز ذٰلک ونحوه بمن غلب علیه الحال المحبة والذی اعتمد (ابن حجر) ھو الکراھة بغیر من غلب علیه الحال فاین ھذا ممن (ای من ابن تیمیة وفرقته الوھابیة) یکفرون المسلمین بمثل ذلک بناءً علیٰ اوھامھم وتخیلاتھم انه یفضی الیٰ الکفر والشرک والمسلمون جمیعاً عوامھم وعلماء لولا انھم یعتقدون فی الانبیاء والاولیاء قربھم للہ تعالیٰ ومحبة لھم لمازاروا احدامنھم فکیف مع ذٰلک یجعلونھم

شر کاء لمعبودھم واللہ لااظن ان احدامن اجھل عوام المسلمین یعتقد فی نبی (علیہ الصلوۃ والسلام) او ولی انہ شریک للہ تعالیٰ اوانہ ینفع ویضر بنفسہ بل یعلمون یقیناً ان النافع والضار حقیقاً ھو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ فالتشدید علی المسلمین الیٰ ھذہٖ الدرجات الفاحشۃ لایرضیٰ اللہ تعالیٰ ولارسولہ ولاینبغی لاحدٍ من الائمۃ ھذا الدین المبین. شواھدالحق (57)

علامہ یوسف بن اسماعیل النبھانیؒ فرماتے ہیں،

ان علماء اعلام اورخصوصاً امام احمد رحمت اللہ علیہ کابطورِتبرک بوسہ کوجائزرکھنااہل اسلام کے لئے بہت بڑی وسعت اورتیسیر وتسہیل کاموجب ہے اوریہی امرمحاسنِ شریعت کے لائق ومناسب ہے، اورعلامہ ابن حجرنے اس جوازکومغلوب الحال لوگوں کیلئے جائزرکھا،اورجواس مرتبہ پرفائز نہ ہوں ان کیلئے صرف کراہت کاقول ہے،نہ کہ کفروشرک کا،تودیکھئے ایک طرف علماء اعلام مقتدایانِ انام کے اقوال یہ ہیں اور

دوسری طرف ایک شِرذِمَہ قلیلہ ہے(ای ابن تیمیۃ وفرقتہ الوھابیۃ)یعنی فرقہ وہابیہ اور ابن تیمیہ گمراہ) جومجسمِ جہالت ہیں،اورسراپا غرورتکبر،وہ محض اپنے اوہامِ باطلہ اور تخیلاتِ فاسدہ کی بناء پرسول الثقلین ﷺ اورانبیاء کرام علیھم السلام اوراولیاء کے مزارات کوبطورِ تبرک بوسہ دینے کوبھی موجب کفروشرک قراردیتے ہیں۔

☆۔ہم دریافت کرتے ہیں کہ یہ امرموجبِ کفروشرک کیوں ہے،جب کہ اہل اسلام عوام ہوں یاخواص اگران انبیاء کرام علیھم السلام اوراولیاء کرام علیھم الرضوان میں اللہ تعالیٰ کے تقرب اورمحبوبیت کااعتقاد نہ رکھتے توان میں سے کسی کی زیارت نہ کرتے تووہ ان کومعبودِ حقیقی کاشریک کیسے بناسکتے ہیں۔بخدا میں کسی جاہل ترین عامی اہل اسلام کے متعلق بھی یہ گمان نہیں کرسکتا،کہ وہ کسی نبی یاولی کے حق میں عقیدہ رکھتاہوکہ اللہ تعالیٰ کاشریک ہے یابذاتِ خود نفع ونقصان دے سکتاہے،بلکہ وہ سب قطعاً وحتماً اوریقیناً وجزماً جانتے ہیں کہ نفع وضررکامالکِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے جووحدہ لاشریک لہ ہے،لہذا اہل اسلام پراس قدرسختی اورتشدید وتغلیظ قطعاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے،اورنہ ہی دین مبین کے ائمہ کرام اورعلماء اعلام کے لائق ہے۔

﴿علامہ یوسف نبہانیؒ ابن تیمیہ اور اسکے حواریوں کارد کرتے ہوئے لکھتے ہیں﴾

(7) ولاشک ان الشمس الرملی ووالده الشهاب الرملی والشهاب ابن حجر فضلا عن الامام احمد (ابن حنبل) هم فی الفقه اجل قدراً وارقّ نظراً من ابن تیمیة الحرانی بدرجاتٍ وهذا لاینکره الاحد رجلین. اماان یکون عالماً ولکن اعمیٰ بصیرته شدة التعصب لابن تیمیة بغیر حق.

علامہ نبہانی فرماتے ہیں اس امر میں شک کی گنجائش نہیں، کہ امام احمد رحمت اللہ علیہ کے فتویٰ سے قطع نظر، علامہ شمس رملی، اور انکے والد علامہ شہاب رملی، اور ابن حجر، ابن تیمیہ (علیہ ماعلیہ) کے مقابلہ میں فقہ کے اندر انتہائی جلالتِ قدر اور دقتِ نظر کے مالک ہیں، اور اس حقیقت کا انکار وہی کرسکتا ہے (اماان یکون عالماً ولکن اعمیٰ بصیرته شدة التعصب لابن تیمیة بغیر حق) جو عالم ہونے کے باوجود شدتِ تعصب اور بیجا ھٹ دھرمی کی وجہ سے ابن تیمیہ (علیہ ماعلیہ) کا اندھا مقلد بن کر اپنی بصیرت کھو بیٹھا ہو۔

(۲) وَامَّاان یَّکُوْنَ جَاهِلًا بِمَنْزِلَة هٰؤُلَآءِ الْعُلَمَاء اوریا (وہ آدمی) جو کوراجاہل ہو اور ان علماء اعلام اور مقتدیانِ انام کے مرتبہ ومقام سے ناواقف ہو،

﴿علامہ یوسف النبہانی رحمت اللہ علیہ وجۂ امتیاز ذکر کرتے ہیں﴾

ونحن وان لم نجتمع بهم ونبلغ درجة علمهم حتیٰ نمیز بینهم الاان لناطریقة واضحة اذا سلکناها نعلم ایهم افضل واکمل وذٰلک انااذا نظرنا الیٰ منزلة اقوالهم فی الفقه فی مذهبهم نجد اولٰئک الثلثة فی مذهب الشافعی فی درجة علیَّةٍ جداً لایعلوا علیهم فیهااحد فی الاعتمادِ والاعتبار عند عموم علماء الشافعیة

علامہ نبہانیؒ فرماتے ہیں

ہم نے اگرچہ ان ائمہ دین کا زمانہ نہیں پایا اور نہ ہی ان کے درجہ علم پر فائز ہوسکے ہیں لہذا ہم اپنے علم کو ان کے درمیاں امتیازِ مراتب کیلئے معیار اور کسوٹی نہیں بناسکتے لیکن ہمارے پاس ایک ایسا معیار ہے جس سے بآسانی ان کے مراتب میں فرق واضح ہوسکتا ہے اور معلوم ہوسکتا ہے کہ ان میں سے افضل واکمل کون ہے۔ اور وہ معیار یہ ہے کہ ہم ان کے اپنے مذاہب میں ان کے اقوال کا مرتبہ دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ان تینوں (مذکورہ بالا) حضرات کا امام شافعیؒ کے مسلک ومذہب میں اتنا بلند درجہ ومقام ہے کہ

عام علماء شافعیہ کے نزدیک ان سے بڑھ کر اس درجہ معتدبہ، اور معتمد علیہ اور کوئی نہیں ہے

﴿علامہ یوسف النبھانی" فرماتے ہیں﴾

کہ ابن تیمیہ باوجود دعوے کے حنبلی نہیں اسکے اقوال مردود ہیں

ونجد كثيرامن الاقوال ابن تيمية فى الفقه فى مذهب الامام احمد مرفوضة مردودة لايعملون بها ولايولون عليها وهوعند علماء الحنابلة وان كان كثيرالعلم الاانه يتبع اجتهاده فى بعض مسائل فيخالف فيهاماعليه ائمة علماء مذهبه بالكلية ويطلق على تلك المسائل انهاتيمية لاحنبلية ويجعلون اتباع اقواله المخالفة لمذهبهم شيأفريا هل يوجد دليل اقوىٰ من هذا علىٰ ان اولٰئك الثلثة بيقين اجل منه فى الفقه قدراً وادق نظراً وهم قائلون بان مثل تقبيل اعتاب الاولياء فضلاً عن الانبياء فضلاً عن سيدهم سيدالمرسلين ﷺ لاكراهة فيه فضلاً عن التحريم عند الرملى وابنه مطلقاً بقصد التبرك وعندابن حجر ايضاً فيماغلب علىٰ الزائر حال المحبة والاّ فذٰلک مكروهٌ وقد وافقوا بذٰلک بعض من تقدم ذكرهم من اكابر الائمة.شواهد الحق(57)

علامہ نبہانی فرماتے ہیں

لیکن اسکے برعکس ابن تیمیہ (علیہ ماعلیہ) کے بہت سے اقوال مذہبِ حنبلی میں مردود اور ناقابلِ التفات واعتبار ہیں، نہ حنبلی ان پر عمل پیراہیں اور نہ ہی ان پر اعتماد کرتے ہیں اگرچہ ابن تیمیہ علماء حنابلہ کے نزدیک کثیرالعلم ہے اور کتاب وسنت کا وسیع حفظ وضبط اس کو حاصل ہے اوراکابر حفاظ ومحدثین میں شمار ہوتا ہے، مگر بعض مسائل میں اپنے اجتہاد پر عمل پیرا ہوتا ہے، اور مذہباً حنبلی نہیں ہے ، جب کہ دوسرے علماء کرام صرف حنبلی ہونے پر نازاں ہیں اوراس کے ان اقوال کی اتباع کوناجائز قرار دیتے ہیں۔ جومخالفِ مذہب ہو، توکیااس سے بڑھ کران تینوں ائمہ اعلام کے ابن تیمیہ سے افضل ہونے کی کوئی قوی دلیل ہوسکتی ہے علاوہ ازیں وہ حضرات فقہ میں ابن تیمیہ کی نسبت یقیناً بدرجہاجلیل القدر ہیں اوردقیق النظر اوربایں ہمہ وہ اس کے قائل ہیں کہ اولیاء کرام کی آستان بوسی جائز ہے، چہ جائے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اورعلی الخصوص سیدالانبیاء والمرسلین ﷺ کی آستان بوسی جائز نہ ہو علامہ رملی اوران کے فرزندارجمند کے نزدیک اس میں کراہت بھی نہیں، چہ جائے کہ حرمت متحقق ہو جبکہ بوسہ دینے والے کامقصد حصولِ برکت ہو، علامہ ابن حجر کے نزدیک

اس صورت میں جائز ہے جب زائر پر محبت اور حسنِ عقیدت کا انتہائی غلبہ ہو اور اس پر بے خودی کی حالت طاری ہو ورنہ کراہت ہے، اور یہ حضرات اس فتوی میں منفرد نہیں ہیں بلکہ اکابر ائمہ کے ساتھ متفق وموافق ہیں جن میں سے بعض کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

﴿علامہ نبہانی۔۔ ابن تیمیہ اور اسکے حواریوں﴾

کی کتب پڑھنے سے منع کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(8) **وعليك الحذر التام من كتب ابن تيمية وجماعة المتعلقة بالعقائد لئلا تهوى في مهوات الضلال ولاينفعك الندم بعد ذلك بحال من الاحوال.** شواهد الحق (115)

علامہ یوسف نبہانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں :

خبردار!

ابن تیمیہ (علیہ ماعلیہ) اور اسکے حواری (وہابیوں) کی کتب پڑھنے سے بچو، ورنہ گمراہیوں کے گھڑوں میں گرجاوگے۔ اسکے بعد شرمندگی وندامت سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

علامہ نبہانیؒ۔ سید نعمان افندی البغدادی کے نظریاتِ باطلہ سے
سنی حنفی مسلمانوں کو مطلع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔کہ
سید نعمان افندی سید، ال رسول ﷺ تھا
اہل سنت وجماعت سے بھی تھا، حنفی بھی تھا
مگر وہابیوں سے ملا، انکی تائید کی انکی تعریف کی،
اب بن گیا وہابی۔لہذا اب نہ وہ حنفی رہا، نہ وہ سنی۔
علامہ یوسف نبہانی لکھتے ہیں
اس سید نعمان افندی بغدادی نے

ابن تیمیہ کی ان مسائل میں تائید کی جن میں اس نے امتِ محمدیہ کے اجماع اور اتفاق کو تارتار کیا اور مذہب وہابیہ کا بانی مبانی بن گیا،
اسی وجہ سے مذاہب اربعہ کے جمہور ائمہ اعلام نے اس کو سخت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا
سید نعمان آفندی بغدادی

WWW.NAFSEISLAM.COM

کی یہ کتاب عوام اہل اسلام اور طلبہ کیلئے سب کتابوں سے زیادہ ضرر رساں اور نقصان دہ ہے۔لہذا ان پر لازم ہے،کہ اس کتاب کے ساتھ وہی سلوک روا رکھیں

جو سلوک (وہابیوں کی) دیگر ایسی کتابوں کے ساتھ روا رکھتے ہیں جن کو اپنے مذہب و مسلک کے مخالف سمجھتے ہیں۔اور اپنے مشارب کو مکدر کرنے والی یعنی اس سے مکمل اعراض اور روگردانی بروئے کار لائیں۔

اور اس کے کسی حصہ کا مطالعہ بھی نہ کریں

تا کہ اس میں مندرج شکوک وشبہات ان کے یقین

وایمان کو متزلزل نہ کریں اور امورِ دین میں خلل انداز نہ ہوں۔

البتہ علماء اعلام کے حق میں اس کتاب کے مطالعہ سے کسی قسم کے ضرر کا اندیشہ نہیں ہے، کیونکہ وہ ابن تیمیہ کی خطا اور اس کے طائفہ وہابیہ کی لغزشات میں اور امام سبکی،علامہ ابن حجر اور جمہور ائمہ اسلام اور امت محمدیہ کے اقوالِ صیحہ میں واضح فرق معلوم ومحسوس کر سکتے ہیں

اور سید نعمان آفندی بغدادی

نے اس کتاب میں جس طرح حق وباطل ،اور رنگینی وبے رنگی میں خلط ملط کیا،اس میں واضح تمیز کر سکتے ہیں اور اسکے ملمع کئے ہوئے کلمات اور کھوٹ پر مشتمل اوہام سے دھوکہ نہیں کھا سکتے جن کے متعلق اس کا زعمِ فاسد یہ ہے کہ ابنِ تیمیہ کی لغزشات ہی دراصل اسلاف کرام اور ائمہ اسلام کا مذہب ہے۔

لیکن بایں ہمہ بہتر بلکہ صواب وصحیح یہی ہے

کہ علماءِ اعلام بھی اس سے مکمل طور پر اعراض کریں

اور اگر اس کا مطالعہ کرنے کی زحمت گوارا کریں تو صرف اس پر ''رد'' کرنے کیلئے۔

اور علماء اعلام ،ومقتدیانِ انام،ہادیانِ امت اور مصابیح ملت مثلاً

ائمہ ثلاثہ ابن حجرؒ،امام سبکیؒ،اور تاج الدین سبکیؒ

کے خلاف اس کے تعصبِ شدید اور خطاء فاحش کو واضح کرنے کیلئے

اور جمہور اہلِ اسلام اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ونظریات میں سے بہت سے نظریات وعقائد کے خلاف کو راجح اور وزنی قرار دینے کی لغویت وبیہودگی واضح کریں مثلاً استغاثہ۔

زیارتِ روضہ انور،اوراللہ تعالیٰ کے حق میں جہت وغیرہ کے ایسے اقوال جن میں اس نے خلط وخبط کامظاہرہ کیاہے۔اورصرف علماء اعلام ہی ان میں حق وباطل اورصواب وناصواب میں امتیاز پرقادر ہیں

مگرعوام اہلِ اسلام اورطلبۂ علم پراس کتاب کے مطالعہ سے عقائد میں خلل اورتزلزل کااندیشہ ہے

﴿سید نعمان آلوسی کے متعلق علامہ نبہانی کی حیرانی﴾

میں بخدا اس شخص کے معاملہ میں سخت حیرانی کاشکارہوں،اگرمیں یہ کہتاہوں کہ کتاب میں جوکچھ مندرج ہے وہ واقعی اس کاعقیدہ ہے تواس دعویٰ میں میرایہ علم وعرفان مانع ومعارض ہوتاہے کہ وہ حنفی المذہب ہے

اوراسکاتعلق بغداد شریف کے ایک علمی گھرانے ،اورسادات خانوادے سے ہے

جوسارے کے سارے اہلسنت والجماعت ہیں۔

اورجوکچھ اس(سید نعمان آلوسی بغدادی) نے دلائل وشواہد میں درج کرکے ان کے ذریعے ابن تیمیہ(علیہ ماعلیہ) کی لغزشات کی تائید وتقویت کی ہے اورجوانداز واسلوب اختیار کیاہے وہ صرف اورصرف وہابیہ کاطرزِ وطریق ہے

یہ طرز نہ تواحناف کاہے نہ اس کے آباء واجداد سادات کا۔

علامہ یوسف نبہانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں چاہے

وہ سید ہے یاحنفی ہے

مگرجب وہ وہابیوں کامؤیدومددگاربن گیا،

سوا اسکا کچھ کہنا،اسکاماننا تودرکناراسکی کتابوں کی طرف التفات بھی نہ کی جائے اوراگرکچھ لکھے تواسے پڑھابھی نہ جائے کیونکہ وہ وہابیوں کاساتھی بن گیاہے۔دیکھئے

علامہ یوسف النبہانی رحمت اللہ علیہ تحریرفرماتے ہیں۔

(9)وایاک ان تغتر بکلام السید النعمان افندی الألوسی البغدادی فی کتابہ جلاء العینین وتظن انہ حنفی من اہل السنۃ والجماعۃ فھوبھذاالکتاب خرج من حنفیۃ وسنیۃ وصار من جماعۃ ابن تیمیۃ ناصر لمذھبہ مذھب الوھابیۃ.شواھد الحق.(115)

علامہ یوسف نبہانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

خبردار!

سیدنعمان افندی الوسی بغدادیؒ

نے اپنی کتاب جلاء العینین میں اسی قسم کی خرافات لکھی ہیں، جبکہ وہ اپنے آپکو حنفی سمجھتا ہے وہ ان خرافات کے بناء اہلسنت وجماعت احناف سے خارج ہوگیا۔

اور جماعت وہابیہ ابن تیمیہ کا ناصرومددگار بن گیا،

سو، سیدنعمان افندی **کی** گمراہ کن باتوں سے بچو

کہیں اس گمراہ کی تحریر تجھے دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ شواہدالحق 115

﴿صاحب فتاویٰ حدیثیہ﴾

ابن تیمیہ کے کفریات ذکرکرتے ہوئے تحریرفرماتے ہیں

(10) **قال ابن تیمیة ان الانبیاء غیر معصومین** .فتاویٰ حدیثیة(55) وتطهیر الفوائد من دنس الاعتقاد.(12)

(کہ ابن تیمیہ دجال نے کہاہے) انبیاء کرام معصوم نہیں (**نعوذبالله من ذلک**)

☆ ۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ تبرکاً انبیاء کرام علیہم السلام اوراولیاء کرام کی چوکھٹوں پالکیوں کوازروئے محبت بوسہ دیناجائزہے کفروشرک نہیں، اوراس بارے میں ابن تیمہ حرانی اور اسکے حواریوں وہابیوں کے اقوال مردود ہیں۔

(مفتی اعظم سرحد)

مفتی شائستہ گل القادری المتوی

WWW.NAFSEISLAM.COM

از نتیجہ فکر محمد عبد العلیم القادری پیر ۹ / اگست ۲۰۰۴

قاطعِ نجدیت مفتی شائستہ گل ؒ ہیں
فاتحِ نجدیت مفتی شائستہ گل ؒ ہیں

رہنماءِ اہل سنت مفتی شائستہ گل ؒ ہیں
سرتاجِ اہل سنت مفتی شائستہ گل ؒ ہیں

وہابیت کے قلعے جڑ سے اکھاڑ دیئے ہیں
سلطانِ اہل سنت مفتی شائستہ گل ؒ ہیں

عبد العلیم خادم اس فکر کا ہمیشہ
احمد رضا ؒ شہنشاہ تو حافظ شائستہ گل ؒ ہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

خادم الفقراء
الفقیر الی اللہ الغنی
محمد عبد العلیم القادری
خلیفہ مجاز
قبلہ والدِ محترم
ناظم اعلیٰ ۔ دار العلوم قادریہ سبحانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاکل والشرب
بعد ختم القرآن الکریم

﴿قرآن خوانی کے بعد کھانا کھلانا جائز﴾

﴿مصنف﴾

حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مفتی شائستہ گل القادری

المتوفی المروانی۔مفتی اعظم سرحد

مترجم : محمد عبدالعلیم القادری

ناظم اعلیٰ: دار العلوم قادریہ سبحانیہ

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

قرآن خوانی کے بعد کھانا کھلانا

(اورصاحبِ خانہ کاقرآن کریم ختم کرنے والوں کی نقدیات کی صورت میں خدمت کرنا)

وجہ اول

ابن تیمیہ (اوراسکے حواری) اہل سنت پراعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے۔
کہ مرحومین کے ایصالِ ثواب کیلئے ختمِ قرآن کرکے اس پراجرت لیناتو نہ خلفاء راشدین کے دور میں تھااورنہ ائمہ اربعہ سے اباحت کاذکر۔نیزعلماء نے کہاہے کہ اجرت پرقرآن پڑھنے والا خوداجر سے محروم ہے۔تومرحومین کو ایصالِ ثواب کاکیافائدہ ہے۔
لہذااجرت دینے والا،اوراجرت لینے والا دونوں ہی گنہگار ہیں۔
ابن تیمیہ الحرانی کے مندرجہ بالااعتراضات، میں نے شامی کے مختلف مقامات سے جمع کرکے تلخیصاًبیان کردیئے ہیں۔
آیئے اب میں مندرجہ بالااعتراضات کاجواب دیتاہوں۔

جواب۔ ابنِ تیمیہ الحرانی کے مندرجہ بالااعتراضات کئی وجوہ کے بنامردود ہیں۔
میں ابنِ تیمیہ الحرانی کے اقوال کاردقرآنِ کریم کی ایات واحادیثِ رسول ﷺ اور علماءِ انام کے اقوال سے کروں گا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔قران کریم کی ایات و احادیثِ رسول ﷺ اور علماءِ انام کے اقوال سے جہاں میں ابن تیمیہ الحرانی کاردِ بلیغ کروں گا انشاء اللہ اسکے ساتھ ہی وہ عادتِ مستمرہ جومسلمانوں میں آج تک رائج ہے کاثبوت بھی دوں گا۔
جواب سے قبل عادتِ مستمرہ جومسلمانوں میں رائج ہے اسکی وضاحت ذکرکروں۔

عادتِ مستمرہ

عادتِ مستمرہ جومسلمانوں میں رائج ہے۔اسکی چندمثالیں مندرجہ ذیل ہیں
جب کوئی مسلمان بیمار ہوجائے۔
یاکوئی مسلمان وفات پاجائے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

یا من جانب اللہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوجائے۔
یارمضان کامہینہ آئے توختمِ قرآن کیلئے۔
مذکورہ بالاتمام صورتوں میں مسلمانوں کاعمل ہے کہ حفاظ،یاطلبہ کرام کوبلاکرختمِ قرآن کرواکر مریض کی صحتیابی کیلئے دعاکرواتے ہیں
یاآفتوں اورمصائب وآلام کے دفعیہ کیلئے دعاکرواتے ہیں
یانمازِ تراویح میں ختم قرآن کے بعد جمیع مسلمانوں کیلئے دعاہوتی ہے۔
یاگھرمیں خیروبرکت کیلئے قرآن خوانی کرواکردعائیں کروائیں جاتیں ہیں۔
پھرصاحبِ خانہ یاارا کین مساجد حفاظ یاطلبہ کی طعام یانقدیات کی صورت میں خدمت کرتے ہیں
☆۔۔میں کہتاہوں کہ یہ عادتِ مستمرہ ہے جوبحمدہ تعالیٰ مسلمانوں میں رائج ہے جوشرعا محمود اور اجماعِ امت کے مطابق ہے۔نیزیہ عادتِ مستمرہ قرآن کریم کی ایات اور احادیث اورعلماءِ اعلام ومقتدیانِ انام،ہادیانِ امت،مصابیح ملت کے اقوال سے ثابت ہے۔

﴿وجہ اول﴾

اس عادتِ مستمرہ میں مسلمانوں کیلئے فوائدِ کثیرہ ہیں۔مثلا
(1) ایک توصاحبِ خانہ کوخیرات وصدقات کاموقعہ میسرآتاہے۔
(2)دوسرایہ کہ صاحبِ خانہ داعی الی الخیر ہوتاہے۔جوداعی الی الخیرہووہ بھی اجروثواب میں برابر کاشریک ہے۔حضورِ پرُنورﷺ فرماتے ہیں(الدال علی الخیر کفاعلہ.رواہ مسلم،وابوداود،وابن ماجہ نیکی بھلائی کاحکم کرنے والاایساہے جیسے کہ وہ نیکی اس نے خودکی
(3) تیسرایہ کہ صاحبِ خانہ کیلئے دعاہوتی ہے(دعا بھی عبادت ہے)
(4)چوتھا یہ کہ تلاوتِ قرآن کیوقت اس گھرمیں اللہ **کی** رحمتوں کانزول ہوتاہے۔
حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔حضورپرنورﷺ نے فرمایاجس گھر میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے اس گھرمیں سکون واطمینانِ(رحمتِ الٰہی)کانزول ہوتا ہے
(5) نیزیہ طریقہ مسنونہ ہے،اورطریقہ مسنونہ پرعمل کرنا باعثِ اجروثواب ہے۔
(اچھاطریقہ ہے)

﴿حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں﴾

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شیٔ. رواه مسلم ثم مشکوٰة (۳۳)

جس شخص نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا سوائے اسکا اجر دیا جائے گا اسکے بعد جس نے اس پر عمل کیا اسکے اجر سے بھی موجد کو اجر ملے گا سوائے اسکے کہ عامل کے اجر میں کچھ کمی کی جائے (یعنی جو شخص اس رائج کردہ اچھے طریقے پر عمل کرے گا، اسے بھی اجر ملے گا اور اسکے اجر سے اس طریقے کو رائج کرنے والے کو بھی اجر دیا جائے گا، اس انداز سے کہ عامل کے اجر میں کچھ کمی واقع نہ ہوگی۔ مترجم)

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ جس عملِ خیر و کارِ خیر میں اتنے فوائد ہوں تو وہ یقیناً جائز ہے۔ الحمد لله علی احسانه.

﴿اما القرآن المجید﴾

قرآن کریم کی آیاتِ مبارکہ سے دلائل۔ کہ نیک کام پر اجرت لینا جائز ہے۔

﴿وجہ دوم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کی قرآن کریم سے دلیل﴾

☆۔۔۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ○ سورة رحمٰن. آیت ۶۰

نیکی کا بدلہ نیکی ہے۔

دیکھئے دونوں جانب سے نیکی ہے یعنی طلبہ کا قرآن پڑھنا، یہ بھی نیکی اور صاحب خانہ کی جانب سے حفاظ یا طلبہ دین کی خدمت کرنا یہ بھی نیکی، وہ خدمت کسی بھی صورت میں ہو کھانا کھلانے کی صورت میں ہو یا نقدیات کی صورت میں ہو۔

ثابت ہوا کہ نیکی کے بدلے اچھی جزاء سے نوازنا قرآن سے ثابت۔

احسان جانبین سے ہوتا ہے جیسے استاد کا اپنے شاگردوں کو پڑھانا اور شاگردوں کا اپنے استاذ سے مروۃ (استاد کا احترام و محبت) تو یہاں بھی جانبین سے احسان یعنی نیکی کا بدلہ نیکی ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

ومروة المتعلمين فی مجازاة الاحسان بالاحسان من غیر شرط.
اورشاگردوں کی مروۃ (استادکاادب واحترام ومحبت) کسی شرط کے بغیرہی بدل ہے، یعنی اس احسان کا بدل ہے جواحسان استاذان پرکررہاہے۔

وجہ سوم

طاعات پراجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے تیسری دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتاہے

قُلْ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝

فرمادو میں اس پرتم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگرجوچاہے، کہ اپنے رب کی طرف راستہ اختیارکرے،

آیتِ مذکورہ بالا کی تفسیر کرتے ہوئے صاحبِ تفسیرصاوی فرماتے ہیں

(قُلْ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ) ای علی تبلیغ ماارسلت بہ (مِنْ اَجْرٍ اِلَّا) لکن (مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا) طریقابانفاق مالہ فی مرضاتہ تعالیٰ فلاامنعہ. المعنیٰ لااطلب من اموالکم جعلا لنفسی لکن من شآء ان ینفق اموالہ لوجہ اللہ تعالیٰ طلبالمرضاتہ فلیفعل.

قولہ(ای قول السیوطیؒ .مترجم)(فی مرضاتہ)ای کاالصدقۃ والنفقۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ .صاوی.سورۃ فرقان آیت ۵۷.

فرمادو میں اس(تبلیغ پر جسکے ساتھ بھیجا گیاہوں)تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا(لیکن)جو چاہے، کہ اپنے رب کی طرف راہ لے(اگراللہ کی رضاچاہتے ہوئے اپنے اموال کواللہ کی راہ میں خرچ کرے تومیں اس سے منع نہیں کرتااس آیت کامعنیٰ یہ ہوا لااطلب من اموالکم جعلا لنفسی. میں تمہارے اموال میں سے اپنے لئے کچھ طلب نہیں کرتا لیکن جواللہ تعالیٰ کی رضاوخوشنودی طلب کرناچاہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔

صاحب تفسیرصاوی فرماتے ہیں کہ صاحبِ تفسیرجلالین کے اس قول(فی مرضاتہ تعالیٰ) کامطلب یہ ہے، کہ اللہ کی رضاوخوشنودی حاصل کرنے کیلئے کوئی صدقہ کرے یااللہ کی راہ میں اپنے مال کوخرچ کرے،توجائزہے کہ(فقیروں مسکینوں کوکھاناکھلادے وغیرہ تواس میں کوئی حرج نہیں۔)

اعتراض

مگر جناب اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کتاب کے بدلے کچھ لینے سے منع فرمایا ہے

دیکھئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سورۃ بقرۃ. آیت، ۴۱.

اورمیری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو،اور مجھ ہی سے ڈرو،اورنہ ملاؤ حق کو باطل کیساتھ اورحق کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔

جواب

میں کہتاہوں کہ مفسرین کرام نے اس آیت کی جوتفسیر کی ہے ان کی تفسیر کی روشنی میں آیتِ مذکورہ بالا سے طاعات پراجرت لینے کی حرمت کااستدلال قائم کرنا غلط ہے،دیکھئے صاحب تفسیرخازن لکھتے ہیں اس آیت **کا** شانِ نزول یہ ہے۔

☆.. وذلک ان کعب بن الاشرف ورؤساء الیہود کانوایعینون الماکل من سلفھم وجھالم وکانوایأخذون منھم فی کل سنۃ شیئا معلومامن زروعھم وثمارھم ونقودھم وضروعھم فخافواان بینوا صفۃ محمد ﷺ وتابعوہ ان تفوتھم الماکل فغیروانعتہ وکتموا اسمہ. خازن ومعالم والسراج المنیر.

کہ یہ آیت کعب بن اشرف اوردوسرے رؤسا،وعلماء یہود کے حق میں نازل ہوئی،جواپنی قوم کے جاہلوں اورکم عقلوں سے مال وصول کرتے تھے اوران پرسالانہ کچھ(ٹیکس)مقرر کرتے تھے اوران رؤسانے انکے پھلوں اورنقدمالوں میں اپنے حق معین کرلئے تھے،انہیں خدشہ ہواکہ توریت میں جنابِ سیدنامحمدرسول اللہ ﷺ کی جوصفت ونعت ہے اگر ہم وہ صفت ونعت قوم پرظاہرکریں توقوم جنابِ سیدنامحمدرسول اللہ ﷺ پرایمان لے آئیں گے، پھر انکا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگایہ تمام منافع ہاتھ سے جاتے رہیں گے،سوانہوں اپنی کتابوں میں تغیروتبدل کرلیا۔اور جنابِ سیدنامحمدرسول اللہ ﷺ کی صفت ونعت کوبدل ڈالا، جب لوگ

ان سے جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے اوصاف جمیلہ دریافت کرتے تو یہ لوگ (علماء، ورؤساء یہود) جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے اوصاف جمیلہ کو چھپالیتے، خازن ومعالم والسراج المنیر۔

☆۔۔میں کہتاہوں کہ معترض نے جواعتراض کیاہے وہ خودہی اسی میں پھنس گیاملاحظہ فرمائیں، مفسرین کی تفسیروں میں دو جملے ہیں۔(جملہ اول؛)

(۱) (ان کعب بن الاشرف ورؤساء الیهود کانوایعینون الماکل من سلفهم وجهالهم وکانوایأخذون منهم فی کل سنة شیئا معلومامن زروعهم وثمارهم ونقودهم وضروعهم) کعب بن اشرف اوررؤساء یہود اپنی قوم کے بے وقوفوں اورجاہلوں سے سالانہ انکے پھلوں اورنقدیات ودودھ میں سے اپنے متعین کردہ مقدار کے مطابق لیاکرتے تھے

اس پوری عبارت میں ان جملوں پرغورکرو

(۱)(کانوایعینون الماکل)

(۲)(وکانوایأخذون منهم فی کل سنة شیئا معلوما)

ان دنوں جملوں میں(یعینون..یأخذون)دونوں فعلِ مضارع کے صیغے ہیں جودوام واستمرار پردلالت کرتے ہیں دیکھئے شرح جامی قبیل المجموع(261) مختصرالمعانی(.181 182)

وفتح القدیرجلدا،امامت(243)وکبیری امامت(57)وشامی جلدا۔امامت (243)مزیدتحقیق درکار ہوتومیری کتاب'' اثبات عشرین رکعات التراویح بالادلة القویة" میں ملاحظہ فرمائیں

☆۔میری اس تحقیق سے معلوم ہواکہ ان دونوں صیغوں(یعینون..یأخذون)سے یہ بات واضح ہوگئی کہ انکے دین میں شرطِ صریح کیساتھ طاعات پراجرت لینا جائز تھا۔۔

نیزمعلوم ہواکہ علماء ورؤساء یہود ان سے ہمیشہ مال پھل اورنقدیات لیتے رہے۔

ان میں سے کسی نے ان کومنع نہ کیا،اونہ ہی توریت میں انکے اس عمل سے(طاعات کے بدلے جومال وہ لیتے تھے)منع کیاگیا،اورنہ انجیل نے اسکی ممانعت کی اورنہ قرآن کریم میں طاعات پراجرت لینے کی ممانعت آئی،جب یہ بات ثابت ہوگئی تواس مسئلہ میں (شریعت من قبلنا شریعت لنا)

اگر پھر اعتراض کیا جائے کہ اگر آپ اس سے طاعات پر اجرت لینے کا جواز ثابت کر رہے ہیں تو پھر قرآن کریم میں یہ آیت کیوں آئی (وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا. اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو)

اسکا جواب اسی آیت کی تفسیر میں دوسرے جملہ میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

دوسرا جملہ:

(فخافوا ان بینوا صفة محمد ﷺ وتابعوه ان تفوتهم الماکل فغیروا نعته وکتموا اسمه)

یہود ونصاریٰ اس بات سے ڈرے کہ اگر ہم (سیدنا) محمد (ﷺ) کے صفت ونعت کو ظاہر کریں گے اور انکی اتباع کریں گے تو ہمارے تمام ماکل فوت ہو جائیں گے سوانہوں نے حضور ﷺ کی صفت ونعت چھپادی اور نام بھی چھپادیا،

یہ عبارت اس بات پر دلالتِ قطعیہ ہے کہ یہ ممانعت طاعات پر اجرت لینے کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ اگر آیت میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس آیت میں پانچ ایسے مقامات موجود ہیں جو ممانعت ومذمت پر دال ہیں، ملاحظہ فرمائیں،

(1) لا تشتروا. (2) فاتقون. (3) ولا تلبسوا. (4) وتکتموا. (5) وانتم تعلمون.

سو، معلوم ہوا کہ یہ ممانعت صرف حضور پرنور ﷺ کی صفت ونعت کو چھپانے کی وجہ سے ہے۔

ظاہر ہوا کہ اس آیت کو طاعات پر مال لینے کی دلیل میں پیش کرنا غلط ہے۔

بلکہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت سے ہو رہی ہے۔

☆... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتَابَ بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ۝ سورة بقره آیت ۷۹

پس ہلاکت ہو ان لوگوں کیلئے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے بدلے حاصل کریں دنیا کا تھوڑا دام۔ پس ہلاکت ہو ان کے کیلئے جو کچھ ان کے ہاتھوں نے لکھا، اور ہلاکت ہو ان کیلئے اس کمائی سے (جو انہوں نے کمایا)

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ آیتِ مذکورہ بالا میں جس شِـــرَا (آیت کے بدلے دنیا کا تھوڑا دام لینے پر جو وعید آئی ہے یہ اس بات کی صراحتاً قطعی دلیل ہے کہ یہ وعید اس وجہ سے تھی، کہ وہ حضورِ پرنور علیہ ﷺ کی صفت ونعت کو چھپاتے تھے

اور اللہ جل جلالہ پر جھوٹ بولتے جیسے کہ آیت سے ظاہر ہو رہا ہے (یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ) وہ لوگ اپنے ہاتوں سے لکھتے پھر کہتے یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ ممانعت طاعات پر اجرت لینے کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اسکی وجہ ان لوگوں کا حضور پرنور ﷺ کے صفت ونعت کو چھپانا اور اللہ جل جلالہ پر جھوٹ کا افتراء باندھنا تھا۔

﴿وجہ چہارم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے چوتھی دلیل﴾

☆... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ. سورۃ النساء، آیت ۶

اور جو مالدار ہو (اسے یتیم کے مال کی حاجت نہ ہو) وہ (یتیم کے مال سے) بچتا رہے اور جو تنگ دست ہو، وہ معروف طریقہ (دستور کے مطابق یتیم کے مال میں سے) کھائے۔

دیکھئے وہ شخص جو یتیم کی پرورش کر رہا ہے اور اسکے مال کا محافظ ہے، اسکے لئے یتیم کے مال میں سے لینا اور اپنے مصاریف اور ضروریات میں خرچ کرنا جائز ہے۔ حالانکہ اگر یتیم کی پرورش، اور یتیم کے مال کی حفاظت، کچھ لیئے بغیر ہوتی تو یتیم کو اپنا پورا مال مل جاتا۔ نیز آیات و احادیث سے یتیم کیساتھ احسان کرنا اچھائی کرنا بہت بڑی نیکی ہے یعنی عظیم القربات میں سے ہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انکے مال میں سے پرورش کرنے والے کو لے لینا اپنی ضروریات میں صرف کرنا اپنے استعمال میں لانا جائز قرار دیا یہ جائز قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ طاعات پر اجرت لے لینا جائز ہے۔ حالانکہ یتیم کی پرورش کرنا اسکے مال کی حفاظت کرنا طاعات سے ہے پھر بھی انکے مال سے کچھ لینا اور اپنی ضروریات میں خرچ کرنے کا جواز۔ اسی بات کو ظاہر کر رہا ہے۔ کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے پانچویں دلیل

☆۔۔۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

لَوْشِئْتَ لَا تَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا۔ سورہ۔ کہف۔ آیت۔ ۷۷

اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لیتے۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے۔کہ حضرتِ خضرؑ نے نیک کام کیا (گرتی ہوئی دیوار کوسہارا دیا اسے گرنے سے بچایا) اس پر حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (اے خضر، اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لیتے) اگر نیک کام پر مزدوری لینا جائز نہ ہوتی، تو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام جو اللہ کے نبی و رسول ہیں کیونکر حضرتِ خضر علیہ السلام کو مزدوری لینے کی ترغیب دلاتے۔

ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے چھٹی دلیل

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۔سورۃ، انفال۔ آیت۔ ۱۔

(ترجمہ) پوچھتے ہیں آپ سے غنیمتوں کے بارے میں۔

مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ جب بدر کا جہاد اختتام پذیر ہوا تو نوجوان اور ضعیف العمر صحابہ کرامؓ میں مالِ غنیمت کی تقسیم میں اختلاف پیدا ہوا اور بدمزگی کی نوبت آگئی۔نوجوان صحابہؓ کا مدعا یہ تھا کہ ہم جوان ہیں کافروں مشرکوں سے ہم لڑتے ہیں لہذا غنیمت کا سارا مال ہمیں ملنا چاہیے ضعیف العمر صحابہ کرامؓ کا کہنا یہ تھا کہ اگرچہ ہم مشرکوں سے لڑنے کے قابل نہیں مگر جہاد میں شریک اور تمہارے مددگار رہے لہذا مالِ غنیمت میں ہمیں بھی حصہ ملنا چاہئے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ بات حضور پرنور ﷺ تک پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (جو اوپر ذکر کی گئی) نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکال کر اپنے رسول

ﷺ کے سپرد کیا آپ ﷺ نے وہ مال برابر تقسیم کیا۔

☆۔۔۔دیکھا آپ نے کہ جہاد افضل الاعمال ہے اگر طاعات پر اجرت لینا، ناجائز ہوتا، تو صحابہ کرامؓ اتنا اصرار کیوں کرتے۔ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے ساتویں دلیل﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قالت ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ماسقیت لنا. سورة القصص. آیت ۲۵

وہ کہنے لگی میرے والد آپکو بلارہے ہیں تا کہ وہ آپکو مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے (جانوروں) کو پانی پلایا۔

حضرتِ شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں جب اپنی مویشیوں کو پانی پلانے آئیں لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر ایک طرف انتظار کرنے لگیں حضرتِ موسیٰ علیہ السلام لوگوں کی ناانصافی ملاحظہ فرمارہے تھے تشریف لائے اور انکی بکریوں کو پانی پلایا۔اور ایک طرف بیٹھ گئے، حضرتِ شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں جب اپنے گھر پہنچیں تو والدِ بزرگوار کو تمام واقعہ سنادیا تو حضرتِ شعیب علیہ السلام نے فرمایا جاؤ اسے بلالاؤ۔صاحبزادی (صفورا) تشریف لائی اور موسیٰ علیہ السلام سے یوں کلام کیا (وہ کہنے لگی میرے والد آپکو بلارہے ہیں تا کہ وہ آپکو مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا)

☆۔۔۔دیکھئے اگر نیک کام پر اجرت حرام ہوتی تو حضرتِ شعیب علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اپنی صاحبزادی سے ہرگز یہ نہ فرماتے کہ جاؤ انہیں کہو کہ (میرے والد آپکو بلارہے ہیں تا کہ وہ آپکو مزدوری دے)

ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے آٹھویں دلیل﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ولا تمنن تستکثر. سورة. مدثر. آیت. ٦

(پیارے محبوب ﷺ) اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو۔

مفسرین نے جو تفسیر بیان کی ہے مثلاً تفسیر خازن وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔یعنی جیسے دنیا میں ہدیئے اور نیوتے دینے کا دستور ہے کہ دینے والا یہ خیال کرتا ہے کہ جس کو میں نے دیا ہے وہ اس سے زیادہ مجھے دے دے گا، اس قسم کے نیوتے اور ہدیئے شرعاً جائز ہیں مگر نبی کریم علیہ ﷺ کو اس سے منع کیا گیا کیونکہ شانِ نبوت ورسالت بہت ارفع واعلیٰ ہے اور اس منصب عالی کے لائق یہی ہے کہ جس کو جو دیں وہ محض کرم ہو اسے لینے یا نفع حاصل کرنے کی نیت نہ ہو،

دیکھا آپ نے کہ ہدیات وتحائف تو سنت پرعمل ہے مگراس پر کچھ زیادہ لینے کی نیت اورزیادہ لے لینا جائز،جب کہ تحائف دینا سنت پرعمل کرنے سے طاعت میں داخل ہے۔

ثابت ہوا کہ طاعات پراجرت لیناجائز ہے۔

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے آٹھویں دلیل﴾

☆۔۔جب حضرتِ نوح علیہ السلام کی قوم نے نافرمانی کی۔تواللہ تعالیٰ نے بارشوں کانزول ان سے روک دیااورانکی عورتوں کوبانجھ کردیا چالیس سال تک انکے مال مویشی ہلاک ہوئے جب انکایہ حال ہواتوحضرتِ نوح علیہ السلام نے انہیں استغفارکاحکم دیا۔

☆۔۔۔۔نوح علیہ السلام کاواقعہ ذکرکرتے ہوئے،

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕاِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕسورہ نوح ،پ ۲۹

میں نے کہاکہ اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا بخشنے والاہے ،وہ تم پربھیجے گا موسلادھار بارش استغفارکاحکم دیا۔

دیکھئے استغفار بلاشبہ طاعات میں سے ہے اسکے بدلے انہیں مال ملنا ان پربارشوں کانزول، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ طاعات پر مال لیناجائز ہے

اسی طرح نمازِاستقاء ہے کہ اس میں بھی دعائیں اوراستغفارہی توہے مگراسکے بدلے کیا مانگاجارہاہے یہی کہ مال ومویشی ملے بارشوں کانزول ہوتاکہ قحط سالی ختم ہو۔مال زیادہ ہو۔ثابت ہواکہ طاعات پراجرت لیناجائز ہے۔

اما الاحادیث

وجہ چہارم

طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں احادیث سے دلیل اول

☆..روی عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت الله ویتدارسونه فیها الانزلت علیهم السکینة وغشیتهم الرحمة وحفتهم الملائکة وذکرهم الله فیمن عنده. رواه مسلم وابو داد.

حضرتِ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگ جب بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں قرآن کریم کے درس وتدریس کیلئے جمع ہوتے ہیں، اللہ ان پر سکون اطیمانِ (قلبی) نازل فرماتا ہے۔اوران پر رحمت چھاجاتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں نیز اللہ ان (نیک بندوں) کا ذکر اپنے ان بندوں میں کرتا ہے جو اللہ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔

وجہ پنجم

طاعات پر مال لینے کے جواز میں احادیث سے دوسری دلیل

☆..وقال ابن عباس عن النبی ﷺ ان احق ما اخذتم علیه اجرا کتاب الله .رواه البخاری جلد ۲ .کتاب الاجارة.(۲۳)

حضرتِ عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے حضورِ پرنور ﷺ نے فرمایا سب کاموں سے زیادہ اجرت لینے کے لائق اللہ کی کتاب ہے۔

☆..فائدہ!حدیث ابن عباس لبیان الرخصة .فتح الودود. واشعة اللمعات وقال فیه جواز الاجرة لتلاوة القران وللتعلیم والرقیٰ ایضا لعموم اللفظ. عینی البخاری.

عبداللہ ابن عباسؓ سے جو حدیث مروی ہے یہ رخصت کا بیان ہے(یعنی یہ حدیث درحقیقت قرآن کریم پر اجرت لینے کے جواز کیلئے دلیل ہے)

صاحب عینی فرماتے ہیں اس حدیث میں قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے اورتعویذات پر اجرۃ لینے کا جواز ہے کیونکہ اس میں عموم ہے(اس عموم کے بنا تمام طاعات پر اجرت لیناجائز)

﴿وجہ ششم﴾

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں احادیث سے تیسری دلیل﴾

☆..عن عمرو بن سلمة انه ام قومه و کانت علی بردة کنت اذاسجدت تقلصت عنی فقالت امرأة من الحی الا تغطون عنااست قارئکم فاشتروا فقطعوالی قمیصا فمافرحت بشیٔ فرحی بذلک القمیص. رواه البخاری والمسلم والنسائی.

حضرت عمر بن سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی امامت کرتا تھااورمیرے جسم پرایک ہی چادر تھی، جب میں سجدہ میں جاتا (توکبھی کبھاروہ چادرمیرے جسم سے)پھسل جاتی سواس قبیلے کی ایک خاتون نے کہا(اے قوم)اپنے قاری کے اعضائے جسمانی ہم سے پوشیدہ رکھو سوانہوں نے (کپڑالیا)اور(اس سے)میرے لیئے قمیص بنالی، سومجھے اس قمیص پراتنی خوشی ہوئی کہ (اس سے قبل اتنی)خوشی کسی شیٔ پرنہیں ہوئی تھی۔

ثابت ہواکہ طاعات پراجرت لیناجائز ہے۔

﴿وجہ ہفتم﴾

﴿طاعات پرمال لینے کے جواز میں احادیث سے چھوتی دلیل﴾

☆..عن ابی سعید الخدری قال انطلق نفرمن اصحاب رسول الله ﷺ فی سفرة سافروهاحتیٰ نزلواعلی حی من احیاء العرب فاستضافوهم فابواان یضیفوهم فلدغ سید ذلک الحی فسعواله بکل شیٔ لاینفعه شیٔ فقال بعضهم لواتیتم هؤلآء الرهط الذین نزلوا لعله ان یکون عند بعضهم شیٔ فاتوهم فقالوایاایها الرهط ان سیدنالدغ وسعینا له بکل شیٔ لاینفعه فهل عند احدمنکم شیٔ فقال بعضهم نعم والله انی لاَرْقیٰ ولٰکن والله لقد استضفناکم فلم تضیفونافماانا براقٍ لکم حتیٰ تجعلوا لنا جعلاً فصالحواهم علی قطیع من الغنم فانطلق یتفل علیه فیقرأ الحمد لله رب العلمین فکانمانشط من عقال فانطلق یمشی ومابه قلبه قال فاوفوهم جعلهم الذی صالحوهم علیه فقال بعضهم اقسموافقال الذی رقیٰ لاتفعلوا حتیٰ نأتی النبی ﷺ فنذکرله الذی کان فنظر مایامرنافقدمواعلی رسول الله ﷺ فذکرواله فقال مایدریک

انهارقية ثم قال قد اصبتم اقسموا و اضربوا لی معکم سهما فضحک رسول الله ﷺ. بخاری جلد ۲. جزء. ۹/ ۲۴، اجاره. (۲۳. ۲۰۴)

حضرتِ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ کے صحابہ ایک سفر میں تشریف لے گئے تھے، یہاں تک کہ عرب کے ایک قبیلہ پر اترے، انہوں نے چاہا کہ قبیلے والے ہماری مہمان نوازی کریں، لیکن قبیلہ والوں نے مہمانی نہ کی، اتفاق یہ کہ انکے سردار کو بچھو یا سانپ) نے کاٹ لیا، اور کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی، کچھ لوگ ان میں سے کہنے لگے، چلو ان لوگوں سے پوچھیں جو یہاں اترے ہیں،

ان میں شاید کوئی اس کا دم (کرنا) جانتا ہو، وہ آئے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہنے لگے، "لوگو" ہمارے سردار کو بچھو یا سانپ) نے کاٹ کھایا ہے، اور ہم نے تمام طریقے (جتن) کیے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، تم میں سے کسی کو اس کا منتر (دم کرنا) معلوم ہے، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی بولا، اللہ کی قسم میں اس کا منتر (دم کرنا) جانتا ہوں، لیکن تم لوگوں سے ہم نے یہ چاہا کہ ہماری مہمان نوازی کرو تو تم نے نہ مانا، اب میں تمہارے دم کرنے والا نہیں جب تک ہم کو اس کی مزدوری نہ دو، آخر چند بکریاں اجرت ٹھہریں، وہ صحابی گیا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر (اس پر دم کیا) اور لعابِ دھن لگاتا گیا، یہاں تک کہ وہ ایسا تندرست ہوا، جیسے کوئی رسی سے باندھا گیا ہو، اور کھول دیا جائے

اسیوقت چلنے پھرنے لگا، اسے کوئی تکلیف نہ رہی، جو بکریاں ٹھہریں وہ قبیلے والوں نے دیں، بعض صحابہ کہنے لگے انکو بانٹ لو لیکن جس نے دم کیا تھا، اس نے کہا ابھی ٹھرو ہم حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کریں (یہ صحابہ حضور پرنور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور پورا واقعہ بیان کیا) حضور پر نور نے دم کرنے والے صحابی سے پوچھا، تجھے کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ منتر ہے (اسکے ساتھ دم کیا جاتا ہے اور مریض تندرست ہو جاتا ہے یہ تجھے کیسے معلوم ہوا) پھر حضورِ پرنور ﷺ نے فرمایا تم نے اچھا کیا، یہ بکریاں بانٹ لو، میرا بھی ایک حصہ اپنے ساتھ لگاؤ، اور آپ مسکرائے۔

ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

﴿وجہ ہشتم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں احادیث سے پانچویں دلیل﴾

☆عن سهل ابن سعدٍ قال جاء ت امرأة الىٰ رسول الله ﷺ وقالت انى قد وهبتك لك نفسى فقال رجل يارسول الله ﷺ زوجنيها قال زوجناكها بمامعك من القرآن رواه البخارى .والمسلم،وابوداود.والترمذى،بالفاظ متقاربة والمعنىٰ واحد.تتمة المقالات (۴۹)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکرعرض کرتی ہے یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی جان آپ کو بخش دی،تو ایک صحابی نے عرض کیا،یارسول اللہ ﷺ اسکا نکاح مجھ سے کرادیں ،سوحضور پرنور ﷺ نے فرمایا تیرے پاس جتنا قرآن ہے اسکے عوض میں نے یہ تیرے نکاح میں دے دی،

﴿وجہ نہم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں احادیث سے چھٹی دلیل﴾

قال القاضى فيه جواز اخذ الاجرة على تعليم القرآن وهومذهب كافة العلماء.عينى البخارى

حضرتِ قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا جواز ثابت ہوا۔اور یہ تمام علماءِ اعلام کا مذہب ہے۔

ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

﴿وجہ دہم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں احادیث سے ساتویں دلیل﴾

☆..عن الحكم قال لم اسمع احدا كره اجر المعلم .رواه البخارى.

حضرتِ حکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی سے نہیں سنا جس نے معلم کی اجرت مکروہ رکھی ہو۔اس سے بھی ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

﴿وجہ یازدہم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں احادیث سے آٹھویں دلیل﴾

☆..واعطىٰ الحسن عشرة دراهم .رواه البخارى.

حضرتِ حسنؓ نے معلم کو اجرت میں دس دراہم دیئے۔

ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

﴿وجہ دوازدہم﴾

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں احادیث سے نویں دلیل﴾

☆..ولم یرابن سیرین بأسا باجرلقسام قال السحت الرشوۃ فی الحکم.

حضرتِ ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے تقسیم کی اجرت کو برانہیں سمجھا (وہ شخص جو مالِ غنیمت تقسیم کرتا ہو، اور تقسیم کرنے میں جو محنت و مشقت ہوتی ہے اسکے بدلے اجرت لیتا ہوا سکے بدلے اجرت لینے کو حضرتِ ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے برانہ جانا) (اور سُحتٌ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ) سُحتٌ اسے کہتے ہیں کہ حاکم فیصلہ کرنے میں رشوت لے۔

ثابت ہوا کہ طاعات پراجرت لینا جائز ہے۔

﴿وجہ سیزدہم﴾

﴿طاعات پراجرت لینے کے جواز میں احادیث سے دسویں دلیل﴾

☆..(وفی الحدیث) ان حسین بن علی بعث ابنه علی بن الحسین زین العابدین الیٰ عبدالرحمٰن السلمی لیعلمه القران فعلمه فاتحة الکتاب فقرأها بین یدی ابیه الحسین فارسل الیه بعشربدرات (جمع بدرة) ای بعشرة الاف درهم وبعشرة افراس وبعشرة نخوت من الثیاب،

فقیل؟ بم استحق هذاقال له لانه علم ابنی فاتحة الکتاب وهی التی لم تنزل علی احد من لدن اٰدم الیٰ محمد علیهماالصلوٰة والسلام ولم تنزل علی جدی سورة افضل منهافهذا الذی انقدت الیه حقه کذافی تفسیر حقی. خزینة الاسرار. (٦٧)

حضرتِ امام حسینؓ اپنے فرزند جنابِ زین العابدینؓ کو حضرتِ عبدالرحمٰن سلمیؓ کے پاس لے گئے تاکہ حضرت عبدالرحمٰنؓ انہیں قرآن کریم پڑھادیں، سو حضرتِ عبدالرحمٰنؓ نے جنابِ زین العابدینؓ کو سورہ فاتحہ سکھادی، پھر سیدنا زین العابدینؓ نے اپنے والدؓ کے سامنے سورہ فاتحہ پڑھی (سیدنا امام حسینؓ نے اپنے صاجزادے سے جب سورہ فاتحہ سنی تو) حضرتِ عبدالرحمٰنؓ کے پاس دس ہزار (10000) دراہم اور دس گھوڑے اور دس جوڑے (کپڑوں کے) بھیج دیئے۔

☆..تو (ایک سائل نے سوال کیا حضرت، جناب عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ) کس سبب سے

(اتنے سارے مال کا) مستحق ہوئے؟

☆۔تو حضرتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،

(اے سائل) جنابِ عبدالرحمٰنؓ نے میرے صاجزادے کو سورہ فاتحہ پڑھائی ہے (یہ اسکا عوض ہے)

(اور سنو) حضرتِ آدم علیہ السلام سے لیکر میرے نانا جان جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تک کسی (نبیؑ) پر میرے نانا جان ﷺ کے سوا سورہ فاتحہ نازل نہیں ہوئی (یہ اعزاز صرف اور صرف میرے نانا جان ﷺ کو حاصل ہے مزید برآں) میرے نانا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس سے افضل کوئی سورت نازل نہیں ہوئی۔

(اے سائل میں نے عبدالرحمٰنؓ کو اگر کچھ دیا ہے تو) یہ اسکا حق ہے۔

ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

﴿وجہ چہاردہم﴾

اس سے پہلے کہ میں فقہاء کے اقوال ودلائل پیش کروں، یہ جاننا لازم ہے کہ طاعات پر مال لینے میں فقہاء کرام کے جو اقوال ہیں وہ آپکے سامنے پیش کروں اور ہر قول پر انکے دلائل پیش کروں، پھر انکے اقوال میں تضاد کو رفع کر کے تطبیق پیش کروں گا۔اور جن اقوال پر فی زمانہ فتویٰ ہے اور ظاہر الروایۃ ہیں انکو ذکر کروں گا۔

﴿قولِ اول﴾

قول اول متقدمین مجتہدین کا ہے

(1) وہ فرماتے ہیں کہ طاعات مع شروط کی صورت میں عقدِ اجارہ کا ایجاب وقبول موجب اجرت نہیں، کیونکہ اس صورت میں عقد اصلاً منعقد ہی نہیں ہوتا،

اس قول کو علماء متقدمین نے ان الفاظ (لَایَجُوْزُ الْاِسْتِیْجَارُ وَلَایَجِبُ الْاُجْرَۃُ) سے تعبیر کیا ہے

﴿قولِ ثانی﴾

قولِ ثانی احناف متاخرین مجتہدین کا ہے

(2) وہ فرماتے ہیں کہ طاعات پر اجرت دینا واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

☆۔قولِ اول وثانی میں تضاد آگیا وہ یہ ہے کہ قول اول کے مطابق (طاعات مع شروط

کی صورت میں عقدِ اجارہ کا ایجاب وقبول موجبِ اجرت نہیں)
جب کہ قولِ ثانی کے مطابق (طاعات پر اجرت دینا واجب ہے)
دونوں اقوال میں تطبیق اس طرح ہوگی
(1) کہ جن دلائل سے تعلیم قرآن ودیگر طاعات پر اجرت لینے کی نفی ثابت ہورہی ہے وہ اجرت کے وجوب کی نفی پر محمول ہیں، (یعنی اجرت واجب نہیں، جائز ہے)
(2) اور جن دلائل سے تعلیم قرآن پر اجرت کا اثبات ہے وہ اجرت کے وجوب پر محمول ہیں۔ دونوں سے جواز ثابت ہوا لہذا تضاد (یعنی اختلاف نہ رہا)

قولِ ثالث

(3) وہ فرماتے ہیں کہ طاعات پر اجارہ اگر قیدِ مکانی یا قیدِ زمانی کیساتھ ہو تو ایسا اجارہ ان قیود کیساتھ جائز ہے۔ اور اگر طاعات پر اجارہ قیدِ مکانی یا قیدِ زمانی کی قید سے مستثنیٰ ہو (یعنی اس اجارہ میں زمان یا مکان کی قید نہ ہو) تو پھر وہ اجارہ. ناجائز۔ کیونکہ پھر اجارہ نفسِ طاعت پر ہوگا اور یہ ناجائز ہے۔ (قولِ ثالث کا خلاصہ)
خلاصہ کلام یہ ہے کہ نفسِ تلاوت کا معاوضہ طے نہ کریں بلکہ ان قیود (قیدِ مکانی، یا قیدِ زمانی) کے بدلے میں معاوضہ لے تو جواز میں کوئی شک نہیں، قیدِ مکانی سے مراد یہ ہے جیسے ایک شخص حافظ سے یا طالب علم سے کہے کہ میرے گھر یا فلاں دکان یا فلاں جگہ جا کر قرآن کریم کی تلاوت کریں (قیدِ زمانی) جیسے ایک شخص حافظ سے یا طالب علم سے کہے کہ فلاں مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے فلاں وقت قرآن کی تلاوت کریں تو جب یہ قیود پائے گئے سو تالی (قرآن کی تلاوت کرنے والا) اگر قیودِ مذکورہ کا معاوضہ لیتا ہے تو جائز ہے، مترجم)

قولِ رابع

(4) وہ فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر اجارہ میں شرط کو صراحتاً ذکر کردیا ہے تو پھر اجرت لینا منع ہے اور اگر اجارہ میں شرط کو صراحتاً ذکر نہ کیا ہو تو پھر اجرت لینا جائز ہے،
یعنی قولِ چہارم کیمطابق اگر شرط صراحتاً ذکر نہ کی ہو تو پھر طاعات پر مال لینا مباح ہے۔
اب ہر قول (نظریہ) کے دلائل ذکر کروں گا۔ ملاحظہ فرمائیں

قولِ اول

قول اول متقدمین مجتہدین کا ہے

وہ فرماتے ہیں کہ طاعات مع شروط کی صورت میں عقدِ اجارہ کا ایجاب وقبول موجبِ اجرت نہیں، کیونکہ اس صورت میں عقد اصلاً منعقد ہی نہیں ہوتا،

اس قول کو علماء متقدمین نے ان الفاظ

(لَایَجُوزُ الِاستِیجَارُ وَلَایَجِبُ الْاُجُرَۃُ) سے تعبیر کیا ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

قولِ اول

طاعات مع شروط کی صورت میں عقدِ اجارہ کا ایجاب وقبول موجبِ اجرت نہیں، کیونکہ اس صورت میں عقد اصلاً منعقد ہی نہیں ہوتا،

اس قول کو علماء متقدمین نے ان الفاظ (لَایَجُوْزُ الْاِسْتِیْجَارُ وَلَایَجِبُ الْاُجْرَۃُ) سے تعبیر کیا ہے

قولِ اول کے دلائل ملاحظہ فرمائیں

☆..وفی الاصل (ای فی المبسوط) لایجوز الاستیجار علی الطاعات کتعلیم القرآن والفقه والاذان والتدریس والحج والغزو ای لایجب الاجرة.

خلاصة الفتاویٰ اجارہ جلد ۲ (114) وعینی الهدایة جلد ۴ (652) وعینی البخاری، وبلوغ الارب لذوی القرب لشرنبلاله ثم خزینة الاسرار (66)

مبسوط میں ہے کہ طاعات پر اجرت لینا جائز نہیں (طاعات کی چند مثالیں) جیسے قرآن کریم کی تعلیم، فقہ، اور آذان وتدریس، اور حج، جہاد وغیرہ پر اجرت لینا جائز نہیں (صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ فرماتے ہیں کہ مبسوط کی عبارتِ مذکورہ میں لایجوز) سے مراد یہ ہے کہ یہ اجرۃ واجب نہیں۔ (لایجب الاجرة)

صاحبِ فتاویٰ الحامدیة لکھتے ہیں

☆..قال فی الذخیرة لایجوز الاستیجار علی تعلیم القرآن لانه من باب الحسنة ولاتجب الاجرة علی فعل الحسنة والفتویٰ فی زماننا علی وجوب الاجرة .الفتاویٰ الحامدیة.

صاحب فتاویٰ الحامدیة لکھتے ہیں کہ ذخیرہ میں ہے کہ تعلیم قرآن پر اجارہ جائز نہیں اس لئے کہ تعلیم قرآن حسنات میں سے ہے اور کسی بھی نیک کام پر اجرت واجب نہیں۔ مگر ہمارے زمانے میں فتویٰ اس پر ہے کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا واجب ہے۔

صاحبِ صلوٰۃ مسعودی لکھتے ہیں

☆.باید دانست که اجاره داری بر طاعت درست نیست بجواب کتاب (مبسوط) هیچ واجب نیاید .صلوٰة مسعودی.

صاحب صلوٰۃ مسعودی فرماتے ہیں کہ طاعات پر اجارہ درست نہیں (جس طرح کہ صاحب

مبسوط نے) جواب میں فرمایا ہے (کہ طاعات پر اجر لینا واجب نہیں)

☆۔میں کاتب الحروف (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ (لایجوز الاستیجار) کا صحیح مطلب ومقصد ہی یہی ہے کہ تعلیم قرآن پر اجارہ منعقد نہیں ہوتا،

اجارہ کا انعقاد اور شی ہے .... اور اجرت کا جواز اور۔

﴿صاحب شامی لکھتے ہیں﴾

☆..الاصل ان کل طاعة یختص بھا المسلم لایجوز الاستیجار علیھا عندنا.

ھدایة وعینی الھدایة اجارہ جلد۵ .(652) وشامی اجارہ جلد۵ (34)

صاحب شامی فرماتے ہیں، کہ ہمارے نزدیک ہر وہ طاعت جو مسلمانوں سے مختص ہیں ان پر اجارہ اصلاً جائز ہی نہیں۔

﴿صاحب فتاویٰ عزیزی لکھتے ہیں﴾

☆..قاعدہ اجارہ آنست کہ ہر شئ واجب ومندوب بر اجارہ منعقد نمے شود و تعلیم قرآن فرض بالکفایت است ومندوب علی الیقین پس محلِ اجارہ نیست

. فتاویٰ عزیزی جلد ا (122)

صاحب فتاویٰ عزیزی فرماتے ہیں اجارہ کا قاعدہ ہے کہ جو اشیاء واجب ومستحب ہیں ان پر اجارہ منعقد نہیں ہوتا چونکہ تعلیم قرآن کریم فرض کفایہ ہے اور علی الیقین مستحب ہے سو یہ محلِ اجارہ نہیں، یوں ہی تنویر الابصار کا یہ فرمانا (لایصح الاجارة۔اجارہ صحیح نہیں) سے مراد یہی ہے کہ اجارہ منعقد نہیں ہوتا۔

☆۔بحمدہ تعالیٰ قولِ اول کے دلائل میں بھی بظاہر جو تعارض پیش آرہا تھا وہ بھی رفع ہوگیا وہ اس طرح کہ دلائلِ اثبات / وجوبِ اجرت پر محمول ہیں،

اور دلائل نفی / وجوبِ اجرت کی نفی پر محمول ہیں۔

﴿طاعات پر عقدِ مصرح منعقد نہیں ہوتا﴾

﴿صاحب شرح الیاس لکھتے ہیں﴾

(1) والمذھب عندنا ان کل طاعة یختص بھا المسلم (ای ملة الاسلام) فالاستیجار علی ذلک باطل.

شرح الیاس جلد۳ اجارہ ص (136)

صاحب شرح الیاس فرماتے ہیں(ایک قول ہے اور ایک مذہب سو) ہمارے نزدیک (قول نہیں بلکہ)مذہب یہ ہے کہ ہر وہ طاعت جو مسلمانوں سے مختص ہو اس پر اجارہ باطل ہے۔

﴾صاحب المختصر وصاحب جامع الرموز لکھتے ہیں﴿

(2)ولایصح وتبطل الاجارة عند المتقدمين (للعبادات) المختصر وجامع الرموز جلد ۳ .اجارہ (۳۶۰)

صاحب المختصر وصاحب جامع الرموز فرماتے ہیں کہ متقدمین (امام ابوحنیفہ امام ابویوسف امام محمدؒ) کے نزدیک عبادات پر اجارہ مصرحہ صحیح نہیں بلکہ باطل ہے(یعنی یہ اجارہ منعقد نہیں ہوتا)

﴾حضرتِ ملاعلی القاری رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں﴿

(3)ثم قرأة القران واهدانها تطوعا بغیراجرة ای مشروطة یصل الیه،

واما لواوصى بان يعطىٰ شئ من ماله لمن يقرأ القران على قبره فالوصية باطلة ای غير منعقدة فلالزوم على المستأجر ولاعلى الاجير،

فبقى هل جزاء الاحسان الاالاحسان لانه فی معنى الاجرة كذافی الاختيار.

ثم رد بطلان الوصية ومعنى الاجرة بقوله وهذامبنى على القول المرجوح الذی هوخلاف المفتىٰ به عدم جوازالاستيجارعلى الطاعات،

ثم اظهررد البطلان ومعنى الاجرة ثانيابطريق الاستدلال (بلفظ) لكن،

ليعلم انه من قبيل هل جزاء الاحسان فقال، لكن اذااعطىٰ لمن يقرأالقران ويعلمه ويتعلمه معونة لاهل القران على ذلک كان هذامن جنس الصدقة عنه فيجوز.

شرح القاری للفقه الاکبر.(ص.۱۵۷.۱۵۸)

حضرتِ ملاعلی القاری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ اگر قرانِ کریم کی تلاوت بغیراجرت(یعنی بغیرکسی شرط) کے کی جائے اور اس کاثواب مرحوم کوبخشاجائے تووہ ثواب مرحوم کوپہنچ جاتاہے،

اوراگر مرنے والے نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد جوشخص میری قبرپرقرآن کریم کی تلاوت کرے،تویہ وصیت باطل ہے یعنی منعقد نہیں سواجیراورمستأجرپرکوئی شئ لازم نہیں،

رہا یہ سوال کہ پھر (هل جزاء الاحسان الا الاحسان) کا کیا معنی ہوگا،
(ملاعلی قاری فرماتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ) کہ یہاں احسان اجرت کے معنی میں ہے۔
پھر (مصنف نے) اپنے اس قول (وهذا مبني على القول المرجوح الذي هو خلاف المفتى به عدم جواز الاستيجار على الطاعات) کیساتھ وصیت کے بطلان اور (هل جزاء الاحسان الا الاحسان) کا معنی اجرت کرنے کو رد کیا فرمایا کہ یہ قول مرجوح پر مبنی ہے، جو مفتی بہ قول کے خلاف ہے کیونکہ مفتی بہ قول یہ ہے کہ طاعات پر اجارہ جائز نہیں، پھر (فالوصية باطلة) وصیت کا بطلان اور (هل جزاء الاحسان الا الاحسان) کا معنی اجرت کرنے کو دوبارہ بطریق استدراک (لکن) کیکر ظاہر کیا تا کہ معلوم ہو کہ یہ اجرۃ (هل جزاء الاحسان الا الاحسان) کے قبیل سے ہے۔
سو کہا کہ قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے والے کو اگر کچھ ہدیہ دیا جائے تو یہ صدقہ ہے اور قرآن کریم پڑھنے پڑھانے والوں کیساتھ امداد ہے۔ سو یہ صورت جائز ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

فقہاء احناف کا دوسرا نظریہ

قولِ ثانی

قولِ ثانی احناف متاخرین مجتہدین کا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ طاعات پر اجرت دینا واجب ہے سب نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔

احناف متاخرین مجتہدین کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں

(1) حضرت عصام بن یوسف (2) حضرتِ نصیر بن یحییٰ (3) حضرتِ ابی نصر بن سلام (4) حضرتِ فقیہ ابو اللیث السمر قندی (5) حضرتِ صاحب محیط (6) حضرتِ امام الفضلی (7) حضرتِ صاحب خلاصۃ الفتاویٰ (8) حضرتِ شیخ ظہیر الدین المرغینانی (9) حضراتِ بلخ عموماً (10) حضرتِ رکن الاسلام الکرمانی (11) حضرتِ شمس الائمہ السرخسی (12) حضرتِ صاحب الذخیرہ (13) حضرتِ امام قاضی خان رحمت اللہ علیہم اجمعین

﴿قولِ ثانی، وجہ پانزدہم﴾

قولِ ثانی احناف متاخرین مجتہدین کا ہے

وہ فرماتے ہیں کہ طاعات پراجرت دینا واجب سب نے اسی پرفتویٰ دیا ہے۔

احناف متاخرین مجتہدین کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں

(1) حضرتِ عصام بن یوسف (2) حضرتِ نصیر بن یحییٰ (3) حضرتِ ابی نصر بن سلام (4) حضرتِ فقیہ ابواللیث السمرقندی (5) حضرتِ صاحبِ محیط (6) حضرتِ امام الفضلی (7) حضرتِ صاحب خلاصۃ الفتاویٰ (8) حضرتِ شیخ ظہیرالدین المرغینانی (9) حضراتِ بلخ عموماً (10) حضرتِ رکن الاسلام الکرمانی (11) حضرتِ شمس الائمۃ السرخسی (12) حضرتِ صاحب الذخیرہ (13) حضرتِ امام قاضی خان رحمت اللہ علیہم اجمعین

﴿معتبر کتب کی عبارات﴾

صاحب خلاصۃ الفتاویٰ لکھتے ہیں

(1) قال الامام الفضلی اصحابنا المتاخرون یجیزون ذلک ویقولون یجبر علی دفع الاجرۃ وبہ یفتیٰ مشائخ بلخ افتوا بوجوب المسمیٰ عند ذکر المدۃ وبوجوب اجر المثل عند عدم ذکر المدۃ۔ خلاصۃ الفتاوی۔ جلد ۲۔ استیجار (۱۱۰)

امام فضلی مجتہدؒ نے فرمایا کہ متاخرین مجتہدین نے طاعات پراجارہ کو جائز کہا ہے مزید فرمایا ہے کہ (شاگرد) کو اجرۃ دینے پرمجبور کیا جائے اسی (قول) پر بلخ کے مشائخ کا فتویٰ ہے نیز یہ فتویٰ بھی دیا ہے کہ اگر مدۃ معین ذکر کیا گیا ہو پھر تو جتنا مقرر و متعین ہوا ہے دینا لازم، اور اگر مدۃ متعین نہیں کیا تھا پھر اجرتِ مثلی دینا ہوگا۔ (اجرتِ مثلی کا مطلب یہ ہے کہ اس علاقہ میں استاد کو مطلوبہ تعلیم پر جو کچھ دیا جاتا ہے اتنا ہی دینا پڑھے گا)

﴿صاحب عینی لکھتے ہیں﴾

(2) وجماعۃ من العلماء المتأخرین علیٰ انہ یجوز مثل عصام بن یوسف ونصیر بن یحیٰ وابی نصر بن سلام وغیرھم فالافضل للمتعلم ان یشارط علی الاجرۃ للحفظ وتعلیم الھجاء والکتابۃ۔ عینی البخاری۔ جلد ۵۔ اجارہ۔ (۲۶۹)

اور علماء متاخرین (احناف) کی ایک جماعت نے طاعات پراجارہ کو جائز قرار دیا ہے

(وہ علماء متاخرین یہ ہیں)

عصام بن یوسفؒ ،نصیر بن یحییٰ، ابی النصر بن سلامؒ، وغیرھم،(آگے لکھتے ہیں)طالب علم جب قرآن کریم حفظ کرنا چاہے یا ناظرہ کیساتھ قرآن کریم پڑھنا چاہے یا کتابت سیکھنا چاہے، تو افضل ہے کہ اپنے استاذ سے اجرۃ لینے کی شرط لگالے۔(یعنی شاگرکو چاہیے کہ اپنے استاد سے کہے کہ میں اجرت دیئے بغیر حفظ نہیں کروں گا، یا ناظرہ اجرت دیئے بغیر نہیں پڑھوں گا یا کتابت اجرۃ دیئے بغیر نہیں سیکھوں گا)

☆۔میں(مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں کہ جب یہ اجارہ جائز ہے تو پھر اجارہ منوی، اور اجارہ معروف فی العرف بطریقۂ اولیٰ جائز ہوا۔

﴿صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ لکھتے ہیں﴾

(3)وعنداهل المدينة اى امام مالک واتباعه يجوزوبه اخذالشافعی ونصيرعصام وابونصر والفقيه ابوالليث .خلاصة الفتاوی جلد۲ اجارة(۱۱۴) ثم بلوغ الارب لذوی القرب للشرنبلالی ثم خزينة الاسرار(۲۶)وعينی الهداية جلد۳ اجارہ (۲۵۳)

اہل مدینہ یعنی امام مالک اور انکے پیروکاروں کے نزدیک طاعات پر اجارہ جائز ہے،

امام شافعیؒ ،نصیرؒ،عصامؒ،اور ابونصرؒ،اور فقیہ ابواللیثؒ نے اسی قول کو لیا ہے۔

☆۔۔میں(مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں کہ جب یہ اجارہ جائز تو پھر اجارہ منوی، اور اجارہ معروف فی العرف بطریقۂ اولیٰ جائز ہوا۔

﴿صاحبِ فتاویٰ حامدیہ لکھتے ہیں﴾

(4)والفتوى فی زماننا علی وجوب الاجرة. الفتاویٰ الحامدية.

ہمارے زمانے میں طاعات پر اجرت لینا واجب ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے(یعنی اگر طاعات پر اجرۃ لینے کا عقد کیا جائے تو اجرۃ دینا واجب ہو جاتا ہے)

﴿صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ لکھتے ہیں﴾

(5)ونقل عن ركن الاسلام الكرمانی انه كان يكتب علی الفتویٰ !پدرِ صبی معلم را خوشنود كند! قال واستادنا الشيخ ظهير الدين هذا يكتب .خلاصة الفتاوی جلد۲ اجارہ (۱۱۰)

حضرتِ رکن الاسلام کرمانی جب بھی(اس مسئلہ میں فتویٰ دیتے)تو لکھتے کہ بچے کے والدین کو چاہئے کہ بچے کے استاذ کو خوش کرے، نیز لکھا کہ ہمارے شیخ جناب ظہیر الدین بھی اس طرح فتویٰ دیا کرتے تھے۔

﴿صاحب خلاصة الفتاویٰ لکھتے ہیں﴾

(6)ولو امتنع اب الصبی من اداء الوظیفة الی المعلم یجبر علی المراسم اچوں حلوہ وپنج شبنی وعیدی، وقال فی المحیط وعلیه الفتویٰ مشائخ بلخ،

خلاصة الفتاوی جلد ۲. (۱۱۰)

اگر بچے کے والدین استاذ کوانکے وظیفہ دینے سے انکار کریں تو انہیں رواج کیمطابق دیگر تحائف دینے پر مجبور کیا جائے جیسے حلوہ اور پنج شنبی اور عیدی وغیرہ، نیز محیط میں کہا گیا ہے کہ (وعلیه الفتوی) اسی پر فتویٰ ہے۔

☆۔میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں کہ جب صریحاً عقدِ اجارہ کا وجوب ثابت، تو پھر اجارہ منوی، اور اجارہ معروف فی العرف بطریقۂ اولیٰ جائز ہوا۔

﴿صاحب تنویر الابصار لکھتے ہیں﴾

(7) ویفتی الیوم بصحتها ویجبر المستاجر علیٰ دفع ماقیل ویحبس به ویجبر علی الحلوة المرسومة. تنویر الابصار. جلد ۴. (۳۴)

اس زمانے میں فتویٰ اسی پر ہے کہ طاعات پر اجارہ کا انعقاد صحیح (درست) ہے۔ اور مستأجر کو معین شدہ اجرۃ دینے پر مجبور کیا جائے گا، (اور اگر مستأجر اجرت دینے سے انکار کرے تو) اسے قید کر دیا جائے (حتیٰ کہ وہ اجرت دینے پر راضی ہو جائے) اور شاگرد کو اپنے استاد کیلئے شیرینی جیسے حلوہ جو رائج ہے دینے پر مجبور کیا جائے۔

﴿صاحب عینی لکھتے ہیں﴾

(8)وقال (عبدالله بن الفضل) الامام الخیر اخریٰ یجوز فی زماننا للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرة. کذافی الروضة. عینی الهدایة جلد ۴. اجارة. (۲۵۶)

امام عبداللہ بن فضل الخیر اخریٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں امام، مؤذن، اور معلم قرآن کیلئے اجرت لینا جائز ہے۔

﴿صاحب عینی لکھتے ہیں﴾

(9)وذکر السرخسی مشائخ بلخ اختاروا قول اهل المدینة فی جواز استیجار المعلم علی تعلیم القران فنحن ایضا نفتی بالجواز. (انتهی) عینی الهدایة جلد ۴. اجارة (۲۵۴)

حضرت امام شمس الائمۃ السرخسیؒ نے فرمایا ہے کہ بلخ کے مشائخ نے امام مالک رضی اللہ عنہ اورانکے پیروکاروں کے قول کواختیارکیاہے جس میں انہوں نے فرمایاہے کہ معلم کو قرآن کریم کی تعلیم پراجرت دیناجائزہے(مشائخ بلخ فرماتے ہیں کہ)ہم بھی اسی پر فتویٰ دیتے ہیں

﴿صاحب عینی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں﴾

(10)وبعض مشائخنا ائمة بلخ استحسنوا الاستيجار علىٰ تعليم القراٰن لظهور التوانی ای الفتور والكسل فی الامور الدينية ففی الامتناع تضيع حفظ القراٰن لان المتقدمين منعوا ذلک لرغبة الناس فی مجازات الاحسان بالاحسان بلاشرط وقد زال ذلک فی هٰذا الزمان وقد يتغير الجواب باختلاف الزمان فيفتىٰ بذٰلک حتىٰ يجبر علی دفع الاجر الی المعلم وان لم يضرب المدة يجب اجر المثل ويجبر علی دفعه وكذا يجبر علی دفع الحلوة المرسومة وعليه الفتوىٰ.

عینی الهداية اجارة جلد ۴ (۲۵۴) و کفایة الهداية والعنايبة والکافی والبحر

بلخ کے ائمہ ومشائخ نے قرآن کریم کی تعلیم پراجرت لینے کواچھاجاناہے کیونکہ (اموردینیہ) میں سستی ظاہرہونے لگی،سواجرت کی منع کی صورت میں قرآن کریم کے حفظ(ودیگر طاعات) کے ضائع ہونے کاخطرہ ہے،اگرچہ متقدمین علماء نے اجرت کومنع کیاتھا،مگریہ انکا زمانہ تھا کہ انکے زمانے میں لوگ نیکی کابدلہ نیکی سے بلااجرت دیاکرتے تھے،جبکہ ہمارے زمانے میں وہ رغبت معدوم ہوچکی ہے،نیزحالات کے بدلنے سے مسائل میں بھی تبدیلی آتی ہے

سوآج فتویٰ اس پر ہے کہ اگر(شاگردنے پڑھنے کا)وقت معین کیا ہوتواسے معلم کی اجرت دینے پرمجبورکیاجائے گا،اوراگرمدۃ معین نہ ہو توپھر اجرتِ مثلی دیاجائے گا،(اجرتِ مثلی کا مطلب یہ ہے کہ اس علاقہ میں استادکومطلوبہ تعلیم پرجوکچھ دیاجاتاہے اتناہی دینا پڑھے گا)

☆۔بحمدہ تعالیٰ قول دوئم کے دلائلِ اثبات اورنفی میں بظاہرجوتعارض پیش آرہاتھاوہ بھی رفع ہوگیا وہ اس طرح کہ دلائل اثبات/وجوبِ اجرت کے اثبات پرمحمول ہیں،اوردلائل نفی/وجوبِ اجرت کی نفی پرمحمول ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقہاء احناف کا تیسرا نظریہ

قولِ ثالث

(3) وہ فرماتے ہیں کہ طاعات پر اجارہ اگر قیدِ مکانی یا قیدِ زمانی کیساتھ مقید ہو تو ایسا اجارہ ان قیود کے ہوتے ہوئے جائز ہے۔اور اگر طاعات پر اجارہ قیدِ مکانی یا قیدِ زمانی کی قید سے مستثنیٰ ہو (یعنی تعلیم پر عقدِ اجارہ میں زمان یا مکان کی قید نہ ہو) تو پھر وہ اجارہ ناجائز۔کیونکہ پھر اجارہ نفسِ طاعت پر ہوگا ۔ اور یہ ناجائز ہے۔

قولِ ثالث کا خلاصہ:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نفسِ تلاوت کا معاوضہ طے نہ کریں بلکہ ان قیود (قیدمکانی، یاقیدزمانی) کے بدلے میں معاوضہ لے تو جواز میں کوئی شک نہیں،قیدمکانی سے مراد یہ ہے جیسے ایک شخص حافظ سے یا طالب علم سے کہے کہ میرے گھر یا فلاں دکان یا فلاں جگہ جاکر قرآن کریم کی تلاوت کریں،تو یہ قید مکانی ہے۔

(قیدِ زمانی) جیسے ایک شخص حافظ سے یا طالب علم سے کہے کہ فلاں مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے فلاں وقت قرآن کی تلاوت کریں تو جب یہ قیود پائے گئے سوتالی (قرآن کی تلاوت کرنے والا) اگر قیود مذکورہ کا معاوضہ لیتا ہے تو جائز ہے،مترجم)

فقہاء احناف کا چوتھا نظریہ

قولِ چہارم

فقہاء احناف کا چوتھا نظریہ یہ ہے) کہ عقدِ تعلیم قرآن میں (یا دیگر طاعات میں) اگر (معلم کیجانب سے) شرط صراحتاً ذکر کی جائے تو صراحتاً شرط ذکر کرنے سے (طاعات پر) اجرت لینا منع ہے، اور اگر صراحتاً شرط ذکر نہ کیا جائے تو پھر اجرت لینا جائز ہے،

☆ چوتھے نظریے کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر صراحتاً شرط طے نہ کیجائے تو بلا شرط طاعات پر اجرت لینا مباح ہے۔

﴿صاحب فتاویٰ عزیزی لکھتے ہیں﴾

(2) آری در خانه کسی رفتن و از صبح تا شام نشستن و اطفال او را شبانی کردن فعلی ورای تعلیم است که برآں اجاره منعقد می تواند شد. فتاوی عزیزی جلد ۱ (۲۲)

صاحب فتاویٰ عزیزی لکھتے ہیں کہ کسی (مسلمان) کے گھر جانا وہاں صبح سے شام تک (تعلیم قرآن کیلئے بیٹھنا) صاحب خانہ کے بچوں کو تعلیمِ قرآن کے زیور سے آراستہ کرنا یہ تعلیم قرآن کے علاوہ نہایت عظیم عمل مشقت ہے، سو اس پر اجارہ (اجرت لینا) چاہئے (یقیناً یہ اجرت تعلیم قرآن پر نہیں بلکہ اپنی محنت ومشقت کی جزا ہے کیونکہ وہ معلم اس وقت اگر معاش کیلئے کسب معاش کرتا تو اسے اجرت ضرور ملتی، سو یہ بھی مشقت ہے سو اس اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں۔ تعلیق، مترجم)

WWW.NAFSEISLAM.COM

فقہاء احناف کا چوتھا نظریہ

قولِ چہارم

فقہاء احناف کا چوتھا نظریہ یہ ہے) کہ عقدِ تعلیمِ قرآن میں (یا دیگر طاعات میں) اگر (معلم کیجانب سے) شرط صراحتاً ذکر کی جائے تو صراحتاً شرط ذکر کرنے سے (طاعات پر) اجرت لینا منع ہے،

اور اگر صراحتاً شرط ذکر نہ کیا جائے تو پھر اجرت لینا جائز ہے،

☆چوتھے نظریے کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر صراحتاً شرط طے نہ کیجائے تو بلا شرط طاعات پر اجرت لینا مباح ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

قولِ چہارم وجہ ہفدہم

فقہاء کا قولِ چہارم (چوتھا نظریہ یہ ہے) کہ عقدِ تعلیمِ قرآن میں (یا دیگر طاعات میں) اگر (معلم کیجانب سے) شرط صراحتاً ذکر کی جائے، تو صراحتاً شرط ذکر کرنے سے (طاعات پر) اجرت لینا منع ہے، اور اگر صراحتاً شرط ذکر نہ کی جائے تو پھر اجرت لینا جائز ہے،
چوتھے نظریے کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر صراحتاً شرط طے نہ کیجائے تو بلا شرط طاعات پر اجرت لینا مباح ہے۔

حضرتِ علامہ شعبی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں

(1) قال الشعبیؒ لایشترط المعلم الاان یعطیٰ شیئا یقبل .بخاری. جلد۲ .
حضرتِ علامہ شعبیؒ لکھتے ہیں، کہ معلم ازخود (تعلیم قرآن کریم یا دیگر طاعات) پر (اجرت لینے کی) شرط نہ لگائیں ہاں اگر (تعلیم قرآن کریم یا دیگر طاعات) پر (مُتعلِّم کے والدین یا خود مُتعلِّم) کچھ ہدیہ پیش کرے تو معلم قبول کرلے۔

صاحبِ عینی اس قول کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

(2) قول الشعبیؒ هٰذا یدل علیٰ ان اخذ الاجرة بالاشتراط لایجوز فان اعطی من غیر شرط فانه یجوز لانه اماهبة او صدقة ولیس باجرة .عینی البخاری.
صاحب عینی علامہ شعبیؒ کے اس قول (لایشترط المعلم) کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں، کہ امام شعبیؒ کے اس قول ((لایشترط المعلم)) کا مطلب یہ ہے، کہ اگر شرط طے کر کے اجرت لی جائے سو اس صورت میں (اجرت لینا) جائز نہیں،
اور اگر شرط طے نہ کی جائے بلکہ (مُتَعَلِّم یا اسکے والدین معلم کو اپنی جانب سے اجرت دے دیں تو اس صورت میں) اجرت لینا جائز، کیونکہ (مُتعلِّم یا اسکے والدین کا ازخود معلم کو اجرت دے دینے سے اجرت کی ہیئت بدل گئی) اب یہ اجرت نہیں بلکہ ہبہ (بخشش) ہے، یا صدقہ ہے۔ (اور یہ جائز ہے)

صاحب بستان العارفین لکھتے ہیں

(3) وان علم بغیر شرط و اهدیٰ الیه به قبل هدیته فانه یجوز فی قولهم جمیعا. بستان العارفین

صاحب بستان العارفین لکھتے ہیں،
تمام علماء فقہ احناف کی رائے یہ ہے کہ اگر معلم بغیر کسی شرط کے متعلم کو پڑہائے، پھر (مُتَعَلِّمْ یا اسکے والدین معلم کو اپنی جانب سے جوشیٔ هَدِیَّة پیش کریں تو معلم کو مُتَعَلِّمْ کا ہدیہ قبول کرنا چاہئے،

﴿صاحب عینی شارح بخاری لکھتے ہیں﴾

(4) واصحابنا الحنفية قائلون بهذا ايضاً. عيني البخاری.

صاحب عینی شارح بخاری فرماتے ہیں

ہمارے ائمۂ احناف (حضرتِ امام نعمان بن ثابت ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، رضی اللہ عنہم اجمعین) اسی قول کے قائل ہیں، (یعنی انکے نزدیک بھی اجرت بلاشرط جائز ہے، جس طرح شوافع، ومالکی، وحنابلہ، قائل ہیں)

﴿علامہ قاضی خانؒ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں﴾

(5) فان لم يشارطهم على شئ لكن عرفوا حاجته فجمعوا له فی كل وقت شيئاً فهو حسن طيب له ذلک ولايكون اجراً. قاضی خان. آذان. جلد ا (۳۸)

علامہ قاضی خانؒ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں، (اگر معلم، مُتَعَلِّمِین کو پڑہائے اور مُتَعَلِّمِین یا اسکے والدین سے) کوئی شرط طے نہ کرے، شرط طے کئے بغیر معلم کے ضروریاتِ زندگی کا علم ہونے کے بعد اگر (مُتَعَلِّمِین یا اسکے والدین) مل جل کر تبرعات جمع کر کے معلم کی ضروریاتِ زندگی پورے کرتے ہوں سو یہ نہایت بہتر اور احسن طریقہ ہے، اس صورت میں یہ تبرعات وعطیات اجرت شمار نہ ہونگے (تو جواز میں کوئی شک نہ رہا)

﴿صاحبِ البریقة لکھتے ہیں﴾

(6) اذا لم يكن عقد ولا شرط فقرء لروح الميت رضاء لله تعالىٰ فاعطاه قريب الميت شيئا من المال فجائز. البريقة شرح الطريقة المحمدية.

صاحبِ البریقة، شارح الطریقة المحمدیة لکھتے ہیں۔
اگر کوئی مسلمان اللہ کی رضا و خوشنودی کے حصول کیلئے مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے قرآن

کریم کی تلاوت کرے، پھر ورثاء قاریٔ قرآن کو اپنے اموال میں سے کچھ پیش کریں تو یہ جائز ہے

﴿صاحبِ البحر الرائق رقمطراز ہیں﴾

(7)وفی المحیط من کتاب الاستحسان اذااخذ المال من غیر الشرط علیٰ الغناء یباح له ۔بحر الرائق ،وقاضی خان ،ودرمختار ،اجارہ ،جلد۵(۳۴)والکبیری بنقل البحر ۔

صاحبِ البحر الرائق رقمطراز ہیں، محیط میں ہے کہ اگرکسی نے غنا(گانے)پر بغیرکسی شرط صریح کے اجرت لی تو گانے والے کواس مال کالینا مباح ہے۔

☆۔دیکھئے اگر بغیر شرطِ صریح کے گانا گانے پر مال لینا مباح ہے،

توطاعات پربغیر شرطِ صریح کے اجرت لینا کیونکرنا جائز ہوگا،معلوم ہواکہ طاعات پر بغیر شرطِ صریح کے اجرت لے لینا بطریقۂ اولیٰ جائز ہے،نیزاس میں عرف اورنیت غیر معتبر ہے،

☆........میں کہتا ہوں کہ اس قول کیمطابق بھی تعارض رفع ہوگیا،

کیونکہ(1) دلائلِ اثبات ربلاشرط پرمحمول ہیں،(2)اوردلائل نفی رشرط پرمحمول ہیں،

﴿اعتراض﴾

معترضین اعتراض کرتے ہیں کہ جناب قرآن کریم کی تلاوت تالی(تالی،کامعنیٰ ہے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا)کاعمل اوراسکی سعی ہے اورایک انسان کے عمل وسعی کااجروثواب اسی کوملتا ہے جوعمل وسعی کرتا ہے نہ کہ دوسرے کو،سوجس نے قرآن خوانی کیلئے حفاظ یاطلبہ یادیگر مسلمانوں کوجمع کیااورقرآن خوانی کروائی اسکااجروثواب انہی کو ملے گا، جنہوں نے تلاوت کی،صاحبِ خانہ کواسکاکوئی اجروثواب نہیں ملتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کاارشادِ گرامی ہے(ان لیس للانسان الاماسعیٰ)نہیں ہے انسان کیلئے مگروہی جواس نے سعی کی لہٰذا ایک کاعمل دوسرے کو مفید نہیں۔

﴿اس اعتراض کے پانچ جوابات ہیں﴾

(1)پہلاجواب یہ ہے کہ حضرتِ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آیتِ مذکورہ منسوخ الحکم ہے،یعنی تلاوۃ باقی حکم منسوخ،

(2)دوسراجواب یہ ہے کہ وہ دواحادیث جوتفسیرخازن سے منقول ہیں۔

ان دواحادیث کے مطابق مرحومین کو صدقہ کاثواب ملتاہے زندوں کاصدقہ مرحومین کیلئے نافع ہے۔اسی پر علماء کااجماع ہے۔

(3) تیسراجواب یہ ہے کہ آیت میں انسان جومذکور ہے اس انسان سے مرادکافرانسان مرادہے نہ مسلمان،اس لئے کہ مسلمان کے عمل خیر سے دوسرے مسلمان کوفائدہ پہنچتاہے دیکھئے اسی کتاب کے گذشتہ اوراق میں (اموات کیلئے صدقات کے فوائد کاثبوت احادیث کی روشنی میں)

(4) چوتھاجواب یہ ہے،یہ بات(کہ زندوں کے عمل سے مردوں کوفائدہ نہیں پہنچتا) یہ ادیانِ سابقہ میں تھاان کادین ہے ہمارانہیں،دیکھئے تفسیر خازن،وتفسیر صاوی،بلکہ صاحب تفسیر خازن نے تواجماعِ علماء کاتذکرہ فرمایا،ملاحظہ فرمائیں،

اجمعواعلیٰ ان الاستغفار والدعاء والصدقة والحج والعتق ينفع الميت ويصل اليه ثوابه ،رحمة الامة.وتفسير خازن.

صاحبِ تفسیرخازن فرماتے ہیں

تمام علماء کااجماع ہے کہ استغفار،دعا،صدقہ،حج،غلام کوآزادکرنے کاثواب مرحومین کیلئے نافع ہے(مرحومین کومذکورہ حسنات کے ایصالِ ثواب سے فائدہ تامہ ملتاہے،تعلیق،مترجم)

(5) پانچواں جواب: حضرتِ عمر بن سلمہؓ کی وہ حدیث جس میں زندوں کے اعمالِ خیر کا ثواب مرحومین کوپہنچتاہے انشاء اللہ عنقریب ذکرکرونگا،وہی اسکاپانچواں جواب ہے۔

اعتراض

معترضین کادوسرااعتراض۔

جب قاری مال کے حصول کی نیت سے قرآن کریم کی تلاوت کرے توعنداللہ اسکو اجر ملنا محال ہے چونکہ برائے حصولِ مال اس نے پڑھاہے لہذااسکایہ عمل ہی باطل،سووہ اگرمیت کو ثواب بخشے گاتومرحوم کو ثواب کیونکر ملے گا۔

جواب

بحمدہ تعالیٰ میں اس اعتراض کے بھی پانچ جوابات دیتاہوں۔

(1) پہلاجواب یہ ہے،کہ تیرااس عمل کوباطل قراردیناصرف تیراقول ہے،

بطلان کاقول نہ توقرآن میں ہے نہ حدیث میں،اورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے اسے باطل قراردیا،نہ تابعین میں سے کسی نے اسے باطل کہا،نہ طبقاتِ ثلاثہ میں سے کسی طبقہ کے مجتہدنے اسے باطل کہا،نہ اصحاب تخریج نے اسے باطل قراردیا،نہ ہی اصحاب ترجیح نے اسے باطل کہا(توصرف تیرے باطل کہنے سے کیونکرباطل ہوگا)

﴿دوسراجواب حدیث سے﴾

(2)عن رافع بن خدیج قال سمعت رسول الله ﷺ یقول العامل علی الصدقة بالحق کالغازی فی سبیل الله حتیٰ یرجع الیٰ بیته .رواه الترمذی.

حضرتِ رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زکواۃ وصول کرنے والاانصاف سے(یعنی زکواۃ کے حصول میں کسی پرزیادتی نہ کرے اوراچھاعمدہ مال چھانٹ کرنہ لے،تووہ عامل) ایساہے جیسے اللہ کی راہ میں لڑنے والا، جب تک اپنے گھرنہ لوٹے۔

دیکھیے ایک عامل(حکومت کی جانب سے زکواۃ جمع کرنے والاایک تنخواہ دارشخص جسکی ڈیوٹی مسلمانوں سے زکواۃ جمع کرنا) ہے اوربیت المال میں لاکرجمع کرناہے وہ اپنی ڈیوٹی پر ہے گھرلوٹنے تک مجاہد کی طرح ہے) اجروثواب اسکو وہی مل رہاہے،اور وہ جوکچھ کررہاہے ڈیوٹی پوری کر رہاہے(پھربھی اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ اس شخص کواتناہی اجروثواب ملے گا جوایک مجاہدکومل رہا ہے۔ جبکہ وہ شخص اجرت پرکام کرنے والاہے، مگرہے نیک کام خدمتِ خلق پر مأمور ہے،اجرۃ لینے کی وجہ سے وہ شخص اجر سے محروم نہیں نہ ہی اسکانیک عمل باطل، جب اسکاعمل باطل نہیں تووہ شخص جوقرآن کریم کی تلاوت کرے اسکی نیت مال کی ہوسواسکاوہ عمل کیسے باطل ہوگیا،اگراسکے عمل کوباطل کہوگے توعاملِ زکواۃ کے عمل اور اجروثواب کوبھی باطل کہوگے، جب اسے باطل کہوگے تواللہ کے نبی ﷺ کے قول کو(نعوذباللہ) باطل کہوگے اورجب نبی کریم ﷺ کے قول کوباطل کہاتودائرہ اسلام سے خارج ہوجاؤگے،تعلیق،مترجم)

﴿تیسرا جواب تفاسیر سے﴾

علامہ صاویؒ لکھتے ہیں

(3)(لیس علیکم جناح ان تبتغوا)تطلبوا(فضلا)رزقا(من ربکم) بالتجارة فی الحج نزل رداً لکراھتھم ذلک (جلالین)ای فلابأس باالتجارة فی الحج اذاکانت لاتشغله عن افعال الحج و اختلف ھل التجارة تنقص ثواب الحج ام لاقال بعضھم ان کانت التجارة اکبر ھمه ومبلغ علمه سقط الفرض عنه ولیس له ثواب کمن لاقصد له الحج وان استوی الامران کانت التجارة تبعاً للحج فقد حاذ خیر الدنیاو الآخرة. صاوی جلد ۱ پارہ(۲)(۹۲)

علامہ صاویؒ لکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

اسمیں تمہارے لئے کوئی گناہ نہیں کہ تلاش (طلب) کرواپنے رب کے فضل(رزق)کو(حج میں تجارت کے ذریعے،یہ حکم ان لوگوں کے بارے میں نازل ہواجولوگ اسکو مکروہ سمجھتے تھے) یعنی اگرحاجی حج کے ایام میں تجارت بھی کرے توجائز ہے بشرطیکہ افعالِ حج میں تجارت حائل نہ ہو، پھرسوال ہواکہ حاجی جب حج کرے اورتجارت بھی توآیاحج کے ثواب میں کوئی کمی واقع ہوئی یانہ؟

سو اسکاجواب یہ ہے:(جواب تین شقوں پر مشتمل ہے)

شق نمبر(1)اسکااصل منشاء ومقصود صرف تجارت ہے؟

(شق نمبر2)یادونوں،(یعنی حج وتجارت)

(3)یاصرف حج،

﴿شق نمبر(1 کی وضاحت﴾

اگراسکامقصودومطلوب ومنشاء تجارت ہو(یعنی حج کوتابع تجارت بنایاحج کوصرف ایک ذیلی اور ضمنی درجہ دیا)سووہ حج جواس پرفرض تھاوہ حاجی اپنی فرضیت سے توبری الذمہ ہوگیامگر حج کا ثواب نہ ملا،یہ ایساہی ہے جیسے کسی کاحج کاارادہ نہ ہواورحج کے دن عرفات میں پہنچا اس کاحج توہوگیا فرض حج سے اس کاذمہ فارغ ہوگیا،مگرحج کاثواب نہ ملا،

﴿(شق نمبر2)یادونوں،(یعنی حج وتجارت) کی وضاحت﴾

اوراگردونوں مساوی درجہ میں ہیں،تویقیناًمباح اورمنافیٔ اخلاص میں بھی برابررہیں گے، کیونکہ دلوں کاحال تواللہ جانتاہے جوعالم الغیب ہے۔

﴾(3) یا صرف حج کی وضاحت﴿

اور اگر ارادہ صرف حج کا ہو اور تجارت حج کے تابع ہو (یعنی تجارت کو حج کے تابع بنایا اس طرح کہ ارادہ صرف حج کا کیا اور ساتھ ساتھ تجارت بھی کرنے لگا جیسے کوئی حاجی حالتِ احرام میں عرفات کیدن حاجیوں کے کھانے پینے کی اشیاء فروخت کرنے لگے یا منٰی و مزدلفہ میں حالتِ احرام میں ہی کچھ اشیاء خریدے اور بیچے) تو اس صورت میں اسے دنیا اور آخرت دونوں مل گئے، (یعنی تجارت کے ذریعہ اسے دنیا مل گئی اور حج کے ذریعہ بروزحشر جہنم سے محفوظ ہوا تعلیق، مترجم)

تمام شقوں پر غور کرنے کے بعد سمجھو کہ جب نیت حج اور تجارت کی تھی یا صرف حج کی۔ دونوں صورتوں میں وہ حاجی نہ حج سے محروم، اور نہ تجارت کرنے سے اسکا عملِ حج باطل، دونوں صحیح۔

☆۔ دیکھئے اسکا ارادۂ حج کا بھی ہے جو فرض عبادات میں سے ہے اور تجارت کا ارادہ بھی ہے جس کے ذریعہ مال بھی ملے گا تو کیا اسکا حج باطل ہوگیا نہیں، سو جب تجارت سے اسکا حج باطل نہ ہوا تو اگر کوئی قرآن کریم کی تلاوت کرے اور نیت مال کا ہو تو اسکا یہ عمل کیونکر باطل ہوگا۔ تعلیق، مترجم)

﴾چوتھا جواب﴿

صاحب مرقات لکھتے ہیں

(4) اذا غزا وقصد الغنیمة فلاشک ان له اجر لقوله تعالیٰ منکم من یرید الدنیا (الغنیمة ایضا) ومنکم من یرید الآخرة (ای الاجرة فقط) مرقات.

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ جب ایک شخص جہاد کرتا ہے اور نیت غنیمت کے حصول کی کرتا ہے، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اسے اجر ملے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(منکم من یرید الدنیا) تم میں بعض وہ ہیں جو دنیا چاہتے ہیں (یعنی مالِ غنیمت بھی)

(ومنکم من یرید الآخرة) اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو آخرت چاہتے ہیں،

(غور فرمایا آپ نے کہ ایک شخص جہاد کر رہا ہے جو عبادت ہے اور نیت مالِ غنیمت کے حصول کی ہے، تو فرمایا گیا (فلاشک ان له اجر) اس میں کوئی شک نہیں کہ اسے اجر ملے گا، جب مجاہد جس کی نیت مالِ غنیمت کے حصول کی ہے پھر بھی اسکا یہ نیک عمل باطل نہیں، تو اگر

ایک شخص قرآن کریم کی تلاوت کرے جو یقیناً نیک کام ہے مگر اسکی نیت مال کے حصول کی ہے سو اسکا نیک عمل کیونکر باطل ہوگا، جیسے اسکا عمل اس نیت سے باطل نہیں اسی طرح تالی قرآن کا عمل اس نیت سے باطل نہ ہوگا۔ تعلیق، مترجم)

﴿پانچواں جواب حدیثِ مرفوع سے﴾

(5) مرفوعا من قرأ سورة الواقعة فی کل لیلة لم تصبه فاقة ابدا.

حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں جو شخص ہر رات سورہ واقعہ کی تلاوت کرے گا اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا،

(غور فرمائیں کہ حضور پرنور ﷺ نے فاقوں سے بچنے کیلئے سورہ واقعہ کا وظیفہ بتایا، اب اگر کوئی فاقہ زدہ یہ سورت اس نیت سے پڑھتا ہے کہ مجھے مال ملے تاکہ میرا فاقہ ختم ہو جائے، اور مال مل جائے تو کیا وہ سورہ واقعہ کے پڑھنے کے اجر وثواب سے محروم ہو گیا نہیں محروم نہ ہوا اور نہ ہی مال ملنے کی نیت سے پڑھنے کی بنا اسکا عمل باطل ہوا، بلکہ دنیا کا مال بھی ملا، فاقے بھی ختم ہوئے اور آخرت کا اجر وثواب بھی ملے گا، ہم خرما ہم ثواب، جب سورہ واقعہ کو مال ملنے کی نیت سے پڑھنے کی بنا اسکا عمل باطل نہ ہوا، تو پورا قرآن کریم اگر مال کی نیت سے پڑھا جائے تو تالی کا یہ نیک عمل کیونکر باطل ہوگا۔ تعلیق، مترجم)

﴿اعتراض (1)﴾

اخر ماعهد رسول الله ﷺ الیٰ عثمان بن ابی العاص اتخذ المؤذن لایأخذ علیٰ اذانه اجرا. رواه الترمذی، وابو داود، والنسائی، وابن ماجة، واحمد، والحاکم فی المستدرک، والبخاری فی التاریخ قوله عهد ای اوصیٰ. خلاصة عینی الهداية.

حضور پرنور ﷺ نے عمر کے آخری حصے میں عثمان بن ابی العاص سے فرمایا (عثمان) ایسا مؤذن مقرر کر، جو آذان پر اجرت نہ لے۔

جنابِ والا، آذان نیک عمل ہے اگر نیک عمل پر اجرت لینا جائز ہوتا، تو اللہ کے نبی ﷺ حضرتِ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسے مؤذن رکھنے سے کیوں منع فرماتے جو آذان پر اجرت لے،

اعتراض (2)

قال رسول الله ﷺ ،اقرؤا القرآن ولا تأكلوا به .

رواه احمد،واسحق بن راهوية ،وابن ابی شیبة فی مصنفه،وعبدالرزاق فی مصنفه ومعبد بن حمید وابو العلی الموصلی والطبرانی والبزاز فی مسنده وابن عدی فی الکامل خلاصة الهداية جلد ۴ .(۲۵۳)

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم پڑھو مگر قرآن کیساتھ کھاؤ نہیں،

معلوم ہوا کہ نیک عمل پر کچھ لے لینا جائز نہیں ورنہ رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھنے پر کھانے سے منع نہ فرماتے (قرآن پر کھاؤ نہیں یعنی قرآن پڑھ کر)

تین جوابات

(1) فهذا تهديد علىٰ قوة العزيمة والاخلاص وحديث ابن عباس لبيان الرخصة .فتح الودود

پہلا جواب یہ ہے، کہ یہ منع قوۃ عزیمۃ اور اخلاص کیلئے ہے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ کی حدیث بیان رخصت کیلئے ہے،

دوسرا جواب

علامہ شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(2)عبادت تعليم حسبة الله تعالىٰ كرده بود،پس مكروه پنداشت كه ضائع شود اخلاص اووفوت شود عمل اوبعزيمة وآنچه بالا گذشته بيان رخصت بود.

اشعة اللمعات.

علامہ شیخ عبدالحق محدثِ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ تعلیم عباداتِ الٰہی ہے سوکیسے ہوسکتا ہے کہ عزیمت کی وجہ سے اسکا اخلاص ضائع ہوجائے اور اسکا عمل فوت ہوجائے،اور وہ جو پہلے گذرا وہ بیان رخصت ہے۔

تیسرا جواب

(3)عن عمربن سلمة انه ام قومه وكانت على بردة كنت اذاسجدت تقلصت عنى فقالت امرأة من الحى الا تغطون عنا است قارئكم فاشتروافقطعوا لى قميصا فما فرحت بشئ فرحى بذلك القميص .رواه البخارى،ومسلم ،والنسائى.

حضرتِ عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں (صغر سنی میں) قوم کا امام بنا، میں انکی امامت کرتا تھا (غربت کی بنا) میرے جسم پر (صرف) ایک چادر تھی جب میں سجدہ کرتا تو وہ چادر میرے جسم سے پھسل جاتی (جس کی وجہ سے کچھ اعضائے بدنیہ ظاہر ہوتے) سو اس قبیلے کی ایک خاتون نے (قوم سے) کہا کہ تم اپنے امام کے اعضاء کیوں نہیں ڈھانپتے، سو (قوم) نے میرے لئے قمیص کا کپڑا خرید کر اس سے میرے لئے قمیص سلوائی، مجھے اس قمیص سے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ اتنی خوشی مجھے کسی اورشئ سے حاصل نہ ہوئی تھی،

☆۔دیکھئے صحابہ کرام نے اپنے امام کو قمیص امامت کی وجہ سے دی حالانکہ امامت طاعات میں سے اعظم الطاعات ہے، صحابی قبول کرتا ہے اور خوشی کا اظہار کرتا ہے اگر طاعات پر کچھ لے لینا منع ہوتا تو یہ صحابہ اسے قمیص کیوں دیتے اور وہ صحابی اس پر خوشی کا اظہار کیوں کرتا

اعتراض

فھٰذا مجموع ما افتیٰ به المتأخرون من مشائخنا وهم البلخيون علیٰ خلاف فی بعضه مخالفين لماذهب اليه الامام وصاحباه. ردالمحتار. جلد۵. اجارہ (۳۴)

وہ مسائلِ مجموعی جن کے (جواز پر) ہمارے مشائخ میں سے علماءِ احناف بلخ نے جوفتویٰ دیا ہے (کہ یہ جائز ہیں) جبکہ امام اعظمؒ اور صاحبین (ابو یوسفؒ، محمدؒ) اسکے خلاف ہیں (یعنی ہمارے ائمہ ثلاثہ نے اسکے برعکس فتویٰ دیا)

میں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں

وجہ اول

پہلا جواب یہ ہے کہ شامی کا فرمانا (فھٰذا مجموع ما افتیٰ به المتأخرون) صحیح نہیں، کیونکہ (مجموعٌ) لفظِ مجموع، تعلیمِ قرآن، فقہ، امامت، اذان، تکبیر، وعظ، تبشیر، وانذار سب کو شامل ہے۔ یہ کہکر معترض (اعتراض کرنے والا) تلاوتِ مجردہ (صرف تلاوتِ قرآن) جو در حقیقت مفتیٰ بہ قول ہے (یعنی جسکے جواز پر فتویٰ دیا گیا ہے) سو معترض اپنے اس قول (مجموع) کیساتھ مفتیٰ بہ قول کو بھی خارج کر رہا ہے، میں کہتا ہوں کہ معترض کا مقصود ومطلوب سراسر غلط ہے کیونکہ تلاوتِ مجردہ قبروں کے پاس بقول مختار جائز ہے،

WWW.NAFSEISLAM.COM

آنے والے دلائل میں کثیر التعداد فقہاء کرام نے معترض کے قول کا (یجوز وھو المختار کہکر) رد کیا ہے،

وجہ دوم

دوسرا جواب یہ ہے، کہ مشائخ متاخرین احناف صرف بلخی تو نہیں، جبکہ معترض (المتاخرون من مشائخنا وھم البلخیون) کہکر یہ تأثر دینا چاہتا ہے کہ مشائخ متاخرین احناف صرف بلخی ہیں یہ غلط ہے یہ حصر صحیح نہیں، کیونکہ متاخرین علماءِ احناف میں کوئی بھی مخالف نہیں، دیکھئے قولِ ثانی، جو پہلے گذرا چکا ہے (سب نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ کہ طاعات پر اجرت دینا واجب ہے۔

احناف متاخرین مجتہدین کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں

(1) حضرتِ عصام بن یوسف (2) حضرتِ نصیر بن یحیٰی (3) حضرتِ ابی نصر بن سلام (4) حضرتِ فقیہ ابوالیث السمرقندی (5) حضرتِ صاحب محیط (6) حضرتِ امام الفضلی (7) حضرتِ صاحب خلاصۃ الفتاویٰ (8) حضرتِ شیخ ظہیر الدین المرغینانی (9) حضراتِ بلخ عموما (10) حضرتِ رکن الاسلام الکرمانی (11) حضرتِ شمس الائمہ السرخسی (12) حضرتِ صاحب الذخیرہ (13) حضرتِ امام قاضی خان رحمت اللہ علیہم اجمعین)

فتذکر وتدبر. سو، اے معترض اسے یاد کر اور اس میں غور و فکر کر۔

وجہ سوم

وجہ سوم یہ ہے، مخالفین کا طنزاً وطعناً یہ کہنا (لماذھب الیہ الامام وصاحباہ) غلط ہے، کیونکہ بعض مسائل میں متاخرین نے امام اعظمؒ کے طرفِ مخالف کو ترجیح دی ہے، درمختار اور شامی کے مقدمہ میں موجود و منقول ہے کہ امام اعظمؒ نے متاخرین مجتہدین کو اس بات کی اجازت دی ہے نیز اس قول (لماذھب الیہ الامام وصاحباہ) کے تسلیم کرنے سے مجتہدین اور اصحابِ تخریج کو دین کے کام سے روکنا ہے۔

وجہ چہارم

وجہ چہارم یہ ہے! متقدمین کے قول لَایَجُوْزُ الْاِسْتِیجَارُ سے یہ سمجھنا کہ اس سے مراد لَایَجِبُ الْاُجْرَۃُ ہے، غلط ہے، کیونکہ متقدمین کے اس قول کا صحیح مطلب اَخْذُالْاُجْرَۃُ ہے، اور متاخرین کا فتویٰ وجوب الاجرۃ پر ہے۔ سو، وُجُوْبُ الْاُجْرَۃُ، اَخْذُالْاُجْرَۃُ، کے جواز کو شامل ہو گیا،

اعتراض

صاحب شامی لکھتے ہیں

ظہر لک بہذا عدم صحة مافی الجوهرة من قوله واختلفوا فی الاستیجار علی قرأة القران مدة معلومة قال بعضهم لایجوز وقال بعضهم یجوز وهو المختار، فالصواب ان یقال علیٰ تعلیم القران فان الخلاف فیه کماعلمت لافی القرأة المجردة فانه لا ضرورة فیهافان کان مافی الجوهرة سبق قلم فلاکلام وان کان عمدا فهو مخالف لکلامهم قاطبة فلایقبل .شامی ،اجارة،جلد۵.(۳۵)

صاحب جوہرہ نے کہا ہے کہ اگر کسی نے ایک متعین کردہ مدۃ پر قرآن کریم کی تلاوت کرنے کیلئے کسی کو متعین کیا تو (تعین مدۃ کی وجہ سے تالی قرآن کو) تلاوت قرآن پر اجرت لینا جائز ہے یا نہ۔

(سو، صاحب الجوهرة النيرة نے کہا)

اس میں علماءِ احناف کی دو رائے ہیں،

ایک گروہ کہتا ہے اس صورت میں اجرت لینا جائز نہیں،(قال بعضهم لایجوز)

اور دوسرا گروہ کہتا ہے اس صورت میں اجرت لینا نا جائز ہے،(وقال بعضهم یجوز)

البتہ دونوں میں مختار مذہب کونسا ہے

(تو صاحب الجوهرة النيرة فرماتے ہیں) دونوں اقوال میں(وَقَالَ بَعْضُهُمْ یَجُوْزُ وهو المختارُ) مختار قول یہ ہے کہ اجرۃ لینا جائز ہے۔

(صاحب شامی فرماتے ہیں۔کہ صاحب الجوهرة النيرة کو یوں کہنا چاہئے تھا کہ آیا تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے یا نہ؟ اصل اختلاف اس میں ہے نہ کہ صرف قرآن کریم پڑھنے میں،(اس میں تو کوئی اختلاف نہیں(کیونکہ صاحب خانہ کے کہنے پر اسکے گھر یا دوسری جگہ قاری کا آکر قرآن پڑھنا **اپنا** وقت صرف کرنے پر اجرت لینا تو جائز ہے، اس میں تو کسی قسم کا اختلاف نہیں)

اصل اختلاف تو اس میں ہے کہ آیا مدۃ کے تعین سے قرآن کریم پڑھانے پر اجرت لینا جائز ہے یا نہ؟

صاحب شامیؒ فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں،

کہ جوهرة النيرة میں یہ کلمات (وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَجُوزُ وَهُوَالْمُخْتَارُ) مختار قول یہ ہے کہ اجرة لینا جائز ہے (اس کی دو شقیں ہیں)

(1) یا تو سبقتِ قلم ہے (لکھنے میں لغزش کا احتمال ہے جسے فقہاء سبقتِ قلم سے تعبیر کرتے ہیں)

(2) یا صاحب الجوهرة النيرة نے عمداً قصداً یوں لکھا ہے۔

شقِ اول کے مطابق اگر سبقتِ قلم ہے پھر تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں (کہ انسان سے خطا اور لغزش کا وقوع ممکن ہے)

شقِ دوم! کے مطابق اگر یہ بات صاحب الجوهرة النيرة نے عمداً قصداً کہی ہے سو، حالتِ قصد وعمد میں یہ بات علماء اعلام ومقتدیانِ انام کے قولِ قاطبہ (قولِ محکم) کے خلاف ہے، شامی، اجارۃ، جلد۵۔ (۳۵)

﴿میں بحمدہ تعالیٰ کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں،

کہ معترض کا صاحب جوهرة النيرة کے ان کلمات (وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَجُوزُ وَهُوَالْمُخْتَارُ) مختار قول یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت پر اجرة لینا جائز ہے) کو (سَبْقُ قَلَمٍ، سبقتِ قلم) سے تعبیر کرنا اور پھر اسے غلط قرار دینا ہی بڑی غلطی ہے۔

کیونکہ (جوهرة النيرة) میں قرآن کریم کی تلاوت پر اجرة لینے کے جواز پر (يَجُوزُ وَهُوَ الْمُخْتَارُ) کے الفاظ ہیں اور اس سے قبل قرآن کریم کی تلاوت پر اجرة لینے کے جواز پر جو دلائل گذرے ہیں ان میں یہ الفاظ (المفتیٰ بہ، یعنی وہ قول جس پر فقہاء کا فتویٰ ہے، یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت پر اجرة لینا جائز ہے) کے الفاظ موجود ہیں۔

(حتیٰ یجبر علی دفع الاجر الی المعلم. وعلیہ الفتوی

والفتوی فی زماننا علی وجوب الاجرة. الفتاویٰ الحامدیة)

﴿وجہ دوم﴾

وجہ دوم یہ ہے، مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرتِ علامہ شامیؒ متقدمینؒ کے قول کے

مرادی معنیٰ سے ناواقف ہے، کیونکہ فقہاء کے اس قول (لایجوز الاستیجار) کا معنیٰ (لایجب الاجر) ہے نہ کہ (یحرم) یا (یکرہ. کمامر من المبسوط، والخلاصۃ الفتاویٰ وعینی الھدایۃ، وعینی البخاری، وغیرھا، فتذکر)

(یعنی صاحبِ مبسوط ودیگر فقہاء کرام نے "لایجب الاستیجار" کا معنیٰ مرادی یوں کیا ہے کہ "لایجوز الاستیجار" کامطلب "لایجب الاجر" اجرت واجب نہیں، فقہاء نے اسکا مطلب یہ تو بیان نہیں کیا کہ "لایجوز الاستیجار." "کہ استیجار صحیح نہیں کا یہ معنی ہو" ای یحرم" کہ یہ اجرت حرام ہے، یہ کسی فقیہ نے نہیں کہا،

اور نہ ہی فقہاء نے "لایجوز الاستیجار" کا مطلب یہ بیان کیا کہ "

لایجوز الاستیجار. ای یکرہ" کہ استیجار صحیح نہیں کا یہ مطلب ہو کہ یہ اجرت مکروہ ہے)

معلوم ہوا کہ علامہ شامیؒ سے تسامح ہوا،

وجہ سوم

صاحبِ بحرالرائق لکھتے ہیں

(1) قال صاحب البحر والذی ظھر لی انه مبنی علیٰ قول ابی حنیفةؒ بکراھة القرأة عندالقبر والمختار قول محمدؒ من عدم کراھة القرأة عند القبر کمافی الخلاصة فیلزم التعین .بحر الرائق وقف.

صاحبِ بحرالرائق فرماتے ہیں، یہ قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قول پر مبنی ہے جس میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایاہے، کہ قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت مکروہ ہے، مگر امام محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت مکروہ نہیں اوریہی قول مختار ہے، جیسے کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ذکرکیا گیاہے، سو، (اجرت کا) تعین لازم ہے، ☆ ــ میں کہتاہوں کہ اب توبات بلکل واضح ہوگئی۔

وجہ چہارم

صاحب جوھرۃ النیرۃ نے اپنے قول میں مدۃ معلوم کی قیدلگائی ، فرمایا کہ اگرکسی نے ایک متعین کردہ مدۃ پرقرآن کریم کی تلاوت کرنے کیلئے کسی کومتعین کیا تو (تعینِ مدۃ کی وجہ سے تالی قرآن کو) تلاوت قرآن پراجرت لینا جائزہے،

جب کہ یہی بات قولِ ثالث میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے،اسے دوبارہ ملاحظہ فرمئیں
(قولِ ثالث کا خلاصہ:اس ضمن میں فقہاء کا تیسرا نظریہ،یہ ہے کہ طاعات پر اجارہ اگر قید مکانی یا قیدِ زمانی کیساتھ مقید ہو تو ایسا اجارہ ان قیود کیساتھ جائز ہے۔ اور اگر طاعات پر اجارہ قیدِ مکانی یا قیدِ زمانی کی قید سے مستثنٰی ہو(یعنی تعلیم پر عقدِ اجارہ میں زمان یا مکان کی قید نہ ہو) تو پھر وہ اجارہ ناجائز۔کیونکہ پھر اجارہ نفسِ طاعت پر ہوگا۔اور یہ ناجائز ہے) یعنی جوھرة النیرة اور قولِ ثالث میں مطابقت ہے،

﴿وجہ پنجم﴾

پانچویں وجہ یہ ہے،کہ مدة معلومہ کی قید صرف صاحبِ جوھرة النیرة کا قول نہیں،بلکہ یہ قول اکثر مجتہدین و معتبر علماء اعلام سے منقول ہے،

مثلا،صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ،(جو مجتہد ہیں)اور صاحبِ فتاویٰ قاضی خان (یہ بھی مجتہد ہیں)

☆۔اس پر مزید دلائل ملاحظہ فرمائیں،ان دلائل کو سوال وجواب کی صورت میں ذکر کروں گا

سوال؟۔۔۔کیا قران کریم کی تلاوت قبروں کے پاس جائز ہے یا نہ۔

جواب!۔۔صاحبِ فتاویٰ الولوالجی لکھتے ہیں۔

(1) وھل قراۃ القراٰن عند القبور مکروھۃ تکلموا فیہ قال ابو حنیفۃ یکرہ وقال محمدؒ لایکرہ ومشائخنا اخذوا بقول محمد رجل مات فاجلس وارثہ رجلا یقرء القراٰن علی قبرہ تکلموا فیہ منھم من کرہ ذٰلک والمختار انہ لیس بمکروہ، ویکون المأخوذ بہ فی ھٰذا الباب قول محمد ولھٰذا حکی عن الشیخ ابی بکر العیاض انہ اوصیٰ عند موتہ بذٰلک ولو کان مکروھا لما اوصیٰ بہ .ذکرہ الولوالجی شلبی جلد ا.جنازة.(۲۴۶)

صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں،

کیا قبروں کے پاس قرآنِ کریم کی تلاوت مکروہ ہے،صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ جواب دیتے ہیں،

اس مسئلہ میں فقہاء کے دو نظریئے ہیں،

(1) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،مکروہ ہے،

(2) جبکہ امام محمدؒ فرماتے ہیں،مکروہ نہیں،

البتہ علماء احناف نے امام محمدؒ کے قول کو ترجیح دی اور اسی پر عمل کیا،

(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں،دوسرا مسئلہ یہ ہے)
کہ اگر کوئی مسلمان وفات پاجائے،اور مرحوم کے ورثاء اسکی قبر کے پاس قرآن کریم پڑھنے کیلئے قاری کو بٹھائے (تو آیا یہ جائز ہے یا نہ؟)
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں) اس میں بھی فقہاء نے کلام فرمایا،
یعنی اس میں بھی دو نظریئے ہیں،
(1)ایک نظریہ کے مطابق قبر کے پاس قاری کو اس لئے بٹھانا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرے مکروہ ہے(منهم من كره ذلك)
(2) دوسرا نظریہ یہ ہے،کہ قبر کے پاس قاری کو اس لئے بٹھانا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرے مکروہ نہیں،
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں)
مختار قول یہی ہے(والمختار انه ليس بمكروه)
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں)اس باب میں(یعنی اس مسئلہ میں)
امام محمدؒ کا قول ہی نافذ العمل ہوگا۔(ويكون المأخوذ به في هذا الباب قول محمدؒ)
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں)اسی بنا پر شیخ ابوبکر العیاض رحمت اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ جب وہ قریب المرگ ہوئے تو آپنے وصیت فرمائی کہ جب میری روح قفسِ عنصری سے پرواز کر جائے تو(میری قبر کے پاس قاری بٹھانا تا کہ وہ میری قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرے)
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں) کہ اگر قبر کے پاس قاری کو بٹھا کر قرآن پڑھوانا ناجائز ہوتا،تو حضرتِ شیخ ابوبکر العیاض رحمت اللہ علیہ ایسی وصیت کیوں فرماتے،(اتنے عظیم فقیہ کا اس انداز سے وصیت کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قبر کے پاس قاری کو قرآنِ کریم پڑھنے کے لئے بٹھانا جائز ہے)

﴿صاحبِ فتاویٰ تتارخانیہ فرماتے ہیں﴾

☆..وفی التتارخانية رجل مات فاجلس وارثه رجلا علیٰ قبره يقرأ القرآن قال بعضهم يكره والمختار انه لايكره والاشبه انه ينتفع به الميت .

تتارخانية تكملة البحر .الجزء الثامن.

(صاحب تتارخانیہ فرماتے ہیں)
کہ اگرکوئی مسلمان وفات پاجائے،اورمرحوم کے ورثاء اسکی قبر کے پاس قرآن کریم پڑھنے کیلئے قاری کو بٹھائے (تو آیایہ جائز ہے یانہ؟)
(صاحب تتارخانیہ فرماتے ہیں)
اس میں فقہاء کے دو نظریئے ہیں،
بعض نے فرمایاہے، مکروہ ہے (قال بعضهم يكره)
اوربعض فقہاء نے فرمایاہے، مختارقول یہ ہے مکروہ نہیں،(والمختارانه لايكره)(صاحب فتاویٰ تتارخانیہ اپنانظریہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں)
میرے نزدیک (احوط قول یہ ہے) کہ اس سے صاحبِ مزارکوفائدہ ہوگا۔

﴿صاحبِ فتح القدیر لکھتے ہیں﴾

☆..واختلف فى اجلاس القارئين ليقرؤا عندالقبرو المختارعدم الكراهة .
فتح القديرو كبيرى .جنائز(۶۵۶)
(صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں)قبروں کے پاس قاریوں کواس لئے بٹھاناکہ وہ قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کریں،سو،اس مسئلہ میں فقہاء نے اختلاف فرمایاہے،مگر مختار قول یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں،(والمختارعدم الكراهة)

﴿صاحبِ جوهرة النيرة اورصاحبِ سراج الوہاج لکھتے ہیں﴾

☆..اختلفوافى الاستيجارعلى قبرلقرأة القران على القبرمدة معلومة قال بعضهم لايجوز وقال يجوزوهوالمختار. جوهرة. جلد۲(۲۶۹)والسراج الوهاج
صاحب جوهوة النيرة اورصاحب سراج الوہاج فرماتے ہیں،
مدۃ معلومہ کی صورت میں قبر کے پاس قاری کوبٹھاکرقرآن کریم کی تلاوت کروانے پر اجرت دینے (اوراجرت لینے میں)فقہاء نے اختلاف فرمایاہے،بعض فرماتے ہیں جائز نہیں جبکہ بعض فرماتے ہیں جائز ہے اوریہی قول مختار ہے،(وقال يجوزوهو المختار)

﴿صاحب درمختار لکھتے ہیں﴾

☆..ولایکرہ اجلاس القارئین عند القبر وھو المختار. درمختار. جنائز. جلد ا.
صاحب درمختار فرماتے ہیں، کہ قبر کے پاس قاریوں کوقرآن کریم کی تلاوت کیلئے بٹھانا مکروہ نہیں، اوریہی مختار ہے، (وھو المختار)

﴿صاحب شامی وصاحب مراقی الفلاح لکھتے ہیں﴾

☆.. ولایکرہ الجلوس للقراءۃ عند القبرفی المختار لتادیۃ القراءۃ علی الوجہ المطلوب بالسکینۃ والتدبر والاتعاظ. شامی جلد ا. جنائز (۸۴۷) نقلامن نورالایضاح ومراقی الفلاح. جنائز.
صاحب شامی وصاحب مراقی الفلاح فرماتے ہیں،
مختارقول کے مطابق قبر کے پاس قاری کاقرآن کی تلاوت کیلئے بیٹھنا مکروہ نہیں، تاکہ نہایت سکون واطمینان کیساتھ قرآن کریم کی تلاوت کی جاسکے۔

﴿صاحب عینی الھدایۃ لکھتے ہیں﴾

☆...ولاباس بقراءۃ القران عندالقبور ولکن لایجلس علی القبر.
صاحب عینی الھدایۃ فرماتے ہیں، قبروں کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں، ہاں قبروں کے اوپربیٹھنا منع ہے، عینی الھدایۃ جنائز. (۱۳۲)

﴿صاحب سادۃ المتقین شرح احیاء العلوم لکھتے ہیں﴾

☆..ان الاستیجار لقراءۃ القران علی رأس القبرمدۃ معلومۃ جائز کالاستیجار للاذان وتعلیم القران ان کانت القراءۃ علی القبر فیستحق الاجر وینتفع المیت بالقراءۃ ویخفف عنہ العذاب بذلک قال فی تکملۃ البحر الجزء الثامن وفی التتارخانیۃ رجل مات فاجلس وراثہ رجلا، علی قبرہ یقراء القران قال بعضھم یکرہ والمختار انہ لایکرہ والاشبہ انہ ینتفع بہ المیت. سادۃ المتقین شرح احیاء العلوم.

❁

صاحب سادۃ المتقین شرح احیاء العلوم تکملۃ البحر کی آٹھویں جزء سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں،
قبر کے سرہانے مدۃ معلومہ تک اگرقاری کوبٹھایاجائے تاکہ وہ قبر کے پاس قرآن کریم

کی تلاوت کرے، تو اسے اجرت دینا (اور قاری کا اجرت لینا) جائز ہے، یہ ایسا ہی جائز ہے جیسے کوئی شخص آذان، اور تعلیم قرآن پر اجرت لیتا ہے، (جیسے آذان و تعلیم قرآن کریم پر اجرت لینا جائز ویسے ہی قبر کے پاس قاری کو مدۃِ معلومہ کیلئے بٹھا کر قرآن کریم کی تلاوت کروا کر اسے اجرت دینا جائز)

صاحب سادۃ المتقین فتاویٰ تارخانیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

صاحب تارخانیہ فرماتے ہیں،

کہ اگر کوئی مسلمان وفات پا جائے، اور مرحوم کے ورثاء اسکی قبر کے پاس قرآن کریم پڑھنے کیلئے قاری کو بٹھائے (تو آیا یہ جائز ہے یا نہ؟)

(صاحب تارخانیہ فرماتے ہیں)

اس میں فقہاء کے دو نظریئے ہیں،

بعض نے فرمایا ہے، مکروہ ہے (قال بعضهم يكره)

اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے، مختار قول یہ ہے مکروہ نہیں، (والمختار انه لايكره)

(صاحب فتاویٰ تارخانیہ اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

میرے نزدیک (احوط قول یہ ہے) کہ اس سے صاحب مزار کو فائدہ ہوگا۔

﴿صاحب فتاویٰ قاضی خان لکھتے ہیں﴾

☆..ان قراءة القرآن عند القبور ان نوىٰ ان يوانسهم بصوته يقراء وان لم يقصد ذٰلک فالله سبحانه وتعالىٰ يسمع القرآن حيث كان. قاضی خان جنائز. جلد ۱

صاحب فتاویٰ قاضی خان فرماتے ہیں،

کہ اگر قبروں کے پاس قرآن کریم اس نیت سے پڑھا جائے کہ اہل قبور قاری کی آواز سنکر موانست حاصل کریں تو (اچھی بات ہے پھر تو قبروں کے پاس) قرآن پڑھے (کوئی حرج نہیں) اور اگر یہ مقصود نہ ہو تو پھر قاری جہاں سے بھی پڑھ (کر ایصالِ ثواب کرے) تو اللہ جل جلالہ اسکی تلاوت کو ہر جگہ سے سنتا ہے، (اور تلاوت کا ثواب مرحوم کو پہنچاتا ہے)

☆ ---کلامِ مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر موانست کے حصول کی نیت نہ بھی ہو، تب بھی قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب مرحومین کو مل جاتا ہے۔

﴿صاحب طحطاوی لکھتے ہیں﴾

☆..والمختار جواز الاستیجار علیٰ قراءة القران علی القبور مدة معلومة کمافی الطحطاوی حاشیة الدرالمختار فی باب الاجارة الفاسدة .ثم خزینة الاسرار.(۶۲)

صاحب طحطاوی فرماتے ہیں،

کہ مدۃِ معلومہ کی قید کیساتھ قبروں کے پاس تلاوت کرنے والے کواجرت دینا(اورتالی قرآن کااجرت لینا) مختارقول کے مطابق جائز ہے،

﴿اعتراض﴾

☆..ان القربة متیٰ حصلت وقعت عن العامل ولهذا تتعین اهلیته ونیته فلایجوز له اخذ الاجرة من غیره کمافی الصوم والصلوٰة .

اعتراض یہ ہے، کہ جنابِ والا،

جب عامل(عامل سے مرادنیکی کرنے والاشخص) کوئی بھی نیکی کرتاہے،سویہ اسی کاعمل شمار ہوگا(اسی کی عبادت شمارہوگی اس لئے کہ یہ عبادت اسی سے واقع ہوئی) کیونکہ اسکی نیت واہلیت متعین ہے،سواس عامل کیلئے دوسروں سے اس عبادت پراجرحاصل کرناجائزنہیں جیسے روزہ،اور،نماز،وغیرہ ہے۔هدایة وعینی جلد۴.(۴۵۴)ورد المحتار.اجاره(۳۴)

﴿جواب﴾

اس اعتراض کے بحمدہ تعالیٰ میں دوجوابات دیتاہوں،(1) پہلاجواب یہ ہے،

اے معترض تیرااعتراض یہ ہے کہ عبادت کرنے والاجوبھی عبادت کرتاہے،وہ اسی کیساتھ مختص ہوگی،اس عبادت کاوقوع اس ہی سے ہوگا،یعنی اپنی عبادت سے دوسرے کونفع نہیں پہنچاسکتا،جب ہی تووہ اپنے اس عمل پراجرت حاصل نہیں کرسکتا،

تیرایہ اعتراض غلط ہے،اس لیئے کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک عامل کیلئے جائزہے کہ وہ اپنے نیک عمل کاثواب دوسرے مسلمان کوبخشے،خواہ وہ نیک عمل نفلی نماز ہو،یانفلی روزے ہوں حج ہویاصدقہ،یاتلاوتِ قرآنِ کریم،یاذکرالٰہی جل جلالہ،یوں ہی انبیاء کرام علیہم السلام کے مزاراتِ مقدسہ کی زیارت کاثواب،یااولیاء کرام رحمت اللہ علیہم اجمعین کے مزارات کی زیارتیں،ان تمام حسنات وعبادات کاثواب مرحومین کو بخشاجاسکتاہے،

ہدایہ،غایۃ السروجی،فتح القدیر،ردالمحتار،شرح الصدور،اورعالمگیری جلد۱۔166

(2)دوسرا جواب یہ ہے کہ صاحب بحرالرائق نے اس اعتراض کا جواب اس انداز سے دیا ہے،قال فی البحر وینتقض ھذا بماذکروافی الحج عن الغیر ان الحج یقع عن الآمر.
صاحب بحر کہتے ہیں اے معترض فقہاء کے اقوال(ان الحج یقع عن الآمر) کے ساتھ تیرے اس اعتراض کی دھجیاں بکھر گئیں،فقہاء کرام علیہم الرضوان نے لکھا کہ (اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے کہے کہ میری جانب سے حج کرلو،اور دوسرا مسلمان حج کا حکم دینے والے مسلمان کی جانب سے حج کرلے توفقہاء نے لکھا ان الحج یقع عن الآمر) یہ حج حکم دینے والے کی جانب سے واقع ہوگا،

☆۔۔دیکھا آپ نے کہ عمل کوئی کررہاہے اوروہ عبادت کسی کی جانب سے واقع ہورہی ہے جب کہ یہ حج بدل ہے عامل کوئی نفلی حج بھی نہیں کررہابلکہ فرض حج ہے،پھربھی یہ حج جسے حج بدل کہتے ہیں امر(حج بدل کاحکم دینے والا) کی جانب سے ہی شمار ہوگا،کیونکہ اس حج سے امر کاذمہ فارغ ہوگا ،نہ کہ عامل کا،

مزیدبراں،تونے اپنے اعتراض کیلئے جس عبارت کودلیل بنایااس عبارت میں یہ جملہ (فلایجوز لہ اخذ الاجرۃ من غیرہ)سوعامل کیلئے جائزنہیں کہ وہ ان حسنات پرکسی سے اجرت لے،اس جملے کے بحمدہ تعالیٰ میں نے اتنے دلائل دیئے ہیں کہ اب اس جملے کی کوئی حیثیت نہ رہی.

﴿سوال﴾

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ تبیین المحارم میں عبارات صحیحہ کیساتھ اس مسئلہ کہ تردید میں بہت کچھ کہاگیاہے۔انہوں نے جن عبارات سے استدلال کیاہے وہ صریح ہیں،
جیسے کہ حضرت تاج الشریعۃ نے شرح الھدایۃ میں فرمایاہے،

☆.ان القرآن بالاجرۃ لایستحق الثواب لاللمیت ولاللقاری وقال العینی فی شرح الھدایۃ ویمنع القاری للدنیاو الآخذ والمعطی اثمان.شامی جلد۵ .اجارہ .(۳۵)

❁

اگراجرت پرقرآن کریم پڑھا جائے،سواس صورت میں ثواب کامستحق نہ توقاری ہوا، نہ ہی مرحوم کوبخشنے کاثواب ملے گا۔اورعینی شرح ہدایہ میں فرمایاہے کہ (قاری اگردنیاکے

حصول کے لئے قرآن پڑھتا ہے تو) اسے روکا جائے، نیز قرآن کریم کی تلاوت کر کے اجرت دینے والا، اور اجرت لینے والا دونوں گنہگار ہیں،

جواب اول

اس سوال کے دو جواب ہیں،

پہلا جواب یہ ہے، .... کہ اجارۂ مصرح جائز ہے، .... دیکھئے، نہایہ، ثم. بحرالرائق،

جواب دوم

☆..وفی الروضۃ وفی زماننا یجوز للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرۃ ومثلہ فی العنایۃ والکفایۃ والامام الخیر الاخری.

کتاب الروضۃ میں ہے، کہ ہمارے زمانے میں امام اور مؤذن اور معلم کے لئے اجرۃ اپنے عمل (یعنی معلمِ قرآن کو قرآن کریم پڑھانے کا، اور مؤذن کو آذان دینے کی اجرت لینی چاہئے) اسی طرح کتاب العنایہ، کتاب. الکفایہ، اور یہی قول حضرتِ علامہ امام الخیری اخریٰ کا بھی ہے،

سوال

☆۔سوال؟ قنیہ (نامِ کتاب) میں ہے، کہ اگر کسی شخص نے اس شرط پر کوئی شئی وقف کی، کہ اسکے عوض میں میری قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کیجائے، سو، یہ تعین باطل ہے۔ اور کتاب الوصایا میں علماء نے تصریح فرمائی ہے، کہ اگر ایک مسلمان نے دوسرے کیلئے وصیت کی کہ جو بھی میری قبر کے پاس قرآن پڑھے گا تو اسکے عوض اسے مال دیا جائے، تو یہ وصیت باطل ہے۔

میں بحمدہ تعالیٰ کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں

وجہ اول

صاحب بحر لکھتے ہیں

☆..قال فی البحرفی الوقف ان ھذاالبطلان مبنی علی (ظاھر) غیر المفتیٰ بہ و المفتیٰ بہ، جواز اخذ الاجرۃ وتعین السکان. بحر. وقف.

☆۔۔۔۔اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے صاحب بحر (باب الوقف میں) لکھتے ہیں کہ تم نے جس بطلان کا ذکر کیا ہے

سو یہ بطلان غیر مفتیٰ بہ قول پر مبنی ہے (ان ھذاالبطلان مبنی علی (ظاھر) غیر المفتیٰ بہ)

اور جو مفتیٰ بہ قول ہے اسکے مطابق تعینِ مکان اور اجرت لینا جائز ہے۔(المفتیٰ بہ، جواز اخذ الاجرۃ وتعین المکان)

وجہ دوم

☆۔۔قال صاحب البحر فی الوقف والذی ظھرلی انہ مبنی علیٰ قول ابی حنیفۃؒ بکراھۃ القراءۃ عند القبر والمختار قول محمدؒ من عدم کراھۃ القراءۃ عند القبر کمافی الخلاصۃ.بحروقف.

صاحب خلاصۃ الفتاویٰ اپنی رائے پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے صاحب خلاصۃ الفتاویٰ (باب الوقف میں) لکھتے ہیں، میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ (بطلانِ وصیت) اُس قول پر مبنی ہے.جس قول میں امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت مکروہ ہے،(انہ مبنی علیٰ قول ابی حنیفۃؒ بکراھۃ القراءۃ عند القبر)

جبکہ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا) مکروہ نہیں، یہی مختار قول ہے (والمختار قول محمدؒ من عدم کراھۃ القراءۃ عند القبر)

وجہ سوم

صاحبِ حموی الاشباہ لکھتے ہیں

☆۔۔قال الحموی وفی مجمع الفتاویٰ الوصیۃ بالقراءۃ علی القبر باطلۃ ولکن ھذا لم یعین القاری واما اذاعینہ فینبغی ان یجوز علی وجہ الصلۃ .حموی الاشباہ.

اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے صاحب حموی الاشباہ مجمع الفتاویٰ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی وصیت کرنا اس صورت میں باطل ہے، جب قرآن پڑھنے والا کا تعین نہ ہو (یعنی جب قاری متعین نہ ہو)

اور اگر قاری متعین ہو پھر بحیثیت اجرت قاری کو دینا جائز ہے۔

﴿وجہ چہارم﴾

صاحب حموی الاشباہ اپنی رائے کااظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں

☆.. ویفهم من قول مجمع الفتاویٰ ان الوصیة بالقراء ة انمابطلت لعدم جواز الاجارة علی القراء ة وینبغی ان یکون صحیحة علی المفتیٰ به من جواز الاجارة علی الطاعة کماهومذهب عامة العلماء المتأخرین. حموی الاشباه.

✿

اس اعتراض کاجواب دیتے ہوئے صاحب حموی الاشباہ اپنی رائے کااظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ مجمع الفتاویٰ کے قول سے تویہ ظاہرہورہاہے کہ وصیت کرنا(کہ میری قبر کے پاس قرآن کریم ی تلاوت کی جائے) سویہ وصیت باطل ہے، کیونکہ قرآن کریم کی تلاوت پراجارہ جائزہی نہیں۔

جبکہ(میں کہتاہوں) کہ متاخرین علماءِ احناف کے مذہب ومفتیٰ بہ قول کے مطابق طاعات پراجارہ (یعنی اجرت لینا) صحیح وجائزہے۔

﴿سوال﴾

جنابِ والا!قبرکے پاس قرآن کریم پڑھکراسکی اجرت لینابدعت ہے کیونکہ قرات قرآن عندالقبر پر نہ توائمہ اربعہؒ(امام اعظمؒ،امام مالکؒ،امام شافعیؒ،امام احمد بن حنبلؒ) سے کوئی قول منقول ہے اورنہ ہی ان اکابرکی اجازت،سومرنے والے کا وصیت کرنا(کہ میرے مرنے کے بعد میری قبرکے پاس قاری کوبٹھاکرتلاوت کروائی جائے) یہ وصیت محض باطل ہے جب یہ وصیت ہی باطل توقاری کواجرت دینے،نہ دینے کا سوال ہی پیدانہیں ہوتا؟

﴿میں کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

میں(مفتی شائستہ گلؒ) کہتاہوں،

کہ یہ (اجرت درحقیقت صدقہ ہے)اورصدقات کے متعلق مطلق نصوصِ قرآن و احادیث صحیحہ، اثباتِ صدقات للاموات،اوران صدقات کا نافع للاموات ہونے کیلئے کافی وشافی، موجودہیں،سونصوصِ قرآنِ کریم واحادیث صحیحہ کے ہوتے ہوئے ہمیں ان مسائل میں صحابہ کرام یاائمہ اربعہ رضوان اللہ علیھم اجمعین ،کی اجازت کی ضرورت نہیں، ضرورت تب ہوتی جب اس مسئلے کاحل نصوصِ قرآن کریم واحادیث صحیحہ میں نہ ہوتا

﴿وجہ دوم﴾

☆..ثم القراءة عند القبور مکروه عند ابی حنیفة ومالک واحمد فی روایة لانه محدث وقال محمد بن الحسن واحمد فی روایة لایکره لماروی عن ابن عمرانه اوصیٰ ان یقراء علیٰ قبره وقت الدفن بفواتح سورة البقرة وخواتمها.شرح القاری للفقه الاکبر.(۱۵۸)صاحب شرح فقہ اکبر لکھتے ہیں

رہا قبروں کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا،سوایک روایت کے مطابق یہ امام اعظم نعمان بن ثابتؒ،امام مالکؒ،امام احمدؒ کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ یہ دین میں ایک نیا کام ہے،

جبکہ امام محمدؒ بن حسن،اورامام احمدؒ،

نے ایک روایت میں کہاہے،کہ قبروں کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنامکروہ نہیں،

(اپنے اس قول پردلیل دیتے ہوئے امام محمدؒ بن حسن،اورامام احمدؒ)فرماتے ہیں،کہ حضرتِ عبداللہ بن عمرضی اللہ تعالیٰ عنھمانے وصیت فرمائی،کہ میرے دفن کے وقت سورہ بقرہ کاپہلا (رکوع)اورآخری(رکوع) پڑھی جائے،

﴿سوال﴾ کل طاعة یختص بهاالمسلم ای ملة الاسلام لایجوز الاستیجار علیها.

سوال؟جناب!جوطاعات مسلمانوں سے مختص ہیں،ان طاعات پراجارہ(اجرت)لیناجائزنہیں شامی جلد۵.(۳۴)

﴿میں کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

میں پہلے بھی اس سوال کاجواب دے چکاہوں!کہ حضرتِ علامہ شامیؒ متقدمینؒ کے قول کے مرادی معنیٰ سے ناواقف ہے،کیونکہ فقہاء کے اس قول (لایجوزالاستیجار)کامعنیٰ (لایجب الاجر) ہے نہ کہ (یحرم)یا(یکره،کمامرمن المبسوط،والخلاصة الفتاوی وعیبی الهدایة، وعینی البخاری،وغیرها،فتذکر)

(یعنی صاحب مبسوط ودیگر فقہاء کرام نے "لایجب الاستیجار" کامعنیٰ مرادی یوں کیا ہے کہ 'لایجوزالاستیجار'کامطلب ہے" لایجب الاجر "اجرت واجب نہیں،

فقہاء نے اسکامطلب یہ توبیان نہیں کیاکہ "لایجوزالاستیجار.ای یحرم" کہ استیجارصحیح نہیں کایہ معنی ہوکہ یہ اجرت حرام ہے،یہ کسی فقیہ نے نہیں کہا،

اور نہ ہی فقہاء نے "لایجوز الاستیجار" کا مطلب یہ بیان کیا کہ "لایجوز الاستیجار. ای یکرہ" کہ استیجار صحیح نہیں کا یہ مطلب ہو کہ یہ اجرت مکروہ ہے) معلوم ہوا کہ علامہ شامیؒ سے تسامح ہوا،

مزید معلومات درکار ہوں تو قولِ اول کی طرف رجوع فرمائیں وہاں میں نے کتب کثیرہ (تقریباً چودہ کتابوں) سے ثابت کیا ہے کہ اجارہ کا انعقاد اور چیز ہے (اسکے الگ احکامات ہیں اور) قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب مرحومین کو ملنا اور شی ہے (اسکے احکامات اور ہیں) اور صدقہ کے احکامات اور ہیں،

نتیجہ کلام یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت "پر اجارہ" منعقد نہیں ہوتا رہا ثواب تو وہ یقیناً مرحوم و تالی کو مل جاتا ہے۔ رہا صدقہ، سو وہ تو ہر حال میں درست ہے (اسمیں تو کلام نہیں)

﴿وجہ دوم﴾

دوسرا جواب یہ ہے!

کہ قرآنِ کریم واحادیثِ مبارکہ کی کتابت دینِ اسلام میں یقیناً عبادتِ مختصہ ہے، (خاص عبادت ہے) پھر بھی قرآنِ کریم واحادیثِ مبارکہ کی کتابت پر اجرت لینا بالاتفاق جائز ہے، جب یہ عبادتِ مختصہ ہے اور اس پر اجرت لینا جائز ہے تو تعلیمِ قرآن کریم اور تلاوتِ قرآن پر اجرت کیونکر نا جائز ہو۔

﴿وجہ سوم﴾

تیسرا جواب یہ ہے!

کہ سورہ فاتحہ پڑھنا ملتِ اسلام کا عبادتِ خاصہ ہے باوجود اسکے سورہ فاتحہ پڑھکر دم کرنا اس پر اجرت لینا باجماعِ امت جائز ہے، جس پر احادیث سے حوالے گذر چکے ہیں۔

﴿وجہ چہارم﴾

☆۔۔صاحب تفسیر عزیزی (بعد مابین منعہ) کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ

چوں علماء دیگر غور کردند ہیچ وجہ دراں نیافتند، واجماع بر جواز آں محقق گشت، وازیں آیت حرمت او ثابت نمی شود. زیرا کہ اگر مراد (لیشتروابہ ثمنا قلیلا) گرفتن اجرت کتابت یاقیمتِ کاغذ، وسیاھی می شود، لفظ (ثُمَّ يَقُولُوْنَ هٰذَا

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ)محض ضائع ولغو می افتد، ولهذا ابن عباس ومحمد بن حنیفة بِاِبَاحَتْ فتویٰ دادند. تفسیر یزیزی.

صاحب تفسیر عزیزی (بعد مابین منعه) کے ذیل میں لکھتے ہیں،

(کہ جب طاعات پرمنع کے دلائل کودیکھا گیاسوان دلائل میں کوئی وزن نہ پایا اس لئے کہ جب)دیگرعلماء نے ان دلائل پرغوروخوض کیاجومنع کیلئے قائم کی گئیں تھیں توان علماء نے ان دلائل میں ایسی کوئی وجہ نہ پائی کہ جواجرت لینے کے منع کا سبب بن سکے،جبکہ اجرت کے جواز پراجماع ثابت وقائم ہے،

نیزاس آیت(لیشتروابه ثمناقلیلا) سے اجرت کی حرمت ثابت نہیں،

کیونکہ اگراس آیت(لیشتروابه ثمناقلیلا) سے اجرتِ کتابت،یاقیمتِ کاغذ،یاقیمتِ سیاہی، مرادلیں،توپھراللہ جل جلالہ کے اس قول(ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ) کاکیامقصدہوگا۔ اس لئے حضرتِ عبداللہ ابن عباس،اورحضرتِ محمدابن حنفیہ رضی اللہ عنہمانے اجرت لینا مباح قراردیاہے،

﴿اعتراض﴾

اس اعتراض کی تین شقیں ہیں

☆۔اعتراض ۔(شق،۱)جناب المعروف کالمشرط ہے(یعنی جوبات عرف میں پائی جائے توایساہے جیسے اس نے شرط لگادی،توقبرپریادیگرمواقع پرقران خوانی کے بعد کچھ لے لیناایسا ہی ہے جیسے اس نے پہلے سے یہ طے کرلیاہو،سواس صورت میں بھی کچھ قبول کرلینا جائزنہیں،کیونکہ قاعدہ ہے اَلْمعروف کالمشروط۔)

(شق،۲) قول البعض هذا یشبه الاجرة.

بعض فقہاء نے فرمایاہے کہ قران خوانی کے بعدکچھ قبول کرلینا اجرة کے مشابہ ہے۔

(شق،۳) هذا بمنزلة الاجرة.

بعض فقہاء نے فرمایاہے یہ اجرة کے قائم مقام ہے۔

طاعات پرکچھ قبول کرنایاتومثلِ شرط کے ہے،یامشابہ شرط کے ہے،یابمنزلِ شرط کے ہے، لہذاتمام صورتوں میں طاعات پراجرت لینا منع ہے۔

﴿میں بحمدہ تعالیٰ کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

صاحب عینی لکھتے ہیں

☆..لان المتقدمین منعوا ذلک لرغبة الناس فی مجازات الاحسان بالاحسان بلاشرط وقد زال .عینی ،کفایة، عنایة ،و کافی، والبحر، کمامرفی القول الثانی.

(دیکھئے)فقہاء لکھتے ہیں کہ متقدمین فقہاء نے (اجرت کالینا)اس لئے منع کیاتھا کہ انکے زمانے میں لوگ احسان کابدلہ احسان کیساتھ چکانے میں رغبت رکھتے تھے،جبکہ وہ رغبت (ہمارے دورمیں)زائل ہوچکاہے(سوہمارے زمانے میں طاعات پر اجرت لینا جائز ہے) تفصیلی جواب قولِ ثانی کے بیان میں گذرچکاہے۔

فارجع الیٰ قول الثانی، سواگرتفصیلی جواب دیکھناہوتوقولِ ثانی کامطالعہ فرمائیں،

﴿صاحب روح البیان وخزینۃ الاسرار لکھتے ہیں﴾

☆..وفی زماننا تغیرالجواب فی بعض المسائل لتغیر الزمان وخوف اندراس العلم والدین لفتورالرغبات (الیٰ قولہ) فافتیٰ فی الجواز فیھماخشیة الوقوع فی ماھواشد منھاواضح . کذافی روح البیان،خزینة الاسرار.(٦٦)

صاحب روح البیان وصاحب خزینۃ الاسرارفرماتے ہیں،

(کہ متقدمین کے زمانے میں لوگ نیکیوں کے کاموں میں بلااجرت رغبت رکھتے تھے، سوانکااجرت لینے کومنع کہنااس زمانے کے لحاظ سے صحیح تھاسائلین کوممانعت کاجواب دینا انکے زمانے کے لحاظ سے بالکل درست تھا،جبکہ)ہمارے زمانے میں(لوگوں کی طبیعتوں میں تغیرو تبدل کی وجہ سے)بعض مسائل کاجواب بھی متغیرہوگا،

(بلکہ ہمارے زمانے میں)لوگوں کی دین کی طرف رغبت میں کمی اورسستی وکاہلی اس حد تک پہنچی کہ اس بات کاخوف پیداہواکہ بے رغبتی اورسستی وکاہلی کی بناکہیں دین واسلام منہدم نہ ہوجائے،

سوعلماء(احناف)نے بوجہ خوف کے(کہ کہیں دین واسلام منہدم نہ ہوجائے)مذکورہ مسائل (طاعات پراجرت لینے)کے بارے میں جوازکافتویٰ دیا،

اس لئے کہ دین کا بتمامہ منہدم ہونے سے(بہترہے کہ جوازکافتویٰ دیاجائے اوردین کو

منہدم ہونے سے بچایا جائے) کیونکہ دین کا منہدم ہونا (نعوذ باللہ) اجرت کے لینے سے زیادہ پریشان کن، اور تباہی کا باعث ہے۔

﴿وجہ دوم﴾

﴿ابوالليث السمرقندیؒ وصاحب خزینۃ الاسرار لکھتے ہیں﴾

☆..الثابت ان يعلم بغير شرط فان اهدى اليه قبله يجوز اجماعا لان النبی ﷺ كان معلما لخلق يقبل الهداية .بستان الفقيه ابی الليث ثم خزينة الاسرار .(٦٦)

ابوالليث السمرقندیؒ وصاحب خزینۃ الاسرار فرماتے ہیں۔

یہ بات (تو) ثابت ہے کہ معلم بغیر اجرت کے پڑھائے (اگر تلامذہ کے والدین عزیز و اقارب معلم کو) ھدیۃً کچھ پیش کریں تو معلم کو قبول کر لینا چاہیے، تمام علماء نے اسے جائز قرار دیا ہے،

(تعلیم قرآن پر ہدیات کی قبولیت کے جواز پر ابوالليث السمرقندیؒ وصاحب خزینۃ الاسرار معلم انسانیت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو دلیل بناتے ہوئے لکھتے ہیں) (لان النبی ﷺ كان معلما لخلق يقبل الهداية) کہ حضور پرنور ﷺ تمام مخلوقات کے معلم ہیں (اللہ کی عطاء سے انہیں قرآن کریم کی تعلیم دی دیگر علوم کی تعلیمات سے مخلوقات خداوندی کے سینوں کو منور کیا بلکہ وہ کونسا علم ہے اور کس چیز کا علم ہے جو حضور پرنور ﷺ نے اللہ کی مخلوق کو نہ سکھائی ہو، یا نہ بتلائی ہو، پھر بھی) حضور پرنور ﷺ ہدیات قبول فرماتے تھے

سوال کے شق نمبر (1) کا جواب

﴿علامہ تفتازانی لکھتے ہیں﴾

ان لفظ قالوا المعروف كالمشروط مشعر بضعف هذه القاعدة .قال التفتازانی ان لفظ قالوا اشارة الىٰ ضعف ماقالوا. علامہ تفتازانی فرماتے ہیں،

کہ (قالوا المعروف كالمشروط) میں لفظ (قالوا) ہی اس قاعدہ (المعروف كالمشروط) کے ضعف کی دلیل ہے، علامہ تفتازانیؒ فرماتے ہیں کہ لفظ (قالوا) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو کچھ انہوں نے کہا وہ ضعیف ہے۔

﴿صاحب فتاویٰ حامدیہ لکھتے ہیں﴾

قال فی الحامدیة لفظ قالوا یستعمل فی مافیه اختلاف المشائخ.

کہ لفظ (قالوا) اس مسئلہ کیلئے استعمال ہوتا ہے جس مسئلہ میں مشائخ کا اختلاف ہو۔

﴿صاحب فتح القدیر لکھتے ہیں﴾

قال فی فتح القدیر قول الهدایة علیٰ ماقالوا اعادة فی مثله افادة الضعف مع الخلاف

صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں کہ صاحب ہدایہ کا یہ فرمانا (علیٰ ماقالوا) اپنے مثل کی جانب اعادہ ہے اور یہ (علیٰ ماقالوا) مسئلہ میں اختلاف وضعف کی جانب مشعر ہے۔

﴿صاحب حموی لکھتے ہیں﴾

☆..قال الحموی صرح المصنف فی فوائد الزینة بانه لایجوز الفتویٰ بما یقتضیه الضوابط لانها لیس کلیة بل اغلبیة خصوصا وهی لم تثبت عن الامام بل استخرجها المشائخ من کلامه. حموی.

صاحب حموی فرماتے ہیں مصنف نے فوائد الزینہ (نامی کتاب) میں تصریح فرمائی ہے کہ فتویٰ (علمِ نحو، علمِ صرف، علم اصول، علمِ فقہ) کے قواعد وضوابط پر نہیں دیا جاتا، کیونکہ قواعد کا تعلق کلیات سے نہیں بلکہ اغلبیات سے ہوتا ہے پھر یہ مسئلہ (کہ طاعات پر اجارہ ناجائز ہے) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اپنا قول بھی نہیں بلکہ یہ تو مشائخ نے ان کے کلام سے استخراج کر کے کہا ہے،

﴿صاحب حموی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں﴾

☆..وفی موضع اخر من الحموی لایحل الافتاء من القواعد والضوابط وانما علی المفتیٰ حکایة لنقل الصریح کماصرحوا.

صاحب حموی دوسرے مقام پر فرماتے ہیں، کہ صرف قواعد وضوابط پر فتویٰ دینا جائز نہیں، بلکہ مفتی پر لازم ہے کہ وہ نقلِ صریح کیساتھ فتویٰ دے، جیسے کہ علماء نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔

☆۔معلوم ہوا کہ (المعروف کالمشروط) کو (اس مسئلے میں) اپنی دلیل بنانا صحیح نہیں، مزید برآں کہ قاعدہ مذکورہ (المعروف کالمشروط) اس قسم کے عبادات میں جاری نہ ہوگا، دیکھئے

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان (الآیۃ)سورہ رحمن

احسان کابدلہ احسان ہے،

قران کریم کی اس آیت سے ظاہرہوا کہ (ہم جس مسئلہ میں گفتگوکررہے ہیں وہ درست ہے اس لئے) کہ قاری کاپڑھنا احسان (نیکی) ہے اورمرحوم کی جانب سے یااپنی جانب سے کچھ دے دیناصدقہ ہے یہ بھی احسان (نیکی) ہے،یہ احسان کابدلہ ہے احسان کے ساتھ، اس میں حرمت وممانعت کہاں سے آگئی۔

﴿ احسان کرنا مأموربہ ہے ﴾

اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشادفرماتا ہے۔

اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْکَ. (الآیۃ)سورہ ،القصص،

احسان کر(لوگوں کیساتھ)جس طرح تیرے ساتھ اللہ نے احسان کیا ہے۔

جب احسان کرنامأموربہ ہے توماننا پڑھے گا کہ قاری کا پڑھنا احسان (نیکی) ہے اورمرحوم کی جانب سے یااپنی جانب سے کچھ دے دیناصدقہ ہے یہ بھی احسان (نیکی) ہے،یہ احسان کابدلہ احسان کے ساتھ،اس میں حرمت وممانعت کہاں سے آگئی۔

﴿ احسان کرنا مأموربہ ہے ﴾

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَان (الآیۃ)سورہ النحل.

اللہ تمہیں عدل واحسان کرنے کاحکم دیتا ہے۔

جب احسان کرنامأموربہ ہے توماننا پڑھے گا کہ قاری کا پڑھنا احسان (نیکی) ہے اورمرحوم کی جانب سے یااپنی جانب سے کچھ دے دیناصدقہ ہے یہ بھی احسان (نیکی) ہے،یہ احسان کابدلہ احسان کے ساتھ،اس میں حرمت وممانعت کہاں سے آگئی۔

﴿ احسان،رحمتِ منان کاسبب ہے ﴾

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے

اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ(الآیۃ)سورہ اعراف،

اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔

قاری کا پڑھنا قربتِ الٰہی ہے اور مرحوم کی جانب سے یا اپنی جانب سے کچھ دے دینا صدقہ ہے یہ بھی قربتِ الٰہی ہے، اس میں حرمت وممانعت کہاں سے آ گئی۔

﴿ احسان سبب رحمت ہے ﴾

قال النبی ﷺ رحم الله تعالیٰ رجلاً سمحاً اذا اشتریٰ و اذا اقتضیٰ .

حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں اللہ رحم کرتا ہے اس سخی (احسان) کرنے والے پر جو خرید وفروخت کے وقت اور جب دوسرے پر قرضہ ہو تو اپنا قرضہ مانگنے کے وقت سخاوت واحسان کرنے والا ہو۔ رواہ البخاری و ابن ماجة.

حدیث مبارک سے ظاہر ہوا کہ احسان کرنے والے پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے۔

تو قاری کا پڑھنا احسان (نیکی) ہے اور مرحوم کی جانب سے یا اپنی جانب سے کچھ دے دینا صدقہ ہے یہ بھی احسان (نیکی) ہے، یہ احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ، اس میں حرمت وممانعت کہاں سے آ گئی۔ بلکہ یہ تو دونوں کیلئے باعث رحمتِ الٰہی ہے۔

﴿ احسان بخشش کا ذریعہ ہے ﴾

حضورِ پرنور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔

☆.. قال النبی ﷺ غفر الله تعالیٰ لرجل کان قبلکم کان سهلاً اذا اشتریٰ سهلاً اذا اقتضیٰ. رواہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب صحیح.

حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں، تم سے پہلے ایسا آدمی گذرا ہے کہ جب وہ خرید وفروخت کرتا تو آسانی (احسان) کرتا (دیتے ہوئے زیادہ دیتا، خرید کے وقت قیمت زیادہ دیتا) اور جب (کسی پر قرضہ ہوتا تو) تقاضہ کیوقت نرمی (احسان) کرتا اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا

☆.. میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں، کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احسان کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بخشتا ہے۔

﴿ مخلوق پر احسان ومہربانی کرنے سے اللہ مہربان ہوتا ہے ﴾

حضورِ پرنور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔

☆.. قال النبی ﷺ کان تاجر أیداین الناس فاذا رأی معسراً قال لفتیانه تجاوزعنه لعل الله ان یتجاوز عنا فتجاوز الله عنه .رواہ البخاری ومسلم ،والنسائی.

حضورِ پرنور ﷺ فرماتے ہیں، ایک تاجر (شخص) تھا، جولوگوں کو قرضہ دیتا تھا، وہ تاجر جب مقروض کو تنگدست پاتا، اور اپنے (نوکر یا اولاد میں سے کسی) نوجوان (کو جب مقروض کے پاس قرضہ لینے کیلئے بھیجتا تو) وہ تاجر اس نوجوان سے کہتا کہ وہ قرض دار پر مہربانی سے پیش آ، (کیونکہ آج اگر ہم اس کیساتھ مہربانی سے پیش آئیں گے) تو ہوسکتا ہے کہ کل اللہ تعالیٰ ہم پر مہربانی سے پیش آئے۔

☆۔میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں کہ مانعین اس حدیثِ مبارکہ سے عبرت حاصل کریں اور اعتراض کرنا ترک کردیں۔

﴿احسان کرنے والا مغفور، ومرحوم ہے﴾

☆۔۔هذاالحديث يدل علىٰ دوام عادته بالاحسان قال فى الكنز وغيره صح الزيادة فى الثمن والمبيع والحط من الثمن۔

یہ حدیثِ دلالت کرتا ہے اس بات پر، کہ احسان کی عادت ہمیشہ (ہر کام میں) ہونی چاہیئے جس طرح صاحبِ کنز لکھتا ہے کہ (خریدتے وقت) پیسوں میں زیادتی کرنا (مبیعہ کی قیمت سے زیادہ پیسے دینا) اور (جو چیز بیچی) اس کی متعین کردہ پیسوں میں کمی کرنا (یعنی خریدنے والے سے کم پیسے لینا) اچھا ہے۔

☆۔میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں کہ یہ احسان ہے اور احسان کرنے والا مرحوم ومغفور ہے

﴿صاحبِ اشباہ لکھتے ہیں﴾

☆۔۔انه يعارض هٰذه القاعدة قاعدة اخرىٰ صحيحة وقوية منهاقال فى الاشباه الضروريات تبيح المحظورات والحاجة تنزل منزلة الضرورة وجوزت الاجارة علىٰ خلاف القياس للحاجة،الاشباه.......... صاحبِ اشباہ فرماتے ہیں۔

یہ قاعدہ، (المعروف كالمشروط) اُس قاعدہ سے متصادم ہے جو اِس سے زیادہ صحیح اور مضبوط ہے، صاحبِ اشباہ فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ (الضروريات تبيح المحظورات) کہ ضرورت اشیاءِ ممنوعہ کو مباح کردیتی ہیں، اور حاجت، ضرورت کے قائم مقام ہے، (یعنی اگر مسلمان کسی شی کا محتاج ہوجائے یعنی ایسا کام جس کے کرنے کی اسے حاجت پڑھ جائے تو یقیناً یہ احتیاجی اسکی ضرورت ہے۔ بہت ساری ایسی اشیاء ہیں جو اسلام میں ممنوع ہیں

مگر جب مسلمان اشیاءِ ممنوعہ کی طرف محتاج ہوجائے تو یہ احتیاجی اسکی ضرورت بن گئی، اب اگر وہ بصورتِ احتیاجی اس شی کو استعمال کرتا ہے

یادہ کام جو اسلام میں ممنوع ہے کرتا ہے تو چونکہ اسکی وہ احتیاجی اسکی ضرورت بن گئی ہے لہذا وہ کام جو ممنوع ہے اب اسے کرلینا ممنوع نہیں بلکہ بقدرِ ضرورت جائز ہے)

لہذا فقہاء نے بوجہ ضرورت، تعلیم قرآن (ودیگر طاعات پر) اجرت لینے کو علی خلاف القیاس جائز قرار دیا ہے (یعنی قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ تلاوت، وتعلیم قرآن کریم چونکہ اعظم الطاعات ہیں سو تلاوت و تعلیمِ قرآن پر اجرت لینا ہرگز جائز نہ ہو مگر فقہاء نے اس قیاس کے خلاف فتویٰ دیا کہ تعلیم وتلاوتِ قرآن پر اجرت لینا جائز ہے)

﴿صاحب اشباہ لکھتے ہیں﴾

وجواز السلم علیٰ خلاف القیاس لحاجة المفالیس. الاشباہ، صاحبِ اشباہ فرماتے ہیں (فقہاء) نے ناداروں کی ضرورت کے پیش نظر بیع سلم کو جائز قرار دیا حالانکہ یہ خلافِ قیاس ہے

﴿صاحب ہدایہ، وکنز لکھتے ہیں﴾

☆..ویجوز الانتفاع بشعر الخنزیر للضرورة. هدایة والکنز وغیرهما.

صاحب ہدایہ، وکنز فرماتے ہیں۔

سؤر کے بالوں سے بوجہ ضرورت فائدہ اٹھانا جائز ہے (حالانکہ سؤر کے بال بھی نجس العین ہیں مگر بوجہ ضرورت فقہاء نے سؤر کے بال سے فائدہ اٹھانے کو جائز لکھا ہے)

﴿صاحب اشباہ لکھتے ہیں﴾

☆..المشقة تجلب التیسیر والاصل فیها قوله، یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ، وقوله، وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ. الاشباہ.

صاحب اشباہ فرماتے ہیں۔ مشقت آسانی کی طرف لیجاتی ہے، جیسے کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا............ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ)

اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر سختی نہیں چاہتا۔

نیز اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے............ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ،

ترجمہ. نہیں ہے تم پر دین میں کوئی تنگی،

☆..۔دیکھئے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں پرسختی نہیں چاہتا،نیزتم پرتمہارے دین میں کوئی تنگی تمہارامشقت میں پڑھ جانانہیں چاہتا،
سو،وہ قاعدہ (المعروف کالمشروط) اس مسئلہ میں صحیح نہیں۔

﴿صاحب اشباہ لکھتے ہیں﴾

☆..وفی الحدیث احب الدین الی اللہ تعالیٰ الحنفیۃ السمحۃ.الاشباہ
صاحب اشباہ فرماتے ہیں۔
کہ حدیث میں ہے،کہ اللہ تعالیٰ کوزیادہ پیارا ومحبوب دین وہ ہے جوحق اورآسان ہو،
☆..۔دیکھئے، اس میں شک نہیں کہ تلاوت قرآن کریم حق اورآسان ہے۔

﴿صاحب اشباہ لکھتے ہیں﴾

☆..وفی الحدیث احب الدین الی اللہ تعالیٰ الحنفیۃ السمحۃ.الاشباہ
کہ حدیث میں ہے،کہ اللہ تعالیٰ کوزیادہ پیارا ومحبوب دین وہ ہے جوحق اورآسان ہو،
☆..۔دیکھئے، اس میں شک نہیں کہ تلاوت قرآن کریم حق اورآسان ہے۔

﴿صاحب اشباہ لکھتے ہیں﴾

☆..قال العلماء یتخرج علیٰ ھٰذہ القاعدۃ جمیع رخص الشرع وتخفیفاتہ وعدعلیھا فرعات کثیرۃ حتٰی قال وطین الشوارع واثرنجاسۃ عسر زوالہ،وبول السنورفی غیرالاوانی وعلیہ الفتویٰ والبحراذاوقع فی المحلب ورمی قبل التفتت.الاشباہ.

صاحب اشباہ فرماتے ہیں۔
کہ اس قاعدہ کے پیش نظر وہ مسائل جنکی شریعت نے اجازت دی اوراس میں(سختی کے بجائے)تخفیف کی،وہ سارے اس قاعدد کے ضمن میں داخل ہوگئے،پھرفقہاء نے اس رخصت شرعی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فروعاتِ کثیرہ کاذکرکیا کہ وہ بھی معاف ہیں،
مثلا۔(اگربارش ہوئی ہو)اورروڈپرکیچڑ ہو(اوروہ کیچڑکپڑوں کولگ جائے)سووہ معاف ہے(یعنی ان کپڑوں کے پلیدہونے کاحکم نہیں دیں گے)یوں ہی اگرپلیدی کااثر(یعنی رنگ اگرکپڑے کے دھلنے کے بعدبھی باقی ہو)اسکازائل کرنامشکل ہوتوفقہاء نے کہاہے کہ وہ معاف ہے(یعنی آپ نے کپڑے سے پلیدی دھولی مگراسکارنگ زائل نہیں ہورہا تو کوئی حرج

اس میں کسی کا اختلاف نہیں معلوم ہوتا۔

لان اختلاف المطالع لم یعتبر فی الصوم لتعلقہ بمطلق الرویۃ و ھذا بخلاف الاضحیۃ (وغیرہ) فالظاھر انھا کاوقات الصلوۃ انتھی ما فی الشامی (شامی، ابن عابدین ج ۲ ص ۳۹۳)

الحاصل:-

اگرچہ قاضی تمام ملک کے لیے اور صرف ایک قضیہ میں فیصلہ کے لیے بھی مقرر ہو سکتا ہے لیکن روزہ کے باب میں رویت ہلال کے فیصلہ کے لیے اس تکلف کی ضرورت ہی کیا ہے جبکہ غیر بلدہ رویت میں اس کے فیصلہ کا اعتبار ہی نہیں تاوقتیکہ وہ خبر مستفیض سے نہ ثابت ہو۔ ایسی خبر سے تو اگر قاضی بلد کا فیصلہ بھی ثابت ہو جائے تو اس پر عمل لازم ہو جاتا ہے۔ اور یہ خبر غیر خبر مستفیض ہو تو نہ عوام کو اس پر عمل جائز نہ قاضی بلد اس خبر کی بنا پر قاضی اعظم کے حکم کا نفاذ کر سکتا ہے۔ ایسے وقت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے قاضی اعظم کا حکم توڑ دیا بلکہ وہ حکم شرع اس کے نافذ نہ کرنے پر مجبور ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد مظہر اللہ غفرلہ

امام مسجد جامع فتحپوری، دہلی

نفس اسلام

ڈاڑھی منڈانے، کتروانے والے کی اذان اور تکبیر

WWW.NAFSEISLAM.COM

استفتاء:-

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ داڑھی منڈایا داڑھی کتروانے والے کی اذان اور تکبیر پڑھنی مکروہ تحریمی ہے یا نہیں؟ اور کیا ان کی اذان اور تکبیر کے اعادہ کا حکم ہے یا نہیں؟ اور داڑھی منڈے کا تقرر کیا جا سکتا ہے؟ ان کے لیے شرعی کیا حکم ہے؟

سائل

محمد مکرم احمد

الجواب

داڑھی منڈے کا تقرر اذان اور تکبیر کے لیے نہیں کیا جا سکتا کہ مکروہ ہے۔ اذان لوٹائی جائے گی اور اقامت نہیں لوٹائی جائے گی۔

میں اختلاف ہوجائے) توامام محمد کا قول اس صورت میں یہ ہے کہ عرف کی طرف رجوع کیا جائے (یعنی اگر عرف میں پیسے لینے کارواج ہو پھر تو کپڑے کو خراب کرنے کی صورت میں درزی سے کپڑے کے پیسے وصول کریں گے اوریوں ہی اگر کپڑا رنگنے والے نے کپڑے کو دوسرا رنگ دے دیا جو کپڑا دینے والے کے منشاء کے مطابق نہ تھا توامام محمدؒ کے نزدیک عرف کی طرف رجوع کریں گے (اگر عرف میں کپڑے کو دوسرا رنگ دینے کی صورت میں رنگ ساز ذمہ دار ہو تو پھر اس سے پیسے لیے جائیں)

البتہ مذکورہ تینوں ائمہ (امام اعظمؒ، امام احمدؒ، امام شافعیؒ) کے نزدیک مسئلہ یوں ہے کہ اختلاف کی صورت میں ہم عرف کو چھوڑیں گے، بلکہ ان دونوں صورتوں میں جو کپڑے کا مالک ہے اسکا قول معتبر ہے (وقالوا ان القول لرب الثوب وتركوا العرف) یہ بات فقہ کی تمام کتابوں کے متون اورشروح کے (باب الاجارہ) میں موجود ہے۔

☆میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں کہ طاعات وعبادات میں (جیسے تعلیم قرآن وتلاوتِ قرآن کریم، وآذان، وامامت) پراجرت کے مسئلہ میں (المعروف كالمشروط، کا قاعدہ سچا نہیں آتا یعنی اس مسئلہ میں عرف عام کو اعتبار نہیں، بلکہ عرف عام کو ترک کریں گے اور فقہاء کا جو فتویٰ ہے کہ ہمارے زمانے میں طاعات پراجرت لینا جائز ہے اسی فتویٰ پر عمل کریں گے۔

﴿صاحب اشباہ لکھتے ہیں﴾

قاعدہ مذکورہ (المعروف كالمشروط) بہت سارے مسائل کو شامل نہیں سو یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ قاعدہ اغلبیہ ہے یہ قاعدہ طاعات وعبادات کے بارے میں غیرِ مقبول ہے۔ دیکھئے صاحب اشباہ لکھتے ہیں۔

قال في الاشباه لوحلف لايهدم بيتا حنث بهدم بيت العنكبوت حتیٰ عد اربعة مسائل مثله.

صاحب اشباہ فرماتے ہیں۔

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں گھر نہیں گراؤں گا پھر اس نے مکڑی کا (جالا) توڑ ڈالا تو وہ حانث ہوگا (یعنی اس نے قسم توڑ ڈالی لہذا اس پر کفارہ ادا کرنا لازم ہوا)

دیکھئے! کہ اس نے تو قسم کھائی تھی (لوحلف لايهدم بيتا) کہ میں گھر نہیں توڑوں گا پھر

اسنے (ھدم بیت العنکبوت) مکڑی کا گھر (جالا) توڑ ڈالا، تو حانث ہوگا، غور فرمائیں کہ عرف عام میں مکڑی کے جالے کو گھر تو نہیں کہتے بلکہ اسے جالا کہا جاتا ہے پھر بھی اسکے توڑنے سے فقہاء کے نزدیک وہ شخص حانث ہوگا۔

☆۔معلوم ہوا کہ یہ قاعدہ (المعروف کالمشروط) قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ قاعدہ اغلبیہ ہے یہ قاعدہ طاعات وعبادات کے بارے میں غیرِ مقبول ہے۔

(25) ان تمام جوابات سے ثابت ہوا کہ وہ حسنات (نیکیاں) جن کے عاملین کو بہت بڑا اجروثواب ملتا ہے ان (طاعات وحسنات) پر اجرت لینا بالاجماع جائز ہے، مثلاً

(1) جہاد پر مالِ غنیمت لینا۔ بالاجماع جائز ہے۔

(2) وصی، اور قیم، وناظر، کے لئے یتیم کے مال میں سے دستورومعروف طریقہ سے لینا اور اپنے مصرف میں صرف کرنا۔ قرآن وسنت، کی روشنی میں جائز ہے۔

(3) مساجد، ورباط (مسافرخانے) کی تعمیر پر اجرت لینا۔ بالاجماع جائز ہے۔

(4) قرآنِ کریم واحادیث کی کتابت پر اجرت لینا۔ بالاجماع جائز ہے۔

☆۔میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ تمہارا پیش کردہ قاعدہ (المعروف کالمشروط) مذکورہ بالا حسنات پر اجرت لینے کے جواز کی صورت میں غیرمقبول ہوا۔

﴿اعتراض﴾

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں

☆..(فان قیل) قال وقد اتفقت کلمتھم جمیعاً فی الشروح والفتاویٰ علی التعلیل بالضرورۃ وھو خشیۃ ضیاع القران کمافی الھدایۃ۔

سوال؟ جناب والا صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں۔ تمام شروح اور کتبِ فتاویٰ اس بات پر متفق ہیں کہ (تعلیم قرآن کریم پر اجرت لینا) (التعلیل بالضرورۃ) ہے اور وہ یہ ہے (کہ اگر تعلیم قرآن پر اجرت نہ لی جائے تو) قرآن کریم کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

(تعلیل بالضرورۃ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کے ضائع ہونے کے خطرہ سے بچنے کیلئے فقہاء نے تعلیم قرآن کریم پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا اگر یہ وجہ نہ ہوتی تو پھر اسکے جواز کا بھی فتویٰ نہ دیتے)

﴿میں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

صاحب اشباہ لکھتے ہیں۔

☆..قال فی الاشباہ والحاجة تنزل منزلة الضرورة وجوزت الاجارة علی خلاف القیاس للحاجة .اشباہ. صاحب اشباہ فرماتے ہیں۔

اورحاجت ،ضرورت کے قائم مقام ہے،(یعنی اگرمسلمان کسی شئی کامحتاج ہوجائے یعنی ایسا کام جس کے کرنے کی اسے حاجت پڑھ جائے تویقیناًیہ احتیاجی اسکی ضرورت ہے، بہت ساری ایسی اشیاء ہیں جواسلام میں ممنوع ہیں مگرجب مسلمان اشیاءِ ممنوعہ کی طرف محتاج ہوجائے تویہ احتیاجی اسکی ضرورت بن گئی اب اگروہ بصورتِ احتیاجی اس شئی کو استعمال کرتاہے یاوہ کام جواسلام میں ممنوع ہے اورکوئی مسلمان وہ کام بوجہ حاجت کے کرلیتا ہے توچونکہ وہ احتیاجی اسکی ضرورت بن گئی ہے لہذاوہ کام جوممنوع ہے اب اسے کرلینا ممنوع نہیں بلکہ بقدرِ ضرورت جائز ہے)

لہذافقہاء نے بوجہ ضرورت، تعلیم قرآن(ودیگر طاعات پر)اجرت لینے کوعلی خلاف القیاس جائز قراردیاہے(یعنی قیاس تویہ چاہتاہے کہ تلاوت،وتعلیم قرآن کریم چونکہ اعظم الطاعات ہیں سو تلاوت وتعلیمِ قرآن پراجرت لیناہرگز جائزنہ ہومگرفقہاء نے اس قیاس کے خلاف فتوٰی دیا کہ تعلیم وتلاوتِ قرآن پراجرت لیناجائزہے،)

سوبیمارکی شفایابی کیلئے قرآن شریف پڑھنایاپڑھاناحاجت ہے،یوں ہی مرحوم کی مغفرت کیلئے قرآن کریم پڑھنا،یا پڑھانا(یہ بھی)حاجت ہےاسی طرح مصیبت زدہ کیلئے مصائب وآلام سے نجات کیلئے قرآن کریم پڑھنایاپڑھانا(یہ بھی)حاجت ہے،اوریہ حاجت بطریقہ اولٰی ضرورت ہے،سوشامیؒ کایہ قول کہ قراءت مجردہ کی ضرورت نہیں،یہ تفریع غلط وموقعہ محل کے خلاف ہے،

﴿وجہ دوم﴾

﴿صاحب اشباہ لکھتے ہیں﴾

وجوازالسلم علیٰ خلاف القیاس لحاجة المفالیس .الاشباہ

(فقہاء)نے ناداروں کی ضرورت کے پیش نظر بیع سلم کوجائزقراردیاحالانکہ یہ خلاف قیاس ہے

☆۔۔سو بیمار کی شفایابی کیلئے قرآن شریف پڑھنا یا پڑھانا حاجت ہے، یوں ہی مرحوم کی مغفرت کیلئے قرآن کریم پڑھنا یا پڑھانا (یہ بھی) حاجت ہے، اسی طرح مصیبت زدہ کیلئے مصائب وآلام سے نجات کیلئے قرآن کریم پڑھنا یا پڑھانا (یہ بھی) حاجت ہے ، اور یہ حاجت بطریقہ اولیٰ ضرورت ہے، سو شامیؒ کا یہ قول کہ قراء ت مجردہ کی ضرورت نہیں، یہ تفریع غلط وموقعہ محل کے خلاف ہے،

وجہ سوم

صاحب ہدایہ، وکنز لکھتے ہیں

ویجوز الانتفاع بشعر الخنزیر للضرورۃ. ھدایۃ والکنز وغیرھما.

صاحب ہدایہ، وکنز فرماتے ہیں۔

سؤر کے بالوں سے بوجہ ضرورت فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ (حالانکہ سؤر کے بال بھی نجس العین ہیں مگر بوجہ ضرورت فقہاء نے سؤر کے بال سے فائدہ اٹھانے کو جائز لکھا ہے)

☆۔۔سو بیمار کی شفایابی کیلئے قرآن شریف پڑھنا یا پڑھانا حاجت ہے، یوں ہی مرحوم کی مغفرت کیلئے قرآن کریم پڑھنا یا پڑھانا (یہ بھی) حاجت ہے، اسی طرح مصیبت زدہ کیلئے مصائب و آلام سے نجات کیلئے قرآن کریم پڑھنا یا پڑھانا (یہ بھی) حاجت ہے ، اور یہ حاجت بطریقہ اولیٰ ضرورت ہے، سو شامیؒ کا یہ قول کہ قراء ت مجردہ کی ضرورت نہیں، یہ تفریع غلط وموقعہ محل کے خلاف ہے،

وجہ چہارم

اے اعتراض کرنے والے تو نے ضرورت کو صرف ضیاع قرآن سے مخصوص کیا

☆۔۔۔۔میں کہتا ہوں کہ تمہاری یہ تخصیص غلط ہے، (یعنی تم نے کہا کہ تعلیمِ قرآن کریم پر اجرت لینا) (التعلیل بالضرورۃ) ہے اور وہ یہ ہے (کہ اگر تعلیمِ قرآن پر اجرت نہ لی جائے تو) قرآن کریم کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے، یہ تخصیص صرف قرآن کریم کیساتھ غلط ہے بلکہ جمیع طاعاتِ نفلیہ اس میں شامل ہیں) دیکھئے

صاحب عینی لکھتے ہیں

(10) وبعض مشائخنا ائمۃ بلخ استحسنوا الاستیجار علیٰ تعلیم القرآن لظھور

WWW.NAFSEISLAM.COM

التوانی ای الفتور والکسل فی الامور الدینیة ففی الامتناع تضیع حفظ القران لان المتقدمین منعوا ذلک لرغبة الناس فی مجازات الاحسان بالاحسان بلاشرط وقد زال ذٰلک فی ھٰذاالزمان وقد یتغیر الجواب باختلاف الزمان فیفتیٰ بذٰلک حتیٰ یجبر علی دفع الاجر الی المعلم وان لم یضرب المدة یجب اجر المثل ویجبر علی دفعه وکذا یجبر علی دفع الحلوة المرسومة وعلیه الفتویٰ.

عینی الهدایة.اجارة جلد۴(۲۵۴)وکفایة الهدایة والعتابیة والکافی والبحر.

بلخ کے ائمہ ومشائخ نے قرآن کریم کی تعلیم پر اجرت لینے کو اچھا جانا ہے کیونکہ (امور دینیہ) میں سستی ظاہر ہونے لگی، سو اجرت کی منع کی صورت میں قرآن کریم کے حفظ (ودیگر طاعات) کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے، اگرچہ متقدمین علماء نے اجرت کو منع کیا تھا، مگر یہ انکا زمانہ تھا کہ انکے زمانے میں لوگ نیکی کا بدلہ نیکی سے بلا اجرت دیا کرتے تھے، جبکہ ہمارے زمانے میں وہ رغبت معدوم ہوچکی ہے، نیز حالات کے بدلنے سے مسائل میں بھی تبدیلی آتی ہے،

سو آج فتویٰ اس پر ہے کہ اگر (شاگرد نے پڑھنے کا) وقت معین کیا ہو تو اسے معلم کی اجرت دینے پر مجبور کیا جائے گا، اور اگر مدۃ معین نہ ہو تو پھر اجرتِ مثلی دیا جائیگا (اجرتِ مثلی کا مطلب یہ ہے کہ اس علاقہ میں استاد کو مطلوبہ تعلیم پر جو کچھ دیا جاتا ہے اتنا ہی دینا پڑھے گا)

☆-----دلیلِ مذکور سے تمہاری تخصیص غلط ثابت ہوئی۔

دوسرا جواب

﴿صاحب روح البیان وخزینۃ الاسرار لکھتے ہیں﴾

☆..وفی زماننا تغیر الجواب فی بعض المسائل لتغیر الزمان وخوف اندراس العلم والدین لفتور الرغبات (الیٰ قوله) فافتیٰ فی الجواز فیهماخشیة الوقوع فی ماهواشد منهاواضح .کذافی روح البیان تحت اٰیة لاتشتروا باٰیاتی ثمنا قلیلا، ثم خزینة الاسرار.(۲۶)

صاحب روح البیان وصاحب خزینۃ الاسرار فرماتے ہیں،

(کہ متقدمین کے زمانے میں لوگ نیکیوں کے کاموں میں بلا اجرت رغبت رکھتے تھے، سو

انکا اجرت لینے کو منع کہنا اس زمانے کے لحاظ سے صحیح تھا سائلین کو ممانعت کا جواب دینا انکے زمانے کے لحاظ سے بالکل درست تھا ،جبکہ) ہمارے زمانے میں (لوگوں کی طبیعتوں میں تغیر و تبدل کی وجہ سے) بعض مسائل کا جواب بھی متغیر ہوگا (بلکہ ہمارے زمانے میں) لوگوں کی دین کی طرف رغبت میں کمی اور سستی و کاہلی اس حد تک پہنچی کہ اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ بے رغبتی اور سستی و کاہلی کی بنا کہیں دین و اسلام منہدم نہ ہو جائے،

سو علماء (احناف) نے بوجہ خوف کے (کہ کہیں دین و اسلام منہدم نہ ہو جائے) مذکورہ مسائل (طاعات پر اجرت لینے) کے بارے میں جواز کا فتویٰ دیا،

اس لئے کہ دین کا بتمامہ منہدم ہونے سے (بہتر ہے کہ جواز کا فتویٰ دیا جائے اور دین کو منہدم ہونے سے بچایا جائے) کیونکہ دین کا منہدم ہونا (نعوذ باللہ) اجرت کے لینے سے زیادہ پریشان کن ،اور تباہی کا باعث ہے۔

☆۔۔۔۔دلیل مذکور سے بھی تمہاری تخصیص غلط ثابت ہوئی۔

﴿اعتراض﴾

☆..وقد اتفقت كلمتهم جميعًا على التصريح باصل المذهب من عدم الجواز ثم استثنوا بعد ماعلمته فهذا دليل قاطع وبرهان ساطع علىٰ ان المفتىٰ به ليس هوجواز الاستيجار على كل طاعة بل علىٰ ماذكروه فقط ممافيه ضرورة ظاهرة تبيح الخروج عن اصل المذهب.

سوال ؟جناب والا! تمام علماء احناف اصلِ مذہب کی تصریح پر متفق ہوگئے، کہ اصلِ مذہب کے مطابق (طاعات پر اجرت) لینا جائز نہ (تھا) سوانہوں نے (بعض) مسائل کو منع کے فتویٰ سے مستثنیٰ قرار دیا،

سو یہ دلیلِ قاطع ،اور دلیلِ ساطع ہے کہ تمام طاعات پر اجرت لینا مفتیٰ بہ قول کیمطابق جائز نہیں ،سوائے ان طاعات کے جنھیں فقہاء نے اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے ،کیونکہ اس کی ضرورت ظاہر ہے۔ سو یہ ضرورت ہی اصلِ مذہب (یعنی مفتیٰ بہ قول سے) خروج کا سبب بنا۔

قلنافی الجواب بوجوہ

ہم کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتے ہیں

وجہ اول

پہلاجواب یہ ہے،

کہ قولِ اول میں بحمدہٖ تعالیٰ چودہ کتابوں سے ثابت کرآیاہوں کہ فقہاء کے اس قول (لایجوزالاستیجار) کامرادی معنیٰ (یحرم) یا (یکرہ) نہیں بلکہ اسکامرادی معنیٰ (لایجب الاجر) ہے،سواسے حرام یامکروہ کہنا لغوہوگیا۔

تفصیل درکاہوتودیکھئے قولِ اول،جوگذرچکاہے۔

وجہ دوم

دوسراجواب یہ ہے،

کہ اُستثناء کیلئے ان الفاظ کااستعمال (ثم أستثنوا) (فان الأستثناء من ادوات العموم) غلطِ فاحش ہے،کیونکہ کتابوں میں استثناء کیلئے یہ الفاظ موجودنہیں۔

سواپنے مطلوبِ فاسد کے حصول کیلئے ان الفاظ کاغلط استعمال علماء کے شان کے لائق نہیں

وجہ سوم

کہ معترض کے اس قول سے یہ ظاہرہورہاہے،کہ معترض نے (المفتیٰ بہ لیس بہ جواز الاستیجار علی کل طاعۃ) سے مراد یہ لیاہے کہ

متاخرین فقہاء کامفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ (طاعات پراجرت لینا) جائزبلاوجوب ہے،اس عبارت (لیس بہ جوازالاستیجار علی کل طاعۃ) سے یہ نتیجہ اخذکرناغلط ہے۔

کیونکہ میں نے قولِ دوئم میں اکیس کتابوں کے حوالوں سے ثابت کیاہے کہ متاخرین فقہاء کا مفتیٰ بہ قول وجوب الاجرۃ ہے،اوراس کے ضمن میں ہی جواز موجودہے،

سواس سے خوب ظاہرہوا،کہ اصلِ مذہب جوازالاستیجار بلاوجوب ہے،

اورمتاخرین کامفتیٰ بہ قول وجوب الاجرۃ ہے اسی کے ضمن میں جواز پایا جا رہا ہے،

سو متاخرین کاقول دلیلِ قاطع،وساطع ہے۔

کیونکہ اصلِ مذہب بھی یہی ہے کہ طاعات پراجارہ جائزبلاوجوب ہے،تومتاخرین کے قول

اوراصل مذہب میں تطبیق پائی گئی سو معترضین کا قول لیس جواز الاستیجار علی کل طاعة) سے متاخرین کا مفتیٰ بہ قول جواز بلاوجوب لینا غلط ہے۔

اعتراض

☆..وماعزى لحاوى الزاهدى من انه لايجوز الاستيجار علىٰ اقل من خمسة واربعين درهما فخارج عمااتفق عليه اهل المذاهب قاطبة.(٣٦)

سوال ؟جناب والا!

حاوی الزاہدی فرماتے ہیں کہ استیجار پنتالیس(45) دراہم سے کم جائزنہیں سو یہ بات اہل مذہب کے اس مسئلہ سے خارج جس پر اہل مذہب کا اتفاق ہے۔

میں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتاہوں

وجہ اول

پہلا جواب یہ ہے کہ یہ مسئلہ مبسوط کا ہے اور مبسوط سے کواشی نے نقل کیا پھر کواشی سے خزینۃ الاسرار نے نقل کیا ہے۔حالانکہ مذہب وہی ہے جو ظاہر الروایۃ ہے لہذا معترض کا اعتراض غلط ہے۔دیکھئے صاحب کواشی لکھتے ہیں۔

☆..وفى الكواشى المستاجر للختم اقل من خمسة واربعين درهما شرعيا هذا اذا لم يسم شيئا من الاجر كماذكره فى الاصل اى المبسوط فى رجل قال للقارى اختم القران لى ولم يسم شيئا من الاجر وختمه وليس له ان يأخذ اقل من خمسة واربعين درهمالمخالفة النص الاان يهب الاجير للمستأجر مافوق المسمىٰ الى خمسة واربعين بعدالعقد عليه اوشرط ان يكون ثواب مافوقه لنفسه فلايأثم فعلى هذا لوقال القارى اقرأختمابقدرماقدرت من الاجر حين امره المستأجربالختم باقل من خمسة واربعين درهمافقرأ من القران ذلك المقدار من الثلث اوالربع اوالنصف اونحوهافلايأثم وهذا ممايجب حفظه لابتلاء العوام والخواص بذلك.خزينة الاسرار.(٦٦)

اورکواشی میں ہے کہ اگر کسی نے ختم قرآن پر اجرت طے نہیں کی(اور ختم کرلیا) تو اسے چاہئے کہ وہ پنتالیس دراھم سے کم نہ لے،یہ مسئلہ مبسوط میں کچھ اس طرح مذکور ہے،

اگر کسی نے قاری سے کہا کہ میرے لئے قرآن کا ختم کر، اور اجرت مقرر نہ کی تو قاری کو چاہئے کہ نص کے مطابق پنتالیس دراہم سے کم نہ لے۔

ہاں اگر اجیر پنتالیس دراہم سے زیادہ دیتا ہے، بعد اسکے کہ قاری کیساتھ یہ معاہدہ ہوا تھا، یا قاری نے یہ شرط لگائی تھی کہ اس مقدار سے زیادہ پڑھوں گا تو زیادہ کا اجر وثواب میرے لئے ہی ہوگا،

اس صورت میں (اگر اجیر متعین کردہ دراہم سے زیادہ خدمت کرتا ہے اور قرآن پڑھنے والا زیادہ لے لیتا ہے تو وہ) گنہگار نہیں، اس پر تفریع بٹھاتے ہوئے مصنف لکھتا ہے کہ اگر اجیر نے مستأجر سے کہا کہ میرے لئے پنتالیس دراہم سے کم میں قرآن کریم پڑھ،

قاری نے کہا کہ میں جتنی مقدار پڑھنے پر قادر ہوا پڑھوں گا، پھر قاری نے (ایک اندازے کے مطابق پنتالیس دراہم، کا) نصف یا تہائی، یا چوتھائی، کے مقدار میں تلاوت کی، تو وہ (اس متعین کردہ مقدار کے مطابق اجیر سے اجرت لے تو) گنہگار نہیں۔

اس مسئلہ کو محفوظ کرنا ضروری ہے کیونکہ عوام وخواص سب کو ہی اس کی ضرورت ہے۔

﴿اعتراض﴾

☆.. فاذاعلمت ذلک ظهر لک حقيقة ماقلناه وان خلافه خارج من المذهب ومماافتیٰ به البلخيون وماطبق عليه ائمتنامتوناوشروحا وفتاویٰ.

سوال ؟ جنابِ والا! متون اور شروح اور ہمارے ائمہ کا اتفاق اور جس پر بلخی فقہاء احناف نے فتویٰ دیا ہے اس سے حقیقتِ مسئلہ ظاہر ہوا۔ اسکی مخالفت مذہب سے خروج ہے۔

﴿میں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

☆.. وجہ اول یہ ہے کہ یہ عبارت (فاذاعلمت ذالک ظهر لک حقيقة ماقلنا) اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ قبر کے پاس قرآن کریم پڑھنے کی اگر کوئی وصیت کرلے تو یہ وصیت باطل ہے۔ اس عبارت سے وصیت کا بطلان ثابت کرنا غلط ہے،

کیونکہ میں بحمدہٖ تعالیٰ کئی کتابوں کے حوالوں سے ثابت کرچکا ہوں کہ وصیت کے بطلان کا قول قولِ مرجوح ہے جب کہ مختار قول یہ ہے کہ یہ وصیت درست ہے سو یہ قول (ظهر لک حقيقة ماقلنا) باطل ہے۔

وجہ دوم

دوسری وجہ یہ ہے! کہ فروع، اور عملیات اور ہیں، اور اصول، واعتقادیات اور ہیں، قبروں کے پاس قراءت مجردہ، فروع، وعملیات کے اقسام سے ہے، نہ کہ اصول واعتقادیات کے اقسام میں سے، سو اس مسئلہ فرعیہ میں لفظِ (حقیقة) کہنا واستعمال کرنا اس لئے غلط ہے کہ لفظِ (حقیقت، وحق) کے استعمال کا تعلق عقائد سے ہے، جبکہ قبروں کے پاس قراءت مجردہ، فروع، وعملیات کے اقسام سے ہے، نہ کہ اصول واعتقادیات سے، سو اس لفظ کا یہاں استعمال بے جا ہے، کیونکہ فروع میں لفظ (صواب) استعمال ہوتا ہے، (جو یہاں موجود نہیں)

صاحب اشباہ لکھتے ہیں

☆.. وفی الاشباه اذاسئلناعن مذهبنا ومذهب مخالفنا.

قلنا وجوبامذهبنا صواب يحتمل الخطاء ومذهب مخالفناخطاء يحتمل الصواب واذاسئلناعن معتقد ناومعتقد خصومناقلناوجوباالحق مانحن عليه والباطل ماعليه خصومنا. الدرالمختار. جلد ١. مقدمة (33) والاشباه

اگر ہم احناف سے ہمارے مذہب اور مخالفین کے مذہب کے بارے سوال کیا جائے، تو ہم سائل کے جواب میں کہیں گے کہ ہمارا مذہب بالکل درست ہے (ہاں) خطا کا احتمال ممکن ہے جبکہ مخالفین کا مذہب ہی غلط ہے اگرچہ صواب (یعنی درست ہونے کا) احتمال ہے،

☆.....مگر جب سائل ہم سے اور ہمارے اور مخالفین کے عقائد کے بارے میں سوال کرے گا تو ہم لازماً یہی جواب دیں گے، کہ (بحمدہٖ تعالیٰ) ہمارا عقیدہ سچا اور حق ہے، جبکہ مخالف کا عقیدہ باطل ومردود ہے۔

دیکھا آپنے کہ لفظ (حق) کا تعلق عقائد سے ہے نہ کہ فروع اور عملیات سے ۔

ثابت ہوا کہ مسائلِ فرعیہ میں لفظِ (حقیقة) کہنا واستعمال کرنا غلط ہے،

جب معترض کو یہ علم نہیں تو اسکے دیگر اقوال پر کیا اعتماد کیا جائے گا۔

وجہ سوم

کہ یہ کہنا (وان خلافه خارج) یقیناً غلط ہے، کیونکہ لایجوز الاستیجار کا معنیٰ مذہب اور متون، وشروح، وفتاویٰ میں یہ ہے ای (لایجب الاجر)

جسکا خلاصہ یہ ہے، کہ ایسا اجارہ منعقد نہیں ہوتا کیونکہ ایسے اجارہ صریحہ کا عدمِ انعقاد، بوجہ، ایجاب، وقبول، اور شرائط، کے ہوتے ہوئے منعقد نہیں یعنی وجوبِ اجرۃ نہیں سو عدمِ انعقاد کی صورت میں نہ تو اجیر پر اجرت دینا واجب، اور نہ ہی مستاجر کا اجیر سے کچھ لینا واجب،

اور جو دیا جاتا ہے، وہ اس طرح ہے، کہ ایک طرف سے تالی قرآن نے قرآن کریم کی تلاوت کی، پھر جانبِ ثانی نے تالی قرآن کی خدمت کی، سو یہ تو قرآنِ کریم کی آیت پر عمل ہے (هل جزاء الاحسان الاالاحسان) نیکی کا بدلہ نیکی ہے، قرآن پڑھنے والے نے تلاوت کے ذریعے صاحبِ خانہ کیساتھ احسان کیا اور صاحبِ خانہ نے خدمت کے ذریعے احسان کیا نیز اسکی مکمل وضاحت میں نے المعروف کالمشروط کی بحث میں کردی ہے کہ متقدمینؒ نے اس آیت مبارک کی دلیل سے جانبین کے اعمال کو درست قرار دیا ہے،

یعنی قاری کا قرآنِ کریم کی تلاوت، اور صاحبِ خانہ کا قاری کی خدمت کرنا، دونوں جائز ہیں،

وجہ چہارم

چوتھی وجہ یہ ہے!

کہ مفتی بہ قول کیمطابق اجارہ کا عقد (معاہدہ) منعقد ہوتا ہے، اس سے یقیناً اجرت واجب ہوا، مگر ہمارے زمانے میں عقدِی اجارہ صریحہ ہے نہیں اور نہ ہی شرط کے الفاظ، لہذا مفتی بہ قول کی مخالفت نہ ہوگی،

اعتراض

☆..وماستدل به بعض المحشين على الجواز بحديث البخارى فى اللديغ فهو خطاء لان المتقدمين من المانعين الاستيجار جوزوا الرقية بالاجرة ولو بالقرآن كماذكره الطحطاوى. لانها ليست عبادة محضة بل من التداوى.

سوال ؟ جنابِ والا! بعض محشی حضرات نے بخاری کی روایت کردہ وہ حدیث جس میں ایک شخص کو سانپ یا بچھو نے کاٹا تھا (اور صحابہ نے دم کرنے کے بدلے بکریوں غاصی تعداد لی تھی) اس حدیث کو اجرت لینے کیلئے دلیل بنایا ہے جبکہ اس حدیث کو طاعات پر اجرت لینے کی دلیل بنانا غلط ہے کیونکہ وہ فقہاء جو تعلیم قرآن کریم یا طاعات پر اجرت لینے کو منع لکھتے ہیں انہوں نے دم کرنے پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے اگرچہ قرآنِ کریم کیساتھ دم کیا جائے،

کیونکہ قرآنِ کریم عبادۃِ محضۃ نہیں بلکہ قرآنِ من جانب اللہ شفاء بھی ہے لہذا یہ بیماروں کے علاج کیلئے بھی ہے،

﴿میں کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتاہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

معترض کا یہ کہنا (وماستدل بہ بعض المحشین) غلط ہے۔

یعنی معترض کا یہ کہنا کہ بعض محشیوں نے اس حدیث سے اجرت کے لینے کوجواز کی دلیل بنائی ہے، یہ "بعض" کالفظ غلط ہے، بلکہ خزینۃ الاسرارکی عبارت یوں ہے، دیکھئے وہ فرماتے ہیں کہ تینوں ائمہ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اورمتاخرین علماء احناف نے ان احادیث سے جواحادیث اللدیغ (جسے سانپ یابچھونے کاٹاتھا اورصحابہ نے دم کیااوراس دم پر اجرت لی تھی) کواپنی دلیل بنایاہے (جبکہ یہ احادیث اتنی معتبراورقوی ہیں، جنہیں حضرتِ ابوسعیدؓ لخدری حضرتِ عبداللہ ابن عباسؓ، حضرتِ ابوہریرۃ رضی اللہ عنھم اجمعین نے روایت کی ہیں) سوائمہ ثلاثہ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اورمتاخرین علماء احناف کے استدلال کو (بعض المحشین) کہنانہایت توہین آموز ہے۔ خزینۃ الاسرارکی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

☆.. الائمۃ الثلاثۃ والعلماء المتاخرون من الحنفیۃ استدلوا فی اخذ الاجرۃ بھذہ الحدیث .خزینۃ الاسرار .(66)ای احادیث اللدیغ المرویۃ عن ابی سعید الخدری وابن عباس وابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿وجہ دوم﴾

دوسری وجہ یہ ہے

کہ معترض کا یہ کہنا (فھو خطاء) غلط ہے، اس لئے کہ معترض کامقصدیہ ہے کہ جوکچھ میں کہہ رہاہوں یہ صحیح ہے، رہاائمہ ثلاثہ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) کاقول یا متاخرین علماءِ احناف کاقول وہ غلط ہے (نعوذ باللہ) کلا۔ (یعنی ایساہرگزنہیں ہوسکتاکہ معترض کاقول درست ہواورنعوذباللہ ائمہ ثلاثہ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ)) کاقول یامتاخرین علماءِ احناف کاقول غلط ہوبلکہ بالیقین معترض کاقول ہی غلط ہے)

وجہ سوم

تیسری وجہ یہ ہے

کہ معترض کا یہ کہنا (لان المتقدمین من المانعین الاستیجار) اس عبارت میں لفظ "المانعین" کو استعمال کرنا غلط ہے،

اس لئے کہ میں قولِ اول میں واضح کر آیا ہوں کہ علماء متقدمین کے اس قول (لایجوز الاستیجار) کا معنیٰ مرادی یہ ہے ای (لایجب الاجر) نہ کہ (یحرم، اور نہ یکرہ، اور نہ یمنع) (یعنی علماء متقدمین کیلئے "مانعین" کا لفظ استعمال کرنا صحیح نہیں کیونکہ وہ مانعین نہیں بلکہ انکے اس قول جس میں انہوں فرمایا ہے کہ استیجار جائز نہیں کا مقصد یہ ہے کہ یہ اجارہ واجب نہیں انہوں نے یہ کب کہا ہے کہ یہ اجارہ حرام ہے یا یہ اجارہ مکروہ ہے یا یہ اجارہ منع ہے۔ تو اپنی جانب سے علماء متقدمین کو مانعین کے لفظ سے نوازنا کہاں کا انصاف ہے تعلیق، مترجم)

وجہ چہارم

چوتھی وجہ یہ ہے

کہ معترض کا یہ لکھنا (جوزوا الرقیة بالاجرة) یہ ائمہ ثلاثہ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اور متأخرین علماءِ احناف کے استدلال کا اقرار ہے۔

(یعنی اے معترض تو نے بھی تسلیم کر لیا کہ علماء متقدمین نے دم وتعویزات پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے تو پھر تو نے اس عبارت سے ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور متأخرین علماءِ احناف کے استدلال کا اقرار کر لیا۔ تعلیق، مترجم)

وجہ پنجم

معترض کا یہ لکھنا (لانها لیست عبادة محضة) یہ بھی غلط ہے کیونکہ سورہ فاتحہ یقیناً قرآن ہے۔

وجہ ششم

چھٹی وجہ یہ ہے

کہ معترض کا یہ لکھنا (بل من التداوی) یہ بھی غلط ہے، کیونکہ علم طب میں تداوی ان اشیاء کو کہا جاتا ہے جو (بیماریوں سے صحتیابی کیلئے استعمال کی جاتیں ہیں) جب تو نے سورہ فاتحہ

کو تداوی کہدیا پھرتو آپ اس آیت مبارک(وننزل من القرآن ماھوشفاء ورحمت للمؤمنین) کو دلیل بنا کر پورے قرآن کریم کو تداوی کہوگے۔

اعتراض

☆..قوله استدل الشافعي انه ﷺ زوج بمامعه من القرآن .متفق عليه.(الیٰ قوله)

قلت:الجواب الاول انه ليس فيه تصريح بان التعليم صداق فيحتمل انه زوجها اياه بغير صداق اكراماله وتعظيماللقرآن.

اعتراض ؟جنابِ والا!

اس حدیث سے(جس میں فرمایا گیا ہے)کہ حضورِ پرنور ﷺ نے(ایک زوجہ مبارکہ سے) قرآن کریم کے اتنے حصہ کے عوض نکاح کیا جتنا(اس وقت تک نازل ہوا تھا اور)انکے پاس تھا،امام شافعیؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

(معترض کہتا ہے)سومیں اسکا جواب دیتا ہوں(کہ قرآنِ کریم عوض نہیں بن سکتا)کیونکہ اس کلام میں کوئی تصریح نہیں کہ تعلیمِ قرآن مہر ہو،نیز اس کلام میں یہ احتمال ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے اس زوجہ مبارکہ سے بغیر مہر کے نکاح فرمایا ہو(ہوسکتا ہے کہ اس زوجہ مبارکہ کا نکاح بغیرِ مہر کے من جانب اللہ اپنے نبی ﷺ)کا اکرام ہو،اور تعلیمِ قرآن برائے تعظیمِ قرآن ہو،

جواب

میں (مفتی شائستہ گلؔ) اسکا جواب دیتا ہوں!

کہ جنابِ والا،اس حدیث میں تصریح ہے کہ تعلیمِ قرآن مہر ہے،کیونکہ اس حدیث کی عبارت یوں ہے(زَوَّجَ بِمَامَعَهُ مِنَ الْقُرْاٰن، حضورِ پرنور ﷺ نے قرآن کریم کے اس حصہ مبارک کے عوض اس خاتون سے نکاح کیا جو حصہ اس وقت تک انکے پاس موجود تھا)بِما میں حرفِ (ب)برائے عوض،یابرائے بدل،ہے،جس طرح بیع وشراء میں یہی حرف(ب) برائے عوض، یابرائے بدل،ثمن پر داخل کرتے ہیں،(جیسے کوئی کہے اشتريت القلم بعشرة دراهما-خریدا میں نے قلم دس روپے کے عوض،دیکھا آپ نے کہ یہاں بھی "حرف ب"برائے عوض ہے، اسی طرح زوج بمامعه میں بھی "ب" برائے عوض،یابدل،ہے،تعلیق،مترجم)

ثابت ہوا کہ اس حدیث میں (قرآن کریم کا مہر کے) عوض ہونا ظاہر متبادر ہے، اور کلام کو ظاہر متبادر پر محمول کرنا واجب ہے، کیونکہ تبادر حقیقت کے اقویٰ علامات میں سے قوی علامت ہے، (جیسے کہ مختصر المعانی صفحہ نمبر 234 میں ہے)

ان دلائل سے یہ احتمال باطل ہوگیا کہ (حضور پرنور ﷺ نے) بغیر مہر کے نکاح فرمایا، نیز یہ احتمال بھی باطل ہوا کہ اس حدیث (زَوَّجَ بِمَامَعَهُ مِنَ الْقُرْاٰن) میں بما میں "ب" بمعنی "ل" کے ہو۔ نیز یہ احتمال بھی باطل ہوا کہ اس زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا مہر حضورِ پرنور ﷺ کو بخشد یا ہو، پھر یہ جتنے احتمالات معترض نے بیان کیئے ہیں یہ تمام کے تمام ناشی بلا دلیل ہیں، جبکہ حمل معنیٰ حقیقی پر واجب ہے، ہاں معنیٰ حقیقی پر حمل کرنا اس وقت صحیح نہیں کہ معنیٰ حقیقی پر حمل کرنا محال ہو یا معنیٰ حقیقی متعذر ہو، جبکہ یہاں معنیٰ حقیقی پر حمل کرنا نہ تو محال ہے اور نہ معنیٰ حقیقی متعذر ہے سو معنیٰ حقیقی پر حمل کرنا واجب ٹھرا، (اور وہ ہے قرآن کریم کا وہ حصہ جو حضور پرنور ﷺ کے پاس موجود تھا کے عوض نکاح کا منعقد ہونا، قرآن کریم ہی مہر کا عوض ہوا۔ تعلیق، مترجم)

اعتراض

لانسلم ان جواز الاجر فی الرقیٰ یدل علی جواز التعلیم بالاجر والحدیث انما هو فی الرقیة.

اعتراض ؟ جنابِ والا!

دم (وتعویزات) پر اجرت لینے کے جواز کو ہم تعلیمِ قرآن کے اجرت لینے کے جواز پر قیاس نہیں کر سکتے (یعنی اگر حضور ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرامؓ نے سانپ یا بچھو کے کاٹے ہوئے آدمی کو دم کیا تھا اور اسکے بدلے صحابہ کرامؓ نے اجرت لی تھی اور اللہ کے نبی ﷺ نے اس میں سے اپنا حصہ بھی طلب فرمایا تھا تو دم کرنے کی اجرت کے جواز کو) تعلیمِ قرآن پر اجرت لینے کے جواز کیلیئے دلیل نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ وہ اجرت تو صرف "دم" تک محدود ہے، نہ کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو شامل، سو ہم تمہارا یہ قیاس تسلیم نہیں کرتے۔

جواب

حدیث ابن عباس رضی الله عنه ان احق مااخذتم (الیٰ آخره)قال العینی فیه جواز اخذ الاجرة لتلاوة القراٰن وللتعلیم والرقیٰ ایضاً لعموم اللفظ .عینی البخاری.

ان احق مااخذتم علیه اجراکتاب الله کمامرفی الاحادیث عن ابن عباس رضی الله عنه.

میں(مفتی شائستہ گلؒ)اسکاجواب دیتاہوں!

دیکھئے حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جوحدیث مروی ہے جسکے الفاظ یہ ہیں (ان احق مااخذتم)اس حدیث کے ذیل میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہواکہ قرآنِ کریم کی تعلیم نیز تلاوت قرآن کریم (کسی کے گھرمیں ہو،یا عندالقبر ہو) اوردم و(تعویزات پر)اجرت لینا جائز ہے،کیونکہ یہاں لفظ کاعموم دلالت کررہاہے،وہ عموم یہ ہے(ان احق مااخذ تم علیه اجرا کتاب الله)علامہ عینیؒ کی اس توضیح سے معترض کاسارا نظریہ تباہ وبربادہوگیا،

اعتراض

ولاضرورة فی الاستیجار علی القراءة علی القبر.

اعتراض؟جنابِ والا!قبرکے پاس قرآنِ کریم پڑھنے پراجرت لینے کی ضرورت نہیں۔

میں کئی وجوہ سے اسکاجواب دیتاہوں

وجہ اول

علامہ عینی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں

فیه جوازالاجرة لتلاوة القرآن کمامرانفا.

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں تلاوتِ قرآن کریم پراجرت لینے کاجواز ہے۔

وجہ دوم

وجہ دوم یہ ہے،کہ میں نے عباراتِ کثیرہ سے ثابت کیاکہ تمام اقوال میں مختارقول یہ ہے کہ تلاوتِ مجرد پراجرت لیناجائزہے۔

وجہ سوم

تیسری وجہ یہ ہے،دیکھئے مرحوم کی مغفرت،مرحوم کاانس والفت،اورمرحوم سے عذابِ قبرمیں

تخفیف، یہ تمام مرحوم کی ضروریات ہیں، (مرحوم کو مذکورہ تمام اشیاء کی ضرورت ہے) اور مرحوم کی یہ مذکورہ تمام ضروریات قرآن کریم کی تلاوت کی برکت سے پوری ہوسکتی ہیں، مگر افسوس کہ معترض کو مذکورہ ضروریات، ضروریات نظر ہی نہیں آتیں، (العیاذ باللہ)

﴿اعتراض﴾

والمأخوذ منها حرام للآخذ وهو عاصٍ بتلاوة والذكر لاجل الدينا ويمنع القارى للدنيا والآخذ والمعطى اثمان.☆... اعتراض؟ جنابِ والا!
تلاوت قرآنِ کریم اور ذکر کے عوض جو کچھ لیا جائے وہ لینے والے کیلئے حرام ہے اور دنیاء کے حصول کیلئے جو تلاوت کرتا ہے یا دنیاء کے حصول کیلئے ذکر کرتا ہے وہ دونوں گنہگار ہیں جو قاری دنیا کے حصول کیلئے قرآنِ کریم کی تلاوت کرے اسے منع کیا جائے، اس صورت میں عوض دینے والا اور عوض لینے والا دونوں گنہگار ہیں۔

﴿میں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

میں (مفتی شائستہ گلؒ) کہتا ہوں! کہ یہ حرمت، ومعصیت، وگناہ، اس بات پر مبنی ہیں کہ جب متقدمین کے اس قول لایجوز الاستیجار علی الطاعات کا معنیٰ مرادی یحرم الاستیجار کیا جائے جبکہ (لایجوز الاستیجار علی الطاعات) کا معنیٰ (یحرم الاستیجار) کرنا غلط ہے کیونکہ امام محمدؒ نے اپنی کتاب مبسوط میں خود اس عبارت کا مرادی معنیٰ یوں کیا ہے۔ای لایجب الاجر، امام محمدؒ نے اسکا مرادی معنیٰ یحرم نہیں فرمایا،
سو، عدمِ وجوب جواز کے منافی نہیں۔جس طرح کہ میں نے قولِ اوّل میں بہت ساری کتابوں سے جواز کا ذکر کردیا ہے، فارجع الیہ ان شئت،

﴿وجہ دوم﴾

وجہ دوم یہ ہے

یہ کہنا (وهو عاصٍ بتلاوة والذكر لاجل الدينا ويمنع القارى للدنيا) کہ دنیا کے حصول کیلئے ذکر وتلاوت کرنے والا گنہگار ہے ایسے قاری کو تلاوت سے منع کیا جائے، یہ قول غلط و مردود ہے،

دیکھئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

☆..فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ سورہ نوح، پ ۲۹

(حضرتِ نوح علیہ السلام فرماتے ہیں)

پس میں نے اپنی قوم سے کہا، معافی مانگو اپنے رب سے، وہی اللہ معاف کرنے والا ہے، بھیجے گا اللہ تم پر موسلا دھار بارش، اور اللہ تمہاری امداد فرمائے گا مال اور بیٹوں سے، اور بنادے گا اللہ تمہارے لئے باغ، اور بنائے گا اللہ تمہارے لئے نہریں،

قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہوا کہ طاعات میں مشغول ہونا خیر و برکت اور وسعت رزق کا سبب ہوتا ہے، نیز دینا، اور اموال، واولاد، اور باغات، اور نہریں، اور مغفرت، کے حصول کیلئے استغفار پڑھنا دلیل قطعی ہے، احادیث صحیحہ، واقوالِ صحابہ کرامؓ، واقوالِ تابعین سے ثابت ہے،

وجہ سوم

تیسری وجہ یہ ہے

کہ معترض کا قول مبنی ہے طاعات پر اجارہ صریحہ کی صورت میں، جبکہ یہاں اجارہ صریحہ نہیں، سو یہ اعتراض ہی بے جا ہے، نیز میں نے "عادۃِ مستمرۃ" اور "المعروف کالمشروط" کی بحث میں خوب وضاحت کی ہے۔ فارجع الیہ ان شئت،

اعتراض

☆..فالحاصل ان ماشاع فی زماننامن قراءۃ الاجزاء بالاجرۃ وحینئذ فقد ظھر لک بطلان مااکب علیہ اھل العصر من الوصیۃ بالختمات والتھالیل (الیٰ آخرہ)

ولولاالاجرۃ ماقرء احد لاحد فی ھذ الزمان بل جعلوا قرآن العظیم کسباو وسیلۃ الیٰ جمع المال لعلمھم انھم لایذھبون الابالاجرۃ البتۃ۔

اعتراض؟ جناب والا!

اقوال سابقہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں لوگ (مرحوم کے گھر جمع ہوتے ہیں اور ایصال ثواب کیلئے) قرآن کریم کے پارے پڑھتے ہیں، جبکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے

کہ اہل عصر علماء نے (مسلمانوں کو) اس طرح وصیت کرنے سے منع کیا ہے کہ میرے لئے (میرے مرنے کے بعد) قرآن کریم کے ختم، یاذکرواذکار کیا جائے،

بلکہ (قاریوں) نے قرآن کریم کو مال کمانے اور مال ملنے کا وسیلہ بنالیا ہے، نیز اگر مال ملنے کی امید نہ ہو تو ہمارے زمانے میں کوئی بھی کسی کیلئے قرآن کریم کی تلاوت نہ کرے (پھر صاحب خانہ کو بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ) اجرت لیئے بغیر (میرے ہاں) نہیں آئیں گے۔

میں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں

وجہ اول

میں (مفتی شائستہ گلؔ) کہتا ہوں! کہ معترض کا یہ کہنا (ان ماشاع فی زمانتامن قراء ة الاجزاء بالاجرة) غلط ہے کیونکہ میں "عادۃ مستمرۃ" کی بحث میں ذکر کرآیا ہوں اس میں اجرت کی شرط نہیں، سو یہ افتراء ہے۔

وجہ دوم

کہ معترض کا یہ کہنا، (ولولاالاجرة ماقرء.. لایذھبون) غلط ہے، یہ مسلمانوں پرافتراء ہے نیز یہ قول المعروف کالمشروط پرمبنی ہے جسکے میں نے بائیس (22) جوابات دیئے ہیں شوق ہو تو المعروف کالمشروط کی بحث میں دیکھ لیجئے،

وجہ سوم

کہ معترض کا یہ قول (ظھر لک بطلان ماا کب علیه اھل العصرمن الوصیة بالختمات والتھالیل) مردود ہے۔ وصیت کے بطلان کی بحث میں، میں نے بحمدہ تعالیٰ چہار (4) جوابات دیئے ہیں۔ فارجع الیھا ان شئت، اگر تو چاہے تو اس بحث میں ملاحظہ کرلے

وجہ چہارم

☆ . مات رجل فاجلس وارثه رجلا یقرأ القران علی قبره، تکلموا فیه منھم من کره ذلک والمختارانه لیس بمکروه ویکون الماخوذ اجر فی ھذالباب قول محمد ولھذا حکی عن الشیخ ابی بکرالعیاض رضی الله عنه انه اوصیٰ عند موته بذلک ولوکان مکروھالمااوصیٰ به . ذکره الولواجی .شلبی جلد ۱ . جنازة (246)

تیجے (سوئم) کے چنے کھانا اور قبرستان میں حلوہ روٹی کا بانٹنا

سوال:-

زید کہتا ہے کہ تیجے میں جو چنے پڑھتے ہیں اور میت کو اس کا ثواب بخشتے ہیں چنے صاحب زکوۃ کو نہیں کھانے چاہئیں - یہ حق محتاجوں کا ہے - بکر کہتا ہے کہ چنے کھانے ثواب ہیں اور قبرستان میں جو حلوہ روٹیاں وغیرہ لے جاتے ہیں اور تقسیم وہاں پر کرتے ہیں اس کے واسطے کیا حکم ہے -؟

الجواب

سوئم میں جو چنے تقسیم ہوتے ہیں ان کو صاحب زکوۃ بھی کھا سکتا ہے کہ صاحب زکوۃ وہی صدقات نہیں لے سکتا جو واجبہ ہیں - نافلہ صدقات اس کے حق میں ہبہ ہیں - اور تقسیم غربا کے لیے قبرستان میں حلوا روٹی کا لے جانا اور ان کا وہاں تقسیم کرنا اگرچہ جائز تو ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ وہاں نہ لے جایا جائے کہ اس کے سبب سے اول تو قبور مسلمین کی بے حرمتی ہوتی ہے دوسرے مستحقین محروم رہ جاتے ہیں پس مناسب یہی ہے کہ ان کو شہر ہی میں تقسیم کردیا جائے -

فقط واللہ تعالی اعلم

محمد مظہر اللہ غفرلہ

امام مسجد جامع فتحپوری، دہلی

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

ولسوف یعطیک ربک فترضی

(صاحب فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں) اس میں بھی فقہاء نے کلام فرمایا،
یعنی اس میں بھی دو نظریئے ہیں،
(1) ایک نظریہ کے مطابق قبر کے پاس قاری کواس لئے بٹھاناکہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرے مکروہ ہے(منهم من كره ذٰلك)
(2) دوسرا نظریہ یہ ہے، کہ قبر کے پاس قاری کواس لئے بٹھاناکہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرے، سو یہ مکروہ نہیں،
(صاحب فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں) اس باب میں(یعنی اس مسئلہ میں)
امام محمدؒ کاقول ہی نافذ العمل ہوگا۔(ويكون المأخوذ به في هذا الباب قول محمدؒ)
(صاحبِ فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں) شیخ ابوبکر العیاض رحمت اللہ علیہ جب قریب المرگ ہوئے تو آپنے وصیت فرمائی کہ جب میری روح قفسِ عنصری سے پرواز کرجائے تو (میری قبر کے پاس قاری بٹھاناتاکہ وہ میری قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرے)
(صاحب فتاویٰ الولوالجیؒ فرماتے ہیں) کہ اگرقبر کے پاس قاری کوبٹھاکرقرآن پڑھوانا ناجائز ہوتا،تو حضرتِ شیخ ابوبکرالعیاض رحمت اللہ علیہ ایسی وصیت کیوں فرماتے،(اتنے عظیم فقیہ کا اس انداز سے وصیت کرنااس بات کی واضح دلیل ہے کہ قبر کے پاس قاری کوقرآن کریم پڑھنے کے لئے بٹھاناجائز ہے)
(۲)وقال محمد بن الحسن لايكره القراءة عند القبور لماروى عن ابن عمر رضى الله عنهما انه اوصىٰ ان يقرأعلى قبره وقت الدفن بفاتح السورة البقرة وخواتمها
شرح القاری علی الفقه الاكبر(158)☆.......صاحبِ شرح فقہ اکبرلکھتے ہیں
امام محمد بن حسنؒ فرماتے ہیں کہ قبروں کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنامکروہ نہیں،
(اپنے اس قول پردلیل دیتے ہوئے امام محمدؒ بن حسنؒ)فرماتے ہیں کہ حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وصیت فرمائی،کہ میرے دفن کے وقت سورہ بقرہ کاپہلا (رکوع)اورآخری(رکوع) پڑھا جائے،

مفتی شائستہ گل القادری (رحمت اللہ علیہ)

ترجمہ ختم شد،بروز جمعرات ۲۶راگست ۲۰۰۴ء

تقبیل الابهامین لتنویر العینین

عنداسم رسول الثقلین

رسول الثقلین ﷺ کا نام سنتے ہی آنکھوں کو منور کرنے
کیلئے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا

مصنف

مفتی اعظم سرحد

مفتی شائستہ گل رح القادری

المتوی المردانی۔ زبدۃ العارفین حضرت علامہ حجۃ الاسلام

مترجم : محمد عبدالعلیم القادری

ناظم اعلیٰ: دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

بتقبيل الابهامين لتنوير العينين
عند اسم رسول الثقلين

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى هدانا للايمان والاسلام ونورنا بتقليد افضل الائمة الاربعة اعلام، الذى بشربه الامة النبى الامى افضل الانام والصلوٰة والسلام علىٰ سيدنا محمد الذى اظهر الله تعالىٰ نبوته فى الأخر الايام، وعلى اله واصحابه بالتمام. امابعد.

فيقول المولوى الحاج شائشة گل بن العلامة الفهامة مولانا وسندنا محمد على مرحوم الساكن لندى شاه (متة) مردان صوبه سرحد باكستان عفى الله عنهما

بفضله العميم لماسمعت من بعض جهلة الائمة انكار تقبيل الابهامين عند ذكر المؤذن اسم رسول الثقلين فى الاذان رتبت مضامين الكتب وحررتها، وسميت هذه الرسالة

بتقبيل الابهامين لتنوير العينين

عنداسم رسول الثقلين

بفضل الله تعالىٰ وكرمه

ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿ ترجمہ خطبہ ﴾

جمیع حمد جمیع حامدین کی جمیع زمانوں میں ثابت ہے اللہ تعالیٰ کیلئے، وہ اللہ جس نے ہمیں ایمان واسلام کی راہوں پر چلایا، اور ہمیں ائمہ اربعہ کے تقلید سے منور کیا، وہ ائمہ اعلام جنہوں نے دین واسلام کیساتھ، غیب کی خبریں دینے والے، تمام مخلوق میں افضل رسول امی ﷺ کے امتیوں کو خوشخبریاں ہیں

درود وسلام ہو، ہمارے سردار جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر جنکی نبوت کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیھم السلام کے آخر میں ظاہر فرمایا، حضور پرنور ﷺ کی آل وتمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین پر، امابعد

(حضرت علامہ حجۃ الاسلام والمسلمین مفتی اعظم سرحد) مفتی شائستہ گل القادری بن صدر الشریعۃ مفتی محمد علی القادری رحمۃ اللہ علیھما ساکن لنڈی شاہ متہ (فرماتے ہیں) جب میں نے جاہل ائمہ (مساجد) سے یہ سنا

کہ مؤذن جب آذان دیتے ہوئے اشھدان محمدرسول اللہ کہے اور سننے والا انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے، یہ منع ہے، میں نے جب ان جہال کو اس فعلِ مستحب سے منکر پایا، اور انکار کرتے ہوئے سنا، تو میں نے اس موضوع پر کتابوں میں پھیلے ہوئے مضامین کو یکجا کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے، اور اس رسالہ کا نام رکھا،

تقبیل الابھامین لتنویر العینین
عنداسم رسول الثقلین

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کردیتا ہے

اور اللہ ہی بہت بڑا فضل وکرم کرنے والا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿صاحب کنز العمال وصاحب جامع الرموز لکھتے ہیں﴾

(1) واعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة صلی الله علیک یارسول الله وعند سماع الثانیة منها قرت عینی بک یارسول الله (ﷺ) ثم یقال اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه ﷺ یکون قائدا له الی الجنة کذا فی کنز العباد. جامع الرموز. جلد ۱. اذان. (56)

صاحب کنز العمال وصاحب جامع الرموز فرماتے ہیں،

کہ جب (مؤذن آذان پکارے تو سننے والے کیلئے) پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی الله علیک یارسول الله) اور دوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات (قرت عینی بک یارسول الله (ﷺ) کہنا مستحب ہے، پھر دونوں انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنے کے بعد یہ کلمات کہے (اللهم متعنی بالسمع والبصر)

تو حضور پرنور ﷺ (اس عمل کرنے والے اور یہ کلمات کہنے والے کو) جنت میں لیجانے والے ہونگے۔

﴿صاحب قہستانی لکھتے ہیں﴾

(تتمه)

(2) یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة صلی الله علیک یارسول الله وعند سماع الثانیة منها قرت عینی بک یارسول الله (ﷺ) ثم یقال اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه ﷺ یکون قائدا له الی الجنة کذا فی کنز العباد، قهستانی. اذان (56)

کہ جب (مؤذن آذان پکارے، تو سننے والے کیلئے) پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی الله علیک یارسول الله) اور دوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات (قرت عینی بک یارسول الله (ﷺ) کہنا مستحب ہے۔ پھر دونوں انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنے کے بعد یہ کلمات کہے (اللهم متعنی بالسمع والبصر) تو حضور پرنور ﷺ (اس عمل کرنے والے اور یہ کلمات کہنے والے کو) جنت میں لیجانے والے ہونگے۔

﴿صاحبِ شامی لکھتے ہیں﴾

ونحوه فی الفتاویٰ الصوفیة وکتاب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه عند سماع اشهد ان محمد رسول الله فی الاذان اناقائده ومدخله فی صفوف الجنة وتمامه فی حاشیة البحر للخیر الرملی عن المقاصد الحسنة للسخاوی وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا الشئ ونقل بعضهم ان القهستانی کتب علیٰ هامش نسخة ان هٰذا مختص بالاذان واما فی الاقامة فلم یوجد بعد الاستقصاء التام والتبع .شامی ،جلد ۱ .اذان،(۲۶۷)

اس طرح فتاویٰ صوفیہ میں اور کتاب الفردوس میں ہے،جس نے (بوقتِ آذان مؤذن سے یہ کلمات)''اشهد ان محمد رسول الله'' سنے،اور سنکر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھے،(تو حضور پرنور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے)میں اسے جنت میں لیجانے والا ہوں،اور اسکا مدخل صفوفِ جنت میں ہے،

علامہ خیر رملیؒ نے بحر کے حاشیہ میں مقاصدِ حسنہ سے بتمامہ تحریر کیا ہے،

حضرت جراحی نے بھی اس مسئلے کو نہایت طویل طریقہ سے ذکر کیا ہے البتہ انہوں نے کہا ہے کہ اس بارے میں کوئی مرفوع حدیث نہیں آئی،نیز بعض علماء نے نقل کیا ہے'' علامہ قہستانیؒ نے ایک کتاب کے حاشیہ پر لکھا ہے،کہ ان کلمات کا کہنا اور انگوٹھوں کو چومنا صرف آذان سے مختص ہے،

﴿صاحبِ طحطاوی لکھتے ہیں﴾

WWW.NAFSEISLAM.COM

(فائدہ)

(3)ذکر القهستانی عن کنز العباد انه مستحب ان یقول عند سماع الاولیٰ من الشهادتین للنبی ﷺ صلی الله علیک یارسول الله وعند السماع الثانیة قرة عینی بک یارسول الله ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ابهامیه علی عینیه فانه ﷺ یکون قائدا له الیٰ الجنة وذکر الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی الله عنه ،رفوعا من مسح العینین بباطن انملة السبابتین بعد تقبیلهما عند قول المؤذن اشهد ان محمد رسول الله وقال اشهد ان

محمداعبده ورسوله ،رضيت بالله ربا،وبالاسلام دينا ،بمحمد نبيا ،حلت له شفاعتي .وكذا روى عن الخضر عليه السلام .ومثله يعمل في الفضائل ،طحطاوى المراقي. اذان .(32)عباد،قهستاني. اذان (56)

علامہ قہستانی کنز العباد سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

کہ جب (مؤذن آذان دے تو سننے والے کیلئے) پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی الله علیک یارسول الله)اوردوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات (قرت عینی بک یارسول الله (ﷺ) کہنا مستحب ہے۔پھر دونوں انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنے کے بعد یہ کلمات کہے(اللهم متعني بالسمع والبصر) توحضور پرنور ﷺ (اس عمل کرنے والے اور یہ کلمات کہنے والے کو) جنت میں لیجانے والے ہونگے۔

علامہ دیلمیؒ نے فردوس میں حضرتِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث نقل کی ہے جوحدیث مرفوع ہے،لکھتے ہیں،کہ (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایاہے،کہ جب مؤذن آذان میں یہ کلمہ پکارے)

"اشهد ان محمد رسول الله" (اورسامع سنکر) شہادت کی انگلیوں کے پوروں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنے کے بعد (یہ کلمات کہے)

"اشهد ان محمداعبده ورسوله ،رضيت بالله ربا،وبالاسلام دينا ،بمحمد نبيا "تو وہ میری شفاعت کا مستحق ہوگیا،اسی طرح حضرتِ خضر علیہ السلام سے مروی ہے،فضائل میں اسی طرح عمل کیاجاتاہے۔

علامہ عبدالحی رحمت اللہ علیہ مجموعۃ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں

سوال

(4) ناخنہا ہردودست برچشم نہادن ہنگام شنیدن نامِ سرورِ کائنات ﷺ درآذان چہ حکم دارد جنابِ والا! آذان کیوقت جب کوئی حضور پرنور ﷺ کانام مبارک سنے اور سنتے ہی دونوں انگوٹھوں کو چوم کراپنی آنکھوں پر رکھے سواس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: بعضِ فقہاء مستحب نوشتہ اند وحدیثی ہم دریں درباب نقل میسازند،مگر صحیح نیست،ودر امر مستحب فاعل وتارک ہردوقابل ملامت وتشنیع نیستند درجامع الرموزمی آرد،

اعلم انه يستحب ان يقال عندسماع الاولیٰ من الشهادة صلی الله علیک یارسول الله وعندسماع الثانیة قرة عینی بک یارسول الله،ثم یقال اللهم متعنی بالسمع والبصر بعدوضع ظفر الیدین علی العنین فانه صلی الله علیه وسلم یکون قائدا له الی الجنة، کذافی کنز العباد،مجموعة الفتاویٰ عبدالحی جلد3صفحه 42

علامہ عبدالحیؒ جواب میں لکھتے ہیں، کہ بعض فقہاء نے اس عمل کومتحب لکھاہے،اوراس مسئلہ میں دلیل کے طورپراحادیث بھی نقل کرتے ہیں،مگروہ احادیث صحیح نہیں،نیزفعلِ مستحب میں عامل وتارک قابلِ ملامت ومذمت نہیں،ہاں جامع الرموز میں لکھاہواہے کہ جب (مؤذن آذان پکارے توسننے والے کیلئے) پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی الله علیک یارسول الله) اوردوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات (قرت عینی بک یارسول الله ﷺ) کہنامستحب ہے۔پھردونوں انگوٹھوں کوآنکھوں پررکھنے کے بعدیہ کلمات کہے (اللهم متعنی بالسمع والبصر) توحضور پرنورﷺ (اس عمل کرنے والے اوریہ کلمات کہنے والے کو) جنت میں لیجانے والے ہونگے۔

(5) نبی کریم ﷺ کانام مبارک سنکراپنے انگوٹھے چوم کرآنکھوں پرملنا مستحب ہے۔

(1) یہ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔

(2) سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(3) سیدناخضرعلیہ السلام سے منقول ہے۔

﴿حضرتِ اسماعیل حقی رحمت اللہ علیہ تفسیرروح البیان میں فرماتے ہیں﴾

نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا جوشخص (میرانام سنکرناخنوں کوچوم کراپنی آنکھوں پرملے گا) قیامت کے دن میری شفاعت اسکے لئے لازم ہوگی،نیزوہ کبھی اندھانہ ہوگانہ اسکی آنکھیں دکھیں گی، بلکہ اس عمل سے بہت سارے نابینا ،بیناہوگئے،

روح البیان جلد۷۔مطبوعہ مصرواستنبول۔(۲۲۹)

(6) تفسیر بحرالعلوم اورتفسیرابی طالب مکی میں لکھاہواہے

کہ جب سیدناآدم علیہ السلام جنت میں تھے،سوجنابِ سیدنامحمدرسول اللہﷺ کے دیدار کے مشتاق ہوئے،اللہ جل جلالہ نے آپکی طرف وحی فرمائی کہ (انکانور) آپکے پشت میں ہے،انکاظہورزمانہ آخرمیں ہوگا،سواللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کانور حضرتِ آدم علیہ

السلام کے انگشت میں ظاہر فرمایا تو اس نور نے تسبیح پڑھنا شروع کی،

دوسری روایت میں ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب ﷺ کے جمال مبارک کا نقش سیدنا آدم علیہ السلام کے ناخنوں میں ظاہر فرمایا تو حضرتِ آدم علیہ السلام نے انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر مس کیا،

سو آدم علیہ السلام کیلئے یہی اصل ٹھہرا، حضور پرنور ﷺ کو جبریل علیہ السلام نے جب اس واقعہ کی خبر دی، تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا، جو شخص (بوقتِ آذان) میرا نام سنکر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر ملے گا وہ کبھی نابینا نہ ہوگا

﴿حضرت محدث دیلمی شرویہ متوفی ۹ رجب المرجب ۵۰۹ھ﴾
اپنی شہرہ آفاق کتاب الفردوس میں لکھتے ہیں

۷۔ من قبل ظفری ابھامیہ عند سماع اشھد ان محمد رسول اللہ فی الاذان اناقائدہ و مدخلہ فی صفوف الجنۃ.

جس نے (بوقتِ آذان مؤذن سے یہ کلمات) ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' سنے، اور سنکر اپنے انگوٹھوں کے ناخوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھے، (تو حضور پرنور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے) میں اسے جنت میں لیجانے والا ہوں، اور اسکا مدخل صفوفِ جنت میں ہے،

☆۔۔ حضرت حافظ الحدیث یحیٰ بن مندہ رحمت اللہ علیہ محدث دیلمی صاحب فردوس رحمت اللہ علیہ کے بارے میں اپنے تأثرات قلم بند کرتے ہیں۔

کہ جوانی زیرک وحُسن خُلق درمذہب سنت متصلب (سخت) است واعتزال دور، فرماتے ہیں کہ محدث دیلمیؒ وہ عظیم وباکمال شخصیت ہیں کہ جوانی کا عالم ہے تو جوانی میں نہایت سمجھدار، اخلاق میں سب سے زیادہ خلیق، مذہب ودین کے حوالے سے (نبی کریم ﷺ کے) سنتوں کے سخت پابند، اور اعتزال سے ہمیشہ دور تھے۔

﴿صاحبِ ردالمحتار لکھتے ہیں﴾

(۸) یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشھادۃ صلی اللہ علیک یارسول اللہ وعند سماع الثانیۃ منھاقرت عینی بک یارسول اللہ (ﷺ) ثم یقال اللھم متعنی بالسمع و البصر بعد وضع ظفری الابھامین علی العینین فانہ ﷺ یکون

قائدا له الى الجنة.

رد المحتار مطبوعة مصری جلد ا ۔اذان ۔(370) مصنفہ (1249) ابن العابدین المولود (1198) المتوفی ۱۲۵۲ھ وطحطاوی المراقی مصری (111) وجامع الرموز ومحیط وخزانة الروایات و کنز العباد ومقدمة الصلوٰة وتهذیب الصلوٰة وغیره۔

﴿صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں﴾

کہ جب (مؤذن آذان پکارے تو سننے والے کیلئے) پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی الله علیک یارسول الله) اور دوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات (قرت عینی بک یارسول الله ﷺ کہنا مستحب ہے۔ پھر دونوں انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنے کے بعد یہ کلمات کہے (اللهم متعنی بالسمع والبصر) تو حضور پرنور ﷺ (اس عمل کرنے والے اور یہ کلمات کہنے والے کو) جنت میں لیجانے والے ہونگے۔

﴿صاحب خزانة الروایات لکھتے ہیں﴾

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

اشعار مولانا رومی در مثنوی

بود در انجیل نام مصطفیٰ ﷺ   آں سرِ پیغمبراں بحرِ صفا

حضورِ پرنور ﷺ کا اسمِ گرامی انجیل میں موجود ہے، حضورِ پرنور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار، و بحرِ صفا ہیں۔

بود ذکر حلیہ ہا شکل او   بود ذکر غزو صوم و اکل او

اسی تورات میں حضورِ پرنور ﷺ کے حلیہ شریف، اوصافِ جسمانیہ، جہاد، وروزہ، اکل وشرب، کا ذکر بتمامہ موجود ہے۔

طائفہ نصرانیاں بہرِ ثواب   چوں رسید ندے بداں نام وخطاب

بوسہ داندے بداں نام شریف   رونہادندے بداں وصفِ لطیف

نسل ایشاں نیز ہم بسیار شد   نورِ احمد ناصر آمد یار شد

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے امتی (تورات کو پڑھتے پڑھتے) جب حضور پرنور ﷺ کے نام مبارک (اوراس قوم کو تورات میں اللہ جل جلالہ کی جانب سے حضور پرنور ﷺ کے مبعوث ہونیکی، جو بشارتیں دیں گئیں تھیں، اس مقام) تک پہنچے تو انہوں نے حضور پرنور ﷺ کے نام مبارک کو بوسے دئے، اور اللہ جل جلالہ نے جس لطیف انداز سے اپنے محبوب ﷺ کے اوصافِ جمیلہ بیان فرمائے تھے اس مقام پر ازروئے محبت وادب واحترام اپنا منہ رکھتے تھے اس محبت وادب واحترام کا صلہ انہیں دنیا میں یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے انکی نسل میں اضافہ فرمایا نیز، نور مصطفیٰ ﷺ انکے ہر معاملے میں مددگار ثابت ہوا۔

وآں گروہِ دیگر از نصرانیاں   نام احمد داشتندے مستہاں

مستہاں خوار گشتند آں فریق   گشتہ محروم از خود شرط طریق

جبکہ اسی امت کا ایک بدبخت گروہ ایسا تھا، جو نامِ نبی ﷺ کے احترام سے محروم تھا، وہ گروہ جنکے قلوب محبتِ رسول ﷺ واحترام رسول ﷺ وادب رسول ﷺ سے خالی تھے، بلکہ انکے دلوں میں بجائے محبت کے عداوت نے جگہ لی اور وہ گستاخانہ نظروں سے اس نامِ مقدس کو دیکھنے لگے، سوانکو دنیا میں تو یہ سزا ملی، کہ

(1) انکے عقائد خراب ہوگئے

(2) وہ گروہ ذلیل وخوار ہوا

(3) اپنے دین و مذہب سے بھی محروم ہوگئے

نامِ احمد چوں چنین یاری کند   تا کہ نورش چوں مددگاری کند

سوائے مسلمانوں جب حضورِ پرنور ﷺ کا نامِ مقدس اس انداز سے (دوسری امتوں کیساتھ) مدد کرتا ہے، تو سوچو کہ سرکارکائنات ﷺ کے نور کی مدد کا کیا عالم ہوگا۔

آج لے انکی پناہ آج مدد مانگ ان سے   پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خانؒ ازقبیلہ بڑھیچ قندہاری افغانی ثم بریلوی، مترجم)

نامِ احمد چوں حصارے شد حصیں   تاچہ باشد ذاتِ آں روح الامین

جب حضورِ پرنور ﷺ کا صرف نام مبارک ہی ایسا عظیم قلعہ ہے جس میں ہرطرح حفاظت ملتی ہے تو پھر وہ ذات جو روح الامین ہے کی امداد کا کیا عالم ہوگا۔

حضرتِ مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ

جنکا سلسلہ نسب ستائیس (27) واسطوں سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے جنکی ولادت ۱۴ر شوال المکرم 971ھ میں ہوئی، متوفی ۲۸ر صفر المظفر 1034ھ آپ سلاسل اربعہ، میں مُجاز تھے، احمد حسین امرہوی، ثم حیدرآبادی نے جواہر مجددیہ کے صفحہ 75 پر آپ کے عملیات میں سے لکھاہے،

کہ آپ (یعنی مجدد الفِ ثانی رحمت اللہ علیہ کا معمول تھا) جب (مؤذن سے) آذان میں حضور ﷺ کا نام مبارک سنتے تو دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھتے۔

مجدد الفِ ثانیؒ کے داداپیر مولوی الشاہ عبدالقدوس گنگوہی قادری چشتی رحمت اللہ علیہ متوفی ۲۳ر جمادی الاخریٰ بروزِ شنبہ نے مجموعہ خطیب ص 206 خطبہ چہارم، شوال، میں انگوٹھے چومنے کا مسئلہ بحوالہ کتب معتبرہ تفصیلا ذکر فرمایاہے، اسکے آخر میں ایک سوال کا جواب بھی دیاہے،

سوال؟ مخالفین کہتے ہیں کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ متوفی 911ھ نے تیسیر المقال اور درالمنتشرہ میں لکھاہے، کہ انگوٹھے چومنے کے تمام احادیث موضوع ہیں۔

جواب! یہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ پر صریح بہتان وجھوٹ ہے، کیونکہ بعض محدثین وفقہاء کرام فرماتے ہیں۔

(1) کہ یہ حدیث حسن ہے،

(2) بعض کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے،

(3) بعض کہتے ہیں، یہ فعل سنت ہے۔

(4) بعض کہتے ہیں یہ فعل مستحب ہے

حضرتِ علامہ ابوالفیض محمد عبداللہ دہلوی نے فیض الاسلام فی تردید زینۃ الاسلام کے صفحہ (283) سے صفحہ (264) تک چھتیس کتب کے حوالوں سے،

مولانا غلام دستگیر قصوری کی کتاب تحفہ دستگیری کی سند سے،

اورمولانا مولوی ابوالحسن حسن صاحب متوفی ۱۳۰۱ھ کاکوری لکھنوی نے تفریع الاولیاء

مولانا مولوی عبدالغفار مرحوم مفتی عدالتِ گوالیار نے نورالعینین ۱۳۰۸ھ مطبوعہ مجتبائی،

حضرتِ علامہ الحاج مولانامولوی اعلیحضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضاخان صاحب القادری ازقبیلہ بڑھیچ قندہاری افغانی مجددمائۃ حاضرہ ثم بریلوی رضی اللہ عنہ نے منیرالعینین میں

حضرت پیرمہرعلی شاہ صاحب چشتی گولڑوی رحمت اللہ علیہ نے ملفوظات طیبہ میں ص۲۲،

حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب مناظراہلسنت نے، نیزحضرت مولانا مولوی الحاج مفتی احمدیارخان اوجھانوی بدایونی ثم گجراتی رحمت اللہ علیہ نے اپنی کتاب جاء الحق میں

(ان تمام علماء نے آذان کیوقت انگوٹھے چومنے کومستحب لکھاہے)

اورحضرتِ علامہ ابن حجرمکیؒ
نے کتاب تحفہ میں لکھاہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

ومن شرط العمل بالحديث الضعيف ان لايشتد ضعفه وحديث الديلمى ليس فيه شدة الضعف كماسيأتى اعتضاضه قريبا بل صح رفعه الى الصديق الاكبر رضی اللہ عنہ

حضرتِ علامہ ابن حجرمکیؒ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ضعیف حدیث پرعمل کرنے کی

حضرت امام الشیخ الرداد محدث

اپنی کتاب موجبات الرحمت میں لکھتے ہیں

واذاثبت رفعه الى الصديق الاكبر فيكفى للعمل لقوله عليه الصلوٰة والسلام، عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين من بعدى فثبت انه مندوب فضلا من انى يكون بدعة، موجبات الرحمة.

امام الشیخ الرداد محدث رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اس حدیث کی رفع جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے تو عمل کیلئے کافی ہے کیونکہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا ہے،تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنتوں کی پیروی کرنالازم ہے

اسی طرح کتاب فتح المبین شرح الاربعین میں مکتوب وموجود ہے

(19) اسی طرح حضرت علامہ رملی محدث نے کتاب نہایۃ شرح منہاج نووی میں تصریح فرمائی ہے۔

(20) امام سخاوی علیہ الرحمۃ نے تائیدات کثیرہ اورروایات قویہ سے حدیث تقبیل ابہامین کوقوت دی ہے،

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

سوانکا) عمل ہمارے لئے حجت ہے یہی کافی ہے،سواس حدیث کوموضوع کہنا جہالت، اورضلالت،اور جسارت،اور بہتان صریح ہے۔

(23)اسی طرح یہ مسئلہ علامہ فقیراللہ بن عبدالرحمٰن اتاسی جلال آبادی کی کتاب قطب الارشادمیں موجود ہے۔

(24)نیز حافظ عبدالکریم دہلوی قادری کی کتاب ہدایۃ الحرمین میں بھی موجود ہے۔

(25)نیز مفتی سیدعبدالفتاح حسینی قادری نے جامع الفتاویٰ میں لکھاہے۔حررالروایات المذبورہ محمدعبدالعزیز ،نزیل لاہور،

صاحبِ مقدمۃ الصلوٰۃ لکھتے ہیں

(26)قال النبیﷺ من سمع الاذان فقبل ظفری ابهاميه ومسح على عينيه فاناطالبه فی صفوف القيامة وقائده الى الجنة .مقدمة الصلوٰة.

حضورِ پرنورﷺ فرماتے ہیں جس نے آذان سنی اوردونوں انگوٹھوں کوچوم کراپنی آنکھوں پر مسح کیئے، میں قیامت کےدن اسے صفوں میں تلاش کروں گا اورجنت میں داخل کروں گا

صاحبِ نورالہدیٰ لکھتے ہیں

(27) چوں نام نبیﷺ اندرون آذان بشنود،وظفری ابہام بوسیدہ بردوچشم نہد۔

آذان میں جب حضورِ پرنورﷺ کانام سنے توسننے والا اپنے دونوں انگوٹھوں کوچوم کر دونوں آنکھوں پررکھے۔خزینۃ الروایات ثم نورالھدیٰ،(25)

(28) فلما انتصب ادم علیه السلام علی قدمیه رای فی الهواء کتابة تتلالاء كالشمس نصها لااله الا اله محمدرسول الله ففتح فاه حينئذ ادم فاه وقال اشكرك ايها الرب لانك تفضلت فخلقتنی ولكن اضرع اليك ان تنبأنی سامعنی هذه الكلمات محمدرسول الله،فاجاب الله تعالىٰ مرحبا بك ياعبدی آدم عليه السلام وانی اقول لك انك اول انسان خلقته هذا الذی رأيته انما هوابنك الذی سيأتی الى العالم بعد الان بسنين عديدة ويكون رسولی الذی لاجله خلقت كل الاشياء الذی متی جاء سيعطی نورالعالم الذی كانت نفسه موضوعة فی بهاء السماء ستين الف سنة قبل ان اخلق شيئا وضرع ادم عليه السلام الى الله تعالى

قالاً یارب هبنی هذهِ الکلمات علی ابهامی علی ظفری ابهام الید الیمنی امانصه لااله الا اللـه وعلی ظفر ابهام الید الیسری مانصه محمدرسول الله،فقبل الانسان الاول هـذه الکلمات ومسح علی عینیه وقال بورک ذلک الیوم الذی سیأتی فیه الی العـالـم .انـجـیل بـرنـبـاس ،متـرجم ،فصلِ تـاسع وثلاثون (60.61)مترجم کورخیل ،سعادة ومقدم ناشرة السیدمحمود رشیدرضاء مطبوعه مصر .

ترجمہ:(اللہ جل جلالہ نے جب آدم علیہ السلام کے جسمِ مبارک کومکمل فرماکرروح پھونکی) اورسیدنا آدم علیہ السلام اپنے پیروں پرکھڑے ہوئے توفضاؤں میں سورج کی طرح چمکتا ہوا خط دیکھا،جس پرلکھاہواتھا(لااله الا الله محمدرسول الله)اسی وقت حضرتِ آدم علیہ السلام نے اپنامنہ(مبارک)کھولااورکہنے لگے(یاالله)میں تیرا شکرادا کرتاہوں،کہ تونے مجھے اپنے فضل وکرم سے پیدافرمایا،یااللہ میں تیری بارگاہ اقدس میں التجاء کرتاہوں،مجھے ان کلمات (لااله لا الله محمدرسول الله)کے معنیٰ ومطالب سے آگاہ فرمادے(تواللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا)مرحبا(خوش آمدید)اے پیارے بندے آدم(علیه السلام) توانسانوں میں میرا پہلا بندہ ہے جسے میں نے پیدافرمایا(اورجسکے بارے میں تونے مجھ سے پوچھا)جسے تونے دیکھا یہ تیری اولادسے ہیں،جنکاعنقریب ظہورہونے والاہے یہ میرے وہ رسول(ﷺ) ہیں جنکی وجہ سے میں نے تمام اشیاء کو پیدا کیا، جب انکا ظہورہوگا توساٹھ ہزار سال قبل آسمان کی بلندیوں میں جونور(آسمانوں اور زمینوں کو منورکرنے کیلئے)وضع کیاگیاتھا (تب اس نور) سے زمین وآسمانوں کومنور کیا جائے گا،سو(حضرتِ آدم علیہ السلام)نے بارگاہِ رب العٰلمین میں عرض کیا پروردگار،ان کلمات کو میرے دونوں انگوٹھوں میں ظاہرفرما،سودائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن میں لااله الا لله کاظہور ہوا،اوربائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن میں محمدرسول الله (ﷺ) کاظہورہوا،سو(حضرتِ آدم علیہ السلام نے)ان کلمات کوچوما اوراپنی آنکھوں پررکھا نیز وہ دن جو آنے والاہے نہایت مبارک ہے۔

میں(مفتی شائستہ گلؒ) کہتاہوں،

اس حدیث کی رفع سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک(عمل کیلئے) کافی ہے۔

کیونکہ حضورِپرنورﷺ کافرمان ہے کہ میری اورمیرے خلفاء راشدین کی سنت کولازم

پکڑو، (اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ بلاریب حضور پرنور ﷺ کے خلیفہ اول ہیں سوانکا) عمل ہمارے لئے حجت ہے یہی کافی ہے، سواس حدیث کوموضوع کہنا جہالت، اور ضلالت، اور جسارت، اور بہتانِ صریح ہے۔

لہٰذا جب (مؤذن آذان پکارے تو سننے والے کیلئے) پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی اللہ علیک یارسول اللہ) اور دوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات (قرت عینی بک یارسول اللہ (ﷺ) کہنا مستحب ہے۔ دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا فعلِ مستحب ہے، بدعت نہیں۔ هذا وماتوفيقي الابالله العلى العظيم

صنفه وحرره

مفتی اعظم سرحد

مفتی شائستہ گل القادری (رحمت اللہ علیہ)

الحمد للہ کہ اس رسالے کا ترجمہ بھی آج بروز ہفتہ بتاریخ ۲۸/ اگست ۲۰۰۴ء مکمل ہوا

(نذرانۂ عقیدت، مترجم)

انگوٹھے چوم کر زندہ کر سنتِ صدیق رض کو
دخولِ جنت چاہئے توکُن وسیلہ حضرتِ صدیق رض کو

الفقیر الی اللہ محمد عبدالعلیم القادری عفی عنہ محب صحابہ رض واہلبیت رض

ناظم اعلیٰ:

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی ۲۵ پاکستان

WWW.NAFSEISLAM.COM

استغاثہ

ہر طرح سے میں فدا ہوں یارسول اللہ ﷺ
آپکے در کا میں گدا ہوں یارسول اللہ ﷺ

بلاوا ہو، بلاوا ہو، بلاوا یارسول اللہ ﷺ
دن رات تڑپ رہا ہوں یارسول اللہ ﷺ

عرصہ گذر گیا دیدارِ روضہ اطہر کو
ہر طرف سے مبتلائے ابتلا ہوں یارسول اللہ ﷺ

نظر آتے ہیں گنبد خضرا پہ وہ نور کے جلوے
دیدار کیلئے پھر تڑپ رہا ہوں یارسول اللہ ﷺ

عقیدت کی شمع ،دل میں فروزاں ہے
قادری طریقت، محبّ اصفیا ہوں یارسول اللہ ﷺ

فرشتے قبر میں آئیں تو میں محزون نہ ہونگا
سرکار کی آمد ہے انتظار میں کھڑا ہوں یارسول اللہ ﷺ

عطا ہو جب نامۂ اعمال یارسول ﷺ
قدموں میں آ پڑا ہوں یارسول اللہ ﷺ

دیکھے مجھے شعوب قدموں میں رسولؐ کے
ناز کروں گا کہ میں امتی ادنیٰ ہوں یارسول اللہ ﷺ

صدائے خادم دیں لیل و شب در موسمِ باراں
بارانِ رحمت کن کہ بھرپور از خطا ہوں یارسول اللہ ﷺ

مستغیث محمد عبد العلیم القادری ۔ پیر ۴ اکتوبر ۲۰۰۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

اظہارِ تشکر

وہ علماء کرام جنہوں نے میرے ساتھ اس کتاب کے پروف ریڈنگ ،ودیگر معاملات میں مددوی کا تہہ دل سے مشکور وممنون ہوں خصوصا مولانا عبداللہ قادری، مولانا تصور حیات قادری، مولانا عبدالغفور، مولانا دوست محمد القادری ،دعا ہے اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا علماء کو اس عظیم کارِ خیر

کا اجرِ عظیم عطا فرمائے آمین، بجاہ سید المرسلین، یارب العلمین۔

مترجم کی وضاحت

معاون کتب برائے ترجمہ

عربی، پشتو سے اردو میں ترجمہ کرتے وقت میں نے درجہ ذیل کتب سے

اعانت حاصل کی

کنز الایمان ،

مترجم (الشاہ احمد رضا خان افغانی از قبیلہ بڑھیچ قندہار افغانستان ثم بریلوی رحمت اللہ علیہ)

مراۃ المصابیح،

مصنف، حضرت علامہ مفتی احمد یار خان گجراتی رحمت اللہ علیہ

شواہد الحق ،

مصنف

علامہ یوسف النبہانی رحمت اللہ علیہ

مترجم، حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتھم العالیہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

خطبۂ جمعہ

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰانَا اللّٰہُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّۃُ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۚ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ حَیًّا قَیُّوْمًا عَالِمًا قَدِیْرًا مُدَبِّرًا سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۚ

وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَنُکَبِّرُہٗ تَکْبِیْرًا ۚ

وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلَی النَّاسِ کَآفَّۃً بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًاo صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًاo

اَمَّا بَعْدُ.. فَیٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ لَکُمْ مَعَالِمَ فَانْتَھُوْٓا اِلٰی مَعَالِمِکُمْ وَاِنَّ لَکُمْ نِھَایَۃً فَانْتَھُوْٓا اِلٰی نِھَایَتِکُمْ فَاِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ بَیْنَ مَخَافَتَیْنِ بَیْنَ اَجَلٍ قَدْ مَضٰی لَا یَدْرِیْ مَا اللّٰہُ صَانِعٌ بِہٖ ۚ وَبَیْنَ اَجَلٍ قَدْ بَقِیَ لَا یَدْرِیْ مَا اللّٰہُ قَاضٍ فِیْہِ ۚ فَلْیَتَزَوَّدِ الْعَبْدُ مِنْ نَفْسِہٖ لِنَفْسِہٖ وَمِنْ حَیَاتِہٖ لِمَوْتِہٖ وَمِنْ شَبَابِہٖ لِکِبَرِہٖ وَمِنْ دُنْیَاہُ لِاٰخِرَتِہٖ فَاِنَّ الدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَاَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ ۚ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ

مَابَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ مُسْتَعْتَبٍ وَلَا بَعْدَ الدُّنْيَا دَارٌ اِلَّا الْجَنَّةُ اَوِ النَّارُ
اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَکُمْ مِسْکِیْنٌ ابْنُ اٰدَمَ اَیُّ
مِسْکِیْنٍ ۔ ثِیَابُهٗ کَفَنٌ وَمَرْکَبُهٗ جَنَازَةٌ وَمَنْزِلُهٗ لَحَدٌ وَفِرَاشُهٗ
تُرَابٌ ۔ بَیْتُهٗ خَرَابٌ وَوَلَدُهٗ یَتِیْمٌ وَمَالُهٗ مَقْسُوْمٌ
وَعَلَیْهِ الْحِسَابُ ۔ اِعْلَمُوْا اَنَّ الدُّنْیَا اَوَّلُهَا بُکَاءٌ وَاٰخِرُهَا فَنَاءٌ
وَعَاقِبَتُهَا تُرَابٌ ۔ حَلَالُهَا حِسَابٌ وَحَرَامُهَا عَذَابٌ وَشُبْهَاتُهَا
عِتَابٌ ۔ اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ اَیْنَ الْمُلُوْکُ الْمَاضِیَةُ وَالْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُوْنَ ۔
مَالَکُمْ لَا تَنْظُرُوْنَ اِلَیْهِمْ وَلَا تَعْتَبِرُوْنَ ۔ فَاجْتَهِدُوْا فِی الطَّاعَاتِ ۔
اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ
نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ○ وَنَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا
رَبُّکَ ۔ قَالَ اِنَّکُمْ مّٰکِثُوْنَ ○ لَقَدْ جِئْنٰکُمْ بِالْحَقِّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَکُمْ
لِلْحَقِّ کٰرِهُوْنَ ○ اَمْ اَبْرَمُوْا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ○ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ
سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَکْتُبُوْنَ ○

اس خطبہ کے بعد تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائے

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور پھر دوسرا خطبہ شروع کرے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ
عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ
یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ۔ وَنَشْهَدُ اَنْ
لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ ۔ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

وَرَسُوْلُهٗ ۔صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۔
وَعَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ وَعَلٰی سَائِرِ
مَنْ اٰمَنَ بِااللّٰہِ وَرُسُلِہٖ خُصُوْصًا عَلٰی خَیْرِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ
وَالْمُرْسَلِیْنَ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی
مُزَیِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِحْرَابِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَابْنِ الْخَطَّابِ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی کَامِلِ الْحَیَاءِ وَالْاِیْمَانِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی اَسَدِاللّٰہِ الْغَالِبِ
اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلَی
الْاِمَامَیْنِ الشَّہِیْدَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ
عَبْدِاللّٰہِ الْحُسَیْنِ ۔ وَعَلٰی اُمِّہِمَا سَیِّدَۃِ النِّسَاءِ فَاطِمَۃَ الزَّہْرَآءِ
بِنْتِ رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَی الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃِ
وَسَائِرِفِرَقِ الْمُہَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ ۔وَالتَّابِعِیْنَ الْاَبْرَارِ۔رِضْوَانُ
اللّٰہِ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ عِبَادَاللّٰہِ ۔ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ ۔اِنَّ اللّٰہَ
یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْہٰی عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ ۔وَلَذِکْرُاللّٰہِ اَکْبَرُ ۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَاتَصْنَعُوْنَ ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

خطباء کیلئے آخر میں خطبہ کا اضافہ کیا
نماز جمعہ کے بعد فقیر کو دعاؤں میں یاد فرمائیں
الفقیر الی اللہ محمد عبدالعلیم القادری
ناظم اعلیٰ:
دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی

﴾شجرہ قادریہ غفوریہ﴿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خداوندا تو ذات کبریا کیواسطے

رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کیواسطے

التجا کرتا ہوں تجھ سے یا الٰہ العٰلمین

کھول دے مشکل علی مرتضیٰؓ کیواسطے

شیخ حسنؒ بصری کا نام لاتا ہوں شفیع

شیخ حبیب عجمیؒ پیرِ ہدیٰ کیواسطے

طاقتِ علم وعمل دے یا الٰہ العٰلمین

حضرتِ داوٗدؒ طائی رہنما کیواسطے

حضرتِ معروف کرخیؒ کیلئے تو رحم کر

شیخ عبد اللہؒ سری اولیاء کیواسطے

یاالٰہی دے مجھے شوق وصالِ احمدی

شیخ جنیدؒ بغدادی بے ریا کیواسطے

یاالٰہی دین ودنیا میں میرا دل شاد کر

شیخ شبلیؒ سے نور وصفا کیواسطے

شاد کر مجھ کو الٰہی غم زدہ ہوں بے نوا

شیخ عبدالواحدؒ تمیمی رہنما کیواسطے

حوضِ کوثر دے مجھے اور قرب ختم المرسلین

بوالفرح طرطوسؒ معین اصفیا کیواسطے

شیخ ابوالحسنؒ ہنکاری جمالِ اولیاء
شیخ ابوسعید مبارکؒ مقتدا کیواسطے

دل کو روشن کر طفیلِ غوثِ اعظمؒ باصفا
قبلہ حاجات کعبہ مدعا کیواسطے

فضل کر مجھ پر طفیلِ شاہِ دولہؒ باکمال
شیخ شاہ منورؒ مقبولِ خدا کیواسطے

دین و دنیا کا وسیلہ کن ہمارے سب لئے
شیخ شاہ عالمؒ جمالِ اتقیا کیواسطے

شیخ احمدؒ ملتانی دو جہاں کے دستگیر
شیخ جنیدؒ پشاوری کمالِ اصفیا کیواسطے

یاالٰہی کر مجھے محبوب اپنا بے ریا
شیخ محمد صدیقؒ بشاونی اولیاء کیواسطے

دور کر مجھ سے الٰہی غم الم روزِ جزا
شیخ محمد عمر الٰہیؒ ذوا العطاء کیواسطے

بخش دے اپنی محبت یا الٰہ العٰلمین
شیخ محمد شعیبؒ کمالِ اولیاء کیواسطے

آرزو کرتا ہوں تجھ سے یاغفور المذنبین
شیخ عبدالغفورؒ سراجِ اولیاء کیواسطے

روشنی دے دل میرے کو یارشید المرشدین
شیخ عبدالوہابؒ مرشد اولیاء کیواسطے

دور کر ظلمت ہماری دو جہانوں کیلئے
شیخِ ما عبد الحنانؒ پُر صفا کیواسطے

فیض دے مجھ کو الٰہی دین و دنیا میں تمام
شیخ جلال الدینؒ جلالِ اولیاء کیواسطے

یا الٰہی کر عطا مجھ کو رضائے احمدی
شیخ عبد السبحان شمس الاولیاء کیواسطے

علم و عرفان سے منور کر قلوبِ مسلمین
شیخ عبد العلیم خادم اولیاء کیواسطے

بخش دے میرے معاصی یا الٰہی در جہاں
بر طفیل ان اولیاء و اصفیا کیواسطے

﴿وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین﴾

اللھم صل علی محمد و آلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ
اللھم صل علی محمد و آلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ
اللھم صل علی محمد و آلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ
اللھم صل علی محمد و آلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ
اللھم صل علی محمد و آلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ
اللھم صل علی محمد و آلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ
اللھم صل علی محمد و آلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ﷺ

خطوط

پیر صاحبؒ کے نام محمد علی جناح کے خطوط

مرکزی دفتر
آل انڈیا مسلم لیگ دریا گنج دہلی کیمپ دہلی
۱۸۔ نومبر ۱۹۴۵ء

پیارے سجادہ نشین صاحب۔

مجھے آپ کا ۱۲۔ نومبر ۱۹۴۵ء کا لکھا ہوا خط ملا۔ جس پر میں آپ کا مشکور ہوں۔ اس کے بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ کیونکہ آل انڈیا مسلم لیگ کو آپ کا تعاون حاصل رہا ہے۔ جو پاکستان کے قیام کے لئے ضروری ہے اور جو اسلام کا نظریہ بھی ہے اور یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس خطرناک موڑ پر ہماری قومی تنظیم مسلم لیگ کی مدد کریں، اور لیگ کے امیدواروں کی مدد کریں، پاکستان کے لئے مسلم انڈیا کی رائے حاصل کریں۔ دنیا کی آنکھیں مسلم انڈیا پر منعکس ہیں اور فرنٹیر کو پاکستان کے تیر کی نوک کی حیثیت حاصل ہوگی۔

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

میرے علم میں ہے کہ آپ کی تنظیم ان اشخاص میں سے ہے جن کے باپ دادا نے اسلام کی خاطر جانی اور مالی خدمت کی ہے اور آپ اس خطرناک موڑ پر مسلم انڈیا اور مسلم لیگ کی مدد اور تعاون کے لئے بجا طور پر آگے بڑھے ہیں، جو مسلمانوں کی واحد با اختیار اور نمائندہ تنظیم ہے۔

آپ کے اظہار جذبات کی یقین دہانی نے مجھے بڑا حوصلہ بخشا کہ آپ بغیر کسی دنیاوی فائدے اور لالچ کے (اور خدا کا فضل ہے نہ آپ کو اس کی ضرورت ہے) ملک و قوم کا کام کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ کام اور خدمت کریں جو کہ ملت اسلام اور دس کروڑ مسلمانان ہند کی زندگی اور موت کا باعث ہے۔ چند نقاط کے متعلق نوٹ جو آپ نے مہربانی کر کے مجھے بھیجا ہے، میں نے اپنے دوست قاضی عبدالحکیم خٹک کو جو مہربانی کر کے مجھے دیکھنے آیا تھا پوری وضاحت کی ہے، وہ آپ کی تبادلہ خیالات کا نچوڑ بتا دے گا۔

آپ کے اس نوٹ جو پانچ نقاط کا ماخذ ہے، کے متعلق میں آپ کو بتاؤں کہ پاکستان کے قیام کا ابتدائی سوال جب حل ہو جاتا ہے تو پھر صرف

مسلم لیگ آئین نہیں بنائیگا۔ بلکہ باشندگان پاکستان، جس میں ۷۵ ٪ مسلمان ہونگے اس لئے آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مسلم حکومت ہوگی اور یہ پھر پاکستان کے لوگوں پر منحصر ہوگا کہ وہ آئین بنائیں جس کے تحت پاکستان وجود میں آئے گا اور کام چلائے گا۔ اس خطرے کو محسوس کرنے کی ضرورت ہی نہیں کہ وہ آئین ساز ادارہ جس میں خاصی مسلم اکثریت سے ہوگی۔ وہ پاکستان کے لئے اسلامی تصوّر کے خلاف آئین بنا سکیں گے اور نہ ہی حکومت پاکستان جب بھی وجود میں آجائے، اسلامی تصوّر اور اصولوں کے خلاف کام کر سکتی ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ میں ۲۰ تاریخ کو پشاور انشاء اللہ فرنٹیر کانفرنس میں شمولیت کے لئے پہنچ رہا ہوں اور میں عزت اور مسرّت سمجھتا ہوں کہ آپ سے ملنے اور بات کرنے کی سعادت حاصل ہو۔

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ مالابار ہلز بمبئی

۲۰۔ نومبر ۱۹۴۵ء

پیارے سجادہ نشین صاحب!

آپ کے ۲۰۔ نومبر کا خط مجھے ملا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ دیگر مصروفیات کی وجہ سے نہیں آسکے۔ میں ۲۴۔ نومبر کو مردان جارہا ہوں مجھے خوشی ہوگی کہ راستے میں مانکی شریف بھی جاؤں اور کچھ دیر ٹھہروں

میرا خیال ہے کہ یہاں سے گیارہ بجے روانہ ہو جاؤں اور آپ کے ساتھ آدھ گھنٹے کے لیئے ٹھہر جاؤں اور آپ سے ملنے کی سعادت حاصل کروں۔ میں دوپہر کے کھانے پر پہلے سے مدعو ہوں اس لیئے میں ساڑھے گیارہ اور بارہ بجے کے درمیان مانکی شریف میں ہونگا۔ شکریہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

ممدوٹ ولیہ ڈیوس روڈ لاہور

۱۷۔ جنوری سنہ ۱۹۴۶ء

پیارے فقیر صاحب

آپ کے ۱۴۔ جنوری کا خط جو آج بدست فتح محمد خان مجھے ملا۔ میں نے اس کے ساتھ معاملے پر پوری بات چیت کی ہے۔ آپ نے جو اطلاعات اور تجاویز پیش کی ہیں، میں اس پر آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ ان میں سے کچھ پر عمل درآمد ہو چکا ہے۔ جبکہ بقایا معاملہ میرے زیر غور ہے۔ فی الحال ہمارے تنظیم میں نئی تبدیلیاں ممکن نہیں، اگرچہ آپ کے تجاویز مفید ثابت ہوں گے۔ اب صرف چار پانچ ہفتے باقی ہیں اور جو کچھ (مسودہ) قبل ازیں تیار ہو چکا ہے۔ ہمیں اس سے مستفید ہونا ضروری ہے۔ صرف ایک طریقہ ہے کہ اس کام کو کامیابی سے چلائیں وہ یہ ہے کہ ہر فرد ذاتی اور اجتماعی طور پر گروہوں میں اظہار رائے کے ذریعے حصول پاکستان کی خاطر اپنی پوری کوشش کریں۔

یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ نیز جہاں چاہ وہاں راہ۔ اگر ہم میں قوت ارادی یگانگت اور اتحاد نہ ہو تو یہ ممکن ہے کہ مکمل مشینری اور آئین

کار آمد ثابت نہ ہوں ۔ ہماری موجودہ مشینری تیار ہو چکی ہے ۔ ہمارے چند سالوں کی کوشش کا نتیجہ ہے ۔ ہو سکتا ہے یہ اتنا قابل اور تسلی بخش نہ ہو جتنا بعض اصحاب کی خواہش ہے ۔ لیکن وہ لوگ جن کا ارادہ اور جذبہ اتحاد اور دوستی اور خود اعتمادی کے متحمل ہیں وہ موجودہ مشینری سے حیران کن کامیابی حاصل کر سکتے ہیں ۔ اسلئے میری آپ سے اور ہر مسلمان سے یہ استدعا ہے کہ پوری دل لگی کے ساتھ کوشش کریں ۔ مجھے یقین ہے کہ صوبہ سرحد میں کامیابی ہمارے قدم چومے گی ۔

میں آپ کا اور فتح محمد کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے لاہور آنے کی زحمت اٹھائی ۔ جس سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی ۔ وہ آپ کو وہی سب کچھ تفصیلاً بتا دیگا جو باتیں اس کے اور میرے مابین زیر بحث آئیں ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ کا معتقد

محمد علی جناح

۱۰۔ اورنگ زیب روڈ نئی دہلی

۳۰۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء

عزیزم پیر صاحب!

اخبارات میں پڑھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ آپ تہہ دل سے مسلم لیگ کے لیئے کام کرتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بہترین اور سب سے اہم اشخاص سامنے آئیں اور بے لوث کام کریں۔ جیسا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ نے جان لیا ہے کہ پاکستان کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیئے ایک بہت بڑی کوشش ہمارے سامنے ہے۔ خواہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ یہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ کام کریں اور ہمارے لوگوں کو منظم کریں اور آل انڈیا مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے متحد ہو جائیں۔

امید ہے آپ بخیریت ہونگے۔ نہایت ادب کے ساتھ۔

دستخط

محمد علی جناح

[illegible]

[illegible] New Delhi,
[illegible] 1945.

My dear Sajjadah N[illegible]

I am in receipt of your letter of the [illegible]th November 1945 and I thank you very [illegible] for it. [illegible] hardly say that I am most grateful to you for the powerful support which you have been pleased to give to the All India Muslim League [illegible] for the establishment of Pakistan and all that [illegible] is the duty of every Musalman at this most critical juncture to help our National Organisation the Muslim League and support the official League candidates and get the verdict of Muslim India for Pakistan. The eye of the world is fixed on Muslim India and the Frontier will be the spear head of Pakistan. I note that your organisation is of those whose forefathers [illegible] have served the cause of Islam with blood and money and that you have [illegible] come forward at this critical juncture to the support of Muslim India and the Muslim League which is the only authoritative and representative Organisation of the Muslims. I am all the more encouraged to note your expression of sentiments that you wish to work for the Millet without the slightest consideration for any wordly gain nor thank God you are in need of it. Therefore work and serve the cause which is a matter of life and death for 100 million of Muslims of India and the cause of Islam and the Millet.

With regard to some of the points of which you have been good enough to send me a note I have fully explained to our friend Qazi Abdul Hakim Khattak who was good enough to come and see me and he will explain to you fully the result of the discussion. As regards your note which raises five points may I point out to you that when the preliminary question of Pakistan being established is settled it will not be the Muslim League that will frame the constitution of Pakistan but the inhabitants of Pakistan in which 75% will be Musalmans and therefore you will understand that it will be a Muslim Government and it will be for the people of Pakistan to frame the constitution under which the Pakistan Government will come into being and function. Therefore there need be no apprehension that the Constitution making Body which will be composed of overwhelming majority of Muslims can ever establish any constitution for Pakistan other than one based on Islamic ideals, nor can the Government of Pakistan when comes into being act contrary to Islamic ideals and principles.

You know that I am reaching Peshawar on the [illegible] to attend [illegible] the Frontier Conference and I am looking forward to [illegible] and have the pleasure and the honour of a [illegible] with you.

Yours sincerely,

[illegible]

Sajjadha Nashin Sahib of
Manki Sharif, N.W.F.P.

MOUNT PLEASANT ROAD
MALABAR HILL
BOMBAY

PESHAWAR,
20th November, 1945.

My dear Sajjada Nashin Sahib,

I am in receipt of your letter of November 20th, and I am sorry that you cannot come on the 22nd owing to your other engagement.

I am going to Mardan on the 24th November, and on my way I shall be glad to go to Manki Sharif. I propose to start from here at 11 a.m. and break my journey and spend at least half-an-hour with you and have the pleasure of meeting you. I am already booked for lunch at Mardan, and therefore I I shall be at Manki Sharif between 11-30 and 12 o'clock.

Thanking you,

Yours sincerely,

M. A. Jinnah

Sajjadha Nashin Sahib
of Manki Sharif,
Nowshera, N.W.F.P.

WWW.NAFSEISLAM.COM

[illegible] Villa,
[illegible] Road,
[illegible],
17th [illegible], 19[illegible].

[illegible] Faqir Sahib,

Many thanks for [illegible] of the [illegible] January that was delivered to me by [illegible] Khan [illegible]day. I have discu[ssed] the matter fully with him and [illegible] you for all the information and suggestions that you have [illegible] [illegible] already been carried out while others are [illegible] my attention. At the present moment it is not possible [illegible] in our organisation. However, your suggestions [illegible]. There are now only four or five [illegible] left and [illegible] of what has already been set up and the only way to make it work success[fully] is that every [illegible] should make his or [her] full contribution to [illegible] the verdict [illegible] by [illegible] the polls. This is the [illegible] and where there [illegible] will [illegible]. [illegible] perfect machinery [illegible] constitution [illegible] work if there is no [illegible] will, harmony and unity amongst us. Our present [illegible] is the result of only a few years of our efforts and [illegible] and as satisfactory as some of us may desire. But the people, if they have [the] will and the spirit of unity and comradeship and [illegible] then they can make wonderful success of the present machinery. I, therefore, appeal to you and every [illegible] to do your bit make your contribution [illegible] and [illegible] victory is in the hollow of our [illegible].

[illegible]

WWW.NAFSEISLAM.COM

10 AURANGZEB ROAD
NEW DELHI

30th October 1946.

My dear Pir Sahib,

I was very pleased to read in the newspapers that you have now been whole-heartedly working for the Muslim League. We want our best and most prominent men to come forward and work self-lessly, as, I am sure, you ~~have~~ already realized that there is a very great struggle in front of us to achieve our goal of Pakistan.

It is now up to every Muslim, to whatever class he may belong, to work and organize our people and stand united under the banner of the All-India Muslim League.

Hoping you are well and with very kind regards,

Yours sincerely,

M A Jinnah

Hazrat Mohammad
Aminul-Hasnat,
Pir Sahib of Manki Sharif,
MANKI.

WWW.NAFSEISLAM.COM

GOVERNMENT HOUSE,
PESHAWAR.
N.W.F.P.

No. 29-ΣΣ(R).

Governor-General's Camp,
Peshawar.

16th April 48.

Dear Pir Sahib,

I have received your letter of the 14th of April, and I regret very much that my programme is completely full now and hence I cannot possibly arrange to meet the tribal Pirs during my present short visit, as suggested by you.

Will you please convey my thanks to them for the help and the support they gave us, as you say, during the Referendum etc.

WWW.NAFSEISLAM.COM

Yours sincerely,

M.A. Jinnah

Pir Sahib of Manki Sharif,
Sajjadha Nashin's House,
Manki Sharif,
Nowshera, N.W.F.P.

[illegible]

گرامی قدر [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] — [illegible]
[illegible]

[illegible] لیکن [illegible]
[illegible] اس لئے صحیح راستہ [illegible]
[illegible] حقیقت میں [illegible] لیکن [illegible]
[illegible] غلط [illegible]
[illegible] جو [illegible]
[illegible] پاکستان [illegible]
[illegible] جاری [illegible]
[illegible] آج [illegible]
[illegible] کوشش [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible] پاکستان [illegible]
[illegible] پاکستان [illegible]
[illegible] غلط فہمی [illegible]
[illegible] استعمال [illegible]
[illegible]
[illegible] غلط فہمی [illegible] کوشش [illegible]

[illegible] والسلام

[illegible]

A R NISHTAR

دہلی
۹/۱/۴۷

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ

گرامی نامہ ملا - دلی شکریہ۔ میرا خیریت [illegible] افغانستان ہے اور آپ کی جو عنایات
[illegible] وہ [illegible] کر سکتے ہیں آپ بخوبی انجام دے رہے ہیں۔

میں کراچی گیا تھا۔ قائد اعظم سے مفصل گفتگو ہوئی آپ کے جو مشورے میرا اس کا ذکر بھی آیا۔ امر
معلوم ہوا فیصلہ کر لیا گیا ہے - آپ 21 یا 22 ضرور دہلی تشریف لے آئیں - میں نے
ٹیلیفون پر بھی جواب [illegible] ہو جانا ہوگا - صرف ایک دو دن آپ کو ٹھہرنا
پڑے گا - اقبال خواجہ [illegible] عبداللطیف - صدیقی و محمد صادق کو سلام عرض کرتا ہوں۔

تمام احباب کو سلام علیکم

احقر العباد

نشتر

نوٹ: [illegible] پر جس تاریخ و وقت جو حاضر ہوں [illegible] اس کی اطلاع بھیج دیں -
آپ کو دہلی ہی میں ٹھہرنا ہوگا - نشتر

ص

FINANCIAL MEMBER OF COUNCIL

"گل رعنا"

نئی دہلی

۲۰ دسمبر ۱۹۴۶

مخدومی و مکرمی جناب پیر صاحب ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہونگے ۔

مجھکو نہایت افسوس ہے کہ آپ کے گزشتہ دوران قیام دہلی میں آپ سے نیاز حاصل نہ ہو سکا ۔ جو خدمت آپ اسوقت مسلمانان ہند اور اسلام کی انجام دے رہے ہیں اسکا اثر ہر مسلمان کے قلب پر ہے ۔ خداوند کریم آپ کی کوششوں کو کامیاب کرے اور اسلام کا علم بلند رہے ۔

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ نے میرے گورنمنٹ میں شامل ہونے پر
اظہار مسرت فرمایا تھا اور مبارکباد بھیجی تھی
میں تہ دل سے شکرگزار ہوں۔ اور مستدعی ہوں
کہ آپ دعا فرمائیں کہ جو ذمہ داری
مجھ پر عائد کی گئی ہے اس کو پورا کرنے کی توفیق
اپنے فرائض کو نباہ سکیں — و انجام دوں مجھ
اور اسلامیہ کی خدمات کر سکیں۔
نگاہ یگانگت ہمارا غریب سے ملاحظہ فرماتے رہا کریں

خادم
لیاقت علی خان

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

مخدومی و مکرمی پیر صاحب

السلام علیکم

آپکا سات مارچ کا مراسلہ ملا۔ اس میں آپ نے ذکر کیا ہے کہ فرنٹیئر

کے صوبہ میں اس چیز کا پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ [illegible]

[illegible] پروپیگنڈا [illegible]

جائے اور پاکستان کی حکومت [illegible] جا سکتا۔

مجھے معلوم ہے کہ جب [illegible] آپ [illegible] کی

تائید کی تو آپ [illegible]

[illegible] میں آپ نے [illegible]

[illegible] ذکر کیا تھا۔ مگر آپ نے [illegible] اپنے [illegible] کا اظہار کیا۔ ان حالات

میں کسی شخص کا اس قسم کا [illegible] بے بنیاد پروپیگنڈا کرنا سخت افسوسناک ہے

آپکو اسکا خیال نہیں کرنا چاہیے۔ آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں ہر قسم کے

لوگ ہوتے ہیں [illegible]

پروپیگنڈا کرنے سے کبھی گریز نہیں کرتے۔

آپ [illegible] کی [illegible] نہیں [illegible]

پر حکومت [illegible] آپکی دینی و ملی خدمت سے واقف ہے۔ آپ جیسے مخلص

کام کرنے والے [illegible] باعث فخر ہیں۔

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

مخلص

لیاقت علی خان

حضرت عزت مآب پیر صاحب مانکی شریف

Prime Minister's Office
Government of Pakistan
Camp Lahore

مخدومی و مکرمی جناب پیر صاحب مانکی شریف

وعلیکم السلام۔ آپ کے خط اور یاد دہانی کا شکریہ۔ مجھے بہت مسرت ہوگی

اگر آپ کل صبح ۹ جنوری کو پانچ بجے شام میرے ساتھ چائے نوش فرمادیں۔

پھر آپ سے مانکی شریف کی دعوت کے متعلق بھی گفتگو کر لیجیے۔ فقط والسلام۔

خاکسار

لیاقت علی خاں

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

صاحبزادہ محمد عبداللطیف ایم۔ایل۔اے
سجادہ نشین خانقاہ زکوڑی شریف
ڈیرہ اسمٰعیل خان (صوبہ سرحد)
پاکستان

ڈیرہ
2.12.46

محترم المقام جناب پیر مانکی صاحب زید مجدہم

تسلیم۔ سلام شریف

حضور والا۔ آپ ڈیرہ کو تشریف لائے تھے مگر افسوس کہ ایک دن بھی نہ ٹھہرے کہ جب میں شدید تکلیف سے واپس خانقاہ آیا تو صبح آپکی تشریف آوری پہلے بتایا گیا کہ ابھی واپس ہو گئے ہیں آپکو راستہ میں نہیں ملے! چنانچہ حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ ساری رات گیا تھا۔ اور اب ایسی جلدی کیا تھی۔ چنانچہ سوائے افسوس اور تعجب کے اور کچھ ہاتھ نہ آیا۔ جناب والا۔ کوئی ناراضگی تھی یا کوئی اور وجہ۔ اگر کوئی ناراضگی ہو تو معاف فرماویں۔ آپ تو بیٹھ گئے ہیں اور گاندھی والے سینہ زوری سے جو جلسے کرتے ہیں فرمائیے ویکسن مسلم لیگ کا کیا ہوا۔ آپ کا بار بار ہمارے مخالفین کو خفا ہمیں آپکی ہمراہیوں سے مایوس کر رہا ہے۔ آپ نے ہر طرف واویلا سیاست وان ہیں۔ اب کیا پروگرام ہے اور ہمیں کیا حکم ہے۔ ارشادات عالیہ سے اور مسلم لیگ اسمبلی کی آخری فیصلہ سے براہ کرم جلدی مطلع فرما کر مشکور فرمایئے۔ والسلام۔

دعا گو عبداللطیف زکوڑی

ع

پیر صاحب کے نام سابق صدر محمد ایوب خان کا خط

حکومت پاکستان

وزارتِ دفاع کراچی

۲۷۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء

عزیزم پیر صاحب

وزیر دفاع بننے کی مبارکباد کا پیغام بھیجنے پر میں آپ کا مشکور ہوں ۔ اگرچہ یہ میں نے اپنی مرضی کے خلاف اس آرزو پر قبول کیا ہے کہ میں ملک اور ملک کے لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے کچھ کام کروں ۔ میں اُمید کرتا ہوں اور میری دُعا ہے کہ میں ان کی خدمت کر سکوں ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ کا مخلص

دستخط

ایم ایوب خان

GOVERNMENT OF PAKISTAN
Ministry of Defence
KARACHI.
27 October, 1954.

My dear Pir Sahib

Thank you very much indeed for your kind message of congratulation on my appointment as Defence Minister. Though against my liking, I have accepted this position in the hope that I may be of some assistance to the country and its people in solving their very intricate problems. I hope and pray that I shall be of some assistance to them.

Yrs Sincerely
M. Ayub Khan

(M. Ayub Khan)
General.

WWW.NAFSEISLAM.COM